تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

ا

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و چہارم (۴۴)

قادیانی مشن (۷)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل و چہارم (۴۴) قادیانی مشن (۷)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۵۲۲
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

عنوان | صفحہ نمبر

انه من سليما ن و انه بسم الله الرحمن الر حيم

فا تحة الكتا ب

ا لحمد لله و الصلوة و السلا م على سيد ا لا نبياء ۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی چوالیسویں (اور قادیانی مشن کی ساتویں) جلد قارئین کی نذر کی جا رہی ہے جس میں ۷ مئی ۱۹۲۰ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے شماروں میں شائع ہونے والی حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کی تحریروں کے علاوہ مولوی سید عبد السلام آف فاروقی پریس دہلی، منشی عبد الحی صاحب کو ہاٹی، جناب محمد شریف خان بمبئی مسلم ہاؤس بٹالہ، حافظ فضل الرحمٰن آف گکھڑ ضلع گجرات، سید میر بسمل گوجرانوالہ، منشی اللہ دتا صاحب جھنگوی، بابو محمد حسین صابری بریلی، ماسٹر شیخ غلام حیدر سرگودھا، جناب مبارک احمد خلف ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی، مولوی ابو سعید محمد شریف بھٹیاں ضلع گورداسپور، ڈاکٹر حاجی نور حسین صابر کربلائی، حکیم عبد الرزاق ڈیرہ غازی خان، مولوی محمد رفیق رامپوری، جناب نواب الدین لیدر ایکسپرٹ بمبئی، مولوی نور محمد میانوی جہلمی، جناب سید نعمت اللہ برمبور بارکس مدراس، مولانا صدیق احمد مفتی ریاست مالیر کوٹلہ، مولوی عبد الغنی چک رجاوی لالہ موسی، خواجہ غلام احمد عاصی، مولوی عبد الحی فتح گڈھ ضلع گورداسپور، جناب ابو رشید احمد الدین پتوکی، مولوی محمد عبد الکریم میرٹھی، مولوی عزیز الرحمٰن بی۔اے۔ لاہور، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، جناب محمد بشیر چنیوٹی، جناب محمد عمر الدین مدرس بیرم پور ضلع ہوشیارپور، جناب محمد حسین آف ماریشس، حکیم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار بھٹیاں ضلع گورداسپور، اور جناب مولوی محمد حسین صاحب روپڑی، وغیرھم کی گراں قدر نگارشات شامل ہیں۔

مضامین ومقالات کے علاوہ مسلمانوں کے قادیانیوں سے جھنگ، مالیر

کوٹلہ، کپورتھلہ، چنیوٹ، کندیاں، سمبڑیال، چک لوٹاں، سیالکوٹ وغیرہ مقامات پر ہونے والے مباحثوں کی روداد یں بھی جلد ہذا میں شامل کر دی گئی ہیں۔ نیز ۱۹۲۱ء میں ہونے والے اسلامی جلسہ قادیان کی کاروائی بھی شامل اشاعت ہے جس میں دیوبند سے بھی علماء کرام بھی تشریف لائے تھے۔

مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنا انگریزی ترجمہ قرآن شائع کیا، اتو ماسٹر شیخ غلام حیدر چکوالی مقیم سرگودھا نے اس پر مدلل تنقیدی مضامین لکھے۔ زیر نظر دور کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس سلسلہ کے سات مضامین شائع ہوئے جنہیں جلد ہذا میں نقل کرتے ہوئے میں نے بعض مقامات پر انگریزی عبارات کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

۱۹۲۰ء میں ایک جلسہ میں شرکت کیلئے شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری، امروہہ تشریف لے گئے تھے جہاں مولوی محمد احسن امروہی (جو مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں ان کے نائب دوم تھے، اور حکیم نورالدین کے بعد مرزا محمود احمد کو منصب خلافت پر فائز کرانے میں جن کا بنیادی کردار تھا، اور جو بعدازاں مرزا محمود سے اختلافات پیدا ہونے پر بزعم خود اسے منصب خلافت سے معزول کر کے، لاہوری گروپ میں شامل ہو گئے تھے) سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ مولوی محمد احسن امروہی صاحب نے دوران ملاقات حضرت شیخ الاسلام امرتسری کو بتایا کہ وہ مرزا صاحب قادیانی کے دو ایک الہاموں کو درست نہیں سمجھتے، اور یہ کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت بھی نہیں کی۔

امروہہ سے واپسی پر شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری نے مولوی محمد احسن سے ہونے والی گفتگو کو اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع فرمایا تو قادیانی حلقوں میں ایک گونہ اضطراب کی سی کیفیت پیدا ہوگئی جو ان تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے جو اس موقع پر الفضل قادیان اور پیغام صلح لاہور شائع ہوئیں۔ یہ دلپذیر داستان بھی جلد ہذا میں شامل کر دی گئی ہیں۔

زیر نظر دور میں شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ کا ایک مضمون، کذبات مرزا، کے عنوان سے اہل حدیث امرتسر شائع ہوا۔ قادیانیوں نے اس پر خوب واویلا مچایا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری نے اسے سلسلہ مضامین کی شکل

دے کر ۶ تحریروں میں قادیانیوں کے دلائل کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیئے ۔ یہ داستان بھی جلد ہذا میں محفوظ ہوگئی ہے ۔

نومبر ۱۹۲۱ء قادیانیوں کے چوہدری فتح محمد ایم اے کا لیکچر سیالکوٹ میں ہوا جس کے نتیجہ میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سے انکا ایک مباحثہ ہوا جس میں مولانا میر نے قادیانی لیکچرار کی عربی دانی کا پول کھولتے ہوئے ، خیر القرون کی تاریخ سے ان کی واقفیت کا بھانڈہ بھی چوراہے میں پھوڑ دیا۔ یہ دلچسپ داستان جلد ہذا کے آخری صفحات میں قارئین کی ضیافت طبع کی منتظر ہے ۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۲۰ء۔۱۹۲۱ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں ۔ ممنون ہونگا۔

والسلام   فقیر بارگاہ صمدی   محمد بهاء الدين

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

قادیانی اشاعت اسلام کا راز طشت از بام ہوگیا

سید عبدالسلام آف فاروقی پریس دہلی لکھتے ہیں:

قادیانی فرقہ کو بعض سیدھے سادے مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ اس فرقہ میں جہاں خرابیاں ہیں وہاں ایک خوبی یہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگ انگلستان میں جا کر اشاعت اسلام کرتے ہیں۔ لیجئے اب انگلستان میں اشاعت اسلام کا خواب راز بھی طشت از بام ہوگیا یعنی ظاہر ہوگیا کہ یہ کیسی اشاعت اسلام ہے جو قادیانی فرقہ کے لوگ انگلستان میں جاکر کرتے ہیں۔

خلافت وفد بسر کردگی مسٹر محمد علی انگلستان گیا قادیانی فرقہ کے لئے اشاعت اسلام کا اس سے بہتر موقع کیا تھا کہ وہ خلافت وفد کو نا کام بنانے کی کوشش کر کے اسلام کے ساتھ اپنی دوستی کا ثبوت دیں۔ چنانچہ ریوٹر کے ایک تار نے قادیانی صاحبان کے دل کی کیفیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اس تار کا مطلب ہے کہ انگلستان میں جو قادیانی فرقہ کے لوگ ہیں انہوں نے ایک یادداشت شائع کر کے ممبران پارلیمنٹ تک پہونچائی ہے اور موجودہ لفٹنٹ گورنر پنجاب کو پنجاب میں جو اڈریس قادیانیوں نے دیا تھا اس یادداشت میں اس کو نقل کر کے جمہور اہل اسلام کے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہے۔

انگلستان میں زمین و آسمان خلافت کو اپنے خلاف نظر آتا ہوگا سوائے چند نیک دل انگریزوں کے۔ اب اس قادیانی حربہ کی چوٹ کھا کر امید ہے کہ ان لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں گی جو اس فرقہ کے لوگوں کا انگلستان میں ہونا اشاعت اسلام سے منسوب کرتے ہیں۔ یقین رکھنا چاہیے کہ اس فرقہ کا وجود جس طرح ہندوستان میں اسلام کی بیخ کنی کے لئے ہے ٹھیک اسی طرح انگلستان میں ان کا اصلی کام اسلام

اور اہل اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کے سوا ان کا اور کوئی مقصد نہیں

قادیانی حربہ کی یہ انگلستانی چوٹ کھا کر تعجب نہ کیجئے ذرا مرزا غلام احمد کے بیٹے (مرزا محمود احمد) کے اخبار الفضل ۱۰-۱۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو پڑھیے۔ ٹھیک اس زمانہ میں جب کہ عراق ترکوں کے ہاتھ سے نکلا ہے اس اخبار نے لکھا:

> ہر مسلمان کو ترکی سے نفرت کرنی چاہیے۔ یہ محافظ اسلام نہیں بلکہ دشمن اسلام ہے۔ آسمانی گورنمنٹ کے مطابق یہ کاروائی عمل میں آئی کہ سرکار برطانیہ ہم لوگوں کو جمع کر کے بصرے کی طرف لے جا رہی ہے جو لوگ اس خدمت میں شامل ہوں گے اس پیش گوئی کے مطابق ان کو دین و دنیا میں کامیاب سمجھو۔

اب یہ لوگ جیسی اشاعت اسلام کر سکتے ہیں اس کو ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے۔

قادیانی فرقہ کی لاہوری پارٹی نے جو اشاعت اسلام انگلستان میں کی ہے اس کا اندازہ صرف اس تار سے ہو سکتا ہے کہ لارڈ ہیڈلے اور وہ نومسلم جن کے نام بڑے طمطراق سے اخبارات ہند میں شائع ہوا کرتے ہیں ان کا اس جد وجہد خلافت میں جو اسلام اور مسلمانوں کی مرگ و زیست کی جد و جہد ہے کہیں نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ مہاتما گاندھی خلافت کے لئے ہندوستان سے ولایت جانے کو تیار ہوں اور انگلستان کے نومسلمٹس سے مس نہ ہوں باوجودیکہ پادریوں کے صلیبی وعظ کی چیخ و پکار سے انگلستان کا سارا کمرہ بھر جائے۔

یہ ہے فرقہ قادیانی کی اشاعت اسلام کی حقیقت، اور یہ ہے قادیانی نومسلموں کے ایمان اور اسلام کی کیفیت۔ لاہوری پارٹی کے صاحبان کو چاہیے کہ وہ مرزا غلام احمد کو چھوڑ کر سیدھے سادھے طریقہ سے اسلام کی اشاعت کریں اور پھر دیکھیں کہ ان کی کوشش کا کیا نتیجہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ چونکہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کو کلیۃً نہیں چھوڑا ہے اس لئے ان کے وعظوں اور کوششوں کا اگر کسی

انگریز مرد یا عورت پر اثر ہوتا بھی ہے، تو اسلام اس کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مئی ۱۹۲۰ء۔ ۱۷ شعبان ۱۳۳۸ھ ص۴)

ایک عرض خدا کے پوتے سے

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے بعض مقامات پر مست ہو کر اتنی بلند پروازی کی، کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے تو میری اولاد کی طرح ہے۔

قانون انسانی کے بموجب مرزا بشیر خداوند کریم کے پوتے ہوئے۔ ظاہر ہے کہ دادا کو اپنے پوتے سے خاص انس ہوتا ہے، اس لئے بے جا نہ ہوگس اگر ایک وفد قادیان میں اس غرض سے بھیجا جائے کہ مرزا بشیر اپنے دادا صاحب سے التجا کریں اور ناز وادا سے عرض کریں کہ جذبات مسلم کا اس آڑے وقت میں خیال رہے۔ کیا مولانا ثناء اللہ اس وفد کی رہنمائی کا عہدہ قبول کر سکتے ہیں۔

راقم: چوہدری خورشید احمد خاموش مردان ضلع پشاور

اڈیٹر: ان سے ہو سکے گا تو بحکم لا یا لو نکم خبا لا ،کوئی برائی ہی کریں گے خیر کی امید نہیں اس لئے ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ مئی ۱۹۲۰ء۔ ۱۷ شعبان ۱۳۳۸ھ ص۴)

مرزا قادیانی کے صدق وکذب کا امتحان

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کہنا ہے کہ:

ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئیوں سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہوسکتا۔ (ص:۲۸۸، آئینہ کمالات اسلام)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (بقول خود مسیح موعود) کی پیشگوئیوں کی تکذیب وتردید پر بہت مسلمانوں نے قلم اٹھایا اور میں بھی ایسا کرتا رہا مگر وہ ایک نہایت آسان کام تھا۔ آج میں اُن کی تصدیق پر جو ایک کٹھن بلکہ محال کام ہے کچھ خامہ فرسائی کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس کوشش میں مرزا صاحب ناکام فوت ہوئے اور ان مرید ہو رہے اور ہوں گے لیکن مجھے مسلمان معذور سمجھیں کہ ''عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو'' کا

معاملہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا تھا کہ

''ہنود اندر ہی اندر اسلام کے قبول کرنے کے لیے تیاری کررہے ہیں اور اسلام کی ''ڈیوڑھی کے قریب آپہونچے ہیں''

اور یہ بھی فرمایا کہ

''یہ رائے کوئی ظنی اور شکی رائے نہیں بلکہ ایک یقینی اور قطعی امر ہے۔''

(ازالہ اوہام۔ص:۱۴)

بقول آپ کے آپ کے مُنہ کی باتیں قرآن کا درجہ رکھتی تھیں اور آپ نہیں کہتے تھے جب تک خدا سے وحی نہ پاویں اگر ہندو صاحبان کا غیر احمدی ڈیوڑھی پر پہنچ جانا ثابت کیا جاوے تو اعتراض ہوگا کہ وہ بھی کافر یہ بھی کافر پس پیشگوئی پوری نہوئی لیکن میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ اہل ہنود قادیان دارالامان و پایہ تخت رسول یعنی عین قادیانی مرزا جی کی ڈیوڑھی پر جلوہٰ افروز ہیں۔ آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۸ بیساکھ کے صفحہ ۵ پر درج ہے:

''قادیان یہ وہی جگہ ہے جہاں آریہ سماج سوامی دیانند جی کی زندگی میں قائم ہوا۔ ہندوستان بھر میں جب چھ آریہ سماج قایم ہوچکے تو ساتواں سماج جو قائم ہوا وہ قادیاں سماج ہی تھا۔ مہرشی دیانند کی یاد میں تو اس جگہ دیانند انگلو ویدک اسکول لالہ لاچند لالہ کرمچند جی اور دوسری معززین کی کرپا سے کھولا گیا ہے۔ اب یہ وچار ہو رہا ہے کہ سری پنڈت لیکھرام جی کی یاد میں اس جگہ ایک ویدک لائبریری جاری کی جاوے۔ سالانہ جلسہ ۸-۹ مئی کو ہونے والا ہے۔ دیانند سکول کی عمارت اب شروع ہونے والی ہے۔''

اب کون انکار کرسکتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی ڈیوڑھی پر اہل ہنود نہیں آپہونچے۔ اور ناقوس کی آواز سن کر قادیانی مرزا جی کی روح اپنی پیشینگوئی کی صداقت پر خوش نہیں ہوتی ہوگی۔

دوم۔ مرزا صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونے کے نشان میں فرمایا کہ

''جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا (حیرت ہے کہ مرزائی صاحبان

”زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار“

کی صریح زلزلہ کی پیشگوئی کو ایک خون کی ندیاں بہانے والے عالمگیر جنگ پر چسپاں کر کے مرزا صاحب کے اس نشان کو کیوں جھٹلا رہے ہیں۔ اور ان دونوں پیشگوئیوں کو مُلا دو پیازہ کے بُت کی صورت کیوں دے رہے ہیں؟) جنگوں کے سلسلوں کو وہ یکدم مٹا دے گا۔“

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

پھر فرماتے ہیں اک معجزہ کی طور سے یہ پیشگوئی ہے (ص: ۴۴ درثمین) یہ بات دیکھ کر کہ دنیا میں جگہ جگہ یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی بے چین کانفرنسیں ہو رہی ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ معجزہ والی پیشگوئی صحیح نہیں نکلی۔

سوم:۔ مرزا جی کو الہام ہوا کہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر مینار بلند تر محکم افتاد۔“

خواجہ کمال الدین صاحب اس الہام کو اپنی کتاب صحیفہ آصفیہ کے صفحہ ۵۱ پر درج کر کے جو کچھ آگے لکھتے ہیں اس کا اقتباس یہ ہے۔ ناظرین نہایت غور سے پڑھیں اور حظ اٹھاویں۔

”اب اگر ۸۰ء کے بعد کا زمانہ اور اسلامی تاریخ دیکھی جاوے تو ظل سبحانی (نظام حیدر آباد) پر روشن ہو جاویگا کہ اس تاریخ کے بعد محمدیوں کا قدم قصرِ مذلت سے نکل کر عزت کے منار بلند کی طرف اُٹھ کھڑا ہوا نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ کے نام لیوؤں کے کام درست ہونے شروع سلطنت عثمانیہ، کہاں یورپ کا بیمار آدمی یکلخت تندرست وتوانا ہوگیا۔ وہی ایرانی جو .... اُٹھے اور حقیقی ترقی کی طرف قدم بڑھایا۔ ۸۰ء کے قریب جو مصر تھا... وہ آج اطمینان بخش حالت کی طرح ہوگئے۔ اور ان کی مرادوں کے دن بھی قریب آگئے آج افغانستان وہ افغانستان نہیں۔ کہاں وہ ف قدم مار رہا ہے۔ نصرانیت جس کا غلبہ ظہور مسیح تک مقدر تھا۔ اس میں خود بخود ضعف کے آثار پیدا ہوگئے ہیں۔ اس الہام کے کامل طور میں پورے ہونے کے دن قریب ہیں۔“ (صحیفہ آصفیہ۔ص:۵۲)

یہ پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔

جس زبان میں مرزا جی کو یہ الہام ہوا اُسی زبان کا ایک لطیفہ:

ایک دہقان کی عورت کو دردزہ تھا اور بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ جن کی مرزا صاحب نقل ہیں، بارش میں بھیگتے ہوئے وہاں آنکلے۔ دہقان نے استدعا کی کہ اس کی بیوی کے واسطے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیری عورت پر دم ڈالتا ہوں۔ پہلے مجھے اور میرے گدھے کو جگہ دی جائے۔ جگہ ملنے پر آپ نے دعا کی کہ

مرا جا شد خرم را نیز جا شد
زنِ دہقان زاید یا نہ زاید!

یعنی بارش سے مجھے اور میرے گدھے کو پناہ مل گئی۔ دہقان کی بیوی بچہ جنے یا نہ جنے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷۔ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ شعبان ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۲۰ء ص: ۷)

قادیانی اخبار الحکم سے خطاب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الحکم خفا ہے کہ جلیانوالہ باغ امرتسر میں جنرل ڈائر کی بے رحمانہ گولیوں سے جو لوگ شکار ہوئے ہیں اونکو شہید کیوں کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو شہید کہنا اسلامی شریعت کی ہتک ہے کیوں کہ اسلامی شریعت میں شہید کے لیے اسلام شرط ہے۔

ہم بھی مانتے ہیں کہ اسلامی اصطلاح یہی ہے مگر کہنے والے اسلامی اصطلاح سے نہیں کہتے کیوں کہ وہ اسلامی اصطلاح کے پابند نہیں بلکہ یہ لوگ اسی طرح اونکو شہید کہتے ہیں جس طرح آریہ لوگ پنڈت لیکھ رام کو شہید کہتے ہیں یعنی ان کے نزدیک شہید کی تعریف صرف یہ ہے کہ جو مظلوم مرا ہو وہ شہید ہے۔ جیسے قادیانی اصطلاح ہے کہ جس الہامی کی ساری یا بہت سی پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوں وہ نبی بلکہ رسول بلکہ ولد اللہ بلکہ خود اللہ اور جو الہامی طور پر اپنی موت سے جھوٹا ثابت ہو وہی صادق مصدوق سمجھا جائے۔ تو دنیا میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے اور ہر ایک کی اپنی اپنی اصطلاح ہے۔

نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷۔ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ شعبان ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۲۰ء ص: ۸)

قادیانی قلعہ پر گولہ باری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی قلعہ کی حیثیت بذات خود تو ایک کچی گڑھی سے زیادہ نہیں، لیکن اس میں سے شرارت کے شرارے چونکہ نکلتے رہتے ہیں اس لئے دشمنوں کو بھی اس پر گولہ اندازی کرنی پڑتی ہے۔ قصور ضلع لاہور میں قادیانیوں کے خلاف وہ شورش ہے کہ الاماں! قادیانی اپنے مذہب کی اشاعت کریں تو پبلک کو اتنا ناگوار نہیں ہوتا بلکہ اچھی خاصی دل لگی ان کو مل جاتی ہے مگر جب یہ لوگ کہتے کہتے یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ مسلمان کلمہ گو، گو احکام اسلام کے پابند ہوں تاہم ان کی نجات نہ ہوگی جب تک مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ مانیں گے۔ چنانچہ قادیانی گدی کے خلیفہ (مرزا محمود احمد) نے اپنی کتاب انوار خلافت میں یہ مضمون صاف لکھا ہے اس لئے قانوناً و اخلاقاً مسلمانوں کو بھی حق حاصل ہوتا ہے بقول:

محتسب خم شکست و من سرِ او

سنّ و بالسنّ و الجروح قصاص

وہ ایسا ہی سمجھیں۔ ایسا سمجھنے میں ضروری ہے کہ ان کے ساتھ اسلامی تعلقات منقطع ہوں چنانچہ گذشتہ ایام میں کٹک کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے قبرستان میں مردے دفن کرنے سے روک دیا تھا۔ اس پر مقدمہ ہوا آخر مسلمان جیت گئے۔ قصوری پبلک نے بغرض تحقیق حق اور رفع حجت مباحثہ بھی منظور کیا۔ مضمون زیر بحث اسلام مرزا تھا۔ حاضرین کی تعداد ہزاروں تھی۔ بس پھر کیا تھا اسلامی مناظر مولوی محمد علی صاحب لکھوی نے بڑی خوبی سے کفر مرزا کی دلیل اقوال مرزا سے دکھائی جس کا اثر حاضرین پر کافی سے زیادہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک ہندو معزز وکیل بابا دھنپت رائے صاحب نے اسلامی مناظر کی فتحیابی پر اظہار رائے کیا۔

اس مناظرہ کے بعد جوش حد سے بڑھ گیا اور قادیانیوں کو بالکل بائیکاٹ کیا گیا۔

قادیانی اخبار الحکم ۷ مئی سے معلوم ہوا ہے کہ ملک مالا بار کے علاقہ کنیا پور کے راجہ سلطان احمد علی صاحب نے قادیانیوں کو نوٹس دیا ہے کہ قاضی صاحب نے مع مجلس علماء کے تم لوگوں کو اسلام سے خارج کرنے کی رپورٹ کی ہے۔ تم اگر اس حکم کے برخلاف کوئی عذر کرنا چاہتے ہو تو ہمارے حضور آ کر پیش کرو۔

اسی طرح سیلون کے علاقہ میں بھی مسلمانوں اور قادیانیوں میں سر پھٹول ہوئی جس کا ذکر سیلون کے اخباروں میں ملتا ہے۔

ہمیں ان واقعات کے ذکر کرنے سے علاوہ اظہار واقعات کے ایک خاص غرض یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک ضروری اور دل خوش کن الہام کی تکذیب ہوتی ہے وہ الہام یہ ہے:

لا نبقي لك من المخزیات شیئاً۔ (الوصیت)۔

(یعنی خدا فرماتا ہے اے مرزا ہم اب تیرے حق میں کوئی بات ذلت وخواری کی نہ چھوڑینگے)

بلکہ سب طرح سے تمہاری عزت افزائی کریں گے۔ آج تک تو جو کچھ ہوتا تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ قادیانی لوگ تسلی میں تھے کہ اب دور جدید میں ہم سے لوگوں کی نفرت کم ہو جائے گی۔ مگر واقعات نے بتلا دیا کہ ہندوؤں کی مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی ہندوؤں سے نفرت کم بلکہ معدوم ہے لیکن مرزائیوں سے کم نہیں ہوئی بلکہ بحکم حدیث شریف ما سالمنا ہم منذ حاربنا ہم (آنحضرت ﷺ نے موذی جانوروں کے حق میں فرمایا ہے، فطرۃً جب سے ہماری ان کی لڑائی ہوئی ہے صلح نہیں ہوئی) جب تک یہ لوگ نیش زنی سے باز نہیں آئیں گے یعنی اسلام کو کافی جان کر بغیر تسلیم مرزا کے مسلمانوں کو نجات سے محروم نہ سمجھیں گے اور ایسی تعلیم والے مرزا سے بکلی قطع تعلق نہ کریں گے ان سے نفرت کسی طرح کم نہ ہوگی۔ یہ لوگ خود ہی مسلمانوں کے جذبات بھڑکاتے ہیں اور خود ہی شکایت بھی کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۲۰ء مطابق ۲۔۹ رمضان ۱۳۳۸ھ ص ۶)

-

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ایک شخص نے کسی اپنے دوست کو خط لکھا اس میں لکھا کہ یہاں کی ایک صحیح خبر آپ کو سناتا ہوں کہ یہاں دن کو سورج چڑھتا ہے اور رات کو ڈوب جاتا ہے۔ جیسی یہ خبر ایک معمولی ناقابل بیان تھی اسی طرح قادیانی کذب بیانی اپنی کثرت اور روحانیت کے لحاظ سے ایک معمولی سی بات ہے۔ کیوں؟

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مگر قادیانی اخبار الفضل نے اپنی فضیلت کے ثبوت میں ایک نئی کذب بیانی شائع کی ہے جس کا ذکر کرنا مفید ہوگا۔

امرتسر میں ۱۴۔ اپریل ۱۹۲۰ء کو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے لیکچر میں خود لیکچرار کی ناقابلیت سے جو شور اٹھا، اس میں قادیانی اخباروں میں میری چھپی لگائی گئی۔ میں نے جب اس کی تردید کی تو راست گو جماعت کے آرگن کا راست گوا ڈیٹر بجائے شرمندہ ہونے کے الٹا ایک اور جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ قبیح بلکہ اقبح ہے۔ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اس کے اصلی الفاظ درج ذیل ہیں:

مولوی ثناء اللہ نے بکمال چالاکی (چالاکی نہیں بلکہ بکمال دوراندیشی جو ایک مومن کامل کی شان ہے بحکم اتقوا مواضع التھم۔ ثناء اللہ) جلسہ کی تقریر میں (جہاں خلیفہ قادیان کی تقریر تھی) آنے سے انکار کیا مگر جہاں ان کے شاگرد رشید اور صحیح قائم مقام مولوی عطاء اللہ باہر اپنے رقص فتنہ زا میں مصروف تھے اور اپنی لگاتار گالیوں کی غلاظت اگل رہے تھے وہاں آنے سے انہوں نے انکار نہیں کیا اور نہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس جگہ آئے اور ان کا آنا مع ان تمام حرکات کے جو اس وقت ان سے سرزد ہوئیں دیکھنے والوں کو خوب یاد ہیں۔

(الفضل قادیان ۱۰ مئی ۱۹۲۰ء ص ۷)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ مقولہ کذب مقالہ ایک ایسے ذمہ دار شخص کے قلم سے نکلا ہوا ہے جو مسیح اور مہدی کی جماعت کا ذمہ دار مؤذن ہے جو اس کی آواز کو ملک میں پہنچانے والا ہے۔ اس لئے اسی مقولہ کی تحقیق سے اس جماعت کی روحانیت اور صداقت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ہاں صاحب! آیئے اس فقرہ کا ثبوت دیجئے کہ مولوی عطاء اللہ سلمہ اللہ وفقہ لما یحب و یرضی (جو نہ تو میرے شاگرد ہیں اور نہ قائم قائم) کی بیرون منڈوہ تقریر کرنے کے وقت میں وہاں تھا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ مبلغ تین سو روپیہ جو مباحثہ لدھیانہ میں قادیانیوں سے مال غنیمت مجھ کو ملا تھا، اس میں سے ایک سو روپیہ میں واپس بطور انعام تم کو دوں گا۔ اور اگر یہ رقم کم سمجھیں تو پوری تین سو بھی دینے کو تیار ہیں۔ آیئے امرتسر میں کوئی معزز آدمی منصف بنا کر فیصلہ کرائیں۔ میں اپنی شہادت میں افسران پولیس کو پیش کرونگا جن کے سامنے سب واقعات ہوئے۔ وہ خود بتادیں کہ جھوٹ کس فریق کا ہے:

تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

میرے احمدی دوستو!

سچے ہو تو اپنے فاضل اڈیٹر کو سامنے لاؤ اور وہ نہ آئے تو بحکم کو نوا مع الصادقین تم بھی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو ایک وقت آنیوالا ہے جس میں سب تعلقات ٹوٹ جائیں و تقطعت بھم الاسباب۔ اس وقت ساتھی صرف راست پسندیا ور حق گوئی ہوگی۔ پس اس وقت کا ذرا اندازہ کرلو۔ آہ!

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی
چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۲۰ء۔ ۲۔۹ رمضان ۱۳۳۸ھ ص ۶۔۷)

دونوں پارٹیوں میں مباحثہ

قادیانی مشن کی قادیانی پارٹی میں سے ایک شخص قاضی محمد یوسف پشاوری نے لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی ایم اے کو نوٹس دیا ہے:

آپ ہماری شکایت کرتے ہیں کہ ہم مسئلہ ختم نبوت میں قرآن شریف سے فیصلہ نہیں کرتے بلکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کو نوٹس دیتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ محض قرآن شریف سے فیصلہ کریں۔ (الفضل قادیان ۱۰ مئی۔۱۹۲۰ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہماری رائے میں مولوی محمد علی لاہوری کا باوجود احمدی کہلانے اور مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مصلح اعظم ماننے کے ان کے اقوال سے فیصلہ نہ کرنا ٹھیک نہیں، بلکہ اس مثال کا مصداق ہے:

تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

لیکن خیر جب قرآن مسلّم ہو گیا تو اب کیا دیر ہے۔ ہم اس مباحثہ کو سننے کے مشتاق ہیں۔ امرت سر میں ہو تو خدمات بھی پیش کرتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۲۰ء مطابق ۲۔۹ رمضان ۱۳۳۸ھ ص ۷)

مرزائی دجل کی ایک تازہ مثال

مکرم بندہ مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں ایک رسالہ بمعہ نقل دو عدد تحریر ارسال کرتا ہوں اور اس کے متعلق مفصل حالات بھی تحریر کرتا ہوں۔ اصل تحریر میرے پاس ہیں ان کی نقل اور رسالوں اور اخباروں میں بھی روانہ کرونگا۔ اور امید ہے کہ آپ اپنے قیمتی پرچہ میں جگہ دیں گے۔ اصل واقعہ تحریر ہے:

مسمی عبداللطیف ولد حاجی عبدالکریم مرزائی ہر وقت مسلمانوں میں بیٹھ کر

قادیان کا ذکر کرتا رہتا تھا۔ یا کوئی رسالہ لے آتا تھا جس کو مکرمی استاد غلام محمد صاحب ردّ کرتے رہتے تھے۔ مگر واہ رے بے حیائی، مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ٦ مئی کی رات کو استاد صاحب کے مکان پر میں بھی گیا، وہاں استاد غلام محمد صاحب، ملک پیراں دتہ صاحب، حاجی عبدالرحمٰن خان صاحب، حاجی عبدالغنی خاں، نور محمد خان، معراج الدین خاں، اور مسجد محلّہ کے امام صاحب وغیرہ موجود تھے۔ حسب عادت وہاں معراج شریف کا ذکر تھا، اور آپ اپنے عقائد کی چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے جب میں نے تردید کرنی شروع کی تو آپ نے کہا اگر حدیث شریف سے ثابت کردو کہ آپ جسم مبارک سے معراج کو سدھارے تو میں اپنے مذہب سے تائب ہوکر مسلمان ہو جاؤنگا۔ میں نے کہا ابھی حدیث منگوا کر دکھا دیتا ہوں۔ آپ نے کہا صبح دیکھا جائے گا۔ اس کے بعد حیات مسیح پر آپ کو مجبور کیا۔

المختصر آپ سے وعدہ ہوا کہ صبح اگر دونوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لونگا تو تائب ہو جاؤنگا۔ کچھ دیر کے لئے آپ کو خاموشی اختیار کرنی پڑی۔ وہ جو جو ہر وقت کا آپ کا واویلا تھا ختم ہو گیا۔

بعد میں میں نے کہا کہ عبداللطیف! جب تمہارے خلیفہ کو اتنا علم نہیں کہ کرنیل کا درجہ بڑا ہے یا جرنیل کا، تو اس کو اپنے مذہب اسلام سے کیا واقفیت ہوسکتی ہے۔ اس پر آپ ذرا برہم ہوئے اور فرمایا واہ جی واہ کئی فوجی اہلکار ہمارے خلیفہ صاحب کے مرید ہیں کیا ان کو علم نہیں ہوسکتا۔ میں نے کہا اس پر اور لطف کی بات یہ ہے کہ باوجود مرید ہونے کے پھر آپ کو خبر نہیں۔ فوجی بھی مرید ہوں اور انٹرنس فیل بھی ہوں، پھر بھی خبر نہیں۔ آپ نے کہا کہ دکھلاؤ کہاں ہے۔ خواہ مخواہ ایسے الفاظ خلیفہ کے برخلاف استعمال نہ کرو۔ میں نے کہا اگر دکھلا دوں تو پھر قادیانی عقیدہ سے تائب ہوکر مسلمان ہو جاؤ گے؟ آپ نے قسم کھا لی۔ میں نے سوچا کہ ہر ایک اپنے عقائد سے تائب ہونے کو ہے۔ اس طرح نہیں، ایک تحریر میں دیتا ہوں اور ایک آپ مجھ کو دے دو جو ہم میں سے جھوٹا ہو وہ دوسرے کا مذہب اختیار کرے۔

اسی بحث میں بارہ کے قریب ہوں گے کہ نور خان صاحب میرے کہنے پر فیروز دین موچی کے مکان سے اس کو سوتے سے جگا کر اس کی دکان کھلوا کر آپ کا

اخبار اہل حدیث ۳۰ ۔ اپریل ۱۹۲۰ء لائے اور صفحہ ۱۰ نکال کر رسالہ ریوتو قادیان مارچ ۱۹۲۰ء کا مضمون جو نقل کیا ہوا تھا دکھلایا۔ جس پر آپ نے کہا کہ مجھ کو رسالہ مذکور آتا ہے صبح دیکھونگا۔ اگر ٹھیک نکلا تو میں سچے دل سے تائب ہو جاؤنگا میں نے کہا ابھی تحریر ہو جائے چنانچہ استاد غلام محمد صاحب کاغذ قلم دوات لائے ایک میں نے تحریر دی، ایک لے لی۔ نقل حرف بحرف یہ ہے: من آنکہ محمد عبداللطیف ولد حاجی عبدالکریم قوم ککے زئی ساکن بٹالہ کا اقرار کرتا ہوں کہ جو مضمون اہل حدیث اخبار امرتسر مورخہ ۳۰۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں جو عبارت رسالہ ریویو قادیان بابت مارچ ۱۹۲۰ء کا نقل کیا ہوا ہے بابو محمد شریف صاحب ککے زئی نے دکھایا ہے۔ کل میں اس کو ریویو مذکور میں دیکھونگا ۔ اگر واقعی درست عبارت نکلی جو اہل حدیث نے نقل کی ہے تو میں بذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتا ہوں کہ میں آئندہ احمدیہ جماعت قادیانی سے سچے دل سے تائب ہو جاؤنگا اور حنفی مذہب اختیار کرونگا۔ فقط بقلم محمد عبداللطیف احمدی بوقت شب ٦ مئی ۱۹۲۰ء

تقریباً ۲ بجے شب کو سب مجلس اپنے اپنے گھر کو برخواست ہوئی۔ صبح انتظار کیا گیا۔ انتظار کے بعد بلا بھیجا تو خبر آئی کہ آپ کتب تلاش کر رہے ہیں۔ نو بجے کے قریب تشریف لائے اور ہاتھ میں ریویو مارچ ۱۹۲۰ء پکڑا ہوا تھا اور صفحہ ۱۰۵ نکالا ہوا تھا یہ کہتے ہوئے تشریف لائے کہ چلئے قادیان اور بیعت کیجئے۔ جب صفحہ مذکور میں نے پڑھا تو اس میں وہ الفاظ نہ تھے۔ رسالہ مذکور ارسال خدمت ہے۔ ایمان سے کہتا ہوں کہ صفحہ دیکھ کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ میں گھبرا گیا۔ گھبراہٹ میں دو تین دفعہ صفحہ دیکھا اور آپ یہ کہتے تھے کہ اول تو تحریر ہی نہیں۔ اگر ہوتی تو میرا عقیدہ ہے کہ وہ لفظ اڑ جائیں گے۔ رات کے حاضرین کے علاوہ پندرہ بیس اشخاص وہاں اور جمع ہو گئے۔ میں نے کہا کہ اب تو اپنے قول سے اپنا پیارا اسلام چھوڑنا پڑا۔ اور جہنم میں اپنے ہاتھوں خود جانا پڑا۔ خیر میں نے فہرست مضامین ٹائٹل کے صفحہ سے دیکھ کر ورق گردانی شروع کی، تو مارچ کا ریویو ۱۹۲۰ء کی فہرست مضامین میں جو مضمون وصفحہ تحریر تھا اندر رسالہ میں وہ بات نہ نکلی۔ ریویو مذکور صفحہ ۷۷ سے شروع ہوتا تھا اور صفحہ ۸۱ سے بعد غور معلوم ہوا کہ سرورق تو مارچ ۱۹۲۰ء کا ہے اوا اندر مارچ ۱۹۱۹ء کا رسالہ، کیونکہ اندر جلد نمبر ۱۸ ہے اور باہر جلد ۱۹۔ باہر کی جلد نمبر ۱۹ کا ٹا ہوا تھا۔ جب

یہ فریب ثابت ہوا تو میں نے کہا کہ اس قدر بے ایمانی اور دھوکہ دہی؟ تو آپ بولے کہ کاتب کی غلطی۔ دغا آپ نے کیا اور نام کاتب غریب کا۔ کیا تمہارا مذہب یہی ہے۔ اب تو میں تم کو مسلمان کرونگا نہیں تو بذریعہ عدالت تبدیلی مذہب اور دھوکہ دہی کی داد چاہوں گا۔ میں نے اسی وقت دوسرا رسالہ منگوایا اور صفحہ مذکور دکھلایا۔ اس پر آپ اس قدر شرمندہ ہوئے اور اپنے کرتوت پر خوب نادم ہوئے اور ہنس کر بولے دست بستہ عرض ہے کہ آپ سچے اور میں جھوٹا اور توبہ کرتا ہوں۔

میں نے کہا اس طرح توبہ نہیں، توبہ بذریعہ اعلان ہونی چاہیے۔ اس لئے بہتر ہے کہ جس طرح رات کو تحریر ہوگئی تھی اسی طرح توبہ نامہ بھی تحریر کردو۔ چنانچہ اس سے توبہ نامہ تحریر کروالیا گیا۔ نقل تحریر توبہ نامہ:

میں محمد عبداللطیف ولد حاجی عبدالکریم ککے زئی ساکن بٹالہ اپنے پہلے تمام عقائد سے متعلقہ مرزا محمود احمد صاحب قادیانی سے وابستہ ہیں قطع تعلق کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور وہ مذہب اختیار نہ کرونگا۔ فقط ۷ مئی ۱۹۲۰ء۔
یہ تحریر بابو محمد شریف کو دیتا ہوں۔ راقم عبداللطیف۔ دستخط بحروف انگریزی

اسی دن جمعہ مسجد بٹالہ میں تمام کاروائی اور رسالہ کا دھوکہ دینا وغیرہ حاضرین کو بتلایا گیا اور آپکی خدمت میں مفصل حالات تحریر ہیں بلکہ آپ مہربانی کریں تو توبہ نامہ چھپوا کر علیحدہ روانہ کریں تاکہ مشتہر کیا جاوے۔ یا جو کچھ مناسب ہو اپنے اخبار میں مضمون نکالنے کے علاوہ ایک اشتہار کی صورت میں چھپوا کر بہت سے روانہ کریں

بقلم محمد شریف خان بمبئی مسلم ہاؤس۔ بٹالہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ یہودی آنحضرت ﷺ کے حضور میں ایک مقدمہ کے لئے آئے۔ تورات کی عبارت پڑھنے کی ضرورت ہوئی تو جو مضمون یہودیوں کے خلاف تھا یہودی عالم نے اس پر ہاتھ رکھ کر ادھر ادھر سے پڑھنا شروع کیا پاس ہی حضرت عبداللہ بن سلام تھے جو تورات کے عالم تھے انہوں نے اس کا ہاتھ اٹھوا کر وہ مضمون پڑھوایا تو یہودی شرمندہ ہوئے۔ مگر بٹالہ یہ واقعہ یہودیوں کے اس واقعہ سے بڑھ کر ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ خط پڑھتے پڑھتے جب میں آپ کے اس

فقرے پر پہنچا کہ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی ، تو مجھے بھی اتنی گھبراہٹ ہوئی کہ سارا خط پڑھنے سے پہلے میں خود اٹھا کہ ریویو کی فائل دیکھوں کہ کہیں غلطی سے اپریل کے رسالہ کو مارچ کا نہ لکھا ہو مگر الحمد لله حصحص الحق ایسی حرکت اگرچہ دیانت اور امانت کے تو خلاف ہے مگر سنت مرزائیہ میں اس کی نظیر ملتی ہے اسلئے کوئی شخص مرزائی ہو کر ایسا کرے تو چنداں قابل ملامت نہیں وہ نظیر یہ ہے:

مرزا صاحب نے اپنی متعدد تصانیف تریاق القلوب وغیرہ میں لکھا ہے کہ مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل علی گڈھی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہم دونوں (مولوی صاحبان اور مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا چنانچہ وہ پہلے مر گئے اور میں زندہ ہوں پس میں سچا ہوں ۔مولوی غلام دستگیر کی کتاب کا نام اور صفحہ بھی ایک جگہ دیا ہے حالانکہ دونوں عالموں کی کتابوں سے اس مضمون کا نام ونشان نہیں ملتا ۔ میں اعلان کرتا ہوں کوئی مرزائی مرزا صاحب دعوی ان دونوں عالموں کی کتابوں سے دکھا دے تو مبلغ یک صد چہرہ دار انعام لے اس لئے بٹالوی واقعہ اخلاقی اور مذہبی رنگ میں تو بہت برا ہے مگر مرزائی طریق چنداں قبیح نہیں بلکہ سنت مرزا ہے ۔

آج کل کے مناظرات میں حوالجات دیکھنے میں مناظروں کو بڑی احتیاط چاہیے ۔مخالف کی کسی بات کا جواب دینے سے پہلے تصحیح نقل مقدم ہے ۔علم مناظرہ کی کتاب رشیدیہ میں یہی ہدایت لکھی ہے ۔

ایک غلطی آپ سے بھی رہ گئی ۔عہد نامہ میں لکھا تھا کہ میں مذہب حنفی قبول کرونگا مگر توبہ نامہ میں صرف میاں محمود سے قطع تعلق لکھا ہے،لیکن حنفی مذہب کی قبولیت نہیں لکھی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۲۰ء مطابق ۲۔۹ رمضان ۱۳۳۸ھ ص ۱۴۔۱۶)

<u>عقاید مرزائیہ سے توبہ</u>

حضرت قبلہ مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مندرجہ ذیل اصحاب مع خاکسار راقم الحروف بدرگاہ رب العزت نہایت عاجزی اور سچے دل سے عقائد مرزائیہ سے تائب ہوتے ہیں اور خداوند تبارک وتعالی ہماری توبہ قبول فرما کر ہمارے گذشتہ گناہوں پر قلم عفو پھیرتا ہوا ہمیں راہ مستقیم پر استقلال کے ساتھ قائم رکھیں ۔آپ بھی دعا فرمائیں کہ یہ ہماری

توبہ اور دعا قبول فرمائے جو اصحاب تائب ہوئے ہیں ان کے نام نامی مندرجہ ذیل ہیں بابو عبدالرحیم نقشہ نویس۔ بابو محمد حسین نقشہ نویس۔ بابو محمد اسماعیل اور ایک اور بزرگ بابا کریم بخش جو عرصہ ۱۴۔۱۵ سال سے مرزائی تھے۔ ممتاز الدین صدیقی از امرتسر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔۲۸ مئی ۱۹۲۰ء ص ۲۱)

ملت بابیہ ایران وملت محمودیہ قادیان

(منقول از پیغام صلح لاہور ۵ مئی ۱۹۲۰ء)

کچھ عرصہ ہوا کہ ایران میں ایک نیا فرقہ اسلام کا دشمن پیدا ہوگیا ہے۔ اس فرقہ کے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم منسوخ اور اسلام باطل اور آنحضرت ﷺ کی نبوت بے کار ہوگئی ہے یمحو ا الله مایشاء و یثبت قرآن مجید سے بہتر کتاب اقدس ہے کہ جو حضرت بہاء اللہ نے مخلوق کے لئے نازل کی اس فرقہ کا نام بابیہ یا بہائیہ ہے۔ اس جماعت نے اپنا دعوی ثابت کرنے کے لئے کثیر آیات قرآنیہ سے استدلال کیا اور ایک انبار احادیث کا پیش کر کے اپنا علم کلام مدون کیا۔ یہ فرقہ اسلام اور قرآن کریم کی تعلیمات کو اب دنیا کے لئے مضر خیال کرتا ہے اس فرقہ کا اہم مسئلہ جو کہ اس مذہب کا بنیادی پتھر ہے یہ ہے کہ ختم نبوت کے مفہوم میں امت مسلمہ کو غلطی ہوگئی ہے ختم کے معنی بند ہونے کے نہیں بلکہ حقیقت واحدہ مطالع مختلفہ میں نمودار ہوتی ہے بلحاظ نفس حقیقت کوئی فرق نہیں لا نفرق بین ا حدٍ من رسله جس حقیقت ربوبیت نے محمدی جامہ پہن کر شریعت اسلام وضع کی تھی اسی حقیقت نے کامل طور پر باب اور بہاء اللہ میں بروز کر کے شریعت بیان کی اور اقدس کو نازل کیا۔

یہ خلاصہ ہے اس ایرانی مذہب کا جو کہ اسلام کو درہم برہم کرنے کے لئے محمودیت سے پہلے سرزمین ایران سے ظاہر ہو چکا ہے اور حضرت صاحبزادہ محمود احمد (گدی نشین قادیان) کی طرح جناب عبدالبہاء عباس آفندی بہاء اللہ کا خلیفہ بلافصل اس مذہب کا مروج ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ عیسائی ممالک میں اس مزہب کی تبلیغی کوشش میں کامیابی ہوئی ہے اور عیسائی اس جدید فرقہ کے حامی اور مددگار ہیں اور اس حمایت

کی وجہ بجز عداوت اسلام اور کچھ نہیں ہے ... حسین قلی داغستانی اپنی کتاب معتقدات البابیہ میں لکھتا ہے:

اگر واقعات پر غور کی جائے تو محمودیہ مذہب کا تولد اور نشو ونما اسی بابی علم کلام اور خیالات کا نتیجہ ہے، جن قرآنی آیات کو بابی علماء نے محرف کر کے اپنے مذہب کی بنیاد بنایا ہے محمودی علماء نے وہی الفاظ نقل کر کے اپنے مذہب کے اصول قائم کئے ہیں چنانچہ بذریعہ پیغام صلح پہلے بتایا گیا ہے کہ آیات

یا بنی آ د م امّا یأ تینکم

و یلقی الرو ح من امرہ

اور معنی خاتم النبیین و لا نبی بعدی کتاب ایقان اور الفرائد کی نقل ہے۔

آج ناظرین کے سامنے ایک اہم استدلال محمودیوں کا پیش کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انجمن قادیان سے تفسیر شائع ہوئی ہے کہ

والّذین یؤ منو ن بما انز ل الیك و ما انز ل من قبلك و بالآخرۃ ھم یو قنون۔

خلاصہ یہ ہے کہ بالآ خرۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے۔ یہ استدلال علماء محمودیہ نے کہاں سے لیا۔ اور کس طرح بہاء اللہ کا لباس ناموزوں مسیح موعود کو پہنایا۔ میں اصل عبارت بابی کتاب کی نقل کرتا ہوں ملاحظہ ہو کتاب بحر العرفان صفحہ ۱۴۱

برائے منکران ظہور اعظم ہمیں یک آیت کافی است ..

و الذین یو منو ن بما انز ل الیك و ما انز ل من قبلك و بالآخرۃ ھم یوقنو ن

یعنی کسانیکہ ایمان آوردہ اند بآنچہ کہ فرو رستادہ شد قبل از تو، وآنچہ نازل شود بعد از تو یعنی در آخر زمان، موقن شوند، درحق چنیں اشخاص مے فرماید اولئك علی ھدی من ر بھم و او لئك ھم المفلحو ن۔ وایں آیت راچوں بحساب ابجد بیرون آری میشود ہزار و دو ... است سی و پنج یا سنہ تولد حضرت باب،۔

اس لئے محمودی (قادیانی) علماء حضرت میرزا صاحب کو احمد بنانے کے لئے

بلفظہ اس استدلال کو اخذ کیا ہے لیکن حساب ابجد چھوڑ دیا کہ یہ سن تولد مسیح موعود (مرزا) نہیں ہے۔

اگر ایسے استدلال صحیح ہوتے تو مثیل مسیح موعود (مرزا قادیانی) یہ دلائل نظر انداز نہ فرماتا، اگرچہ علمی طور پر پھر بھی محل باقی ہوتی ۔ یہ خیال بھی بابیوں ہی سے اخذ کیا گیا ہے کہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں اور یہ بھی بابیوں کا پس خوردہ ہے کہ احمد آنحضرت ﷺ کا نام نہیں ہے، لیکن ان مسائل پر پھر کبھی عرض کرونگا۔ بہرحال محمودی علماء کو مذاہب باطلہ کے اصول اختیار کرنے کے وقت بجائے خود بھی صحت وعدم صحت کا امتحان فرمانا چاہیے ورنہ مذہب تیما پوری سلسلہ ظہیریہ کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاسل پیدا ہوجائیں گے۔

اصولاً یہ دونوں سلسلے یعنی بابی اور محمودی اکثر مطابق ہیں بابیوں نے بھی اسلامی عداوت میں عیسائیوں کی ہمدردی حاصل کی اور محمودیوں نے مسلمانوں کی مخالفت کر کے عیسائیوں کے پاس ہردلعزیز بننا چاہا۔ لیکن مذہب بابیہ سے اسلام اور مسلمانوں کو چنداں خطرہ نہیں جتنا کہ مذہب محمودیہ سے ہے۔ کیونکہ محمودیت اسلام اور احمدیت کا لباس پہن کر مخالفین دین کے رطب ویابس خیالات کو احمدیہ لٹریچر میں داخل کر رہی ہے اور تدریجی طور پر احمدیت اور اسلام کا ستیاناس ہو رہا ہے اور بابیت کی خصوصیات بھی بہ نسبت محمودیت بہت معقول اور دل چسپ ہیں۔

۱۔ بابی تاویلات ایسی نہیں کہ یدعی الی الاسلام، اور اسمہ احمد کی غیر معقول تاویل کر کے تمام علماء کو بحث کے لئے مدعو کریں۔

۲۔ اسمہ احمد میں بابیوں کی تاویل میں یہ تکلف نہیں کہ غلام احمد کو غلام نہ رہنے دیں۔

۳۔ بطور نمونہ بمقابلہ علمائے محمودیہ بابیوں کی تاویلات یہ ہیں:

مخالفین نے باب کو مفسد اور عذاب سمجھا، باطن پر غور نہیں کیا حالانکہ قرآن کریم میں له باب باطنه فيه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب

چونکہ قرآن کے بعد انسان کامل پر البیان کا نزول اس قدر تھا لہذا قرآن فرماتا ہے الرحمن۔ علم القرآن خلق الانسان و علمه البيان ۔ چونکہ قائم

سید علی محمد ہے لہذا قرآن میں، قم ع قق قق قائم، س سید ع علی مح محمد

چونکہ ہر ایک قوم کی شریعت کا زمانہ مقرر ہے لہذا قرآن فرماتا ہے لکل امة اجل

۴۔ محمودی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کمال اسی میں ہے کہ مسیح موعود بھی افضل الرسل ہو۔ بابی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ اسی میں ہے کہ وہ کمال آنحضرت میں محدود نہ ہو، بلکہ وہ قادر مطلق باب اور بہاء اللہ میں بہتر ظہور کرسکتا ہے۔ ختم نبوۃ میں ظہور الٰہی کو محدود کرنا شرک ہے انّ الشرك لظلم عظيم ۔

یہ نمونہ ہے بابی حقائق اور محمودی معارف کا۔ ناظرین ذرا غور فرمانا کہ اسلام اور مسلمانوں پر ایک ادبار اور مصیبت کا زمانہ آ گیا ہے۔ یہ محمودی قوم وہی ہے جن میں مسیح موعود خدمت اسلام کے لئے مامور ہوا تھا اور آج یہ قوم کس باریکی کے ساتھ اسلام کا بیڑہ غرق کر رہی ہے

فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوة و اتّبعوا الشّهوات فسوف يلقون غيّاً ۔

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہماری رائے بہت مدت سے ہے جس پر ہم آج تک علی وجہ البصیرت قائم ہیں کہ میاں محمود احمد قادیانی اپنے باپ (مرزا غلام احمد) کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ لاہوری پارٹی نے مرزائی تعلیم کا رنگ پھیکا کر دیا ہے۔ باقی جو کہا ہے کہ قادیانی مذہب بابیہ کی نقل ہے، بہت ٹھیک ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔ جون ۱۹۲۰ء مطابق ۱۶ رمضان ۱۳۳۸ھ ص ۳، ۴)

محمد احسن امروہی سے میری ملاقات اور گفتگو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مولوی محمد احسن صاحب علماء اہل حدیث میں ایک مشہور عالم اور مصنف تھے۔ نواب صاحب بھوپال (سید محمد صدیق حسن خان) کے زمانہ میں آپ بھوپال میں ملازم تھے اس سے بعد آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید یا معتقد ہوئے تو جماعت

اہل حدیث سے علیحدگی ہوگئی۔

گذشتہ فروری میں انجمن اشاعت اسلام امروہہ کے جلسہ میں میں گیا، تو یہ سن کر کہ مولوی محمد احسن صاحب بیماری کی وجہ سے معذور ہیں اور ملاقات کے متمنی ہیں، میں ان سے ملنے گیا۔ مولوی محمد احسن صاحب کی عمر بقول ان کے آج کل پچاسی برس کی ہوگی۔ بڑھاپے کے علاوہ مرض فالج سے بھی مجبور ہیں۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے انتقال پر افسوس کیا۔ فرمایا ہمارے بہت پرانے دوست تھے۔ باوجود اختلاف شدید کے آنے جانے والوں سے ہماری خیر خیریت پوچھا کرتے تھے۔ اثناء گفتگو میں مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی کے متعلق ذکر آیا تو آپ نے آیت

فلاو ربك لا يؤمنو ن حتّى يحكّمو ك فيما شجر بينهم

مکرر سہ کرر پڑھ کر اس بات پر بڑا زور دیا کہ پیغمبر ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اس کا ماننا داخل ایمان سمجھا جاوے۔

مرزا صاحب کے تو تین چار الہاموں کو میں شروع ہی سے نہیں مانتا، بلکہ میں تو ان کی بیعت بھی نہیں کی تھی، ہاں کی خدمات اسلام کی وجہ سے ان کا معتقد تھا۔ پھر میں نے پوچھا آپ کے نزدیک ہم (منکرین مرزا) اور قادیانی پارٹی (قائلین نبوۃ مرزا) میں سے اچھا کون ہے۔ فرمایا آپ لوگ اچھے ہیں وہ تو غالی ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی

فلا و ربك لا يؤمنو ن حتى يحكمو ك فيما شجر بينهم

فرمایا ہم نے فتوی مدلل لکھ دیا ہے کہ غیر احمدیوں کے پیچھے اقتداء جائز ہے اس فتوی پر ہماری جماعت کے علماء کے دستخط ہو رہے ہیں، بعد دستخطوں کے شائع ہوگا

ان فقروں میں میری سماع میں ایک دو فقرے عجیب معلوم ہوئے۔

۱۔ میں نے مرزا صاحب سے بیعت نہیں کی۔

۲۔ تین چار الہام مرزا صاحب کے میں شروع ہی سے نہیں مانتا۔

میرا یہ بیان حلفی ہے و کفی با لله شهيداً ۔(اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ رمضان ۱۳۳۸ھ۔ ۵ جون ۱۹۲۰ء ص ۴)

(امروہہ میں ہونے والی ثنائی امروہی ملاقات کے تعلق سے الفضل قادیان ۱۰ جون ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۶ یہ خبر شائع ہوئی:

مولوی محمد احسن صاحب سے مولوی ثناء اللہ کی گفتگو

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار مورخہ ۵ جون میں مولوی محمد احسن صاحب سے اپنی ملاقات کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے گو وہ حلفی بیان ہے تاہم ان جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا پر عمل کرتے ہوئے ذیل میں تحقیق کے لئے درج کیا جاتا ہے:

(پھر اخبار اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۲۰ء والی پوری خبر درج کی گئی ہے۔ بہا)

اس کے بعد الفضل قادیان ۱۲ جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۹ پر لکھا ہے:

مولوی محمد احسن کا کھلا خط بنام مولوی ثناء اللہ امرت سری

۱۰ جون ۱۹۲۰ء کے الفضل میں ہم نے مولوی ثناء اللہ کی مولوی محمد احسن صاحب سے وہ گفتگو نقل کی تھی جس کے درست ہونے پر انہوں نے حلف اٹھائی تھی، اور جس میں کی ایک بات یہ تھی کہ مولوی محمد احسن صاحب نے مولوی ثناء اللہ سے کہا:

مرزا صاحب کے تو تین چار الہاموں کو میں بھی شروع ہی سے نہیں مانتا۔ بلکہ میں نے تو ان کی بیعت بھی نہیں کی تھی، ہاں ان کی خدمات اسلامیہ کی وجہ سے ان کا معتقد تھا۔

حال میں مولوی محمد احسن صاحب کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کے نام ایک خط (جو انہوں نے پیغام صلح کو شائع کرنے کے لئے بھیجا تھا مگر اس نے کئی دن تک شائع نہ کیا) ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اگرچہ اس سے مولوی ثناء اللہ کے شائع کردہ حلفیہ بیان پر کوئی روشنی نہیں پڑتی کیونکہ اشاروں اشاروں میں کچھ کہا گیا ہے، جسے مولوی ثناء اللہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ہم اسے اس خیال سے ذیل میں درج کرتے ہیں کہ ممکن ہے اشاروں سے گذر کر اصل گفتگو بیان کر دینے کی نوبت آ جائے۔

اس موقعہ پر ہم مولوی ثناء اللہ سے بھی کہیں گے کہ وہ اس خط کے جواب میں خاموشی نہ اختیار کریں تاکہ یہ بات یہیں دب کر نہ رہ جائے۔ اڈیٹر الفضل

مکرر نقل خط مرسلہ پیغام صلح مورخہ ۱۶ جون ۱۹۲۰ء

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب بعد سلام مسنون کے آج میں نے ایک دو ورقہ پرچہ اہل حدیث ۵ جون ۱۹۲۰ء جس میں آپ کا امروہہ میں تشریف لانا لکھا ہے اور کچھ مقاولۃ جو (آپ اور

خاکسار) کے درمیان ماہ فروری سنہ حال میں ہوا تھا، دیکھا اور اس کو موکد بحلف بھی کیا گیا ہے ۔ مجھے یہ بھی تعجب ہوا کہ جناب نے اس پر حلف کس غرض سے لکھا ہے۔ عرض ہے کہ:

حفظت شيئا وغابت عنك اشياء۔

اس لئے اولاً چند امور آپ سے دریافت طلب ہیں ۔ اس جلسہ کے متعلق ان کو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجئے بعدہ خاکسار بھی کچھ عرض کرے گا۔

الاول ۔ اسی عرصہ میں بمقابلہ آریوں کے مولوی مرتضی حسن صاحب مرادآبادی دیوبندی بھی یہاں تشریف لائے تھے جن کو امروہہ والوں نے اپنا شیخ الاسلام زعم کر لیا تھا اور ہمارے عزیز محترم حضرت مولوی عبدالحق صاحب لاہوری آریوں کی جواب دہی کے لئے بلائے گئے تھے مزعومی شیخ الاسلام نے یہ حکم جاری فرمایا کہ حضرت مولوی عبدالحق صاحب بایں وجہ کہ وہ احمدی ہیں ہمارے جلسوں میں ہرگز شریک نہ ہوسکیں گے کیونکہ وہ کافر ہیں۔

غرض جب آپ خاکسار کے غریب خانہ پر آئے تو میں آپ کو واسطہ فی المناظرہ گردان کر بڑے زور سے آپ کی معرفت مزعومی شیخ الاسلام کو دعاوی حضرۃ مرزا صاحب .. کے بارہ میں مناظرہ کا پیغام دیا کہ آپ مسئلہ متنازعہ فیھا میں جس طرح چاہیں مباحثہ کر لیویں ۔ آپ اس پیغام کو لے کر ان کے پاس گئے ۔ انہوں نے آپ کو کیا جواب دیا اور آپ نے ان کی عذر کی نسبت ان سے کیا کہا۔

الثانی: آپ نے امروہہ میں کسی سے یہ بھی فرمایا تھا یعنی ہمارے آپس کے اختلاف کی نسبت کہ میرزا محمود احمد صاحب جو ادعائے نبوت کا حضرت مرزا صاحب کی طرف اسناد کرتے ہیں وہ سب صحیح ہے، محمودیوں کی طرف سے میں مناظرہ کرسکتا ہوں ۔ متعدد یا ایک ہی مرتبہ آپ نے فرمایا تھا یا نہیں ۔

الثالث: برخوردار سید محمد یعقوب نے اسی جلسہ میں یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے بمقام دہلی مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کے خلف نماز جماعت میں اقتداء کیا تھا تو آپ نے جواباً فرمایا کہ نعم انکار نہیں کیا ۔ کیا یہ صحیح ہے یا غلط ۔

الرابع: اس سے پچھلے سال جب آپ امروہہ میں آئے اور خاکسار کے پاس بھی تشریف لائے تو میں نے کسی تقریب سے آپ سے کہا کہ آپ ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے ۔ تو آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ میں آپ کی ہر ایک کتاب کا ایک ایک حرف دیکھ لیتا ہوں ۔ اور مجھ کو تو سب یاد ہے

یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔

بالفعل اپنے پرچہ میں ان چاروں امر کا جواب شائع ہو۔سید محمد احسن امروہہ۔)

مولوی محمد احسن چونکہ قادیانیوں سے الگ ہو گئے تھے اس لئے قادیانیوں اور ان کے مابین تلخ تحریریں بھی شائع ہوتی رہیں، اور مولوی محمد احسن نے بزعم خود مرزامحمود احمد کو خلافت سے بھی معزول کر دیا تھا جس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے تھے کہ بوقت انتخاب خلیفہ، مرزامحمود کے جو عقائد تھے وہ بدل گئے ہیں اس لئے وہ اس منصب کے اہل نہیں رہے۔ بنا بریں مرزا محمود احمد، مولوی (محمد احسن) صاحب کے خطاب میں لکھتے ہیں کہ

اپنے ایک تازہ اشتہار میں مولوی محمد احسن لکھتے ہیں کہ: مجھے اس وقت تک علم نہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب (مرزامحمود) کے عقائد میں کوئی فساد واقع ہو چکا ہے اس لئے میں خود اس بات کا مجوز تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔

میں حیران ہوں کہ انہوں نے اس قدر جھوٹ کیوں بولا۔کیا وہ پہروں ان عقائد کے حق ہونے پر مجھ سے گفتگو نہیں کرتے رہے جن سے اب لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔اور پھر کیا ان کے بیٹے نے ان کی طرف سے میرے رسالہ القول الفصل کے متعلق جس میں مسئلہ نبوت، کفر اسلام اور اسمہ احمد بیان کیا گیا ہے نہیں لکھا تھا کہ:

رسالہ انہ لقول فصل و ما ھو با لھزل کو خاکسار نے جناب والد صاحب کو سنایا۔ دعاوی صادقہ اور مصدوقہ سن کر ایسے خوش ہوئے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ پیری و دیگر امراض کو فراموش کر دیا اور کہنے لگے بحمد اللہ میں نے وہ وقت پا لیا جس کا میں سال ہا سال سے منتظر تھا۔

کیا میں نے القول الفصل میں اپنے تمام عقاید کو نہیں لکھا جن پر آج وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو پتہ نہ تھا۔اگر وہ جھوٹ نہیں کہتے تو وہ اپنے بیٹوں کو لے کر جو عمر میں مجھ سے چھوٹے اور صحت کے لحاظ سے اچھے ہیں میدان میں آئیں اور حلف اٹھائیں کہ ان کو میرے عقائد کا علم نہ تھا...

تعجب ہے کہ جب خلیفہ اول گھوڑے پر سے گرے تھے تو مولوی محمد احسن نے غالباً نواب صاحب کو یا مجھے ایک خط لکھا تھا کہ مولوی صاحب مرتد ہو گئے اور حضرت صاحب کا الہام پورا ہو گیا۔اور میں نے ان کو جواب دیا تھا کہ یہ آپ کا خیال درست نہیں کیونکہ جب گھوڑے پر سے گرنے کا الہام ظاہری شکل میں پورا ہو گیا ہے تو پھر ان معنوں میں نہیں لیا جا سکتا۔

انہوں نے جو اعلان کیا ہے اس میں ایک لطیفہ ہے اور اس سے میری مسیح موعود سے ایک مماثلت

ثابت ہوگئی ہے جب حضرت اقدس نے دعوی کیا تو محمد حسین نے کہا کہ میں نے ہی ان کو چڑھایا ہے اور میں ہی گراؤں گا۔ اسی طرح مولوی محمد احسن کہتے ہیں کہ میں نے ہی اس کو خلیفہ بنایا ہے اور میں ہی معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں:

صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اس بات کے اہل نہیں رہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اس لئے میں اس خلافت سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کر عنداللہ وعندالناس بری ہوتا ہوں جو میری سر پر تھی۔

...

(نیز مرزا محمود احمد لکھتے ہیں) مولوی محمد احسن کا پھرنا بھی میری صداقت کی دلیل ہے۔ حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ابھی زندہ تھے کہ میرے چھوٹے بھائی مرزا شریف احمد نے جو کہ اس وقت آٹھ نو برس کے تھے ایک رؤیا دیکھی کہ بازار میں ایک شخص محمد احسن کی قبر ہے۔ حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) نے یہ رؤیا سن کر فرمایا کہ یہ شخص مرتد ہو جائے گا۔

اسی طرح ابھی جب کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہہ میں ہی تھے اور مجھے فضل عمر لکھ لکھ کر خط بھیجتے تھے کہ مجھ کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ ان کے بیٹے کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مولوی صاحب مر گئے۔ چنانچہ ظہر کے وقت میں نے وہ رؤیا لوگوں کو سنا دی اور اس وقت بہت سے لوگ موجود تھے جو اس وقت بھی ہوں گے اور میں نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ مولوی صاحب پھر جائیں گے چنانچہ اب انہوں نے اس بات کا اعلان کر دیا ہے

(الفضل قادیان ۲ جنوری ۱۹۱۷ء ص ۶۔ ۷ مرزا محمود کی تقریر جلسہ قادیان ۱۹۱۶ء)

۹ فروری ۱۹۱۷ء کی ایک تقریر مرزا محمود احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

پرسوں مجھے ایک ٹریکٹ رجسٹری ملا ہے جب میں نے کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ مولوی محمد احسن صاحب کا مضمون ہے۔ میں نے ان کو سالانہ جلسہ سے چند ہی دن پہلے ایک خط لکھا تھا کہ: مختلف دوستوں کے خطوط اور اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ چند روز کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں افسوس ہے کہ آپ قادیان تشریف نہ لائے حالانکہ اگر آپ تشریف لاتے تو پالکی وغیرہ سواری کا انتظام کیا جا سکتا تھا جس سے آپ کو ہرگز تکلیف نہ ہوتی۔

پھر یہ بھی لکھا تھا کہ:

اگر آپ چاہیں تو لاہور میں ہی دوسری جگہ آپ کی رہائش کا انتظام کر سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو آپ کے قادیان لانے کے لئے بھی ہر طرح کے آرام کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ مجھے خدا نے محبت کرنے والا دل دیا ہے میں نے جو تعلق بنا ہوا سے توڑنے کا عادی نہیں۔ ہاں دوسرے کی طرف سے ابتداء ہو تو الگ بات ہے۔ پس میں تو ہر طرح آپ سے محبت کا معاملہ ہی کروں گا الا ما شاء اللہ۔ اور میری طرف سے ابتداء نہ ہو گی ۔

ہاں اگر جماعت کو ابتلاء میں ڈالو گے تو جس کام پر خداوند تعالی نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے پورا کرنے کے لئے کسی اور تعلق کی پرواہ نہیں کرتا خواہ مجھے کیسا ہی پیارا رشتہ کیوں نہ توڑنا پڑے مجھے اس کی پرواہ نہیں ۔

اس خط کے جواب میں انہوں نے یہ مضمون لکھا ہے...(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء ص ۴)

آگے چل کر مرزا محمود احمد فرماتے ہیں:

پہلی بات جس پر انہوں نے اظہار ناراضگی کیا م وہ کیا تھی ؟ یہی کہ ابوالکلام کے خلاف الفضل میں کیوں لکھا گیا (اس کے متعلق ہمارے پاس مولوی صاحب کا خط محفوظ ہے اگر وہ چاہیں تو ہم شائع کر سکتے ہیں اڈیٹر الفضل) اور ابوالکلام وہ شخص ہے جس کو گورنمنٹ نے نظر بند کر رکھا ہے اور جس کے متعلق حال ہی میں اعلان ہوا ہے کہ وہ چونکہ ہز میجسٹی ملک معظم کے دشمنوں سے غدارانہ خط وکتابت کرتا رہا ہے اس لئے اس کے متعلق خاص نگرانی کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں ایسے شخص کے متعلق کچھ لکھنے پر ناراض ہونے والے کو اپنی اوپر غور کر لینا چاہیے۔ پھر مولوی صاحب تو کہتے ہیں کہ وہ حدیثیں جن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر ہے حضرت مسیح مسیح موعود پر اپنے لفظی معنوں کے لحاظ سے چسپاں نہیں ہوتیں اور شاید یہ معنی کر کر کوئی اور مسیح آ جائے۔ اور وہ وہی ہے جو تلوار لے کر لڑے گا۔ (الفضل ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء ص ۶ خطبہ جمعہ ۹ فروری ۱۹۱۷ء)

امروہہ میں ثنائی امروہی ملاقات والی خبر پیغام صلح ۳۰ جون ۱۹۲۰ء میں صفحہ ۳ پر شائع ہوئی جو الفضل میں بھی شائع ہوئی۔ پھر پیغام یکم ستمبر ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا:

مولوی محمد احسن صاحب کو یاد دہانی: کے عنوان سے ۲۶۔ اگست ۱۹۲۰ء کے الفضل (ص ۵)میں یہ اعادہ کیا گیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی طرف یہ منسوب کیا تھا کہ مولوی محمد احسن صاحب فرماتے ہیں کہ وہ شروع سے ہی حضرت مسیح موعود کے تین چار الہاموں کو نہیں مانتے تھے اور یہ کہ انہوں

نے حضرت مسیح موعود کی بیعت بھی نہ کی تھی۔ الفضل کہتا ہے کہ اگر مولوی محمد احسن صاحب نے ایسی بات کا جواب (نہ؟) دیا تو وہ سمجھ لیں گے کہ مولوی ثناء اللہ نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے۔ ہماری رائے میں مولوی محمد احسن صاحب کو خود اس بارہ میں تردید کرنی چاہیے۔ سر دست بابو منظور الٰہی صاحب کی طرف سے ایک مضمون اس بارہ میں ہمیں موصول ہوا ہے جو درج ذیل ہے۔ اڈیٹر پیغام صلح لاہور

الفضل کا مطالبہ: باوجود یکہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ یا ایھا الذین آ منوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قو ماً بجھا لۃ فتصبحوا علی ما فعلتم ناد مین۔مگر ہمارے قادیانی بھائیوں کا خدا بھلا کرے جس ذریعہ سے بھی وہ ہماری کسی کمزوری پر آگاہ ہوں جھٹ اخباری اعلان شروع کر دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ گذرا امرتسری مکذب نے مولوی محمد احسن صاحب کی طرف یہ مقولہ منسوب کیا کہ گویا مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی۔ اس پر الفضل کا اڈیٹر بجائے اپنے سلسلہ کا ریکارڈ دیکھنے کے اس خبر کی صحت پر اتنا مصر ہے کہ تازہ اخبار میں اس نے اس کی یاددہانی بھی کرادی ہے اس کا اختیار ہے کہ وہ اس خبر کو صحیح سمجھے مگر حضرت مسیح موعود کا ذیل کا خط اصل واقعہ پر کافی روشنی ڈالنے والا ہے جو آج سے سترہ سال ہمارے اخبارات کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے دیکھو الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۳ء وھو ہذا:

بخدمت مکرمی اخویم سید محمد احسن صاحب بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپ کا نام اس کتاب میں لکھ لیا ہے جو بیعت کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے لیکن اس فعل کا بطریق سنت واقعہ ہونا ضروری ہے کہ اس میں برکات ہیں جس وقت آپ کو فرصت ہو اور حرج نہ ہو یا جس وقت اخویم مولوی محمد بشیر صاحب کو اس امر میں صحت نیت پیدا ہو جاوے اور وہ اس غرض کے لئے سفر کریں تب آپ مسنون طور پر عمل کرنے کے لئے تشریف لاویں۔ الخ

پھر تحریری بیعت کو الگ کر کے حضرت صاحب کے الہام:

از برائش محمد احسن را۔ تارک روزگار مے بینم

(جب کہ مولوی صاحب نے لدھیانہ میں حاضر ہو کر بیعت کی اور ملازمت ترک کر دی) پر ہی ایمان رکھا ہوتا۔ بہتر ہے کہ اڈیٹر الفضل بجائے زید بکر کی کتابوں اور اخباروں کا مطالعہ کرتے حضرت مسیح موعود کی کتب و ملفوظات کا مطالعہ جاری کرے تاکہ اسے بزرگان سلسلہ احمدیہ کے خلاف کچھ غیرت دامن گیر ہو، وہ لوگ جن کی تعریف میں حضرت مسیح موعود نے صفحوں کے صفحے

لکھ ڈالے اوران کے کارناموں کو سراہا، وہ اب حضرت کی وفات کے بعد اس لائق ہیں کہ ان پر کیچڑ پھینکا جائے اور ایک مخالف کے لکھنے پر ان کی شان کو بٹہ لگایا جائے اور ان کی عزت کم کرنے کی کوشش کی جائے۔منظورالٰہی (پیغام صلح لاہور یکم ستمبر۱۹۲۰ء ص ۵۔۶)

قادیان میں روپیہ کی ضرورت

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مسیح جب تشریف لائیں گے اس وقت مال و دولت کی فراوانی کی یہ حالت ہوگی و یفیض الما ل حتّی لایقبله ا حد۔ متفق علیه ۔کہ حضرت مسیح لوگوں کو مال دیں گے تو غنا کی وجہ سے کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔

اس حدیث کے مطابق چاہیے تھا کہ قادیان میں مال و دولت کے خزانے اتنے ہوتے کہ قادیان ساری سونے چاندی کی بن جاتی ۔مگر افسوس ہے خلیفہ قادیان نے ایک اشتہار شائع کر کے ہمارے اس خیال کو مبدل کر دیا۔ اشتہار مذکور مخفی در مخفی پردوں میں شائع کیا تھا لیکن بقول:

مجھ سے چھپے رہیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

دفتر اہل حدیث میں بھی پہنچ گیا۔اشتہار ہذا میں کمی آمدنی کا ذکر جس لب ولہجہ میں ہے وہ ہم اپنے لفظوں میں نہیں ،انہی کے لفظوں میں سناتے ہیں۔لکھا ہے:

ہر ماہ چندہ عام کی طرف توجہ کم ہوتی گئی اور آخر صدر انجمن اور نظارتوں کے معمولی اخراجات ایسے رکے کہ اس کی پوری تفصیل بیان کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔تنخواہوں کے بر وقت ادا نہ ہونے بلکہ دو دو ماہ چڑھے رہنے سے بے صبری کا اظہار جسے شریعت نے جزع کے نام سے تعبیر کیا ہے پیدا ہو گیا ہے۔ ہر شخص بلا تامل شکایت کرنے لگتا ہے۔ جسے دیکھو یہی تذکرہ کرے گا کہ ضرورت بہت ہے فلاں کام اٹکا ہے۔

یہ اظہار بے صبری و شکایت معمولی امر نہیں بلکہ ایک طرح دنیا داری عدم توکل و جزع فزع ہے جو اخلاق حسنہ اور اطمینان قلب اور رضا کو جڑ سے اکھیڑنے والا ہے۔

تنخواہوں کے بل نہ ملنے سے بھی اور سائر کے بلوں کے ادا نہ ہونے سے اور زیادہ قادیان کے تمام دکانداروں پر بھی برا اثر پڑا ہے۔ بے چارے احمدی دکانداروں کی نہایت تھوڑی پونجی ہے اور جو ہے اس کا بھی اکثر حصہ بسبب قرض کے ادا نہ ہونے کے خریداروں کے گھر پڑا ہے۔ وہی رقم جو خریدار کے پاس ہے اگر دکاندار کے پاس ہوتی تو وہ اسے تجارت میں دوبارہ لگا کر اس سے نفع حاصل کر لیتا مگر وہ رقم چونکہ خریدار نے ادا نہیں کی، اس لئے وہ نکمی پڑی ہے۔ اور اس طرح تجارت کو نقصان پہنچ رہا ہے کئی دکانوں کی حالت ابتر ہوگئی ہے اور بعض تو بالکل بیٹھ ہی گئی ہیں کوئی دکاندار قادیان میں ایسا نہیں جو جماعت کے اس مالی ضعف کا شاکی نہ ہو۔

ان نقائص کے علاوہ سائر کے بلوں کی ادائیگی کی تاخیر سے عملہ کے کاموں میں بڑا حرج ہوتا ہے۔ بعض ضروری کام رکے رہتے ہیں ایک افسر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۳۱ مارچ ..کو ایک سو انیس روپئہ دکانداروں کے ہمیں دینا تھے اور ایک پیسہ بھی نقد ہمارے پاس نہ تھا۔ ان ایام میں روزانہ ضروریات پورا کرنے کے لئے تکالیف مجھے برداشت کرنا پڑ رہی ہیں میں ان کا اظہار نہیں کرسکتا... مثال کے طور پر ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں ان سے زیادہ قابل ذکر جو بات ہے وہ یہ ہے کہ ٹکٹ تو دکانداروں سے قرض نہیں مل سکتے۔ وہ تو ڈاکخانہ سے لینے پڑتے ہیں اور ہمارے پاس نقدی بالکل ختم ہو چکی تھی اس لئے میں کئی ہفتوں تک روزانہ یہ کرتا رہا کہ جس قدر خطوط چندہ کی تحریک یا اور غرضوں کے لئے لکھتا تھا وہ جیب میں ڈال کر ... لے آتا تھا اور کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے ٹکٹ لگوا کر ڈاک میں ڈلواتا تھا۔ بعض وقت موزوں اسامی تلاش کرنے میں ڈاک کا وقت بھی چلا جاتا تھا...

غرض سائر کے بلوں کی تاخیر سے افسر صیغہ کو اشد اور باقی اہل عملہ کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سی چیزوں کے لئے حیران ہونا پڑتا ہے (یہ باتیں رئیس قادیان، قادیان میں وسیع زرعی جائداد کا مالک لکھ رہا جس کی تین چار بیویاں ہیں اور

باقاعدہ قصر خلافت چلاتا ہے، اس کو سوا سو روپیہ اپنی جیب سے دینے کا ہمت نہیں ہے۔ یہ کیسا رئیس و امام اور سرمایہ دار ہے جسکے بچوں کو انگریزی پڑھانے کے لئے یورپئن عورت ملازم ہے، اور خود موٹروں میں گھومتا پھرتا ہے۔ بہاء) دکانداروں کے تقاضے جدا تکلیف میں ڈالتے ہیں شیخ نے اسی موقع کے لئے کہا ہے:

بتمنائے گوشت مردن بہ، کہ تقاضائے زشت قصاباں۔

یہ ایک ایسے افسر کا بیان ہے جن کے صیغہ کا ماہوار خرچ بہت ہی کم ہے، جن کا خرچ زیادہ ہے انہوں نے اس بھی زیادہ سخت باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل لکھنی مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ ورنہ بعض اور سخت مثالیں ہیں جو جس طرح ناقابل ذکر ہیں اسی طرح ناقابل برداشت بھی۔ غرض اب حالت، اللہ محفوظ رکھے اور معاف فرمائے، ایک طرح انتہاء کو پہنچ گئی ہے۔،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جس قدر نازک حالت کا اظہار اس اشتہار میں کیا گیا واقعی قابل رحم حالت ہے یہی معنی ہیں:

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ جون ۱۹۲۰ء ص۴۔۵)

(قادیانیوں کے لاہوری برادران نے اس خبر کا نوٹس لیتے ہوئے لکھا:

صدر انجمن قادیان کی حالت زار

کہتا ہے کون کہ نالہء بلبل ہے بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگہ تار تار ہے

ظاہر فریبی کی ندرت نواز امثال دنیا اشتہاری طبیبوں اور تجاروں کی غلغلہ انداز تعلیات میں خواہ مخواہ تلاش کرتی ہے اگر سجادہ نشینوں اور پیروں کے حلقہ درس میں بیٹھ کر دیکھے تو اس کو بہت جلد معلوم ہو جائے کہ یہاں جن حقائق کبری کا نشر و اعلان روز و شب ہوتا رہتا ہے ان کی واحد غرض زر و سیم کی فراہمی سے سوا اور کچھ نہیں اور فن اشتہار بازی کے جن بے مثال نظائر کی اس کو تلاش ہے وہ ان مقدس آستانوں کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتے کمال زہد اور تقوی فروشی کی

دکان جس طرح یہ آراستہ کرتے ہیں اور کوئی ان کے مقابل کیا کر سکے گا بدقسمت اشتہاری طبیب اور تجار اگر اس لئے بدنام ہیں کہ وہ اپنی جنس کاسدہ اور خرہوئے ہائے فاسدہ کو کشتہ یاقوت اور لؤلؤئے عماں کا فریب دے کر مال و دولت کی جستجو کرتے ہیں تو یہ جبہ اور عمامہ بردوش تقدس مآب اپنے دام افتادوں کی کثرت اور زر پاشیوں کا فخر و مباہات کے ساتھ نشر و اعلان کر کے اپنے دام تزویر کو دراز کرتے ہیں ہماری تعداد لاکھوں کی تعداد ہے ہماری جنبش ابرو سے قناطیر المقنطرۃ جمع ہو سکتے ہیں اور جس مقدگھر کی دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ بنیاد نہیں رکھ سکتے ہم اس کی بہترین تعمیر کر سکتے ہیں اس لئے اول بیت وضع للناس کی مصداق ہماری ہی مسجد ہوگی اور یہی ہماری صداقت اور تقدس کی اولین اور آخری دلیل یہی ہے۔ تمام دنیا کے بالمقابل ان دعاوی فضیلت وتفوق کے غلغلہ انداز شور کے اندر ایک حقیقت کی آواز سنو

ہز ہولی نیس فضل عمر کے چیف فنانشل سکرٹری کی طرف سے ایک امپیریئل آرڈر (فرمان) حضور والا کی ثبت مہر کے ساتھ نہایت احتیاط سے اپنے خاص الخاص ارادت مندوں کے نام شائع کیا گیا ہے کہ جس نے اکثر محمودی حلقوں میں کشف عن الساق کی حالت پیدا کر دی ہے اور اس امر کا اظہار اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ محمودی محکمہ سراغ رسانی کی طرح ہمارے ہاں کوئی اس قسم کا محکمہ نہیں تاہم اتفاق کی بات ہے کہ یہ بے تار کا برقی پیغام ایک پیغامی کو بھی وصول ہو گیا وھو ہذا:

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا فرمان (ہولی آرڈر)

اللہ تعالی کے فضل سے یہ سال زراعت کے لئے نہایت اچھا ثابت ہوا ہے اب فصل کا موقع ہے ماس لئیمیں احباب کی توجہ کے لئے لکھتا ہوں کہ گذشتہ ششماہی کی نسبت اس ششماہی میں جو اکتوبر ۱۹۱۹ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۲۰ء کو ختم ہوتی ہے عام طور پر چندوں میں کمی رہی ہے... اس کمی کی وجہ بیان کرتے وقت چندہ مسجد احمدیہ کا ایک عذر پیش کیا جا سکتا ہے مگر یہ عذر درست نہ ہوگا کیونکہ جب مسجد احمدیہ کے چندہ کا اعلان کیا گیا تو شروع ہی میں بتاکید یہ کہہ دیا گیا تھا کہ اس تحریک کی وجہ سے معمولی ماہواری چندوں پر برا اثر نہ پڑنا چاہیے اس کے بعد بھی جس قدر تحریکیں ہوئیں ان میں بھی بار بار اس بات کو دہرایا گیا۔ پس باوجود اس کے بھی اگر کمی آجاوے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ مسجد احمدیہ میں کوئی حصہ نہیں لیا گیا بلکہ یہ خیال کر کے کہ اس مبارک تحریک میں نام درج ہونے سے نہ رہ جائے چندہ عام ہی کی رقم اٹھا کر (بہت

کچھ غیر احمدیوں سے بڑھ کر۔ راقم) مسجد کے چندے میں دے دی اور نفل کی خاطر فرض کو قربان کر دیا... بلکہ ہر ماہ چندہ عام کی طرف توجہ کم ہوتی گئی اور آخر صدر انجمن اور نظارتوں کے معمولی اخراجات ایسے رکے کہ اس کی پوری تفصیل بیان کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ تنخواہوں کے بر وقت ادا نہ ہونے بلکہ دو دو ماہ چڑھے رہنے سے بے صبری کا اظہار جسے شریعت نے جزع کے نام سے تعبیر کیا ہے پیدا ہو گیا ہے۔ ہر شخص بلا تامل شکایت کرنے لگتا ہے۔ جسے دیکھو یہی تذکرہ کرے گا کہ ضرورت بہت ہے فلاں کام اٹکا ہے۔ یہ اظہار بے صبری و شکایت معمولی امر نہیں بلکہ ایک طرح دنیاداری عدم توکل و جزع فزع ہے جو اخلاق حسنہ اور اطمینان قلب اور رضا کو جڑ سے اکھیڑنے والا ہے۔ تنخواہوں کے بل نہ ملنے سے بھی اور سائر کے بلوں کے ادا نہ ہونے سے اور زیادہ قادیان کے تمام دکانداروں پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ بے چارے احمدی دکانداروں کی نہایت تھوڑی پونجی ہے اور جو ہے اس کا بھی اکثر حصہ بسبب قرض کے ادا نہ ہونے کے خریداروں کے گھر پڑا ہے۔ وہی رقم جو خریدار کے پاس ہے اگر دکاندار کے پاس ہوتی تو وہ اسے تجارت میں دوبارہ لگا کر اس سے نفع حاصل کر لیتا مگر وہ رقم چونکہ خریدار نے ادا نہیں کی اس لئے وہ نکمی پڑی ہے۔ (مگر کہاں؟ کیا ان کے گھر میں جن کو دو ماہ سے تنخواہ نہیں ملی، یا فنانشیل سکرتری کے خزانہ میں راقم) اور اس طرح تجارت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ کئی دکانوں کی حالت ابتر ہو گئی ہے اور بعض تو بالکل بیٹھ ہی گئی ہیں۔ کوئی دکاندار قادیان میں ایسا نہیں جو جماعت کے اس مالی ضعف کا شاکی نہ ہو۔ ان نقائص کے علاوہ سائر کے بلوں کی ادائیگی کی تاخیر سے عملہ کے کاموں میں بڑا حرج ہوتا ہے۔ بعض ضروری کام رکے رہتے ہیں ایک افسر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

۳۱ مارچ کو ایک سو انیس روپیہ دکانداروں کے ہمیں دینا تھے اور ایک پیسہ بھی نقد ہمارے پاس نہ تھا۔ ان ایام میں روزانہ ضروریات پورا کرنے کے لئے تکالیف مجھے برداشت کرنا پڑ رہی ہین میں ان کا اظہار نہیں کر سکتا... مثال کے طور پر ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں ان سے زیادہ قابل ذکر جو بات ہے وہ یہ ہے کہ ٹکٹ تو دکانداروں سے قرض نہیں مل سکتے۔ وہ تو ڈاکخانہ سے لینے پڑتے ہیں اور ہمارے پاس نقدی بالکل ختم ہو چکی تھی اس لئے میں کئی ہفتوں تک روزانہ یہ کرتا رہا کہ جس قدر خطوط چندہ کی تحریک یا اور غرضوں کے لئے لکھتا تھا وہ جیب میں ڈال کر... لے آتا تھا اور کبھی کسی سے اور کبھی کسی سے ٹکٹ لگوا کر ڈاک میں ڈلواتا تھا بعض وقت موزوں

اسامی تلاش کرنے میں ڈاک کا وقت بھی چلا جاتا تھا...غرض کہ سائر کے بلوں کی تاخیر سے افسر صیغہ کو اشد اور باقی اہل عملہ کو شدید تکلیف ہوتی ہے۔ ذرا ذرا سی چیزوں کے لئے حیران ہونا پڑتا ہے

دکانداروں کے تقاضے جدا تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ شیخ سعدی نے اسی موقع کے لئے کہا ہے:

بتمنائے گوشت مردن بہ، کہ تقاضائے زشت قصاباں۔

یہ ایک ایسے افسر کا بیان ہے جن کے صیغہ کا ماہوار خرچ بہت ہی کم ہے، جن کا خرچ زیادہ ہے انہوں نے اس بھی زیادہ سخت باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی تفصیل لکھنی مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ ورنہ بعض اور سخت مثالیں ہیں جو جس طرح ناقابل ذکر ہیں اسی طرح ناقابل برداشت بھی۔ غرض اب حالت اللہ تعالی محفوظ رکھے اور معاف فرمائے ایک طرح انتہاء کو پہنچ گئی ہے۔،

اس سے آگے ناظر صاحب نے حضرت مسیح اور میاں صاحب کی زبان سے بڑی دردناک اپیل لکھی ہے

(مقتبس بقدر ضرورت) نیاز مند عبدالمغنی ناظر بیت المال ومحاسب صدر انجمن احمدیہ

استقصا

چیف فنانشل سکرٹری صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے

ا۔ یہ کہ روپئہ کی کمی کے سبب صدر انجمن کے کل کام ابتر ہو رہے ہیں

۲ ملازمین کو دو دو ماہ تک تنخواہ نہیں ملتی

۳۔ تمام کی تمام نظارتوں اور دفاتر کے اعلی اور ادنی ملازم خلاف شریعت جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ سب دنیا دار ہیں

۴۔ جس قسم کا جزع فزع یہ سب کے سب ملازم (بلا لحاظ ادنی اور اعلی) کر رہے ہیں وہ اخلاق حسنہ کو جڑ سے اکھیڑنے والا ہے (محمودیو! کیا لیس منکم رجل رشید کے یہی معنی نہیں۔ عبدالحق)

۵۔ محمودی عملہ کی مفت خوری کی عادت نے انجمن تو کیا دوکانداروں تک کا دیوالہ نکال دیا ہے

۶۔ ساری رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ: غرض اب حالت انتہاء کو پہنچ گئی ہے۔

آہ! اے مقام محمود کے ظل ظلیل میں بیٹھنے والو اور اے کسی نورانی شمع کے پرستارو! خدا را اپنے خدا کے مقرر کردہ فضل عمر کان اللہ نزل من السماء کی شان والے اور یوسف موعود کے

جملہ جمالات کبری کو غور سے دیکھو کہ یہی مقام محمود پر مبعوث ہونے کا نشان ہے اور یہی شان فاروقی تھا کہ جس سے بڑھ کر ہونے کا میاں صاحب کو مستحق سمجھا جاتا ہے اور کیا یہی حسن یوسف اور ماہ کنعاں کے انوار ہیں کہ جن کا انتشار آج عالم محمودیت میں ہو رہا ہے کیا عہد فاروقی میں یہی چلن تھا کہ خلیفہ تو لاکھوں کی جائداد کا مالک ہو اور آئے دن اپنی اراضیات کے مقدمات کے لئے عدالتوں میں جلوہ افروز ہوتا رہے اور شب و روز خرید اراضی اور فراہمی زر و سیم میں کمال تقشّف اور استغراق رکھتا ہو اور قوم کے بیت المال میں کوڑی بھی نہ ہو۔ کیا یوسف اولی نے شاہ مصر کے خزائن الارض کا اسی طرح انتظام کیا تھا کہ جس طرح آج یوسف ثانی فرما رہے ہیں۔

مانا کہ تمہاری زر پاشیاں حد سے بڑھی ہوئی ہیں اور تم لندن میں ایک عظیم الشان بیج کھڑا کر سکتے ہو لیکن تم اپنی ناظر بیت المال کی رپورٹ کے خلاصہ کو پڑھو اور غور سے سوچو کہ ساکنان حرم قدس (قادیان) اخلاقی اور روحانی حالت مقام محمود سے کس قسم کا اقتباس انوار کر رہی ہے۔ جانتے ہو تمہاری قساوت قلبی اس قدر کیوں ترقی کر گئی کہ ناظر بیت المال کو یہ رونا رونا پڑا۔ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ حضور خلافت مآب نے اپنے سالانہ اجتماع پر مقام محمود کے رفیع الشان سٹیج سے ہماری جماعت (لاہوری) اور اس کے چندوں کی ان الفاظ میں ہنسی ارائی تھی:

ایک بات وہ یہ پیش کرتے ہیں کہ ایک فریق کے آدمی دوسرے فریق کو چندہ دیں۔ کہتے ہیں کہ کسی عورت سے جو غریب تھی پوچھا گیا کہ فلاں شادی پر تو نے کیا نیوتا دیا تھا۔ اس نے ایک روپیہ دیا تھا۔ اس کی بھاوجہ نے بیس روپیہ۔ وہ کہنے لگی میں اور اور میری بھاوجہ نے اکیس روپے دیئے ہیں۔ اب غیر مبائعین ایسا ہی کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری جماعت تو کئی لاکھ کی ہے اور وہ چند سو سے زیادہ نہیں اس لینے دینے کا یہ مطلب ہوا کہ وہ کئی ہزار روپیہ ہمارے آدمیوں سے لے جائیں اور سوڈیڑھ سو روپیہ ہم ان سے لے لیں۔ کون عقل مند ہے جو ایسی شرط منظور کر سکتا ہے۔،

کوئی سمجھے، محمودی بڑے ہی حاتم زمان ہیں کہ میاں صاحب کو ان کی فکر پڑ رہی ہے مگر دراصل فکر اپنے نذرانے میں کمی کی ہے۔

نوٹ: میں چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست محمودیوں تک میرے اس مضمون کو پہنچا دیں اور وہ

اپنے بیت المال کی فکر کر کے اس میں روپئہ جمع کرنے کی فکر کریں۔ عبدالحق ودیارتھی از شملہ
(پیغام صلح لاہور ۲ جون ۱۹۲۰ء ص ۳)

ضلع گجرات میں تبلیغ کی ضرورت

حافظ فضل الرحمٰن ساکن گکھڑ ضلع گجرات، لالہ موسیٰ سے لکھتے ہیں:

جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب السلام علیکم مزاج شریف۔

جو تبلیغ کا سلسلہ احمدیوں نے اختیار کر رکھا ہے مسلمانوں کا اور کوئی فرقہ یعنی احناف اور اہل حدیث ایسا نہیں کرتے۔ اس علاقہ گجرات پنجاب میں شاذ و نادر اہل حدیث ہیں اور جو ہیں (مولوی عبدالغنی چک رجادی) وہ بھی اپنے ہی شغل میں مصروف ہیں۔ اشاعت کی طرف تو ان کا بالکل خیال ہی نہیں ہے۔ حال میں ایک ایسا واقعہ پیش ہوا ہے جس کی مثال دے کر میں علمائے کرام کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ وہ ایسی حالت پر نظر ڈال کر اس علاقے کی دینی خطرناک حالت کا اندازہ کریں اور ضرور توجہ فرمائیں۔

مرزا محمود احمد قادیانی ۹ تا ۱۱۔ اپریل سیالکوٹ میں گئے۔ وہاں انہوں نے تقریر اپنے عقیدہ کے مطابق کی، لالہ موسیٰ سٹیشن پر احمدی لوگوں کی ایک جماعت رہتی ہے ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی، مرزا (محمود احمد) صاحب کے آنے کی خبر سن کر ہی سیالکوٹ سے رفو چکر ہو گئے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ چونکہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۲، ۱۹ مارچ میں یہ خبر شائع ہو چکی تھی کہ اہل حدیث کا سالانہ جلسہ ۹ تا ۱۱۔ اپریل ملتان میں منعقد ہوگا۔ آپ لوگوں کو چاہیے تھا کہ ان دنوں میں جلسہ ملتوی کر دیتے۔

اتنے میں خبر آئی کہ مرزا محمود امرتسر میں گئے ہیں اور آپ بندے ماترم ہال میں تقریر کر رہے تھے کہ مولوی عطاء اللہ صاحب نے آپ کے ساتھ تکرار شروع کیا۔ اس کی پوری کیفیت میں نے ایک احمدی کو سنائی۔ وہ بالکل باور نہ کرتا تھا۔ اتفاقاً حافظ کرم داد صاحب امرتسر سے تشریف لائے انہوں نے تمام ماجرا مفصل بیان کیا مگر

باوجود ایسی شہادتوں کے احمدی صاحب اب بھی باور نہ کرتے۔

دوسرے دن قادیانی اخبار الفضل خاکسار نے دیکھا جس میں اڈیٹر نے سارا حال مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ اخبار کا مضمون دیکھنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ احمدی صاحبوں کو امرتسر میں اس دفعہ ایک عظیم زک اٹھانا پڑی ہوگی۔ میرے اس واقعہ کے بیان کرنے سے مطلب یہ ہے کہ ایسی ایسی زکوں کے باوجود بھی احمدی صاحب تبلیغ کے ذریعے ایسے تمام واقعات کو مٹانا چاہتے ہیں۔

صاحبو! اس اجاڑ علاقے میں (جو اہل حدیث علماء کے نہ آنے کی وجہ سے اجاڑ کہنے کے لائق ہے ورنہ یہ علاقہ نہروں کے ذریعے خوب ترقی کر رہا ہے) احمدی واعظ ہر مہینے میں ضرور بالضرور دو تین دفعہ آتے ہیں مگر افسوس کے ساتھ خاکسار عرض کرتا ہے کہ خاکسار کی ۲۸ سال کی عمر میں کبھی ایک بھی اہل حدیث واعظ نہیں آئے۔ اس کمی کی دو ہی وجہ ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ علماء اہل حدیث بہت کم ہیں مگر اس بات کو عقل نہیں مانتی، دوسری وجہ کہ علماء کرام تبلیغ میں حصہ نہیں لیتے ماننے کے قابل ہے۔ میں خاص کر مولوی عبدالغنی ساکن چک رجادی کے آگے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ وہ ضرور برضرور اپنے ذاتی کام کو چھوڑ کر جس طرح ہو سکے ضرور دورہ کیا کریں اور انجمن اہل حدیث جہلم کے ممبروں کے آگے بھی خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ اس دینی کام میں حصہ لیں...

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ رمضان ۱۳۳۸ھ مطابق ۵ جون ۱۹۲۰ء ص ۱۰)

مرزا صاحب کے رشحات قلم

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

قلم گوید کہ من شاہ جہانم
قلم کش را بدولت میرسانم

مرزا صاحب قادیانی آنجہانی کے رشحات قلم ایک سرسری اور سطحی نظر کو جس قدر زوردار اور مدلل بلکہ لاثانی معلوم ہوتے ہیں غور و خوض کی نظر کو اس قدر لغو پوچ بلکہ صداقت اور ایمانداری سے کوسوں دور معلوم ہوتے ہیں (پس مرزا اور مرزائیوں کا

مولوی محمد حسین صاحب کے ریویو براہین احمدیہ کو بار بار پیش کرنا ایک فعل عبث ہے۔) خصوصاً جب ان کی ایک تصنیف یا تالیف کو پڑھ کر ان کی دوسری تصنیف یا تالیف پڑھنے کا کسی کو اتفاق ہو جاوے تو معاملہ، حافظہ نباشد، سے بڑھ کر یہاں تک پہنچتا ہے کہ دیدہ دانستہ اپنا مدعا ثابت کرنے اور اپنا مطلب سیدھا کرنے کو جو چاہتے تھے لکھ جاتے تھے اعتراض ہوا کہ آپ مسلمان نہیں کیونکہ قرآن شریف میں جو انبیاء کے معجزات درج ہیں آپ ان کے منکر ہیں۔ فرمایا:

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

حاشیہ صفحہ ۱۲ سرمہ چشم آریہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

خدا تعالی نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔

دافع الوساوس صفحہ ۶۵ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت ﷺ کا جو شق القمر ہے اسی الہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الہی طاقت سے بھری تھی وقوع میں آگیا تھا۔

پھر صفحہ ۱۲۸ نزول المسیح حاشیہ وصفحہ ۱۳۰، ازالہ پر وہی جھوٹا قلم یوں چلتا ہے

۱۔ اس وقت کافروں نے شق القمر کے نشان کو ملاحظہ کر کے جو ایک قسم کا خسوف تھا یہی کہا تھا کہ اس میں کیا انوکھی بات ہے۔

۲۔ خدا تعالی اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بنا تا نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں۔

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا ...اور اس قسم کے کشفوں میں مولف (مرزا قادیانی) صاحب تجربہ ہے۔

(صفحہ ۱۰، ازالہ اوہام حصہ اول)

نیچریوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی

اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں ۔ اس فلسفہ قانون قدرت سے ذرہ اوپر چڑھ کر ایک اور قانون قدرت بھی ہے جو نہایت دقیق اور غامض ہے (ص ۵۵۷ ۔ ازالہ اوہام)

نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے (ازالہ اوہام ۔ ص ۲۰)

بہرحال یہ معجزہ حضرت عیسیٰ کا ایک کھیل کی قسم میں سے تھا ۔ (ازالہ ۔ ص ۱۳۳)

سورہ بقر میں گائے کا قصہ مسمریزم کا ایک شعبہ تھا ۔ (ازالہ اوہام ۔ ص ۳۰۵)

قرآن شریف میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے یہ بھی عمل الترب (مسمریزم) کی طرف اشارہ ہے ۔ (ازالہ اوہام ۔ ص ۳۰۶)

پس مثالی صورت کے طور پر یہی (مرزا غلام احمد قادیانی) ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے ۔

(ازالہ اوہام ۔ ص ۲۶۹)

یہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ، حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مان رہے ہیں یعنی میں ابن مریم اس وجہ سے ہوں کہ جس طرح ابن مریم کا جسمانی باپ کوئی نہ تھا میرا روحانی کوئی نہیں ۔ لیکن دیکھو...

مسیح اپنے باپ کے ساتھ ۲۲ برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ۔

(حاشیہ ص ۱۲۵ ۔ ازالہ اوہام)

تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی (ازالہ اوہام ۔ ص ۳۰)

مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے ۔ (ص ۱۶۴ ۔ ست بچن)

یہ ہیں عقل مندوں سے خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے مامور صاحب کے ہتھ کنڈے ۔

دعوی یہ ہے کہ میں قرآن میں جو معجزات بیان ہوئے ہیں ان پر یقین رکھتا ہوں ۔ شقی ہے وہ جوان کو نہ مانے ، مگر آنحضرت ﷺ کے معجزہ شق القمر کو ایک قسم کا چاند گرہن کہتے ہیں ۔

معراج شریف اپنے کشفوں جیسا ایک کشف ، حضرت عیسیٰ کے معجزات کو

کھیل تماشا اور جادو، گائے کے قصہ کو جادو، اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پرندوں کے معاملہ کو جادو۔

پھر شق القمر کی بابت ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دو ٹکڑے کر دیئے دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ وہ گرہن تھا۔

پھر معجزوں کی بابت اس جگہ لکھتے ہیں کہ نبی ان کو دعا اور تضرع سے حاصل کرتے ہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ گرہن کے واسطے آنحضرت ﷺ نے دعا تو نہیں کی تھی انگلی میں ہی الٰہی طاقت بھری ہوئی تھی۔

ایک جگہ کہتے ہیں کہ میں ابن مریم (مسیح) اس وجہ سے ہوں کہ میرا بھی کوئی باپ (روحانی یعنی پیرومرشد) نہیں۔ یعنی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح کا باپ نہ تھا دوسری جگہ یوسف نجار کو ان کا باپ بتاتے ہیں۔ استغفر اللہ واستغفر اللہ

مگر میں آج ناظرین کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ مرزا جی کو جو لوگ مانتے ہیں وہ بھی ان کے اقوال کی تردید کرتے ہیں۔

قادیانی مرزا جی دافع البلاء کے آخری صفحہ پر فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے خدا نے یحیٰ کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب لاہوری اپنی کتاب حقیقت المسیح کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

> حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف میں بعض انبیاء کے متعلق بعض تعریفی کلمات سے یہ مراد ہرگز نہیں ہوتی کہ دوسرے کسی نبی کو وہ بات نہیں دی گئی مثلاً قرآن شریف میں آتا ہے و لقد آتینا ابراھیم رشدہ ہم نے ابراہیم کو رشد عطا فرمایا، تو اس کے معنی یہ نہیں کہ کسی دوسرے نبی میں رشد نہ تھا۔
>
> مرزا جی حاشیہ صفحہ ۱۲۸۔ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:
>
> جو شخص اپنے تئیں اس مشغولہ (یعنی عمل الترب مسمریزم یا جادو میں) میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کیلئے اپنی دلی دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتے ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے ... یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح

جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید .. الخ

یعنی قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے جن مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں وغیرہ کے اچھا کرنے کا ذکر ہے ان کو مرزا جی واقعی جسمانی اندھے اور کوڑھی مانتے ہیں لیکن عیسائیوں کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب اسی حقیقت المسیح کے صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں:

قرآن کریم تو ایک جگہ نہیں بیسیوں جگہ صم بکم عمی یعنی بہرے گونگے اندھے ان لوگوں کو قرار دیتا ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں، کان دیکھتے ہیں پر سنتے نہیں ..الخ

مرزائیو! بتاؤ پیر جھوٹا ہے یا مرید

قادیانی پارٹی سے ایک سوال:

اگر بقول مرزا صاحب قادیانی انعمت علیھم ہم ہر روز پانچوں وقت نماز میں خدا سے نبوت مانگتے ہیں تو عورتیں نماز میں انعمت علیھم کی جگہ کیا پڑھے۔ یا وہ بے ہودہ طور پر وہی کچھ مانگتی رہیں جو انہیں کبھی ملنا نہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔ جون ۱۹۲۰، یکم شوال ۱۳۳۸ھ ص ۳۔۴)

الفضل جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اڈیٹر الفضل! یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کے مرید ہی نہیں بلکہ فنا فی المرزا، متبع سنت مرزا ہو، اس لئے کسی جھوٹ سے افتراء سے آپ کا بچنا، یا اسکا ثبوت دینا آپ کو سخت کٹھن ہے۔ مگر میں بھی اپنی خو میں لاچار ہوں میں نے مرزا کی زندگی میں بدرا بدر بائدر سانید پر ہمیشہ عمل کیا تو اب کیوں پٹنے لگا۔

آپ نے مولوی عطاء اللہ صاحب امرت سری کے واقعہ ۱۴۔ اپریل کے متعلق مجھ پر کئی ایک الزام لگائے جن کا ثبوت نہیں دیا سب سے آخر یہ الزام لگایا کہ

ان کی جلسہ گاہ سے بیرونی تقریر کے وقت وہاں موجود تھا۔ اس کے متعلق اہل حدیث ۲۱۔۲۸ مئی کے صفحہ ۲ پر دیکھو لکھا گیا کہ اس کا ثبوت دیں، تو لودہانوی رقم تین سو روپیہ آپ کو انعام دی جائے گی۔ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا یا میری نظر سے نہیں گذرا۔ مہربانی کر کے یا تو امرتسر میں آ کر بموجودگی مسلّمہ منصفان اس کا ثبوت دیجئے یا اس الزام کے کذب کا صریح لفظوں میں اعتراف کیجئے۔ ثناء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جون ۱۹۲۰، یکم شوال ۱۳۳۸ھ ص ۴)

(امرتسر میں ہونے والے اس واقعہ کے تعلق سے الفضل ۲۴ جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۵ پر شائع ہوا:

مولوی ثناء اللہ کو جواب

۱۴۔ اپریل کو مولویان امرتسر نے بندے ماترم ہال اور اس کے باہر جو حیا سوز اور خلاف انسانیت حرکات کیں ان کی نامکمل تصویر ہم ناظرین کے روبرو پیش کر چکے ہیں ان مضامین میں جو کچھ تھا وہ حقیقت اور واقعیت تھی اس لئے ملایان امرت سر باوجود اپنی کلہ درازی کے ان واقعات کی تکذیب وتردید نہ کر سکے مولوی ثناء اللہ نے بھی حسب عادت اکاذیب کی اشاعت کی تھی لیکن جب ان کے خلاف واقعات کا اظہار کیا گیا تو مولوی صاحب کسی بات کی بھی تردید نہ کر سکے ہاں ایک بات پر وہ بہت مصر ہیں اور وہ یہ کہ الفضل میں جو یہ لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی ہال کے باہر دیکھے گئے اس کے متعلق پہلے تو انہوں نے لکھا کہ میں مجمع تقریر میں نہیں گیا پھر اب یہ کہتے ہیں کہ میں ہال کے باہر والے مجمع میں بھی نہ تھا۔ اس کے جواب میں ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کو ہال کے اندر جانے سے انکار ہے تو یہ محض بے سود، کیونکہ ہم نے کہیں نہیں لکھا کہ آپ ہال کے اندر آئے تھے۔ اور اگر اس بات سے انکار ہے کہ آپ نے اس وقت ہال کے باہر والے مجمع میں مخالفانہ حصہ نہیں لیا تو ہم یہ بھی نہیں کہتے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ وہاں دیکھے گئے اور یہی ہم نے لکھا جس بنا پر یہ لکھا گیا وہ ہم پیش کرنے کے لئے تیار ہیں مگر پہلے آپ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کریں کہ اس دن جب کہ مولوی عطاء اللہ اپنی بکواس میں مصروف تھا آپ اس مجمع میں سے نہیں گذرے۔ اور لوگوں نے آپ کو مبارک باد نہیں دی۔ اس کے بعد ہم اپنی طرف سے شہادت پیش کریں گے۔)

مرزائیت سے توبہ:

جناب مرزا محمود احمد صاحب! چونکہ جناب نے اور جناب کے مبلغون نے مقامات مقدسہ اسلامیہ کے قبضہ نصرانیہ سے بچانے کے لئے کسی قسم کی داد نہیں کی جو ہر مسلمان کا فرض ہے جزیرۃ العرب کو مشرکوں سے پاک رکھنا رسول اللہ ﷺ کی وصیت ہے آپ نے اسپر بھی عمل نہیں کیا اور کروڑ ہا کلمہ گووں کو کافر قرار دیا ہے اس لئے میرا ضمیر مجبور کرتا ہے کہ آپ کی بیعت فسخ کروں اور میں آج اپنے گذشتہ اعمال کی توبہ کرتا ہوں جو کہ کروڑ ھا کلمہ گووں کو کافر کہنے سے میرا نامہ اعمال میں لکھے گئے ہوں گے خداوند تعالی اپنی تمام مخلوق پر رحم فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین میری بیوی کی طرف سے بھی بیعت فسخ ہے۔

فقط نیاز مند سید میر بسمل از خانکی، گوجرانوالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ جون ۱۹۲۰ء ص ۹)

عیسی کی پیدائش و دیگر اوصاف کی نسبت

قرآن اور مرزا کا مقابلہ

جناب منشی اللہ دتا صاحب جھنگوی لکھتے ہیں:

میں اپنے عنوانی دعوے کے ثبوت میں اول قرآن مجید سے چند آیات مع ترجمہ نقل کرونگا۔ بعدہ مرزا جی کی چند کتب سے اصل عبارت بھی تحریر کرونگا تاکہ مخالف کو انکار کی گنجائش نہ ہو اور طالبان حق کی تسلی کا باعث ہو۔

اور نیز خریداران اخبار اہل حدیث امرتسر بوقت پڑھنے مضمون ذیل اس بات کو مدنظر رکھیں کہ بقول قادیانی مرزا جی، حضرت عیسی کا نام یسوع بھی ہے جیسا کہ توضیح المرام صفحہ ۳ میں لکھا ہے:

بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرا مسیح بن مریم جس کو عیسی اور یسوع بھی کہتے ہیں

۱۔ قرآن مجید میں ہے:

انّ اللہ اصطفی آدم و نوحاً و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین (اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور کنبے ابراہیم کو اور کنبے عمران کو اوپر عالموں کے۔ (س ۳۔ ع ۱۲)

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں:

تعجب کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں جو صرف ایک نکاح موقت اور اپنے یسوع کی چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے وہ ایسی جوان عورتوں پر نظر ڈالتا تھا جس پر نظر ڈالنا اس کو درست نہ تھا کہ ایک کسبی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا کاش وہ متعہ کا بھی پابند ہوتا تو ان حرکات سے بچ جاتا۔ یسوع کی بزرگ دادیوں نے متعہ کیا تھا یا صریح زنا کاری تھی (فتح المسیح ص ۴۸) معاذ اللہ

۱۔ دیگر، مرزا جی فرماتے ہیں:

آپ (یسوع) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم)۔

۲۔ قرآن مجید میں ہے:

و اذ قالت الملائکۃ یا مریم انّ اللہ اصطفاک و طھّرک علی نساء العالمین۔ (اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاک کیا تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو اور عالم کی عورتوں کے) (س ۳، ع ۱۲)

۔ قادیانی مرزا جی کہتے ہیں:

جو شخص مجھے یہ کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چار بھائیوں کی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا یہ

بزرگان قوم کے اصرار سے بوجہ حمل نکاح کرلیا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں یہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح)

قرآن مجید میں ہے:

انّ مثل عیسی عند اللّٰه کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون ۔(مثال عیسی کی نزدیک اللہ کے مانند آدم کے ہے پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو پس ہو گیا) (س۳ ع۱۴)

قرآن مجید میں ہے:

واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اهلها مکانا شرقیاً ۔ فاتخذت من دونهم حجاباً فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا ۔ قالت انی اعوذ بالرحمن منك ان کنت تقیا ۔ قال انما انا رسول ربك لأهب لك غلاماً زکیا ۔ قالت انی یکون له غلام و لم یمسسنی بشر و لم اك بغیا ۔ قال کذلك قال ربك هو علی هین و لنجعله آیة للناس و رحمة منا و کان امرا مقضیا ۔ فحملته فانتبذت به مکاناً قصیا (مریم:۱۶۔۲۲)

(اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جانب الگ ہو بیٹھی اور لوگوں سے پردہ کی اوٹ کر لی۔ تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبریل بھیجا۔ تو وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آ گیا۔ مریم نے کہا خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس ہے۔ فرشتہ نے کہا میں تو تیرے رب کا ایلچی ہوں کہ میں تجھے پاک طینت لڑکا دوں۔ مریم، بولی مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے مجھے کسی مرد نہیں چھوا، اور نہ میں بدکار رہوں۔ فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے، تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنا دیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے۔ پس

مریم کو حمل ہوا اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی گئی۔)

قادیانی مرزا جی کہتے ہیں:

حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے (ازالہ اوہام)

قرآن مجید میں ہے:

و یعلّمه الکتا ب و الحکمة و التوراة و ا لا نجیل۔ و رسولا الی بنی اسرا ئیل (آل عمران: ۴۷۔۴۸)

(خدا سکھا ویگا اس کو لکھنا اور حکمت اور تورات اور انجیل اور رسول ہوگا طرف بنی اسرائیل کے)

اذ علّمتك الکتا ب و الحکمة و التوراة و ا لا نجیل۔(مائدہ:۱۱۰)

(اور جس وقت سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل)

قادیانی مرزا جی لکھتے ہیں:

حضرت عیسیٰ کا استاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائیبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا (قادیانی اربعین نمبر۴ ص۱۲)

نیز: آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا یا اس استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۶)

قرآن مجید میں ہے:

و اذ تخلق من الطّین کهیئة الطّیر با ذ نی فتنفخ فیها فتکون طیراً با ذ نی و تبر ئ ا لا کمة و الا بر ص باذ نی. و اذ تخر ج المو تی با ذ نی و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك اذ جئتهم بالبیّنات فقا ل الّذین کفروا منهم ان هذا ا لا سحر مبین

(الما ئدة : ۱۱۰)

(جس وقت بنا تا تھا تو مٹی سے جیسے جانور کی صورت ساتھ میرے حکم کے پس پھونکتا تھا تھا بیچ

اس کے پس ہو جاتا تھا پرندہ ساتھ حکم میرے کے اور چنگا کرتا تھا مادر زاد اندھوں کو اور سفید داغ والوں کو ساتھ میرے حکم کے اور جس وقت نکالتا تھا مردوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جس وقت بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جس وقت لایا تھا تو ان کی دلیلیں ظاہر۔ پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے نہیں یہ مگر جادو ظاہر)۔

قادیانی مرزاجی کہتے ہیں:

یسوع کے نشانوں کی نسبت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ اس زمانہ کے لئے نشان نہیں بلکہ ان کو کتھا کہانی کہنا چاہیے (کتاب البریت)

نیز قادیانی مرزاجی فرماتے ہیں:

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرند بنا کر انہیں پھونک مار کر سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تلاب کی مٹی لایا تھا جس میں روح قدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہر حال یہ معجزہ ایک کھیل کے قسم سے تھا اور مٹی درحقیقت مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔ (ازالہ اوہام۔ ص۲۳۲)

قرآن مجید میں ہے:

و آتینا عیسی بن مریم البیّنات و ایّدناہ بروح القدس

(اور دیئے ہم نے عیسی بیٹے مریم کو معجزے ظاہر اور قوت دی ہم نے اس کو ساتھ روح پاک کے یعنی جبریل کے)

و اذ کففت بنی اسرائیل عنك۔

(اور جس وقت بند کیا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے) (المائدۃ:۱۱۰)

قادیانی مرزاجی لکھتے ہیں:

پھر اس کے بعد مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھا اڑائے جانا اسکے حق میں مقدر تھا سب اس نے دیکھا۔ آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے (ازالہ اوہام۔ ص۱۵۶)

قرآن مجید میں ہے:

و بکفر هم و قو لهم علی مر یم بهتا نا عظیماً .وقو لهم انا قتلنا المسیح عیسی بن مر یم رسو ل الله و ماقتلوه و ماصلبوه

(النساء ۱۵۶۔۱۵۷)(اور بسبب کفران کے کے اور کہنے ان کے کے او پر مریم کے بہتان بڑا اور بسبب کہنے ان کے کے تحقیق ہم نے مارڈالا مسیح بیٹے مریم کے کو جو رسول اللہ تھا نہیں مارا اس کو اور نہ سولی دیا اس کو یعنی عیسی کو)

قادیانی مرزاجی کہتے ہیں:

مسیح پر جو مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضا میں ٹھوکی گئیں جن سے وی غشی کی حالت میں ہو گیا یہ صلیب درحقیقت موت سے کم نہ تھی ۔ (ازالہ اوہام)

قرآن مجید میں ہے:

واذ قا لت الملا ئكة یا مر یم انّ الله یبشّر ك بكلمة منه اسمه المسیح عیسی بن مر یم و جیها فی الد نیا و الآخرة و من المقربین .و یكلّم النّاس فی المهد و كهلا ومن الصّا لحین .

(جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ خوش خبری دیتا ہے تجھ کو ساتھ ایک بات کے اپنی طرف سے ۔ نام اس کا مسیح عیسی بیٹا مریم کا اور آبرو والا بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور مقربین میں سے ہے اور باتیں کرے گا لوگوں سے بیچ جھولی اور ادھیڑ عمر میں اور صالحوں سے ہے)۔

اور قادیانی مرزاجی کہتے ہیں:

آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے کی اکثر عادت تھی ادنی ادنی بات میں غصہ آجاتا تھا اور اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالی دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیتے تھے یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی ۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

نیز مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

یسوع کے حواری لالچی اور کم عقل تھے جیسی ان کی عقلیں اور ہمتیں تھیں

ایسے ان کو ہدایت بھی اور یسوع بھی مل گیا۔ (فتح المسیح۔ ص ۴۴)

دیگر جگہ قادیانی مرزا جی لکھتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اس سے نتیجہ یہ ہوا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے دوبارہ آکر .... بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہوں (بدر.. مئی ۱۹۰۸ء)

دوسری جگہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم)

اے بھائی مسلمانو! حضرت عیسیٰ بن مریم ایک اولوالعزم نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں و جیهاً فی الد نیا و لآ خره و من المقربين اور و من الصا لحين میں شمار فرماتا ہے اور مرزا جی خلاف آیات قرآن مجید ان کی ایسی توہین کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں جن کو کوئی انسان بھی سننا پسند نہیں کرتا۔ اور شریف اور خواندہ مسلمان تو ایسے بد زبان آدمی کو ہرگز ہرگز مسلمان ہی خیال نہیں کرتے چہ جائے کہ اس کو امام الزمان یا مجدد یا نبی مان لیں۔

اب میں مریدین مرزا جی کو خداوند قہار کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آیات ذیل کے اگر مرزا جی مصداق نہیں تو اور کون ہے ایمان سے سچ کہنا

قل هل ننبئكم با لاخسرين اعمالا۔ الذين ضلّ سعيهم فى الحيوة الد نيا و هم يحسبو ن انّهم يحسنو ن صنعا۔ او لئك الذين كفروا بآ يا ت ر بّهم و لقا ئه فحبطت اعما لهم فلا نقيم لهم يو م القيا مه وز نا ۔ ذلك جزا ء هم جهنم بما كفروا و اتخذوا آ يا تى و رسلى هزوا۔ (الکھف:۱۰۳۔۱۰۶)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جون ۱۹۲۰ء ص ۵۔۷)

اشتہاری نبی کی پیش گوئیوں کی تاویلات

جناب منشی عبدالحی کوہاٹی صاحب لکھتے ہیں:

اس بات سے کون بے خبر ہے کہ ہمارے شیعہ بھائی تاویلات میں یدطولی رکھتے ہیں بلکہ اگر کہا جائے کہ اس فن میں وہ اپنا نظیر کم رکھتے ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا ایک ادنی کرشمہ ان کی تاویلات کا مثالاً عرض ہے۔ ان کی کتاب معانی الاخبار میں لکھا ہے کہ امام حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر بمنزلہ میری سمع کے ہے اور عمر بمنزلہ میری بصر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے۔

تاویل: امام حسن فرماتے ہیں کہ جب دن ہوا تو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امیرالمومنین علی اور ابوبکر اور عثمان موجود تھے۔ میں نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار میں نے کل آپ کی زبان سے سنا جو کچھ آپ نے ان اصحاب کی نسبت فرمایا وہ کیا ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا ہے۔ بعد اس کے حضرت ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ کہا کہ یہی سمع اور بصر اور دل ہیں، اور اس وصی یعنی حضرت علی کی محبت سے سوال کئے جائیں گے اور یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی انّ السّمع و البصر و الفواد کل او لئك كا ن عنه مسؤلاً (ص ١٠٦، آیات بینات)

ہمارے مرزا صاحب قادیانی کو دنیاوی خوش قسمتی سے استاد ایک شیعہ ملا جس سے آپ کو فن تاویلات میں ایسا ملکہ حاصل ہوگیا کہ آپ اس فن میں کمال رکھنے کے بھروسے پیش گوئیاں کرنے میں اتنا بھی نہیں جھجکتے تھے جتنا کوئی بھلا مانس حساب کتاب نہ رکھنے والا چندے کے لئے ہاتھ دراز کرنے سے۔

ذرہ کوئی بات ہو جانے والی نظر آئی، جھٹ پیش گوئی کردی کہ ایسا ہوگا، ضرور ہو کر رہے گا۔ خدا کی باتیں نہیں ٹلتیں (مرزا صاحب قادیانی کی) کبھی مغلیہ رگ میں زیادہ حرکت آئی، تو خدا کی قسم سے اس کو موکد کر دیا۔

کبھی کہا ایسا نہ ہوا تو میں جھوٹا، مجھے پھانسی دے دو۔ تمام شیطانوں اور

بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو (جنگ مقدس۔ص ۱۹۰)

کبھی کہا یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت مروں کہ عبدالحکیم کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔ (اشتہار: خدا سچے کا حامی ہے)

اور جب وہ بات وقوع میں نہ آئی یا اسکے برعکس ہوا، تو کوئی اور بات بنا دی۔

کیوں مریدو! کیسی کہی۔

ہاں حضرت اقدس علم غیب کے گھوڑے پر سوار، واہ سبحان اللہ آمنا وصدقنا یہ تو حرف بحرف پوری ہوئی۔ بعض اندھے سوجاکھے ہو گئے۔ بعض لنگڑے چلنے لگے۔ اور بہرے سننے لگے۔ آپ ہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ اشتہاری نبی صاحب کی یہ تاویلات مولوی محمد علی صاحب مصنف، نکات القرآن، کی ضمیر کو تسلی نہ بخش سکیں۔ سانپ کے منہ میں چھپکلی کھاوے تو کوڑھی چھوڑے تو کلنکی۔ ان کو مانا جاوے تو ضمیر کا خون، رد کیا جائے تو امارت ہاتھ سے جاتی ہے۔ (نامہ نگار کی تائید ایک واقعہ سے ہوتی ہے مولوی محمد علی ایم اے امیر لاہوری پارٹی نے خواجہ کمال الدین سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میاں محمود سے مباہلہ کرلوں۔ خواجہ صاحب نے کہا ہرگز نہیں، اگر آپ فوت ہو گئے تو ہماری جماعت منتشر ہو جائے گی اگر میاں محمود مر گیا تو ان کو... حضرت مرزا صاحب کے انتقال پر کی گئی تھے۔ یہ سن کر امیر صاحب خاموش ہو گئے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) لہذا اپنے قانونی دماغ پر زور ڈال کر یہ چال چلے کہ پیش گوئیوں کے اقسام بنائے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جو جھوٹی نکلیں وہ اعلی درجہ کی پیش گوئیاں تھیں جو اعلی درجہ کی اور عظیم الشان تھیں پوری ہوگئیں حالانکہ مرزا صاحب کشتی نوح صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی پیش گوئی میری نہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو بھی ایسی کوئی پیش گوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ یہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے..الخ

خیر یہ مضمون مولوی محمد علی صاحب کی کتاب مسیح موعود کے صفحہ ۲۶۶ سے شروع ہوتا ہے۔ لب لباب اس کا یہ ہے۔ لکھتے ہیں:

ماموریں کی حالت میں تین قسم کی پیش گوئیاں ہم کو نظر آتی ہیں یعنی

۱۔ایک وہ پیش گوئیاں جوانسان کی اپنی ذات یا اس کے اقرباءعزیزوں دوستوں وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔
۲۔دوسری وہ پیش گوئیاں جو عام واقعات عالم یا اقوام کی حالت سے تعلق رکھتی ہیں۔
۳۔تیسری قسم کی پیش گوئیاں جو مامورین کی ذات سے خاص ہیں نبی ہو یا مجدد وہ اسکی آئندہ کامیابیوں اور مخالفت کی ناکامیابی کے متعلق ہوتی ہیں۔
اول قسم کی پیش گوئیاں لازماً ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا حلقہ محدود ہوتا ہے اس لئے ان کو وہ عظمت اور وقعت حاصل نہیں جو قسم دوم کی پیش گوئیوں کو ہے جب ہم قسم کی پیش گوئیوں کو دیکھتے ہیں یعنی جن کا تعلق عام واقعات عالم یا بڑے تغیرات یا انقلابات سے ہے تو اس حصہ کی بڑی عظمت پائی جاتی ہے۔ قسم سوم کی پیش گوئیاں جو مامورین سے خاص ہیں وہ بھی قسم دوم کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔.. مامورین کی صداقت پرکھنے کے لئے اول درجہ کی یہی پیش گوئیاں ہیں،. الخ

میں کہتا ہوں کہ اگر پیش گوئیاں الہام سے کی کی جاتی ہیں اور الہام کنندہ ایک ہے تو وہ ہرگز بہت قسموں کی نہیں ہوسکتیں اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کے اقسام ہوں اور اگر وہ تے قسم کی ہیں تو ان کے تین ذرائع ہیں

۱۔خودساختہ یا حدیث نفس ۔۲۔شیطانی ۔۳۔رحمانی

خدا کی طرف سے جو ہوں وہ خواہ چھوٹے معاملہ میں ہوں خواہ بڑے معاملہ میں وہ حرف بحرف سچی ہونی چاہییں اور جن کا نصف حصہ صحیح اور نصف غلط نکلے وہ شیطانی ہیں۔آنحضرتﷺ نے اپنے دل میں آیت

یو م تأ تی السّماء بد خا ن مبین

پڑھ کر ابن صیاد سے پوچھا کہ میرے دمیں کیا ہے اس نے کہا دخ ،یعنی دخان کی جگہ دخ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اخسا یعنی دور ہو۔

اور جو چیز خودساختہ ہو، وہ اگر دن بھر میں دس کیجاویں دو چار تو ضرور ہی صحیح ہوجاویں گی۔گذشتہ زمانہ جیسا کہ تھا، ہمارے سامنے نہیں ہے،اس لئے ہم اس کے

ذمہ دار نہیں۔ لیکن اس زمانہ میں اگر کوئی شخص اپنی پیش گوئیوں کی پچیس تیس فیصدی نہیں ننا نوے فی صدی کے صحیح ہونے کا بھی دعوی کرے تو میں یہ کہونگا کہ شکار پور کی طرف تشریف لے جا کر الہاموں کا دعوی کیجئے (شکار پور کیوں، بریلی کیوں نہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اور ہمیں معاف رکھئے۔ اور اس دعوی کے ساتھ اگر وہ وجاہت اور زر کا خواہاں ثابت ہو، تو وہ ایک بڑا خوفناک ٹھگ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ وہ دواؤں کا اشتہار دینے والوں کی طرح صرف جیبیں ہی نہیں کترتا بلکہ ایمان کو بھی ساتھ ہی کترتا ہے۔

الہاموں کی قسمیں متعین کرنے والے مولوی صاحب جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الہاموں کی چوتھی قسم (گول مول اور ہر ایک واقعہ پر چپک جانے والے) نظر انداز کر گئے ہیں، اور ایک اور قسم بطور نوٹ بیان کر گئے ہیں یعنی انذاری پیش گوئی۔ اس سے مطلب آپ کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی وہ پیش گوئیاں کہ فلاں اتنے سال کے اندر فوت ہو جائے گا، فلاں میری زندگی میں فوت ہو جائے گا۔ یہ حضرت یونس کی پیش گوئی کے نیچے لا کر یوں سچی ثابت کر دی جاویں کہ جیسے حضرت یونس کی قوم ایمان لے آئی اعراض سے عذاب ٹل گیا اسی طرح مرزا جی کی انذاری پیش گوئیاں بھی پوری نہ ہوئیں۔ مگر میں افسوس سے عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب کی نظر سے اسی کشتی نوح کا صفحہ ٦ چوک گیا جہاں مرزا صاحب قادیانی، حضرت یونس وغیرہ کی پیش گوئیوں کو ٹھوکر مار کر فرماتے ہیں:

> میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ہزارہا میری ایسی کھلی پیش گوئیاں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جاوے تو بجز آنحضرت ﷺ کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی۔

مطلب یہ کہ سوا آنحضرت ﷺ کے کسی اور نبی کی پیشگوئیاں آپ کی پیش گوئیوں سے کچھ لگا ہی نہیں کھاتیں، اس حالت میں یہ نہایت بے شرمی اور بے حیائی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئیوں کو ہم آنحضرت ﷺ کے سوا کسی اور نبی کی پیش گوئیوں سے تشبیہ دیں۔ خواہ وہ حضرت یونس ہوں یا کوئی اور۔ یہ سب کچھ ہو ہوا کر

مولوی محمد علی صاحب ہمیں یہ بتاویں:

ا۔محمدی بیگم کا خاوند مرزا جی کے کون سے عزیزوں اور اقرباؤں اور دوستوں میں تھا کہ اول ڈھائی سال تاریخ نکاح کے اندر بعد ازاں مرزا جی کی زندگی میں وہ نہ مرا اور تقدیر مبرم گاؤ خورد ہوگئی (کورو پانڈوں میں سے کوئی تھا کہ جو پانچ افراد ایک بیوی کے خاوند تھے۔ وہ خاوند آپس میں کس قدر قریبی رشتہ دار تھے کہ ایک ہی عورت ان کی بیوی تھی۔مرزا صاحب شائد اسی لئے کرشن بن کر ہندو لبادے میں آئے تھے کہ سلطان محمد کے ساتھ ایک عورت کے مشترکہ خاوند بن جائیں۔ اور نکاح میں آنے کی پیش گوئی پوری ہو جائے۔ بہاء) اگر وہ ڈر گیا تو اس کا کیا ثبوت؟

کیا وہ گلے میں پٹکا ڈال کر محمدی بیگم سمیت مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا؟

کیا اس نے محمدی بیگم کو طلاق دے کر واپس بھیج دیا؟

کیا اس نے زیر ستیارتھ پرکاش آئندہ اولاد پیدا کرنے سے توبہ کر لی؟

اگر کچھ بھی نہیں کیا تو کس منہ سے کہتے ہو کہ وہ ڈر گیا۔

ڈرے تو مرزا صاحب قادیانی کہ وہ ان کی منکوحہ (آسمانی) کو بیاہ لے گیا اور انہوں نے اف تک نہ کی۔اور ایمان تمہارا یہ کہ سلطان محمد، مرزا صاحب قادیانی سے ڈر گیا (مرزا صاحب خود اسکے ڈرنے سے انکاری ہیں۔دیکھو اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ ص۴۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)۔ واہ! ہاتھ تو لاؤ کیا کہنے۔

۲۔مرزا جی کی پیش گوئی تھی کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ آخری زمانے میں یہ دونوں قومیں (انگریز اور روس) خروج کریں گی..

اور اس پر ایک آیت چپکائی جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے

و ترکنا بعضهم یومئذ یّموج فی بعض

یعنی دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایکدوسرے پر حملہ کریں گی..

دعا کرنی چاہیے کہ خدا انگریزوں کو فتح دے (ازالہ اوہام۔ص ۲۲۱)

کیا یہ پیش گوئی عام واقعات عالم سے تعلق نہیں رکھتی تھی۔اور کیا عالمگیر جنگ میں روس اور انگریز بھائی بھائی نہیں ہو گئے؟ ایسی جھوٹی پیش گوئی پر قرآن سے تمسک کرنا قرآن کے حقائق و دقائق دانی کے دعوی کا منہ کالا کرتا ہے۔

صفحہ ۸۳ چشمہ معرفت پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

مسیح موعود کے زمانے میں تمام قومیں ایک ہو جائیں گی اور ایک ہی مذہب اسلام ہو جائے گا۔

فرمائیے کس زمین پر اور کس آسمان کے نیچے مرزا جی کے زمانے میں کل قومیں ایک ہوگئیں اور ایک مذہب اسلام ہو گیا۔ کیا قادیان میں آریہ نہیں رہے؟

کیا آریوں کی آریہ سماج وہاں قائم نہیں؟

کیا دیانند سکول وہاں قائم نہیں؟

کیا مرزا جی کے مزار کے سرہانے آریوں کے جلسے نہیں ہو رہے؟

۳۔ آتھم کی موت والی پیش گوئی کے صدق و کذب سے کیا بمبئی اور کلکتہ سے لے کر پشاور اور مالیر کوٹلہ تک مسلمانوں اور عیسائیوں پر اثر نہیں پڑتا تھا، کہ وہ جھوٹی نکلی

مصیبت میں پڑا ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

قادیانی مرزا جی کی ناکامیابی تو صرف اسی الہام سے ثابت ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔

نیز یہ آفات آسمانی بقول ان کے ان کی غیر مقبولیت پر شائد عدل ہیں اور ان کے مشن کے رستہ میں روڑے اٹکانے والے اصحاب کا ان کے بعد تک زندہ رہنا ایک بڑی گواہی اس بات کی ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوئے

مولوی صاحب! میں تو نہ ایم اے ہوں، نہ مولوی، نہ وکیل۔ مگر اتنا دریافت کرتا ہوں کہ یہ معاملہ کیا ہے کہ پیش گوئیوں کی تقسیم و تفریق کرتے ہوئے پہلی قسم کی تعریف میں آپ نے لفظ وغیرہ استعمال کیا، اور پہلی اور تیسری قسم کی تعریفوں میں الفاظ ، اپنی ذات ، کو مشترک رکھا۔ پھر ان کی تفصیل میں تیسری قسم کو دوسری میں داخل کر دیا کہ وہ بھی ان کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ واہ سبحان اللہ۔ بلاؤ بڑی بہو کو کھیر میں نمک ڈالے۔ ان پیش گوئیوں کو بآب زمزم و کوثر سپید نتواں کرد

اپنے منہ مسیح موعود اور مہدی معہود صاحب جو اسلام کا قدم مینار بلند پر ڈالنے اور صلیب کو توڑنے کے لئے پیدا نہیں بلکہ مبعوث ہوئے تھے خر دجال پر سوار ہو کر جسمانی طور پر قادیان میں اور روحانی طور پر مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے آپ کے جسم

مبارک نے ہر قسم کی آفات اور فسادات ملک ہند میں قائم کر دیئے اور آپ کی روح مبارک کی برکت سے اسلامی مقامات مقدسہ پر صلیب کا قبضہ ہو گیا کسی نے سچ کہا ہے
جتھے جائے قدم شریف، اجڑے ربیع سنے خریف

مرزائیو! ہزار ہا روپیہ غریب مسلمانوں کا خرچ کر کے اور ولایت میں ٹفنیں اور کھانے دہریوں کو کھلا کر اگر ایک مشت دہریئے تم نے مرزا پرست بنا لئے تو اس سے کیا تم مرزا کو.. شہیدوں میں داخل کرو گے؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ جولائی ۱۹۲۰ء۔ص ۳۔۵)

دو احمدوں میں کذب معلق

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی آنجہانی اپنے رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کے صفحہ ۷ پر بطور حاشیہ لکھتے ہیں:

اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی مقام سکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا۔ لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا جن کا نام ہے احمد زبیری بدرالدین۔ خط محفوظ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کو یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریں۔ اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔،

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا قول ہے کہ جھوٹ بولنا ایک قسم کا شرک ہے بلکہ صفحہ ۲۶ تتمہ حقیقت الوحی پر لکھتے ہیں کہ:

جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔

گویا جھوٹ بولنا شرک سے بھی بدتر ہے پس ان کی طرف یہ بدگمانی نہیں ہو سکتی کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ انہوں نے تمام عمر بھی اس پر عمل کیا ہو۔ لیکن گھر سے

آیا ہے معتبر نائی، والا معاملہ ہے۔ یہ بھی باور نہیں آتا کہ ایسا شخص جس نے امام الزمان بنتے ہوئے ص ۱۳ ضرورۃ الامام پر علم غیب کو ہر طرح سے اپنے قابو کرلیا ہو اور آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۸۶ پر پہنچ کر زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے حالات سے مطلع ہوگیا ہو آنحضرت ﷺ سے اسی بیداری میں ملاقات کرتا ہو (صفحہ ۱۲۹ جنگ مقدس وصفحہ ۱۲۸ آئینہ کمالات اسلام) فوت شدہ بزرگوں اور فرشتوں سے صحیح حالات معلوم کرلیتا ہو (ص ۱۸۳۔ آئینہ کمالات اسلام) اور ہمارے مختصر سوانح خدا سے دوستوں کی طرح سوالات کے جوابات پاتا ہو، (ص ۲۳۱۔ آئینہ کمالات اسلام) روح القدس اس سے ایک لحظہ کے واسطے بھی جدا نہ ہوتا ہو ....۔ آنحضرت ﷺ کا جنہوں نے فرمایا کہ جھوٹا وہ ہے... جو جیسا سنے ویسا بیان کرے، بروز ہو، وہ ایک زمین وآسمان پھاڑنے والے جھوٹ کو سچ کے طور پر بیان کردے مگر چونکہ اس خبر کی ہمیں اب تک تصدیق نہیں ہوئی اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ یہ جھوٹ کی لعنت (لعنت اللہ علی الکاذبین والی) خواہ مخواہ ہمارے ہم وطن احمد کی طرف راجع رہے بلکہ چاہتے ہیں کہ کوئی صاحب جو ملک مصر کے شہر اسکندریہ میں ہوں اس مصری احمد صاحب سے دریافت کر کے اصلیت سے اطلاع دیں تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد، خدا کرے مصری احمد صاحب قبول کرلیں کہ یہ خوش خبری انہوں نے دی تھی اور اپنی شہرت وعظمت کے لئے خوانخواستہ خود ساختہ نہ تھی

معزز بزرگ کا یہ خط ایک جاہل سے جاہل مگر بے غرض انسان کی ردی کی ٹوکری میں فوراً سے پہلے پھینکے جانے کے لائق تھا نہ کہ ایک دوسرے معزز بزرگ کے دست مبارک میں رہنے اور ان کی تصنیفات میں جگہ پانے کے لائق۔

جب تک یہ معاملہ طے نہ ہو ہم صرف یہ کہہ سکتے کہ اگر یہ جھوٹ کا بھرا ہوا خط احمد مصری کا ہی لکھا ہوا تھا تب بھی چونکہ مرزا صاحب نے اسکو نقل کرتے ہوئے فقرہ دروغ برگردن راوی استعمال نہیں کیا بلکہ برخلاف اس کے اپنے راوی کو معزز بزرگ فرما کر ناظرین کو اس خط کے مضمون کے باور کرانے کی کوشش کی ہے تو وہ اگر سکہ قلب بنانے کے مجرم نہیں تو سکہ قلب چلانے کے مجرم ضرور ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دل جلے نے محض مرزا صاحب کی نبوت وغیرہ کے امتحان کے خیال سے ان کی تعریف میں ایک سراسر جھوٹ لکھ دیا کہ اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو اس جھوٹی

تعریف سے ناراض ہوکر اسے پھاڑ کر پھینک دیں گے اور اگر جھوٹے ہوں گے تو اس کو گلے کا تعویذ بنا کر اسے شہرت دیں گے جیسا کہ انہوں نے کیا۔

کوئی اور صاحب بھی اگر بذریعہ اخبار اہل حدیث اس معاملہ پر روشنی ڈالیں گے تو عنداللہ ماجور ہوں۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۹ جولائی ۱۹۲۰ء مطابق۔۲۲ شوال ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۳۴ ص ۳۔۴)

متفرقات مرزائیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل ۱۴ جون ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں بحوالہ اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۴ مئی ۱۹۲۰ء لکھا ہے کہ کوئی تفسیر غلطی سے خالی نہیں۔ یہ نقل کر کے بطور الزام لکھتا ہے کہ احمدی لوگ جب کسی آیت کا مطلب ایسا بیان کرتے ہیں جو انکے منشاء کے خلاف ہوتا ہے تو یہ لوگ:

> جب معقول دلیل پیش کرنے سے عاجز آ جائیں تو بحث کے دوران میں فرمایا کرتے ہیں کہ فلاں آیت کے معنی جو تم (احمدی) کرتے ہو غلط ہیں کیونکہ پہلے کسی مفسر نے نہیں لکھے۔ (الفضل مذکور۔ص ۵)۔

یہ الزام اگر اہل حدیث کے اعتراف کی وجہ سے خاکسار اڈیٹر اہل حدیث پر ہے تو غلط ہے کیونکہ ہمارا یہ قول ہی نہیں۔ ہم کسی آیت کی تفسیر کو کہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ سابقہ تفسیروں کے برخلاف ہے بلکہ اس لئے کہا کرتے ہیں کہ علوم عربیہ کے خلاف ہے۔ مثلاً تم نے لکھا ہے وبالآخرة هم يوقنون (پچھلی وحی پر ایمان لاتے ہیں) جس سے تمہاری مراد وحی مرزا ہے۔ ہم کہتے ہیں یہ ترجمہ غلط ہے نہ اس لئے کہ کسی سابق مفسر نے کیا نہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسا کہنا سلف صالحین کے خلاف ہے وہ کبھی اس اصول کے قائل نہیں ہوئے کہ پہلوں کے خلاف کہنا غلط ہے، اس لئے کہ ہم خود ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ خود اس اصول کے برخلاف کہتے تھے۔ قاضی ثناءاللہ پانی پتی مرحوم نے تفسیر مظہری میں زیر آیت علم آدم الاسماء، اسماء سے مراد اسماء حسنی

باری تعالی مراد لئے ہیں۔ پھر یہی سوال از خود لکھا ہے کہ یہ معنی کسی نے نہیں کئے ، جواب دیا ہے کہ اس کی کوئی پرواہ نہیں یہ اصول بنفسہ قابل التزام نہیں ، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ تمہاری تفسیر علوم عربیہ مسلّمہ کے برخلاف ہے ۔ اس لئے کہ آخرۃ مؤنث کی صفت اور وحی مؤنث نہیں ۔ پس آخرۃ سے مراد وحی آخرہ نہیں بلکہ ساعۃ آخرۃ مراد ہے۔

اگر اس الزام لگانے میں سچے ہو تو ہماری تحریر میں سے اس کی کوئی مثال دکھاؤ۔

حضرت مسیح موعود اور کثرت مال

۵ جون کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک حدیث شریف نقل کی تھی کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ

یفیض المال و لا یقبله احدا ۔(وہ مال دیں گے اور کوئی قبول نہ کرے گا)

یہ حدیث شریف نقل کر کے لکھا تھا کہ قادیان میں مسیح موعود آیا مگر مال کی اتنی تنگی ہے کہ ملازموں کی تنخواہ بھی کئی کئی مہینوں کی چڑھی ہوئی ہے۔ الفضل مورخہ ۱۷ جون اس کا جواب دیتا ہے اور کیا خوب دیتا ہے :

اگر اس حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو مولوی ثناء اللہ کا اعتراض بالکل لغو ثابت ہو جاتا ہے ۔ یفیض المال کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں مال کی بہت فراوانی ہوگی اور کون کہہ سکتا ہے کہ آج اموال کی فراوانی نہیں ۔ اگر یفیض المال بھی ہو تو جس طرح انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ خدا کا طریق عمل رہا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ جس طرح مسلمانوں کو ان وعدوں کے ماتحت جو نبی کریم سے کئے گئے تھے مالا مال کیا گیا انشاء اللہ ایسا ہی ہماری جماعت کے ساتھ بھی ہوگا اور ہمارے لئے بھی یہ تنگی کے دن نہیں رہیں گے ۔(الفضل قادیان ۱۷ جون ۱۹۲۰ء ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

میری نسبت الفضل نے لکھا ہے کہ میں علم حدیث سے بالکل ناواقف ہوں جس کے جواب میں چاہیے تو یہ تھا کہ کہا جائے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح بے

استاد انہیں ہوں کہ راویوں اور مصنفوں کے نام بھی نہ جانتا ہوں ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری کو امام اسماعیل لکھتا جاؤں ۔ مگر میں ایسا کہنا نہیں چاہتا بلکہ میرا جواب یہ ہے رب زد نی علماً لیکن میں پوچھتا ہوں کہ یفیض الما ل میں فاعل حضرت مسیح موعود ہیں اور مال مفعول بہ ہے ۔ پس معنی یہ ہیں کہ مسیح مال بانٹیں گے ، یہ نہیں کہ مال زیادہ ہوگا

حضرات انبیاء علیهم السلام کی پیش گوئیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ۔ ایک اپنی زندگی کے متعلق دوم اپنی امت کے متعلق ۔ ذات خاص کے واقعات زندگی ہی میں پورے ہو جاتے ہیں ۔ امت کے متعلق امت کے وقت تک ہوتے رہتے ہیں مثلاً فرمایا

اذا جا ء نصر الله و الفتح و رأیت النّاس ید خلو ن فی دین الله افوا جاً ۔ فسبّح بحمد ر بّك و استغفره ، انّه کا ن توّا با

(یعنی اے نبی جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور آپ دیکھو کہ لوگ دین الٰہی میں بکثرت جماعت جماعت داخل ہو رہے ہیں تو آپ اس وقت خدا کی حمد اور استغفار کیجئے)

یہ آیت اطلاع دیتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اشاعت اسلام کافی ہو جائے گی اور جوق جوق لوگ مسلمان ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

دوسری قسم کی مثال یہ آیت ہے :

وعد اللّٰه الذین آ منوا منکم و عملوا الصا لحا ت لیستخلفّنهم فی ا لار ض .. الخ ۔

(خدا ایمان داروں سے وعدہ کرتا ہے کہ ان کو ملک میں حاکم بنا وے گا)

چنانچہ خلافت کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا ۔

اب سوال یہ ہے کہ یفیض الما ل والا فقرہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مسیح موعود مال بانٹیں گے ، مسیح موعود کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے یا ان کے اتباع سے ؟ ذرہ الفاظ حدیث کو دیکھ کر جواب دیجئے جس سے معلوم ہو سکے کہ قادیان میں بھی کوئی حدیث دان ہے ۔ اس کے بعد بتلایئے گا کہ آپ کے مسیح موعود نے کیا بانٹا ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء ۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۸ھ ۔ نمبر ۳۵ جلد ۱۷ ۔ ص ۱ ۔ ۲)

خلافت قادیان اور مولوی ظفر علی خان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار زمین دار کے اڈیٹر مولوی ظفر علی خان کی ہم کو بھی شکایت ہے کہ وہ قادیانی خلیفہ کے حق میں ادب سے نہیں بولتے۔ کبھی ان کو موسیو (فرنچ زبان میں بمعنی مسٹر) بولتے ہیں کبھی مسٹر محمود کہتے ہیں۔ اس کے متعلق قادیانی اخبار الفضل لکھتا ہے کہ مسٹر ظفر علی خان کو قادیانی مخالفت کا صلہ مل گیا کہ حیدر آباد سے ان کی تنخواہ بند ہو گئی۔ اس بندش پر اظہار مسرت کرنے کے بعد لکھتا ہے:

> اب تو مولوی ثناء اللہ جیسے کج بحث انسان کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسٹر ظفر علی خان کو ان کے مساعی کا ایک حد تک صلہ مل گیا جو انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف کیں۔ (الفضل قادیان ۱۱ جون ۱۹۲۰ء ص ۱۱)

ہم مولوی ظفر علی خاں صاحب کو صلہ ملنے کی تصدیق کریں یا نہ کریں لیکن آیت قرآنی کی تصدیق تو ضرور کریں گے جس میں ارشاد ہے:

> ان تمسسكم حسنة تسؤهم و ان تصبكم سيّئة يفر حوا بها۔
>
> (آل عمران: ۱۲۰) (تم مسلمانوں کو اگر فائدہ پہنچتا ہے تو تمہارے مخالف رنجیدہ ہوتے ہیں اور اگر تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں)

مولوی ظفر علی صاحب! قادیانیوں کا یہ برتاؤ آپ ہی سے نہیں بلکہ جملہ مسلمانان دنیا سے ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ جس زمانہ میں سقوط بغداد ہوا، جس کی وجہ سے ساری اسلامی دنیا میں ماتم تھا اور ایک آواز آ رہی تھی

> فليبك على الاسلام من كان باكياً
>
> (جو کوئی رونے والا ہے آج وہ اسلام پر روئے)

اسی زمانہ میں اسی الفضل نے ترکوں کو بندر اور سؤر کہہ کر لکھا تھا کہ:

> ہر مسلمان کو ترکی حکومت سے نفرت کرنی چاہیے۔ یہ محافظ اسلام نہیں بلکہ دشمن اسلام ہے قردہ وخنازیر پر غور کرنے سے ان لوگوں (ترکوں) کے اسلام کی حقیقت

معلوم ہوسکتی ہے۔ الفضل ۳۔۱۰۔ اپریل ۱۹۱۷ء ص ۳۔..

سچ ہے لعن اللہ العقرب لا تدع نبیا و لا غیرہ۔ آہ:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۸ھ۔ نمبر ۳۵ جلد ۱۷۔ ص ۲۔۳)

قادیانی کذب بیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

معشوق کی زلف کو تلوار اور معشوق کو ستمگار کہنا ایک معمولی بات ہے جو ان دونوں کی صفت اور حسن کا بیان ہے اسی طرح قادیانیوں کو کذب بیانی سے موصوف کرنا ایک معمولی بات ہے جس کیلئے کسی دلیل یا مثال کی ضرورت نہیں بقول:

معشوق ہی وہ کیا جو نہ روٹھے خفا نہ ہو

معشوق کے لئے روٹھنا خفا ہونا لازمی ہے تو قادیانی کے لئے جھوٹ اور افتراء کرنا ضروری ہے کیوں؟

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

۱۴۔ اپریل ۱۹۲۰ء کو امرتسر میں خلیفہ قادیان کا لیکچر تھا۔ ہوا جو ہوا۔ مولوی عطا اللہ شاہ نے خلیفہ مذکور کی پیش کردہ حدیث کا حوالہ مانگا جو نہ دے سکا۔ اس پر ہنگامہ ہوا۔ ہوا جو ہوا۔ قادیانی اخباروں میں میری چیپی بھی ساتھ لگائی گئی کہ میں بھی اس ہنگامہ میں شریک تھا جب میں نے انکار کیا تو یہاں تک پہنچے کہ جس وقت مولوی عطاء اللہ شاہ بیرون جلسہ گاہ ناچ رہا تھا (یعنی تردید مرزا کر رہا تھا) اس وقت ثناء اللہ بھی وہاں موجود تھا۔

چونکہ یہ بھی افتراء تھا میں نے اس کا بھی انکار کیا اور اس کا ثبوت دینے پر لودہانوی انعامی رقم میں سے انعام دینے کا وردہ کیا (دیکھو اہل حدیث مورخہ ۲۱۔ ۲۸ مئی ص ۷)

مکرر سہ کرر اس کا ثبوت طلب کیا گیا تو فنافی المرزا اڈیٹر الفضل اس کا جواب دیتا ہے

اور کیا خوب دیتا ہے:

اگر اس بات سے (آپ کو) انکار ہے کہ آپ نے ہال کے باہر والے مجمع میں مخالفانہ حصہ نہیں لیا تو ہم بھی یہ نہیں کہتے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ وہاں دیکھے گئے اور یہی ہم نے لکھا۔ جس بنا پر یہ لکھا وہ ہم پیش کرنے کو تیار ہیں مگر آپ پہلے خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں کہ اس دن جب کہ مولوی عطاء اللہ اپنی بکواس میں مصروف تھا آپ اس مجمع میں سے نہیں گذرے اور لوگوں نے آپ کو مبارک باد نہیں دی اس کے بعد ہم اپنی طرف سے شہادت پیش کریں گے۔ (الفضل قادیان ۲۴ جون ۱۹۲۰ء ص ۵)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مجدد جدید تو ہر بات میں مجدد تھے ان کی امت بھی ان سے کم نہیں، کیوں صاحب! دعوی کے ثبوت کے لئے بینہ (شہادت) تو ضروری ہے مگر ہماری حلف کی کیوں ضرورت ہے، وہ بھی اس صورت میں کہ آپ کی شہادت موجود ہے تا ہم ہم حلف اٹھائیں یہ کیوں سی ایٹ البحر میں لکھا ہے۔

او مرزائیو! تمہیں شرم کرنی چاہیے کہ تم اپنے اثبات دعوی میں ایسے عاجز ہو کہ اپنی کمزوری چھپانے کو بہانے بناتے ہو۔

سنو! ہم منکر ہیں بحکم حدیث شریف دیوانی معاملات میں منکر پر حلف آتی ہے مگر ہمارا تمہارا معاملہ دیوانی (لین دین کا) نہیں بلکہ افتراء اور بہتان کی شکل میں فوجداری ہے۔ اس لئے ہم پر حلف نہیں۔

دوم: جس صورت میں تم خود وجود شہادت کے قائل ہو تو پھر ہم کیوں حلف اٹھائیں؟

سنو! ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ تم اس دعوی کے ثابت کرنے میں ویسے ہی عاجز ہو کر ذلیل اور شرمندہ ہو گے جیسے بڑے حضرت ہمارے مقابلہ میں مرتے دم تک شرمندہ رہے یہاں تک کہ حسرت وافسوس سے یہ شعر پڑھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے

یہ تو قسمت میں کہاں تھا کہ کروں کسب کمال
بے کمالی میں بھی افسوس میں کامل نہ ہوا

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۸ھ۔ نمبر ۳۵ جلد ۱۷۔ص ۳)

لاہوری پارٹی کی پھل جھڑی قادیانی پارٹی پر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

لاہوری پارٹی کے ممبر آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ دعوی نبوت کرنا یا کسی جدید نبی کو ماننا کفر جانتے ہیں۔ان کے اخبار پیغام صلح میں خاتم النبیین پر ایک مضمون نکلا ہے جس میں اصل مضمون کے علاوہ قادیانی پارٹی پر پھولوں کی بارش کی گئی ہے۔ناظرین کی ضیافت کیلئے ہم اسے بالاختصار درج کرتے ہیں:

خاتم النبیین:

اہل عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ تمام مشرکانہ افعال واقوال کو دین ابراہیمی سمجھتے تھے اور یہ بھی ان کا یقین تھا کہ مطابق اس دعا حضرت ابراہیمؑ

ربّنا و ابعث فیھم رسو لًا منھم ..الخ

کے عرب میں ایک عظیم الشان رسول آنے والا ہے لیکن اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی خاتم النبیین کا خطاب دے کر کفار مکہ وغیرہ کی آئندہ کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا۔خلاصہ مطلب یہ کہ جس طرح محمودی (قادیانی)،حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد بھی باب نبوت کھلا سمجھتے ہیں اسی طرح کفار عرب بھی نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے بعد بھی باب نبوت کھلا یقین کرتے تھے اور جس طرح آج محمودی ہزاروں انبیاء کی آمد کے قائل ہیں اسی طرح کفار مکہ بھی انبیاء کی آمد کے منتظر تھے۔اسی وجہ سے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ مدعیان نبوت پر لاکھوں عرب ایمان لاتے رہے....علاوہ ازیں یہ محمودی ترجمہ از روئے واقعات بھی غلط بلکہ اغلط نکلا وہ اس طرح کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد اب تک مطابق ترجمہ محمود یہ اب تک کوئی نبی دنیا پر نہیں آیا،اور حضرت مرزا صاحب جن کو ان کی وفات کے چھ سال بعد محض احیائے خلافت کے لئے نبی بنایا جاتا ہے وہ خود متنازعہ فیہ

ہیں اور متنازعہ فیہ دوسرے کسی متنازعہ فیہ امر کے لئے بطور دلیل یا گواہ کے کبھی نہیں ہوسکتا، نہ شرعاً نہ قانوناً۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کا وجود بغرض ثبوت نبوت بطور نمونہ پیش کرنا اگر جہالت نہیں تو شرارت ضرور ہے۔ پس محمودی ترجمہ کیا بلحاظ سیاق وسباق آیت مذکورہ اور کیا بلحاظ قواعد عربیہ اور کیا بلحاظ واقعات ہزار سالہ غلط بلکہ اغلط ہے...

خدائے لایزال کی قسم مجھے ہرگز اس بات پر یقین نہیں رہا کہ آپ لوگوں (قادیانیوں) کا ہستی باری تعالی یا اس کی کتاب قرآن شریف پر بھی ایمان ہے لیکن چونکہ آپ نے بظاہر قرآن مجید سے مطالبہ کیا ہے اس لئے میں نے آپ کا جواب قرآن شریف سے ہی لکھا ہے۔ اگر آپ لوگوں کا نبی ﷺ پر ایمان ہوتا تو آپ یہ کبھی نہ لکھتے کہ ختم نبوت کا اعتقاد آل فرعون کا اعتقاد ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ ختم نبوۃ کا اعتقاد اہل اسلام نے کس سے سیکھا اور وہ کون تھا جس نے لا نبی بعدی کا اعلان کیا۔

پس آپ کا اس کے خلاف اعلان کرنا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایک فرعونی اعتقاد ہے یہ اگر آپ کا نبی کریم ﷺ کی ذات خاص پر حملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ ایک طرف دین محمدی کی بیخ کنی کر رہے ہو اور دوسری طرف اتباع نبوی کی لاف وگزاف۔ اگر یہ مار آستین والا معاملہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آمدم برسر مطلب، مانا کہ آپ احادیث رسول کا فیصلہ نہیں مانتے لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے اہل زبان ہونے سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں چند فقرات نبی کریم ﷺ کی زبان درافشان سے بحیثیت آپ کے اہل زبان اور اہل لغت ہونے کے نقل کرتا ہوں۔ ناظرین غور فرمائیں کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے

فلا یؤمنو ن حتّی یحکّمو ك فیما شجر بینهم

اور اطیعوا اللّه و اطیعوا الرّسو ل

مگر محمودی (قادیانی) کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کلام البشر (احادیث الرسول) کا فیصلہ منظور نہیں اور باوجود اس ارتداد صریح کے پھر بھی دعوی مسلمانی ہے....

فتبدبر (پیغام صلح لاہور۔ ۱۶ جون ص ۳۔۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

خاتم النبیین کے عقیدے میں لاہوری پارٹی حق پر ہے مگر مرزا جی کی تعلیم وہی ہے جو قادیانی پارٹی کہتی ہے۔ ہم نے بارہا لکھا کہ اس مسئلہ میں بحث کرنے کو ہم حاضر ہیں۔ ۱۹۱۸ء کے رمضان کو شملہ پر اس بارے میں لاہوری لیڈروں سے بڑی چھیڑ چھاڑ رہی۔ آخر وہ فرار ہوگئے۔ بتائیدہ تعالی ہم اب بھی تیار ہیں۔

لاہوری پارٹی جواب دے:

پیغام صلح کے کئی نمبروں میں آیت قرآنی انی رسول الله الیکم جمیعاً لکھی جا رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بحکم خداوندی مخاطبوں کو فرماتے ہیں کہ میں تم سب کی طرف خدا کا رسول ہوں۔، یہ تو ہوا فرمان خداوندی، جس کی تعمیل کرنے کو رسالت مآب نے بلند آواز سے اعلان کردیا۔ سوال یہ ہے کہ یہی آیت کوئی شخص مثلاً ڈاکٹر عبدالحکیم خان (آہ یہ صاحب بھی یکم جولائی ۱۹۲۰ء کو دنیا سے رخصت ہوگئے۔ رحمہ اللہ۔ ثناءاللہ) یا کوئی اور شخص اپنے الہام میں دکھا کر ہو بہو انہی الفاظ میں اعلان کرے تو وہ شخص کون ہے۔ یعنی اس کا دعوی رسالت سچ ہے یا غلط۔

و اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی۔

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۸ھ۔ نمبر ۳۵ جلد ۱۷۔ ص ۳۔۴)

ثانی مرزا قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر علماء اسلام کیوں ناراض ہیں؟ کیوں پبلک خفا ہے؟ اس لئے کہ انہوں نے بروزی نبوت کا دعوی کیا۔ بروزی نبوت کے معنی وہ کیا بتاتے تھے؟ یہ کہ مجھ میں کمالات محمد یہ ہیں۔ میں مظہر محمد یت ہوں۔ مجھ کو دیکھنا گویا رسول اللہ ﷺ کو دیکھنا ہے۔

اسی قسم کا دعویدار ہمارے سامنے اور اور پیدا ہوا ہے جو اپنے مریدوں سے اسی مضمون کے اشعار سنتا ہے۔ چنانچہ اشعار یہ ہیں:

مہ برج وحدت جماعت علی شاہ
گل باغ کثرت جماعت علی شاہ
نبی کی رسالت علی کی ولایت
خدا کی ہے قدرت جماعت علی شاہ
تیری دید دیدار شاہ رسالت
زہے شان رحمت جماعت علی شاہ
نبی اور تو اک شہوداً وجوداً
تو ہے رمز وحدت جماعت علی شاہ
تیرے نور سے نور عالم نے پایا
سراج ہدایت جماعت علی شاہ

(رسالہ انوار صوفیہ لاہور بابت اپریل ۱۹۲۰ء۔ ص ۲۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

کیا ان حضرت پیر جی کے مریدوں کا حق ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی تردید کریں جب کہ خود ان کے پیر صاحب وہی دعوے کرتے ہیں یا مریدوں سے سنتے ہیں اور تردید نہیں کرتے۔ مرزا قادیانی نے کہا تھا

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

ان حضرت نے کہا یا سنا

نبی اور تو اک شہوداً وجوداً

واہ! کیا کہنے ہیں بغور دیکھا جائے کہ مساوات محمدی کا یہ دعوی گو بہت بڑا ہے لیکن پیر جی کے حق میں اصل رتبے سے کم ہے کیونکہ وہ تو اس سے گذر کر خدائی کے رتبے تک پہنچنے کے متمنی بلکہ مدعی ہیں چنانچہ ان کی مدح کے اشعار یہ ہیں

دل کے بھیدوں سے تو واقف راز سینہ تجھ پہ وا
عرض مطلب یاں میرا محتاج گویائی نہیں

یہ تو علم غیب کا درجہ ہے۔ اب قدرت تامہ کا درجہ ملاحظہ کیجئے

تو وہ مسیح زمان ہے کہ قم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے کو عذر بے جانی

مگر گھر کے مردوں کو کبھی نہ جلایا بلکہ والدہ ماجدہ کا ہمیشہ عرس ہی کرتے رہے۔ سچ ہے

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انسان
تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

(ہفت روزہ اہلحدیث ۱۶ جولائی ۱۹۲۰ء۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۸ھ۔ نمبر ۳۵ جلد ۱۷۔ ص ۵۔۶)

مسئلہ ترکیہ اور حضرت فضل عمر

(فضل عمر خلیفہ قادیان کا لقب ہے مگر ہمارے بار ہا سوال کرنے پر بھی آج تک کسی نے یہ نہیں بتایا کہ فضل کیا ضافت عمر کی طرف کیسی ہے اور یہ کہ فضل کی ف پر فتح ہے یا ضمہ۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح لکھتا ہے:

جو پوچھا کبھی شغل تنہائی میں ان سے
کہا گنتے ہیں ہم خطائیں کسی کی

ضلالتِ استنباط واستدلال کے بیشتر علل واسباب میں سے ایک قوی علت اور سبب اختلال جذبات کی فطری ترتیب اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے کسی واقعہ کی علم واطلاع سے نفس کے اندر ایک کیفیت وقوفی پیدا ہوتی ہے اور پھر اسکے بعد اس کے مفید ومضر ہونے کی احساسی کیفیت سے جذبات میں ایک تہیج پیدا ہوکر غضب وہمدردی وغیرہ کے آثار جسمی کا اظہار ہوتا ہے لیکن اختلال جذبات کی صورت میں نفس کے اندر پیشتر سے کسی کی دشمنی یا محبت کے موجود ہونے کی وجہ سے یہ فطری ترتیب بالکل الٹ جاتی ہے اور

پیشتر اس کے کہ اس کی کسی خطا و جرم یا خوبی کی اطلاع اس کو پہنچے غضب ومحبت کے جذبات متہیج ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں ان کے لئے علم اطلاع وضع کرلی جاتی ہے ہمارے میاں (محمود قادیانی) صاحب بدقسمتی سے ترکی خلافت کی خیالی رقابت کا خواہ مخواہ شکار ہوئے بیٹھے ہیں اسش کی اصل وجہ یہ ہے کہ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی میاں صاحب نے لفظ خلیفہ کو اپنے نام پر پیٹنٹ کرانے کیلئے فرش سے عرش تک جو دوڑ دھوپ کی ہے اور اس حلّہ خلافت کی تطہیر وتشہیر میں جس دماغ سوختگی سے کام لیا ہے اس نے حضرت فضل عمر کے دل میں لفظ خلیفہ کے متعلق ایک وحشت پیدا کردی ہے وہ نہیں چاہتے کہ کوئی معمولی حجام اور اکھاڑے کا پہلوان بھی اون کے بالمقابل خلیفہ کہلا سکے اپنے دائرہ سطوت وجبروت کے اندر توانہوں نے دوسرے خلیفہ کے قتل کا فتوی بھی صادر فرمادیا اور اس سوء فہم نے یہاں تک ترقی کی کہ حضرت امیر کے لقب لفظ خلیفہ کے ساتھ اشتراک معنوی سمجھ کر ان کے قتل کا فتوی بھی ایک نابالغ کی قلم سے لکھوا دیا ایسی حالت میں ترکوں کی خلافت کوجسکو اے دنیا تسلیم کرتی ہے میاں صاحب کو کیسے گوارا ہوسکتی تھی ترکی خلافت کا غلغلہ بلند ہونا تھا کہ میاں صاحب کے لشکر احساسات کیفیات وقوف اور تہیج جذبات کا کوی ٹھکانہ نہ رہا۔ ان کے دائرہ علم میں کوئی بد سے بدتر الفاظ نہ تھے جو ترکوں کیلئے استعمال نہیں کئے گئے اور کوئی تدبیر ان کے بس کی نہ تھی جو ترکی خلافت کے رشتہ حیات منقطع کرنے کیلئے استعمال نہیں کی گئی عرب اور مقامات مقدسہ باوجود مسلمان کہلانے کے آپ نصاری کی تحویل میں دے دینے کے کیوں موید ہیں ترکوں پر آپ کی جناب سے کیوں سبّ وشتم کی بارش ہورہی ہے ان سب کی تہ میں خلافت کی رقابت کا کھٹکا کام کررہا ہے اور بس۔

معاہدہ ترکیہ اور مسلمانوں کے آئندہ رویہ (حضرت میاں صاحب نے اس عنوان کے قائم کرنے میں تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے ورنہ انکے اپنے مسلک کی بنا پرا عنوان کی تقدیر یوں ہونی چاہیے تھی، معاہدہ ترکیہ جن کو دنیا مسلمان کہتی ہے ان کا آئندہ رویہ) کی رہنمائی

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دوسری تجویز جہاد کی ہے جہاد اس ملک میں رہ کر جائز نہیں اگر کہا جاوے کہ باہر جاکر پھر جہاد کریں تو اول تو اس سوال کے ساتھ پھر ہجرت کا سوال آوے گا جسے پہلے ناجائز اور ناممکن ثابت کر چکا ہوں (افسوس مسلمان مہاجرین کا ہر قافلہ آج میاں صاحب کے ضلالتِ استدلال پر بآواز بلند شہادت دے رہا ہے)

دوم جہاد کے لئے یہ شرط ہے کہ اوس حکومت سے کیا جاوے جو اسلام کے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے اور ترکوں سے جنگ کرنے میں اتحادیوں نے ابتداء نہیں کی نہ اس جنگ کی وجہ اسلام کو مٹانا تھی۔

پس جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ اس جنگ کی ابتداء اتحادیوں کی طرف سے ہوئی ہے اور پھر یہ بھی کہ اتحادیوں نے ترکوں سے اس لئے جنگ کی تھی کہ وہ ان کو جبراً مسیحی بنالیں۔

اس جگہ میاں صاحب نے جہاد کے فرض ہونے کی شرط یہ پیش کی ہے کہ جو حکومت اسلام کے مٹانے کیلئے مسلمانوں پر حملہ کرے اس کے ساتھ جہاد فرض ہو جاتا ہے اب ہم میاں صاحب ہی کے الفاظ میں بتلانا چاہتے ہیں کہ آیا یہ حکومتیں اسلام کے مٹانے کیلئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتی ہیں یا نہیں۔

ترکوں کے مستقبل پر نظر کرتے ہوئے آج سے قریباً ایک سال پیشتر آپ نے فرمایا تھا کہ:

میرا مطلب اس بات کے کہنے سے کہ ترکوں سے اس لئے نفرت کی جاتی ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں یہ ہے کہ ان ممالک کے لوگوں کو اسلام سے اس قدر بعد ہے اور آباء واجداد سے انکے دل میں اسلام کی نسبت اس قدر بدظنیاں بٹھائی گئی ہیں کہ وہ اسلام کو ایک عام مذہب کے طور پر خیال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی تعلیم خیال کرتے ہیں جو انسان کو انسانیت سے نکال کر جانور اور وہ بھی وحشی جانور بنادیتی ہے۔ ان کے نزدیک اسلام ایک ایسی وحشیانہ تعلیم دیتا ہے کہ اس کی موجودگی میں رحم اور انصاف دل میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا وہ لوگ طبعًا اپنے مذہب یا اپنے خیال کے سوا ہر ایک مذہب

اور عقیدہ کو غلط اور جھوٹا سمجھتے ہیں جیسا کہ ہر مذہب کے لوگوں کا حال ہے مگر اسلام کے سوائے دوسرے مذاہب سے وہ ڈرتے نہیں ان سے نفرت نہیں کرتے وہ ان کو ماننے والوں کو غلطی خوردہ سمجھتے ہیں مگر قابل نفرت نہیں سمجھتے مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں اس کی ترقی کو تہذیب وشائستگی کے راستہ میں روک خیال کرتے ہی نہیں بلکہ خود انسانیت کیلئے اسے مہلک یقین کرتے ہیں اس لئے وہ جہاں دوسرے مذاہب کے پیرؤوں پر رحم کرتے ہیں اسلامی حکومتوں کو نا قابل علاج اور متعدی مریضوں کی طرح سوسائٹی اور تہذیب کیلئے مہلک خیال کر کے اس کے مٹ جانے یا مٹا دینے کو پسند کرتے ہیں۔،

اور پھر فرماتے ہیں:

اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی مذہب زیادہ آزادی کی طرف قدم بڑھاتا ہے اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے کیونکہ آزادی اسے ہمدردی کی طرف مائل کرتی ہے اور اسلام کی بیخ کنی میں وہ دنیا کی ہمدردی پاتا ہے،

تقاضائے سیاق عبارت یہ ہے کہ لفظ یوں ہوں

مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی ملک،

کیونکہ مذہب تو سب مغربی ممالک کا عیسائیت ہی ہے

محمودیو! سنتے ہو تمہارے فضل عمر آج کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کی طرف سے جہاد کا فتوی نکل چکا اور جو شرط انہوں نے جہاد کیلئے مقرر کی تھی اس شرط کا اپنی تمام حدود کے ساتھ موجود ہونا انہی کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہو چکا۔

جہاد کے لئے شرط اول یہ ہے کہ:

اس حکومت سے کیا جائے جو اسلام کو مٹانے کیلئے مسلمانوں پر حملہ کرتی ہے۔،

اس کے بالمقابل میاں (محمود احمد) صاحب کے اپنے ان الفاظ کو پڑھو:

مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں اس کی ترقی کو تہذیب وشائستگی کے راستہ میں روک خیال کرتے ہیں بلکہ خود انسانیت کے لئے اسے مہلک یقین

کرتے ہیں۔

اسلامی حکومتوں کو ناقابل علاج اور متعدی مریضوں کی طرح سوسائٹی اور تہذیب کے لئے مہلک خیال کر کے اس کے مٹ جانے یا مٹا دینے کو پسند کرتے ہیں۔،

اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی ملک آزادی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے کیونکہ آزادی اسے ہمدردی کی طرف مائل کرتی ہے اور اسلام کی بیخ کنی میں وہ دنیا کی ہمدردی پاتا ہے۔،۔

اس سے زیادہ صاف اور صریح الفاظ میں جہاد کا فتوی میاں صاحب نہیں دے سکتے وہ خود جہاد کیلئے نکلنے کو تیار معلوم ہوتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ محمل خلافت کا بارگراں مرکز خلافت سے جنبش نہیں کرنے دیتا۔(۱۸ جولائی ۱۹۲۰ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ جولائی ۱۹۲۰ء۔۱۲ ذی قعد ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۳۷ ص ۵۔۶)

(سفر حج اور مولوی ثناء اللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود کے معترضین غور کریں

غیر احمدیوں کی طرف سے جن میں مولوی ثناء اللہ بھی شامل ہیں حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتراض نہایت بلند آہنگی سے کیا جایا کرتا ہے کہ آپ نے حج کیوں نہیں کیا اس کے متعلق خود حضرت اقدس اور نیز ہم غلامان احمد کی طرف سے بارہا جواب دیا گیا اور دیا جاتا ہ مگر وہ جواب زیادہ موثر ہے جو مولوی ثناء اللہ ہی کی زبان سے نکلا ہے فرماتے ہیں کہ:

فریضہ حج کے لئے صرف استطاعت سفر کی شرط ہے جس کے معنی ہیں جسمانی طاقت اور آمد ورفت کا خرچ اور رستہ کا بے خطر ہونا۔زمین دار ۱۰ جولائی

اب دیکھنا چاہیے کہ کیا حضرت اقدس مسیح موعود کے لئے حج کا راستہ بے خطر تھا ہرگز نہیں ہمیشہ سے کہا جاتا تھا اور اب بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ مکہ میں جاتے تو زندہ واپس نہ آتے پس اس شدید مخالفت میں حج کے لئے جانا اور ان لوگوں میں جانا جو جان کے دشمن ہیں خدا تعالی کے منشاء کے خلاف تھا پس جو لوگ حضرت مسیح موعود پر حج نہ کرنے کا اعتراض کیا کرتے ہیں وہ مولوی

ثناء اللہ کے یہ الفاظ نوٹ کرلیں کہ حج کے لئے راستہ کا پرامن ہونا شرط ہے اور چونکہ حضرت اقدس کے لئے راستہ پرامن نہ تھا اس لئے آپ پر حج فرض نہ تھا۔

(الفضل قادیان ۲۶ جولائی ۱۹۲۰ء ص ۶)

لیکن مرزا صاحب کو و اللہ یعصمک من الناس کی گارنٹی تھی، پھر حج تو مسیح موعود کی نشانی ہے۔ جب نشانی نہ ہوئی تو موعود نہ ہوا۔ اگر موعود ہوتا تو اللہ تعالی سب رکاوٹیں دور کر کے انہیں وہاں پہنچا دیتا۔ جہاں تک جان کے خطرے کی بات کا تعلق ہے، تو کیا مرزا محمود احمد ۱۹۱۲ء میں وہاں جا کر اور واپس آ کر یہ ثابت نہیں کر دیا کہ جان کا خطرہ بھی نہیں تھا، اور کیا مولانا محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کو پیش کش نہیں کی تھی کہ میرے ساتھ چلو۔ خرچہ بھی دوں گا اور حفاظت کی شخصی ضمانت بھی)

سفید جھوٹ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ہر زبان اور لٹریچر میں بعض الفاظ کی ایک حقیقت ہوتی ہے جس کو سچ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو جھوٹ۔ مگر قادیان کی لغت اور لٹریچر مجدد جدید کے اثر سے اس قانون سے مستثنی ہے ان کے ہاں جھوٹ کوئی چیز نہیں۔ جو یہ کہدیں وہ سچ۔ افتراء کرنا تو ان کا معمولی شغل ہے۔

پچھلے دنوں ۱۴۔ مارچ کو امرتسر میں خلیفہ قادیان نے جلسہ میں تقریر کی مولوی عطاء اللہ شاہ نے سوال کیا جواب سے عاجز آئے۔

لوگوں نے مناسب ریمارک سے تواضع کی تو خفگی مجھ پر کہ تمہارے اکسانے سے ایسا ہوا۔

جب تکذیب ہوئی تو کہا تم باہر تھے۔

اس کی بھی تکذیب ہوئی تو کہا خاتمہ پر جھومتے ہوئے آئے تھے۔ جس وقت عطاء اللہ تقریر کر رہا تھا۔

جب اس کی بھی تکذیب کی اور تصدیق کرانے پر انعام کا اعلان کیا تو

سانپ سونگھ گیا۔

اب پھر ایک افتراء اٹھایا ہے۔ الفضل ۱۵ جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے:

ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ جو آئے دن احمدیوں کے خلاف محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے عوام الناس کو اشتعال دلاتے بائیکاٹ کرنے کے ریزولیوشن پاس کرتے اور تمدنی معاشرتی تعلقات کے قطع کی تلقین کرتے رہتے ہیں وہ کس منہ سے اسلامی فرقوں کی کامل آزادی کے خواہاں ہو سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ کے سوال کا جواب ہم پھر دیں گے پہلے آپ سے اتنا پوچھتے ہیں کہ کس مجلس اور کس جلسہ میں میں نے بائیکاٹ کی تحریک کی یا ریزولیوشن پاس کرائے میرے جواب میں کسی اخبار کی روایت میں کافی نہ جانونگا تاوقتیکہ شہادت سے ثابت نہ کرو۔

بعد اس کے سنئیے آزادی اور چیز ہے اور بائیکاٹ اور۔ آزادی کی نقیض ہے روک۔ بائیکاٹ اس کی روک نہیں۔ سنو! اگر منطق پڑھے ہو تو اتنا جانتے ہوگے ورنہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے پوچھ لینا کہ نقیضین دونوں جمع نہیں ہوسکتیں اور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو آزادی ہو مگر دوسرے کو اس سے ملنا یا اس کے کام میں مدد دینا منع ہو۔ جیسے کانگریس اور ملازمان سرکار ممبران کانگریس کانگریسی کام کرنے کی اجازت ہے مگر ملازمان سرکار کو ان سے علیحدہ رہنے کی تاکید ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم کسی فرقہ کی آزادی نہیں چھینتے مگر سیدھے سادھے کمزور لوگوں کو ان کے قریب جانے سے روکتے ہیں تاکہ ان کا برا اثر ان پر نہ پڑے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اگست ۱۹۲۰ء۔ ۲۶ ذی قعد ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۳۹ ص ۳)

الٰہی فیصلہ

جناب بابو محمد حسین صابری عقب کوتوالی بریلی سے لکھتے ہیں:

اندھوں کے گاؤں میں ہاتھی آگیا تھا وہ بڑے شوق سے اسے دیکھنے کو چلے

۔کسی نے اس کے کان کو چھوا تو کسی کا ہاتھ صرف ٹانگوں پر ہی لگا۔ کسی نے بدن کو ٹٹول کر دیکھا تو کسی نے سونڈ کو ہاتھ لگایا۔ اب واپس آ کر سب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ہاتھی کی ماہیت بیان کرتے تھے مگر اصل حال ان میں سے ایک کو بھی معلوم نہ ہوا۔

یہی حال مرزائی پارٹیوں کا آج کل ہو رہا ہے ایک فریق مرزا صاحب کی شروع کی کتابوں سے استدلال کرتا ہے اور دوسرا آخری تصانیف کو حوالہ میں پیش کر کے گویا شروع کی کتابوں کو منسوخ قرار دیتا ہے۔

سوال پیدا ہو رہا ہے کہ آیا مرزا صاحب نبی تھے یا غیر نبی۔ مولوی محمد علی لاہوری بحوالہ مرزا صاحب نبوت کی تردید میں مرآۃ الحقیقت صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں:

اور کامل یقین سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا، نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو گا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ نشان آسمانی۔

قادیان کے خلیفہ صاحب نے بھی مرزا صاحب قادیانی کی کئی ایک آخری تحریریں دکھائی ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے باقاعدہ نبوت کا دعوی کیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اور اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالی جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیش گوئیاں بھی کثرت سے ہوں، اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں...

بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے۔ اخبار بدر ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ء

(حقیقۃ النبوۃ۔ ص ۲۷۲)

اسی کے ذیل میں ایک اعتراض اور ہے کہ آیا بعد خاتم النبیین حضرت جبریل کا وحی لے کر آنا جائز ہے یا نہیں؟ مولوی محمد علی لاہوری بتعلیم مرزا قادیانی لکھتے ہیں

کہ نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ ازالہ اوہام۔

(مرأۃ الحقیقۃ۔ص ۳۷)

قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب اس کی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کے الفاظ میں تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

ایک سوال یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نزول جبریل کو نبوت کے لئے شرط ٹھہرایا ہے اور اپنی نسبت جبریل کے نزول کا دعویٰ نہیں کیا۔ سو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ آپ کا الہام ہے

جاءنی آئل و اختار و ادار اصبعه و اشار ان وعد الله اتی فطوبی لمن وجد و رأی الارض و النفوس تضاع۔

اس جگہ آئل،.. جبریل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۰۳)۔پس خدا تعالیٰ نے الہام میں آپ کے پاس جبریل کے آنے کی خبر دی ہے۔(حقیقۃ النبوۃ۔ ص ۲۹۰)۔

اتنا بڑا اختلاف جو کوئی معمولی فروعی نہیں ہے بلکہ مرزا صاحب کے عہدے سے متعلق ہے دیکھ کر بھی مرزائیوں کا دل الٰہی فیصلہ کی طرف نہیں جاتا جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر کفار کے مقابلہ میں کیا گیا تھا کہ

ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافاً کثیراً

یعنی اختلاف بیانی اس بات کی دلیل ہے کہ خدا کی طرف سے نہیں۔ پس جن کو خدا نے آنکھیں دی ہیں وہ دیکھیں اور غور کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۳۔ اگست ۱۹۲۰ء۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۳۹۔ص ۳۔۴)

مرزا کا ایک نہایت مبارک اور پاک خواب

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

کہتے ہیں کہ ایک پستہ قد شخص کی عورت اتفاقاً معمول سے زیادہ دراز تھی جب کبھی ان میں ہاتھا پائی ہو جاتی، عورت اپنے قد کا فائدہ اٹھاتی۔ ایک دن تنگ آ کر میاں نے کہا تو ہمیشہ میرے سر پر چپت لگاتی ہے یاد رکھو کسی دن میں اونٹ پر چڑھ کر تیرے سر پر اس قدر چپت لگاؤنگا کہ قیامت تک یاد رکھے گی۔

مرزا صاحب قادیانی سے علماء اسلام کے مقابلہ میں جب کچھ بن نہ پڑا اور سوا خفت کے کچھ حاصل نہ ہوا تو قانون کی زد سے بچ کر ان پر چوٹیں کرنے کے لئے یہ ترکیب نکالی کہ میں نے خواب میں یوں دیکھا چنانچہ ایک خواب ان کا جوان کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۱۵ پر درج ہے، یوں ہے:

۱۷۔ اکتوبر ۱۸۹۲ء کا دن تھا پھر جب رات کو بعد نعت نبی کریم ﷺ و مناقب و محامد صحابہ سویا، تو مجھے ایک نہایت مبارک اور پاک رؤیا دکھایا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک وسیع مکان میں ہوں جس کے نہایت کشادہ اور وسیع دالان ہیں۔ اور نہائے مکلّف فرش ہو رہے ہیں اور اوپر کی منزل ہے اور میں ایک جماعت کثیر کو ربانی حقائق و معارف سنا رہا ہوں۔ اور ایک اجنبی اور غیر معتقد مولوی اس جماعت میں بیٹھا ہے جو ہماری جماعت میں سے نہیں۔ مگر میں اس کا حلیہ پہچانتا ہوں وہ لاغر اندام اور سفید ریش ہے۔ اس نے میرے اس بیان میں دخل بے جا دے کر کہا یہ باتیں کنہ باری میں دخل ہے اور کنہ باری میں گفتگو کرنے کی ممانعت ہے تو میں نے کہا اے نادان ان بیانوں کو کنہ باری سے کچھ تعلق نہیں یہ معارف ہیں اور میں نے اس کے بے جا دخل سے دل میں بہت رنج کیا اور کوشش کی کہ وہ چپ رہے مگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آیا۔ تب میرا غصہ بھڑکا اور میں نے کہا کہ اس زمانہ کے بد ذات مولوی شرارتوں سے باز نہیں آتے خدا ان کی پردہ دری کرے گا۔

اور ایسے ہی چند الفاظ اور بھی کہے جواب مجھے یاد نہیں رہے ۔تب میں نے اس کے بعد کہا کہ کوئی ہے کہ اس مولوی کو اس مجلس سے باہر نکالے تو میرے ملازم حامد علی نام کی صورت پر ایک شخص نظر آیا اس نے اٹھتے ہی اس مولوی کو پکڑ لیا اور دھکے دے کر اس کو اس مجلس سے باہر نکالا اور زینہ کے نیچے اتار دیا۔تب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہماری جماعت کے قریب ایک وسیع چبوترے پر کھڑے ہیں اور یہ بھی گمان گذرتا ہے کہ کہ چہل قدمی کر رہے ہیں ، اور معلوم ہوتا ہے کہ جب مولوی کو نکالا گیا تو آنحضرت ﷺ اسی جگہ کے ہی کھڑے تھے (کتاب میں اسی طرح ہے۔ ثناء اللہ) مگر اس وقت نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں کتاب آئینہ کمالات اسلام ہے یعنی یہی کتاب اور یہ مقام جو اس وقت چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے اور آنجناب ﷺ نے اپنی انگشت مبارک اس مقام پر رکھی ہوئی ہے کہ جہاں آنحضرت ﷺ کے محامد مبارکہ کا ذکر اور آپ کے پاک اور پر اثر اور اعلی تعلیم کا بیان ہے اور ایک انگشت اس مقام پر رکھی ہوئی ہے کہ جہاں صحابہ رضی اللہ تعالی عنھم کے کمالات اور صدق وصفا کا بیان ہے اور آپ ﷺ تبسم فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ھذا لی و ھذا لا صحابی ۔

یہ خواب کئی وجوہات سے جھوٹا اور بناوٹی ہے اور محض علماء دین کی (خاکش بدہن) تذلیل اور دل آزاری کی غرض سے گھڑا اور بیان کیا گیا ہے اور اس ناپاک خواب کو جس میں صریحاً آنحضرت ﷺ کے احکام کے خلاف کیا گیا ہے ، نہایت مبارک اور پاک قرار دیا گیا ہے ۔اس کو حتی المقدور زیادہ دل آزار بنانے کے واسطے اس کی تعریف میں مبارک اور نہایت مبارک کو کافی نہ سمجھ کر کسی اور لفظ کی تلاش ہوئی اور جب نہ ملا تو ایک خلاف محاورہ لفظ پاک اس کے ساتھ جڑا گیا۔ بھلا خواب کیا اور پاک کیا۔ ناظرین ایک لمحہ کے واسطے بھی یقین نہ کریں کہ اس خواب کو اس واسطے نہایت مبارک اور پاک کہا گیا کہ اس میں مرزا صاحب نے اوپر کے مکان سے آنحضرت ﷺ کو نیچے ایک چبوترہ پر ٹہلتے دیکھا، کیونکہ جس شخص کو (بقول مرزا) آنحضرت

ﷺ نے اپنی گود میں پالا ہو، پھر مشتاقوں کی طرح اس کے پاس آئے ہوں، خدا کی طرف سے اس کو بشارات لا کر دی ہوں، کشف میں ملاقات کی ہو، بیداری میں اس سے ملاقات کی ہو (درثمین فارسی ۔ص ۱۰۱)، جس کو بار ہا بیداری میں مل کر مسائل بتایا کرتے ہوں (جنگ مقدس ۔ص ۱۲۹) اگر اس کو ایک دن تن تنہا خواب میں نظر آ گئے ہوں تو اس وجہ سے اس خواب کو اس قدر عظمت دینا، تو تمام کشفی اور بیداری کی ملاقاتوں کو سراسر جھوٹ ثابت کرتا ہے ۔شرعی کے علاوہ عقلی طور پر یہ خواب سچا نہیں ۔

۱۔ یہ کہ جب انسان خواب میں کسی جوش میں بھر کر کسی کو آواز دیتا ہے، تو آواز کے ساتھ اکثر اس کی آنکھ کھل جاتی ہے ۔

۲۔ ایسی مجلسوں میں اگر کوئی شخص مجلس کو گندہ کرنے والا ثابت ہوا کرتا ہے تو پیر تو اپنے خداداد حوصلہ کو کام میں لایا کرتے ہیں لیکن مریدوں سے صبر نہیں ہو سکتا وہ اس کو بے عزت کر کے محفل سے نکال دیتے ہیں، اور اس خواب میں مرید تو صبر سے سب کچھ دیکھتے رہے اور مرزا صاحب کے گلا پھاڑنے پر بھی ان میں سے کوئی نہ اٹھا ۔ملازم نے حکم کی تعمیل کی ۔

۳۔ نقلی طور پر بھی یہ خواب محض جھوٹا اور خود ساختہ ثابت ہوا کیونکہ ابھی ملک ہند ایک بزرگ نے خواب دیکھا جس کو مرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ میں نقل کیا ہے ۔اس خواب میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دربار میں علماء اسلام کو بڑی عزت سے جگہ دی اور ان سے رضامندی ظاہر کی اور مہدی اور مسیح موعود ہونے کے دعویدار صاحب نہایت مبارک اور پاک بے عزتی سے محفل سے نکالے گئے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ ۔اگست ۱۹۲۰ء ۔مطابق ۴ ذی الحج ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۴۰ ص ۳ ۔۴)

مرزا محمود احمد قادیانی کے نام کھلی چٹھی

میں نے فسخ بیعت قادیانی کا اعلان کیا تو صرف جزیرۃ العرب پر قبضہ نصرانیہ کو آپ کا خوشی سے دیکھنا اور دوسرے قادیانی انجمن احمدیہ کی حالت زار سے متاثر ہو کر، لیکن اس اعلان کو پڑھ کر اڈیٹر الفضل نے چندہ کے کم ہو جانے کے خیال سے

گھبرا کر مجھے گالیاں سنانی شروع کر دی ہیں۔ کیا آپ گوارا کر سکتے ہیں کہ اڈیٹر الفضل اس طرح دکاندارانہ رویہ کو اختیار کرے جسے خدا پر نہیں بلکہ چندوں پر بھروسہ ہے۔ کیا یہ آپ کے مقصد کے صریحاً خلاف نہیں ہے۔ اور کیا اپنے تمام مریدوں کو نصیحت نہیں کیا کرتے کہ گالی کا جواب گالی اور لڑائی کا جواب لڑائی یا مقدمہ بازی سے نہ دو بلکہ درگذر کیا کرو۔ کیا آپ نے بقول خود امرتسری تذلیل کو درگذر نہیں کیا۔ اور بقول خود لاتعداد خرافات اور مغلظات کو بلا معاوضہ قبول نہیں کیا۔ بلکہ اس واقعہ کے بعد ایک خطبہ میں کہا کہ مجھے ثناء اللہ سے بھی محبت ہے جو بقول خود امرتسری تذلیل کا باعث ہوا تھا۔ جس حالت میں آپ کا یہ طرز عمل ہے، اس حالت میں آپ کے اس پرچہ کا جو آپ کے احکام کا علمبردار ہے بالکل اس کے برعکس چلنا آپ کو ناگوار نہیں گذرتا۔ یا تو آپ اڈیٹر الفضل کی دکاندارانہ پالیسی سے دیدہ دانستہ درگذر کئے ہوئے ہیں اور یا آپ کو اس کی ان چالاکیوں سے بے خبری ہے جو فسخ بیعت کے اعلان پر گالیوں جیسے کمینہ اور رذیل کام پر اتر آتا ہے جو آپ کسی صورت میں بھی روا نہیں رکھتے۔ امید ہے کہ آپ اس کا جواب دیں گے۔ سید میر بسمل۔ از بدوکی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اگست ۱۹۲۰ء۔ مطابق ۴ ذی الحج ۱۳۳۸ھ جلد ۱۷ نمبر ۴۰ ص ۴)

مرزا صاحب کی جواہر ریزیاں

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

سورہ الحمد میں ہم اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ

اھد ناالصّراط المستقیم صراط الّذین انعمت علیھم۔

یعنی اے ہمارے رب ہمیں بھی توفیق عنایت فرما کہ ہم سیدھے رستے چلیں وہ رستہ جس پر چلنے والوں کو تو نے اپنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ رستہ کا وجود پہلے تھا اور خدا کی نعمتیں جو اس پر چلنے والوں کو ملیں ان کا وجود اس سے بعد ہوا پھر وحی جس نے وہ رستہ بتایا اس کا وجود رستے سے بھی پہلے تھا یعنی پہلے وحی کا وجود ہوا اس نے سیدھا رستہ بتایا پھر اس رستہ پر چلنے والوں کو

انعام ملا مگر مرزا صاحب ان دونوں آیتوں کے یہ معنی کرتے ہیں کہ ہمیں اس رستے پر چلا جس رستے پر چلنے سے ہمیں وحی کا انعام حاصل ہو یعنی وحی کو انعام میں داخل کرتے ہیں چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

اهد نا الصّرا ط المستقیم صراط الّذین انعمت علیهم ۔

اس دعا میں اس انعام کی امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ان تمام انعامات میں سے بزرگ تر (یعنی مغفرۃ وتقرب و دیدار تو کچھ شئے ہی نہیں ۔) انعام وحی یقینی کا انعام ہے ...اور اگر خدا کو یہ منظور ہی نہیں کہ بموجب اس دعا کے انبیاء علیهم السلام کے انعامات میں اس امت کو بھی شریک کرے تو اس نے کیوں یہ دعا سکھلائی (ص ۱۰۹۔نزول المسیح)

یہ دعا تو کہہ رہی ہے کہ ہم کو اس راستے پر چلنے کی توفیق دے اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا ہم کو وحی ونبوت مانگنی سکھاتا ہے اور نہیں دینی تو تو سکھایا کیوں چونکہ آپ وحی کے مدعی تھے کوئی نہ کوئی آیت تو اس پر چسپاں کرنی ہی تھی مگر ایک دوسری جگہ مرزا صاحبان معنوں کی خود ہی تردید کرتے ہیں منشی الٰہی بخش (مرحوم ومغفور) نے جب آپ کی بیعت کرنے سے انکار کیا تو آپ نے انکے برخلاف ایک رسالہ (ضرورۃ الامام) لکھ کر ان کو دانتا کہ تم پر میری بیعت اور اطاعت فرض ہے کیونکہ میں امام الزمان ہوں آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں

اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھاتا ہے

اهد نا الصّراط المستقیم صرا ط الّذین انعمت علیهم

پس سوچنا چاہیے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان بلکہ (یہاں لکھنا چاہیے تھا: یہاں تک کہ، نہ کہ، بلکہ۔اڈیٹر اہل حدیث) کوئی حیوان بھی خداتعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ انکی پیروی کے لئے خداتعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے لہذا اس (مرزا صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ یہ دو آیتیں ہیں۔اڈیٹر) آیت کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمت روحانی کی بارش ہوئی ہے ان کی راہوں میں ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم ان کی پیروی کریں سو اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔(ضرورۃ الامام۔ص ۲۳۔۲۴)

ببین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

کہاں وحی یقینی کی درخواست کہاں بزرگوں کی پیروی۔ ناظرین! مرزا صاحب کے اس تلون سے حیران نہ ہوں ایک تیسری غرض کے واسطے بھی مرزا صاحب نے ان دو آیتوں کو پیش کیا ہے آپ اچھے خاصے عطار تھے ایک ہی بوتل سے ہر قسم کا شربت دے دیتے تھے علماء دین نے جب آپ پر کفر کا فتوی لگایا تو آپ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان (انبیاء) کی پیروی کرنے سے ان کے مثیل نہیں بن سکتے بلکہ ایسے خیال سے انسان کافر و ملحد ہو جاتا ہے تو اس صورت میں انبیاء کا آنا عبث اور ہمارا ان پر ایمان لانا بھی عبث ہے قرآن شریف صاف یہی ہدایت فرماتا ہے اور ہمیں سورہ فاتحہ ام الکتاب میں مثیل بن جانے کی امید دیتا ہے اور تاکید فرماتا ہے کہ پنج وقت تم میرے حضور میں کھڑے ہو کر اپنی نماز میں مجھ سے یہ دعا مانگو کہ اھد ناالصراط المستقیم صرا ط الذین انعمت علیھم یعنی اے ہمارے خداوند رحمٰن و رحیم ہمیں ایسی ہدایت بخش کہ ہم آدم صفی اللہ کے مثیل ہو جاویں فلانے کے، فلانے کے، فلانے کے، یہاں تک کہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ حبیب اللہ ﷺ کے مثیل ہو جائیں۔ (ازالہ اوہام حصہ اول۔ص ۱۰۶)

نزول المسیح میں اس دعا کے ذریعہ مرزا صاحب قادیانی وحی یقینی اور نبوت طلب کرتے ہیں ضرورۃ الامام میں خدا اس دعا کے ذریعہ ہم غریبوں کو حکم دیتا ہے کہ تم مرزا صاحب کی غلامی کا طوق گردن میں ڈال لو اور ازالہ میں مرزا صاحب اس دعا کے ذریعہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت ﷺ تک نبیوں کے مثیل بنتے ہیں۔

امام الزمان صاحب کی ایک اور جواہر ریزی

سورہ عبس کے نیچے احسن التفاسیر میں نزول قرآن کی بابت لکھا ہے:

معتبر سند سے دلائل النبوۃ بیہقی تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ ابن عباس سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں کاتب ملائکہ نے ایک دفعہ سارے قرآن کو لوح محفوظ سے نقل کیا اور وہ ان کاتب ملائکہ کے صحیفوں میں حفاظت آسمان دنیا پر رکھا رہا اور حسب ضرورت وقت بوقت جبریل کے ذریعہ نبی آخر الزمان ﷺ پر نازل ہوا۔

مگر مرزا صاحب قادیانی ،ضرورۃ الامام میں منشی الٰہی بخش لاہوری (مرحوم ومغفور) اپنے مکذب کو لکھتے ہیں:

میرے عزیز دوست توجہ الی اللہ کی طرف زیادہ ترقی کریں کہ جیسے جیسے دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہام میں فصاحت کی صفائی بڑھے گی۔ یہی بھید ہے کہ قرآن کی وحی تمام دوسرے نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کو سب سے زیادہ دل کی صفائی دی گئی تھی۔

اب ایک طرف تو حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے اودھر:

گھر سے آیا ہے معتبر نائی۔،

پس ناظرین جھوٹے سچے میں تمیز کرلیں اور چاہیں تو قرآن کے ایسے ایسے بھید ہم کو بتانے والے کی بے وقت موت پر دو آنسو ٹپکا دیں ایسی نعمت کے ہاتھ سے چلے جانے کے غم میں اگر ہم تمام عمر بھی روئیں اور مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان کو کوسیں تو ہماری تسلی نہیں ہوسکتی۔ مگر ہماری زندگی اس امید پر قائم ہے کہ مرنے والا فرما گیا ہے کہ اس مسیح کو بھی یاد رکھو جو میری ذریت سے ہونے والا ہے۔ اگر قرآن کا یہ بھید جو مرزا جی پر کھلا صحیح ہے، تو پھر پنڈت لیکھ رام کے شہید ہونے میں کیا شک ہے کیونکہ وہ بھی تو یہی کہتا تھا کہ قرآن ، محمد (ﷺ) کے دل کی پیداوار ہے۔ خدا ان دونوں شہیدوں کو ان کا حق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

مرزا صاحب کے دل کی صفائی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ اون کے الہام یا تو قرآن کی کوئی آیت ہوتی تھی یا عرب کے کسی مشہور شاعر وغیرہ کی کلام (نہیں نہیں بلکہ بعض دفعہ پنجاب کی دیہاتی زبان بھی مرزائی الہام سے معزز ہوتی تھی جسکا نمونہ یہ ہے: واللہ وللہ سدّ ھا ہو یا اولاّ۔ ریویو آف ریلی جنز بابت ۱۹۰۸ء ص ۴۰) جیسے

عفت الدّیار محلّھا و مقامھا

لبید شاعر کے شعر کا مصرعہ ہے۔

اوراس کو عربی میں توارد کہتے ہیں یعنی اتفاقاً دونوں کو ایک ہی عبارت سوجھ جائے یا دونوں کے دل کی صفائی یکساں ہو آہ ! یہ شعر مرزا صاحب کے کلوخ انداز کی

طرح نہیں بلکہ آہنی میخ کی طرح میرے دل میں گڑ گئے ہیں

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو یکدم مٹائے گا

یعنی

وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

(یہ اشعار مرزا صاحب کی تکذیب کر رہے ہیں کیونکہ انہیں آ کر گئے ہوئے بھی ایک سو سال سے اوپر ہو گئے لیکن جنگیں تو اب تک چل رہی ہیں۔ مسلمانوں کی باہم بھی جنگیں بھی جیسے افغانستان، شام، عراق وغیرہ میں، اور مسلمانوں کی غیر مسلموں سے بھی مثلاً فلسطینیوں کی اسرائیلیوں کے ساتھ، وغیرہ۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۷ نمبر ۴۲۔ ۳ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸ ذی الحج ۱۳۳۸ھ ص ۴۔۵)

مرزا قادیانی باقوال خود مجدد نہ تھے

جناب منشی اللہ دتا صاحب جھنگوی لکھتے ہیں:

میں اپنے عنوانی دعوی کے ثبوت میں مرزا کی کتب سے اصل عبارات ذیل میں درج کرتا ہوں تا کہ کسی مخالف کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔

۱۔ فتح اسلام صفحہ ۱۷ حاشیہ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا کہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں میں آسمان سے اترا ہوں۔

اس عبارت میں قادیانی مرزا جی نے چار دعوے کئے ہیں:

۱۔ صلیبی اعتقاد کو پاش کرنا۔ ۲۔ صلیب کا توڑنا۔ ۳، خنزیروں کا قتل کرنا،۔ ۴۔ آسمان سے اترنا۔

اے مرزائیو! خدا سے ڈر کر ایمان سے سچ کہو کہ مرزا جی نے کس شہر میں عیسائیونکی صلیب توڑی اور کس جگہ خنزیروں کو قتل کیا اور کس مقام پر تم نے مرزا جی کو

آسمان سے اترتے دیکھا۔

۲۔ کتاب البریہ صفحہ ۲۸۳ حاشیہ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

اس صدی کے مجدد کا بڑا فرض یہی ہونا چاہیے کہ وہ کسر صلیب کرے اور عیسائیوں کی حجتوں کو نابود کرے اور جب کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کسر صلیب (فرض) کام ہوا تو اس سے ماننا پڑا کہ وہی مسیح موعود ہوگا۔

اے مرزائیو! ایمان سے سچ کہو کہ مرزا صاحب کی زندگی میں کسر صلیب ہوئی یا کثرت صلیب ہوئی تھی؟ اور مرزا جی کی موت کے بعدت کثرت صلیب کے ہو جانے سے کوئی ایمان دار اور خدا کا خوف کرنے والا ہرگز انکار کر ہی نہیں سکتا۔

۳۔ البدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۴ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں:

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں، اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔

پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔

اے مرزائیو! تم ہی ایمان سے اور خداوند قہار سے ڈر کر انصاف سے سچ کہو کہ مرزا جی کی زندگی میں عیسی پرستی کا ستون ٹوٹ گیا؟ اور بجائے تثلیث کے توحید پھیل گئی؟ اور آنحضرت ﷺ کی عظمت اور شان کو غیر مذاہب نے مان لیا۔ اگر نہیں تو مرزا جی بقول خود سچے نہیں ہو سکتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۷ نمبر ۴۲۔ ۳ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۸ ذی الحج ۱۳۳۸ھ ص ۵)

قادیانی مامور کا ۴۲ فٹ کا جھوٹ

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے رسالہ الوصیت مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کے صفحہ اول پر اپنا الہام موت یوں تحریر فرماتے ہیں:

تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیری بابت ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو تیری نسبت خدا کی میعاد تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔

اگر یہ الہام سچا ہوتا تو چاہیے تھا کہ مرزا جی کی وفات کے بعد نہ کوئی اعتراض ان پر ہوتا نہ ہوسکتا محمدی بیگم کے خاوند (کے دشمنوں) کا جنازہ دیکھ لیتے کم از کم قادیان ہی کی تمام قوموں کو مسلمان ہوا دیکھ لیتے حج بیت اللہ کر لیتے مگر معاملہ تو برعکس ہو یعنی آپ کی موت ہی ایسے حالات میں واقع ہوئی کہ نہ گزشتہ زمانہ کے اعتراضوں کو قوی کر کے ایسے اعتراضوں کا دروازہ کھول گئی جن کا رفع کرنا ناممکن ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کا معاملہ تو منشی قاسم علی صاحب کی مہربانی سے بچوں تک کو معلوم ہے اس کا بیان کرنا عیاں راچہ بیان کا معاملہ ہے مگر آج میں اس معاملہ کا ذکر کرتا ہوں جو مرزا جی کی طرف سے اشتہارات، خدا سچے کا حامی ہے، اور تبصرہ، نکلنے کا باعث ہوئے۔

۱۳ جولائی ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کو الہام ہوا کہ

مرزا مسرف ہے، عیار ہے اور کذاب ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا تین سال میں۔

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے اشتہار دیا کہ

یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔

یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو پھر الہام ہوا کہ

مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔

اس کے جواب میں مرزا صاحب قادیانی نے ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہاتھی کے دو کانوں سے بڑا اشتہار نکالا اس کے عنوان پر نہایت جلی قلم سے یہ عبارت لکھی:

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشین گوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی

طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یاد داشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں

اس اشتہار کے چند اقتباس حسب ذیل ہیں:

مجھے اس تحریر کے لئے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ میں مامور ہوں کہ امر معروف و نہی عن المنکر کروں اور سننے والوں کو ان امور پر قائم کروں جن سے انکا ایمان قوی اور معرفت زیادہ ہو

وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائیں گے

اب وہ (خدا) ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کرے گا

اس پیش گوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے۔

اس (خدا) نے مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ

الم تر کیف فعل ربّك با صحاب الفیل .. الخ وغیرہ

پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں، یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں، ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا، تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست، میری عزت دشمن کی ذلت، میرا اقبال اور دشمن کا ادبار، بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت کہا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جاوے گا اور نصرت اور فتح شامل حال ہو گی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھونکے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گا

پھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ پر اس موت کی پیش گوئی کی مزید توضیح یوں کرتے ہیں کہ:

اس فقرہ کے دو معنی ہیں :

اول یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوا کرنے کی نیت سے شائع کئے جاتے ہیں ہم دور کر دیں گے اور ان اعتراضات کا نام ونشان نہ رہے گا،

دوسرے یہ کہ ایسے شکایات کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بد ذکر سے باز نہیں آتے دنیا سے اٹھالیں گے اور صفحہ ہستی سے معدوم کر دیں گے۔تب اون کے نابود ہونے کی وجہ سے ان کے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہو جائیں گے۔

پھر ایک الہام اردو کا درج کرتے ہیں جو ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے :

تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔،

مرزائیو! ہمیں بتاؤ کہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء (تاریخ وصیت) سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء(تاریخ وفات مرزا صاحب) تک کون کون سے پرانے اعتراض رفع ہو گئے۔

دوم، مرزا صاحب کے مخاطبوں میں سے کون کون سے صفحہ ہستی سے معدوم کئے گئے۔

سوم، کون کون سے عجائبات قدرت اس عرصہ دو سال پانچ ماہ میں ظاہر ہوئے۔

اور اگر نہیں بتا سکتے اور سب مل کر بھی قیامت تک نہ بتا سکو گے تو سمجھ سے سنو! کہ مرزا صاحب کے ذلیل و رسوا کرنے والے جھوٹے الہاموں میں ان موت کے الہاموں نے بڑی بھاری زیادتی کر دی کیونکہ تمام شقیں ان الہاموں کی محض جھوٹ اور افتراء علی ثابت ہوئیں۔

اول تاریخ الہام تو مرزا صاحب نے بیان نہیں کی تاریخ وصیت سے تاریخ وفات تک دو سال پانچ ماہ کا فاصلہ ثابت ہوا۔

دوم مخاطب آپ کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور مولوی محمد حسین تھے جو ۱۹۲۰ء میں یعنی آپ سے بارہ سال بعد فوت ہوئے۔

سوم پرانے اعتراضوں میں سے کسی ایک کا بھی نام ونشان نہ مٹا۔

ہاں عجائبات قدرت ہم نے یہ دیکھے کہ آپ نے گستاخی سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو لات ماری اور خود چاروں شانہ چت کر گئے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی مقرر کردہ میعاد مرنے کو ذلت اور لعنت کی موت قرار دیا

اور پھر اسی میعاد میں اپنے ذلیل اور رسوا کرنے والوں کی موت کے خواب دیکھتے دیکھتے مر گئے اور مریدوں کو ۴۲ فٹ جھوٹ کا اشتہار ،تبصرہ ، اپنے گھروں کی نظر گاہوں سے اتار کر پھاڑ نا پڑا۔

آہ ! اوس وقت مریدوں کے دلوں پر اور قبر میں مرزا صاحب کی روح پر کیا حالت طاری ہوگی جب گھر گھر مرزا صاحب کے فٹ انچوں میں تقسیم ہو رہے تھے اور ماموّر صاحب کے امر معروف اور نہی منکر کی تعداد ۵۰۴ سے تجاوز کر گئی تھی۔

اگر کسی مرزائی صاحب کے نصیب اچھے ہوں تو مرزائیت سے توبہ کریں اور میرے حق میں دعا کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص ۵۔۶)

دروغ گورا حافظہ نباشد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

اس عنوان سے اخبار الفضل قادیان نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں خاکسار کی ایک تحریر کو حافظہ نباشد کی مثال پیش کیا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے

الفضل نے لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ ہمارے (مرزائیوں کے) برخلاف جلسوں میں بائکاٹ کے ریزویوشن پاس کراتا ہے اور افغانستان میں مذہبی آزادی کا خواہاں بھی ہے۔ اسکا جواب دیا گیا تھا کہ اس کا ثبوت دو۔ کب میں نے تمہارے بائیکاٹ کے ریزولیوشن پاس کرائے ہیں۔ اس کے جواب میں اوس نے اخبار وکیل امرتسر کا حوالہ دیا ہے کہ چوک فرید میں مولوی ثناء اللہ کی صدارت میں جلسہ ہوا تھا اوس میں مرزائیوں کے بائکاٹ کے رزولیوشن پاس ہوئے تھے میں جانتا تھا کہ یہی ایک حوالہ وہ پیش کرے گا لیکن حقیقت الامر اس سے ثابت نہیں ہوتی۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ چوک فرید کے جلسہ میں میں دراصل مقرر تھا اور بوجہ ضرورت صدر بھی ہوگیا۔ لیکن اپنی تقریر ختم کر کے بوجہ دیری اور مکان کی دوری کے فوراً چلا آیا۔ باقی کاروائی میرے بعد ہوئی۔ مگر نامہ نگار نے شروع کاروائی پر قیاس

کر کے ساری کاروائی میری صدارت میں لکھ دی اور بقول اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ کر کے قادیانی الفضل نے اسی کو غنیمت سمجھا۔

مگر اپنے عنوان کا ثبوت اپنے مضمون میں خود ہی بڑی خوبی سے دیا کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس لئے ہم بھی مثال بدرا بدو بائد رسانید کا ثبوت دینے کو اس کا ایک قول نقل کر کے جواب دیتے ہیں۔ اڈیٹر الفضل لکھتا ہے:

> مولوی ثناء اللہ کا عقیدہ ہے کہ جائز بدلہ لینے کے لئے دروغ، دھوکہ، جعل سازی، دغا، بہتان، نفاق سے کام لینے والا کذاب نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ جھوٹ بول کر اسے ہزار ہا لوگوں میں پھیلائے تو وہ کذاب نہیں ہوگا وغیرہ
>
> ۔ (الفضل قادیان ۲۶۔ اگست ۱۹۲۰ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے اعتقاد میں اگر یہ داخل نہ ہوتا کہ جسمانی طور پر ماں باپ کے خون کا اثر ہوتا ہے تو روحانی طور پر پیر و مرشد کا، اس لئے بحکم

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

مرزا صاحب آنجہانی کی امت بھی ضروری ہے کہ روحانی اخلاق میں ان کی تابع ہو جس طرح وہ مجھ خاکسار پر افترا کرتے کرتے اس دار فانی سے دائمی جزا خانہ میں پہنچے (افضوا الی ما قد موا)۔ اوسی طرح اون کی امت کا بھی مجھ پر افتراء اور بہتان لگانا قاعدہ کلیہ کی تائید کرتا ہے اس لئے ہمیں اس کا کوئی رنج نہیں ہاں جس طرح وہ اپنی خو میں لاچار ہیں ہم بھی اپنی وضع کے پابند ہیں۔ اس لئے جس طرح آنجہانی کو اون کے افتراء کے ثابت کرنے پر انعام کا اعلان ہوتا تھا، امت مرزائیہ کو بھی اعلان عام ہے کہ اڈیٹر الفضل یا کوئی بھی اپنا یہ بہتان جو ہماری نسبت الفضل میں شائع کیا گیا ہے ثابت کر دے تو لدھانہ کے مبلغ تین سو وصول کردہ میں سے ایک سو روپیہ اوس کی یا ان کی نذر ہوگا۔ ورنہ وہ اتنا سمجھ لیں کہ قرآن مجید میں (ان کنتم مو منین) ارشاد ہے کہ جو کسی پر غلط بہتان لگاتے ہیں وہ اپنی گردن پر بہت بڑا گناہ اٹھاتے ہیں۔

احمدیو! تمہارا فرض ہے کہ اڈیٹر الفضل سے اوس کے دعوی کا ثبوت لو، یا اوس

کو توبہ کرنے پر مجبور کرو۔ کیا تم لوگ ایسا کرو گے ؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص ۶)

قادیانی خلیفہ اور گورنمنٹ برطانیہ

مولوی غلام رسول آف راجیکی جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں :

ہمارے پاس ایک تحریر پہنچی ہے جس کی بابت ہمارے پاس شہادت موجود ہے کہ وہ مولوی غلام رسول (قادیانی) راجیکی والوں کی لکھی ہوئی ہے وہ تحریر یہ ہے :

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا اسم شریف بشیرالدین مبارک دال ہے اس بات پر کہ جب تک مسمی اسم ہذا کا دور رہے دولت برطانیہ کیلئے فتوحات اور اقبال مندی بھی رہے ہیں ۔

دولت برطانیہ تا ہشت سال ۔ بعد ازاں ایام ضعف واختلال

میں ہشت سال کا معین عرصہ عرصہ ایک دور کی طرف اشارہ ہے اور ہماری دعا ہے کہ اس کا صاحب زیادہ عمر پائے ۔،

مولوی صاحب ! مہربانی کرکے آپ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دیں

۱۔ کیا یہ تحریر واقعی آپ کی ہے

۲، یہ فارسی شعر کس کی تصنیف ہے اور اس کی تاریخ تصنیف کیا ہے۔

۳ ۔ ہشت سال جو دولت برطانیہ کے اقبال کے لکھے ہیں کیا اس سے مرزا بشیرالدین کی عمر (ساری تو نہیں) عہد خلافت مراد ہے یا کچھ اور؟

اس کے علاوہ ہم گورنمنٹ سے بھی مندرجہ ذیل سوال کرتے ہیں

الف : کیا گورنمنٹ کو اس شعر کا علم ہے

۲۔ کیا گورنمنٹ کو علم ہے کہ مرزا بشیرالدین عموماً بیمار رہتا ہے

ج۔ کیا گورنمنٹ نے اس کی نگرانی صحت کیلئے کوئی ڈاکٹر خاص متعین کیا ہے۔

۴ ۔ کیا گورنمنٹ از راہ مہربانی ڈاکٹر محمد حسین شاہ یا ڈاکٹر یعقوب بیگ (لاہوری احمدی)

کی خدمات مرزا بشیر الدین کی نگرانی صحت کیلئے حاصل کرے گی؟ جو اس خدمت کو اپنا فرض مذہبی جان کر مفت کرنے کو بھی تیار ہوں گے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ ص ۷)

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

یعنی ننھے مرزا کی گلریزی

مرزا غلام احمد قادیانی نے تو اپنے آپ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہی تھا مگر، پدر نتواند پسر تمام کند، کے زریں مقولے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ننھے مرزا جو زور قلم دکھاتے ہیں وہ انوکھی شان رکھتا ہے کسی نے سچ کہا ہے اور بالکل ہی شان میں شان میں کہا جس میں سرمو فرق نہیں:

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

ہم قارئین کرام کی تفنن طبع کے لئے ان بے مثال و لا جواب انوار خلافت کے انوار کی ایک جھلک دکھلاتے ہیں جو کہ مایہ ناز جماعت احمدیہ ہیں اور جن میں ننھے مرزا اپنے والد و مامور من اللہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو بشارت حضرت مسیح ابن مریم کے تحت احمد رسول بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

> آپ کے والدین نے آپ کا نام احمد رکھا اور احمد نام ہونے کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے والد نے آپ کے نام پر ایک گاؤں بسایا ہے اس کا نام احمد آباد رکھا ہے۔ اگر آپ کا نام غلام احمد ہوتا تو گاؤں کا نام بھی غلام احمد آباد ہوتا۔ اور اسی طرح آپ کے دوسرے بھائی کے نام پر ایک اور گاؤں قادر آباد بسایا ہے حالانکہ ان کو غلام قادر کہا جاتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام بھی قادر تھا اور دونوں بھائیوں کے نام سے پہلے ہندوستانی رسم کے مطابق غلام زیادہ کر دیا گیا تھا کیونکہ ہندوستان میں مرکب نام رکھے جاتے ہیں حالانکہ یہ بے معنی ہے (ص ۳۳)

حضرات! غور فرمایئے کیا برجستہ مدلل ثبوت پیش کئے ہیں۔ افسوس ہم اس

نظارے سے محروم ہی رہے جس وقت ننھے مرزا یہ ثبوت پیش کر رہے تھے کیونکہ ہم یقین کرتے ہیں کہ اس وقت جناب کے دہن مبارک سے پھول جھڑتے ہوں گے۔

سنا گیا ہے کہ جب حضرت شیخ سعدی شیرازی نے حضور انور ﷺ کی شان میں یہ کلام موزوں کیا تھا:

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله صلوا علیه و آله

تو ان پر آسمان سے پھولوں کی بارش ہوئی تھی۔ خیر وہ تو صدیوں کا واقعہ ہے مگر ننھے مرزا جی اس دور کی سوجھ کے صدقے سعدی شیرازی سے بہت زیادہ اس بات کے مستحق تھے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو اس جدت طرازی کی داد اگر کوئی ہوسکتی تھی تو یہی کہ پھلجڑی بنا دیئے جاتے۔ حضرات سچ کہنا کہ کیا دور کی سوجھی۔ مگر اتنا نہ سوجھائی پڑا کہ کہیں بندہ کا نام قادر بھی ہوسکتا ہے۔ میں یہ کیا کہہ رہا ہوں؟ مگر اتنا سوچے ان کی بلاء، یہ تو ایسے آنکھ کے اندھوں اور کھٹڑی کے پوروں کے سامنے یہ انوکھا اور نرالی شان رکھنے والا ثبوت اور عجیب منطق پیش کر رہے تھے کہ جو بلا چون و چرا ان کے کلام کو کلام ربانی نہیں تو اس سے کچھ کم بھی نہ سمجھتے ہوئے آمنا وصدقنا کہنے کو ہمہ وقت تیار سے تیار رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں اگر یہ اتنی بات سوچتے تو معبودیت اور رسالت دونوں گھر سے جاتیں بھلا ایسا کون جو آئی چیز کو دھکے دے۔ ذرا لگے ہاتھ بے معنی مثال بھی ملاحظہ کر لیجئے ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ تمثیل کی کون سی قسم ہے اور اس بے معنی نام کو صاحب علم ہی سمجھ سکتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب محمد احمد، محمد علی مرکب نام بے معنی ہیں، اسی طرح غلام قادر، غلام احمد ہیں۔،

راقم یکے از امرت سر

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

نامہ نگار تو اس پر خفا معلوم ہوتا ہے مگر ہم تو اس مضمون پر خوش ہیں کیونکہ مرزا صاحب آنجہانی اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنا نام، غلام احمد قادیانی، لکھتے ہیں اور اس نام کو کشفی اور الہامی نام لکھا ہے اور اس نام سے اپنے زمانہ کے تیرہ سو عدد نکالے

ہیں (ازالہ اوہام۔ ص ۱۸۶) پس اگر غلام کا لفظ نام کا جزو نہیں تو ۱۳۰۰ میں پیدا ہونے کا اشارہ کیونکر ہوگا۔ ففروا۔ گوآؤں۔ چلو بھاگو

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۸)

مولوی محمد علی لاہوری اور علم حدیث

جناب ماسٹر غلام حیدر پنشنر مقیم سرگودھا لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۲۰ کے صفحہ ۱۳ پر ایک کتاب مسمی بہ، مقام حدیث، مؤلفہ مولوی محمد علی صاحب کا ریویو پڑھ کر خاکسار بہت ہی محظوظ ہوا کہ مولوی صاحب نے علم حدیث کی حمایت میں اپنا قلم اس زمانہ میں اٹھایا اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ صاحب بحیثیت اڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان میں بھی، احادیث پر آسمانی شہادت، کے عنوان سے ایک نہایت قابل قدر مضمون شائع فرما چکے ہیں۔ پس یہ کہنا بالکل بجا اور خالی از مبالغہ ہے کہ آپ حمایت حدیث میں ہر دو احمدی جماعت میں ایک ممتاز اور قابل رشک پوزیشن رکھتے ہیں۔ آپ نے قرآن شریف کا ترجمہ انگریزی معہ نوٹ بھی شائع فرمایا ہے جس کی کیفیت انگریزی دان کے سوا دوسرا نہیں جان سکتا چنانچہ ناظرین اہل حدیث کی ضیافت طبع کے واسطے خاکسار بطور نمونہ اس میں سے بالفعل صرف دو مقامات کے نوٹوں کا ترجمہ پیش کرتا ہے۔

مثال اول:

قرآن صفحہ ۱۵۵۔ نوٹ نمبر ۴۲۶ زیر آیت و یکلم الناس فی المھد و کھلا۔ (سورہ آل عمران)

مہد اور کہولت میں کلام کرنا معجزہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ہر ایک تندرست بچہ اگر وہ گونگا نہیں، مہد میں بولنے لگ پڑتا ہے۔ اسی طرح کہولت میں بھی ہر ایک انسان جو صحت کی حالت میں اس حد کو پہنچ جاتا ہے کلام کرسکتا ہے۔ اس خوش خبری کا صرف یہ مفہوم ہے کہ یہ بچہ صحت کی حالت میں رہے گا اور ایام طفولیت میں فوت نہ ہوگا۔

It should be remembered that Jesus throughout the holy Quran is spoken

of as, one of those made near, one of the righteous, thus showing that he is regarded only as one of the prophets. As to speaking in the cradle and when of old age, neither of them can be considrered a miracle. Every healthy child which is not dumb begins to talk when in the cradle, and speaking when of old age also shows that this speaking is ordinary experience of every human being who is healthy and lives to an old age. The good news consists in the fact that the child announced will be healthy child and shall not die in childhood. According to Rz the reason for mentioning Jesus speaking in the childhood and old age is to show the change of condition of Jesus from childhood to old age, while change in the Divine Being is impossible.

Kahl is, according to Rgh, he is whose hair hoariness or greyness has become intermixed. LL has on the authority of Msb, TA, and Mgb, that a man is kahl after he has attained the limit of being a shabb, which is variously fixed at 32, 40 and 51 years. The same authority gives meaning of kahl as of middle age, or between that age and the period when his hair has become inter mixed with hoariness. It would thus appear that, according to the holy Quran, Jesus did not die at thirty three years of age, but lived to a sufficiently old age.

مثال دوم :

ترجمہ قرآن صفحہ ٦٥٤ نوٹ نمبر١٦٤١ زیرآیت قلنا یا نا ر کو نی بردا و سلا ما علی ابرا ھیم ۔(سورہ انبیاء)

This event no doubt kindled the fire of opposition against Abraham, but it did no harm to him and he remained in peace . The next verse shows that this fire was only a kaid, or a hard struggle against him, or a

war of opposition to him. they may have resolved to burn him, but their plan faild.

بت شکنی کے واقعہ نے ابراہیم کے خلاف مقابلہ کی آگ مشتعل کر دی مگر اس کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچا اور وہ عافیت میں رہا

ارا دوا به كيداً فجعلنا هم الا خسرين

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ محض ایک کید یا مقابلہ تھا ممکن ہے کہ انہوں نے ابراہیم کو آگ میں جلانے کا ارادہ کیا ہو مگر اس تدبیر میں ناکام رہے ہے بموجب آیت

قا لوا حر قو ه و انصروا آ لهتكم قا لوا اقتلو ه او حر قوه فا نجاه الله من النار ۔ترجمہ صفحہ ۷۷۹ نمبر نوٹ ۱۹۱۰۔

کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ ابراہیم درحقیقت آگ میں ڈالا گیا، ایک طرف تو یہ مذکور ہے کہ اللہ نے اس کو آگ سے نجات دے دی دوسری طرف یوں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کرنے یا جلانے کا ارادہ کیا لہذا آگ کا مفہوم وہ مقابلہ ہے جو ان کی تدابیر میں مدنظر تھا قال انی مها جر الی الله سے مزید ثبوت ملتا ہے کہ آگ سے نجات کا مفہوم ابراہیم کی ہجرت ہے۔

So here, it is not stated that Abraham was actually cast into fire. On the one hand, the expression used here, then Allah delivered him from fire, shows that the opponents were unable to cast him into the fire. On the other hand, the plan was either to slay or to burn him, and therefore the fire may only stand for the opposition which these plans involved.

The word I am fleeing to my Lord indicate his flight to another country whither he was commanded to flee by his lord (Bd). This is more clearly stated in 19:49 : and I will withdraw from you, : being followed by the statement made in 19:50: so when he withdrew from them: This makes it further clear that his delivrance from the fire was brought about by flight to another country.

ناظرین اہل حدیث! مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر کا نمونہ مذکورہ کے ملاحظہ کے بعد اب براہ کرم ان ہر دو مقامات کے متعلق تفسیر یا ارشاد جناب رسول اللہ ﷺ بھی ذیل میں پڑھیں

مثال اول کے متعلق بخاری کتاب پیدائش انبیاء، حضرت ابو ہریرہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مہد میں صرف تین آدمیوں نے کلام کیا ایک عیسی نے (باقی اصل کتاب میں دیکھو)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں گویا میں اب بھی نبی ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی انگلی چوس کر اس کے دودھ پینے کی کیفیت بتا رہے ہیں۔

نوٹ خاکسار راقم غلام حیدر: مولوی محمد علی صاحب تکلم فی المهد ہر ایک بچہ کے واسطے جو کہ تندرست ہو اور گونگا نہ ہو جائز اور بالکل ممکن مان کر حضرت عیسی کا تکلم فی المہد بھی معمول میں داخل فرما کر معجزہ سے نکال دیتے ہیں حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ شیر خوارگی کی حالت میں تکلم صرف تین اشخاص تک محدود رکھتے ہیں کیونکہ جس قسم کا فصیح اور مشتمل بر غیب کلام حدیث محولہ بخاری میں اور سورہ مریم میں مسیح سے مرقوم ہے وہ اس کلام سے کوئی نسبت نہیں رکھتا جو شیر خوارگی میں معمولی بچے ٹوٹے پھوٹے بے جوڑ الفاظ بولتے ہیں۔ مولوی صاحب نے صرف تکلم کو مدنظر رکھا مگر طرز اور قسم کلام کو نظر انداز کر کے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اگر حدیث معلوم نہ تھی تو اہل حدیث کے ایک دو مفسرین کو ہی اپنی رائے سے اتفاق کرنے میں پیش کر دیتے جیسا کہ کئی بار اپنی تفسیر میں کرتے ہیں۔ مولوی صاحب مذکورہ قسم کے تکلم فی المہد کی نظیر چند اپنے مفروضہ بچوں میں بر شہادت صادقہ بیان کرنے سے بالکل عاجز معلوم ہوتے ہیں۔

دوسری مثال کے متعلق بخاری باب پیدائش انبیاء:

ام شریک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کے قتل کا حکم فرمایا اور کہا کہ یہ حضرت ابراہیم پر آگ کو پھونکتا تھا۔ متفق علیہ

ب۔ صحیح بخاری تفسیر سورہ آل عمران:

حضرت ابن عباس راوی ہیں کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل حضرت ابراہیم نے کہا تھا جب ان کو آگ میں ڈالا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کلمہ کو اس

وقت کہا جب منافقوں نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا قد جمعوا لکم فاخشو ھم

ج۔ بخاری میں مذکورہ حدیث کے حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ جب حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو آخری کلمہ آپ کا یہ تھا۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل

د۔ تفسیر عباسی، دیگر تفاسیر زیر آیت یانار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کلمہ سلاما علی ابراھیم نہ فرماتے تو آگ اس قدر ٹھنڈی ہو جاتی کہ آپ اس کی سردی سے ہلاک ہو جاتے۔

نوٹ از راقم غلام حیدر: مولوی محمد علی صاحب نے یہاں بھی کسی اہلسنت کی معتبر تفسیر کو اپنا ہم خیال ظاہر نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک سلف کے اہل زبان راسخون فی العلم بھی قرآن فہمی سے محروم تھے۔ اس مثال کے متعلق خاکسار نے بخاری اور مسلم کی صحیح اور مرفوع حدیث کو سب سے پہلے رکھا ہے اور بعد ازاں بطور تفسیر شواہد کو بیان کیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے حدیث کی حمایت میں بے شک قلم اٹھایا مگر عین امتحان کے وقت خود ایسے فیل ہوئے کہ اپنی انگریزی تفسیر کو مظہر تاویلات باطلہ بنا کر اس آیت کا مصداق ہو گئے یحرّفون الکلم عن مواضعہ

اس میں کوئی کلام نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے (ان کی نیت اللہ کو معلوم ہوگی) مسیح موعود آنجہانی کی نبوت سے بالکل انکار کر دیا ہے۔ اگر آئندہ بھی وہ تحقیق پر صدق دل سے کمر بستہ رہے تو ممکن ہے کہ پورے اہل سنت بن جائیں۔ بالفعل ان کے انگریزی ترجمہ میں نیچریت کا اقتداء نمایاں ہے۔ نہیں معلوم آپ نے علم حدیث کی سند کس درسگاہ سے حاصل کی ہے۔ اور یہ بھی پتہ نہیں لگتا کہ آپ حدیث مرفوعہ صحیحہ کو اپنی رائے یا لغت پر ترجیح دینے کو آمادہ ہیں یا نہیں؟ اگر آمادہ ہیں تو بسم اللہ پڑھ کر اپنے انگریزی ترجمہ کی اصلاح کریں، تاکہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خلاف تفسیر شائع کرنے سے آپ کا ہر دو جہان میں حقیقی مرتبہ بلند ہو؟ اور اگر پھر بھی احادیث صحیحہ کے بارہ میں آپ کا اعتقاد تذبذب رہے تو خدائے لایزال کی آپ کو قسم دے کر آپ کا فیصلہ سننے کا ہر آن منتظر ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں ذیل کی آیات کی تعمیل کی کون سی صورت ممکن ہے؟ کہیں بڑے میاں کی طرح خواب یا کشف کے ذریعہ سے

جناب ﷺ سے احادیث کی صحت دریافت کا مسئلہ پیش نہ کر دینا جس سے جناب سرور کونین ﷺ کو بعد وفات بھی تبلیغ کا مکلّف ماننا پڑتا ہے

فلا و ربّك لا یؤ منو ن حتّی یحکّمو ك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حر جاً مما قضیت و یسلموا تسلیماً (پ۵)

فا ن تنا زعتم فی شیء فردوه الی الله و الرسو ل ان کنتم تومنو ن با لله و الیو م ا لآ خر ۔(پ۵)

مولوی صاحب متوجہ ہو کر سنیں کہ اگر احادیث کا قرآن سے تعلق برحق ہے تو خدا تعالی نے قرآن کی حفاظت کی طرح احادیث کا ضرور انتظام کر دیا ہے ورنہ مذکورہ ہر دو آیات کی اور اسی قسم کی دیگر آیات کی جن کی رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا حکم ہے اللہ تعالی ہم سے تعمیل کرانے کا کوئی حق نہیں رکھتا اور ہم ان آیات کو بعد وفات جناب رسول اللہ ﷺ منسوخ العمل یقین کر کے قیامت کے دن مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری ؒ لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب گو مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود مہدی مسعود اور مجدد مانتے ہیں لیکن ایسے امور خرق عادت یہاں تک کہ پیدائش مسیح میں بھی آپ سرسید احمد خان مرحوم کے خیالات سے متفق ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی، مسیح کی پیدائش کو خلاف عادت بے پدر کہتے ہیں: من عجب تر از مسیح بے پدر

مگر مولوی محمد علی صاحب لاہوری باپدر کہتے ہیں۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود امت کے اختلاف مٹانے آئے گا۔

معلوم نہیں پھر مولوی محمد علی صاحب کو ایسے مسیح مہدی اور مجدد سے اختلاف کرنے کا کیا حق ہے جس کو وہ خود ان تینوں القاب سے ملقب مانتے ہوں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۸)

سلطان القلمی نے راہ گریز بند کر دی

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا جی قادیانی آنجہانی جب کوئی بات ہوتی ہوئی یا ہو جانے والی دیکھتے تھے جھٹ کہہ دیتے تھے کہ یہ میرے مسیح موعود ہونے کا نشان ہے اور ایک آدھ آیت یا کوئی حدیث خواہ برائے نام ہی سہی حدیث ہو مگر کام دیتی ہو کھینچ تان کر یا توڑ مروڑ کر اس پر چسپاں کر دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر اللہ غنی قربان جائیں اس سچے اور پاک پروردگار کی قدرت کے جو ہمیشہ ان کی قلعہ کھول دیتی تھی ایک کام ہو رہا ہے اور بڑی اچھی طرح پر چل رہا ہے جوں ہی مرزا جی نے اس کو اپنا نشان ظاہر کیا اس نے وہیں پلٹا کھایا اور رک گیا یا رکا ہوا تھا جاری ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ تاویلات میں مرزا جی کو بامداد الہامات ضروری اس قدر مہارت اور قدرت تھی کہ اس فن میں وہ اپنا نظیر آپ ہی تھے اور اسی کمال کے بھروسے پر وہ ایسے دعووں میں ایسے دلیر بھی تھے مگر اس فن تاویلات وہ اپنے دام افتادوں کی آنکھوں میں خاک ڈال دیا کرتے تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ ہاں جی ہاں جی کرنے والوں کے دائرہ کے باہر وہ تاویلات ہمیشہ باردہ اور رکیکہ کے لقب سے ملقب ہوتی رہیں اور سخت حقارت کی نظر سے دیکھیں گئیں۔ ایک آسمانی نشان کے مدعی ہوئے تو قدرت نے وہ نشان ان سے بھی ایک سال پلے امریکہ میں ایک مسیحیت کے مدعی کے واسطے ظاہر کر کے اس کو بے وقعت اور لاشئے ثابت کر دیا۔

پنجاب میں طاعون آیا اور ایک مدت تک قادیان اس سے بچا رہا (کوہاٹ میں میں ۲۹ سال سے ہوں اور وہ آج تک اس مرض سے پاک ہے بفضلہ تعالیٰ) (مرزا جی کا دعوی ہے جہاں ایک بھی نیک آدمی ہو گا وہاں طاعون نہ ہو گا۔ الحکم ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء۔ پس کوہاٹی تو سب نیک مگر قادیان میں طاعون ہوا تو قادیانی کیا ہوئے؟ اگر گوئم زبان سوزد۔ اڈیٹر) تو مرزا صاحب نے اس سے بھی فائدہ اٹھانا چاہا اور اعلان کر دیا کہ طاعون مجھ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے خدا نے بھیجا ہے نیز یہ مجھے خدا نے بذریعہ الہام اطلاع دی ہے کہ انہ آوی القریۃ میں

قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھونگا۔ اس پر ان کے خاص الخاص مرید نے اخبار الحکم میں (۱۰۔اپریل ۱۹۰۲ء) ایک مضمون لکھا جس کے چند الفاظ یہ ہیں:

حضرت مسیح موعود نے اپنی راستی اور شفاعت کبری کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیان کی نسبت تحدی کر دی ہے کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا...تم لوگ (مخالفین مرزا قادیانی) بھی مل کر ایسی پیش گوئی کرو جس سے قادیان کے پیغمبر کا دعوی باطل ہو جائے اور اسکی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ لاہور اور امرتسر طاعون کے حملہ سے محفوظ رہیں یا یہ کہ قادیان طاعون میں مبتلا ہو جائے۔

جب قادیان میں طاعون پھیلا تو قادیان کے لوگ یہ کہتے سنے گئے کہ اگر یہ مرزا قادیانی ایسا دعوی نہ کرتا تو ہرگز یقین نہیں تھا کہ طاعون قادیان میں آتا۔

حجاز ریلوے جب بنی شروع ہوئی تو مرزا جی نے شور مچایا کہ یہ دیکھو مسیح موعود کی نسبت قرآن کی پیش گوئی پوری ہوگئی اور بموجب آیت العشار عطلت اونٹ بے کار ہوگئے۔ حالانکہ العشار عطلت کے معنی یہ ہیں کہ قرب قیامت میں دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں جو عربوں کو بہت عزیز ہیں، چھٹی پھریں گی کوئی ان کی روک تھام کرنے والا نہ ہوگا۔ مرزا جی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑہ مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جاوے ... بلکہ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑی ہی مدت میں اونٹ کی سواری تمام دنیا سے اٹھ جائے گی اور پیش گوئی ایک چمکتی ہوئی بجلی کی طرح تمام دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی۔ (تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء ص ۱۰۳)

۲۔ ہر ایک مومن کو خوشی سے اچھلنا چاہیے کہ خدا نے قرآن شریف میں آخری زمانہ کی نسبت جو مسیح موعود اور یاجوج ماجوج اور دجال کا زمانہ ہے، یہ خبر دی ہے کہ اس زمانہ میں یہ رفیق قدیم عرب کا یعنی اونٹ جس پر وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے تھے، اور بلاد شام کی طرف تجارت کرتے تھے ہمیشہ کے لئے ان سے الگ ہو جائے گا (اور فرماتے ہیں) سبحان اللہ! کس قدر روشن پیشین گوئی ہے۔ یہاں تک کہ دل چاہتا ہے کہ خوشی سے نعرے ماریں کیونکہ ہماری پیاری کتاب اللہ ..الخ (ص ۱۰۴۔ تحفہ گولڑویہ)

۳۔ ذرہ اوس وقت کو سوچو کہ جب مکہ معظّمہ سے کئی لاکھ آدمی ریل کی سواری میں ایک ہیئت مجموعی میں مدینہ کی طرف جائیں گے یا مدینہ سے مکہ کی طرف آئیں گے تو اس نئی طرز کے قافلہ میں عین اس وقت میں جسوقت کوئی اہل عرب یہ آیت پڑھے گا و اذا العشار عطلت ...اور یا جب کوئی حاجی ریل پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف جاتا ہوا یہ حدیث پڑھے گا کہ و یترك القلا ص فلا یسعی علیھا تو سننے والے اس پیش گوئی کو سن کر کس قدر وجد میں آئیں گے (ص ۱۰۴۔ تحفہ گولڑویہ)

نوٹ: یہ تحفہ گولڑویہ مرزا جی نے ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے (جس کو آج ۲۱ سال ہوتے ہیں)

اب جب کہ وہ تین سال میں بن جانے والی ریل ۲۱ سال میں بھی نہ بنی اور جو مرزا جی کی پیش گوئی سے پہلے بن چکی تھی اس کا بھی ایک حصہ جنگ میں اکھاڑ دیا گیا تو ہم سوائے اسکے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب یہ پیش گوئی نہ کرتے تو ریل ضرور بن جاتی سخت افسوس ہے کہ مرزا جی نے روحانی طور پر مدینہ میں مدفون ہو کر اس ریل کی کنسٹرکشن کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور باوا جی نے جو اختیارات کن فیکون عطا فرمائے تھے ان کو اچھوتا چھوڑ دیا

ناظرین! متذکرہ بالا کلمات اس شخص کے ہیں جس کا دعوی تھا کہ

۱: امام الزمان میں ہوں (ضرورۃ الامام۔ص ۲۴)

۲۔ الرحمن علم القرآن ۔ اس الہام کی رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے (ضرورۃ الامام۔ص ۲۱)

۳۔ خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں (ص ۹۰ تحفہ گولڑویہ)

۴۔ میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے (ضرورۃ الامام ص ۲۵۔۲۶)

۵۔ خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اسکا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے (حاشیہ ص ۱۴۔ تحفہ گولڑویہ)

۶ ۔ ۱۸۹۲ء میں آئینہ کمالات کے صفحہ ۳۸۶ پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

خدا کی آواز کو میں فوراً، حاضر حضور، کہتا ہوا اٹھا اور اس نے مجھے زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے حالات سے اطلاع دے دی۔

۷ ۔خدا نے مجھے الہام کیا کہ تو اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا وہی کہتا ہے جو وحی کی جاتی ہے (اربعین نمبر ۲۔ص ۳۶)

۸ ۔ خدا کی قسم میں اپنی وحی کی قرآن کی طرح خطا سے پاک سمجھتا ہوں اور یہی میرا ایمان ہے (ص ۱۸۲۔ درثمین)

۹ ۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں (ص ۱۹۔ تحفہ گولڑویہ)

۱۰ ۔ میں حدیث آنحضرت ﷺ کے منہ سے سنتا ہوں (تحفہ گولڑویہ ص ۹۹) ۔ میرے کان خدا سے سنتے ہیں ۔ (درثمین فارسی ۔ص ۱۰۱)

۱۱۔اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہردم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قوی میں کام کرتی رہتی ہے ۔ (دافع الوساوس، ص ۹۳)

اور اب ہم کو یہ بھی معلم ہوگیا کہ اس جنگ میں اسی ملک میں اونٹوں کی ایسی سخت ضرورت پڑی کہ پہلے کبھی نہ پڑی تھی یعنی ہزار ہا اونٹ بذریعہ جہازات ہندوستان بھیجے گئے تو اب ہمارے لئے صرف دو راہیں ہیں یا پہلی کو اختیار کریں یا دوسری کو یعنی

۱ : یا تو مرزا جی کو اپنے دعووں میں سچا ، قرآن کا حقائق و معارف دان اور حدیثوں کو پرکھنے والا سمجھیں لیکن قرآن و حدیث کو جھوٹا یعنی مرزا جی کی قرآن اور حدیث دانی میں تو کچھ شک نہیں ،قرآن و حدیث ہی جھوٹے نکلے

۲ ۔ یا قرآن و حدیث کو سچا مانیں لیکن مرزا جی کو سراسر جھوٹا ، خودغرضی سے قرآن و حدیث کے معنی بگاڑنے والا ، اپنے مطلب کی حدیثوں کو ماننے والا اور اپنے مطلب کے خلاف حدیثوں س ے انکار کرنے والا مانیں

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

اگر مرزا جی تھوڑی سی بڑائی پر اکتفا کرتے تو آج کوئی نہ کوئی راہ گریز ان کے واسطے کھلی رہتی۔ لاہوری پارٹی کے ممبرو! کیا کہتے ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۷ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۸۔۹)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور مرزا قادیان

جو صاحب ڈاکٹر صاحب کو جانتے ہیں ان کو تو بتانے کی ضرورت نہیں ہاں دور دراز کے ناظرین جو نہیں جانتے ان کے لئے اتنا بتانا کافی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالہ میں ایک بڑے کام پر تھے باوجود انگریزی ڈاکٹری کے عالم ہونے کے اسلام سے خاص انس اور شوق تھا عرصہ بیس سال یک قادیانی پھندے میں پھنسے رہے۔ آخر بتائیدایزدی نکلے۔ تائب ہوئے جواب لکھے یہاں تک کہ روحانی اور الہامی بھی مرزا جی سے ہوا جس میں کون غالب رہا مراسلہ ذیل کے بعد اس کا جواب ملاحظہ فرمایئے پہلے ڈاکٹر صاحب کے بیٹے کا مضمون مندرجہ ذیل مطالعہ کریں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر

الفضل نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۶ ستمبر میں جناب قبلہ والد صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم مغفور کی نسبت درج ذیل مضمون شائع کیا جو کہ بالکل لغو اور سفید جھوٹ کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ مضمون یہ ہے:

۱۔ ڈاکٹر عبدالحکم خان پٹیالوی کی موت جس عبرت ناک واقع سے ہوئی ہے وہ یکم اور ۲ جون کی شب خدائی وعدوں کے مابق مخذول ومطرود بحالت مرض سل میں چھ ماہ مبتلا رہ کر مرگیا ہے۔ لیکن وہ اصحاب جنہوں نے ان سے بیماری کی حالت میں اور مرنے کے بعد دیکھا انکا حال بیان کیا ہے کہ نہایت ہی خوفناک اور دل ہلا دینے والا نظارہ تھا مرنے سے قبل ہی سخت تعفن پیدا ہو گیا تھا اور موت کے بعد تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ کوئی شخص غسل دینے کے لئے تیار ہو ہی نہیں سکتا تھا آخر ایک شخص نے اس کام کو بڑی مشکل سے سرانجام دیا۔

۲۔ اس مضمون کے بعد ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں ثابت کرنے کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذیل کی پیشگوئی کے مطابق مرے: فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔

مندرجہ بالا مضمون نمبر ا کی بابت اگر حکم ہو تو وہ اشخاص کو غسل کے وقت موجود تھے اور وہ جس شخص جس نے غسل دیا تھا اور نیز وہ اشخاص جو ایام بیماری میں تشریف لایا کرتے

تھے اور غسل دینے کے وقت بھی موجود تھے ان سے اس بات کی شہادت لکھوا کر ارسال خدمت کروں کہ آیا یہ واقع ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد جب کہ وہ تمام رات پڑے رہے تھے ظہور میں آیا۔ تعفن ہونا تو درکنار بلکہ دست وارم جو سل والوں کے آخری وقت میں ہوتے ہیں وہ بھی نہیں ہوئے اور میں حلفاً خدا پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آخری وقت کے مندرجہ ذیل کلمات تھے اور ان کا دم بلا کسی تکلیف و بے چینی کے مندرجہ ذیل کلمات کہتے کہتے نکل گیا: کلمات یہ ہیں :

میرا منہ اسطرف کو کردو (یعنی کعبہ شریف کی طرف)

چنانچہ انہوں نے یہ الفاظ کہہ کر کعبہ شریف کی طرف کروٹ لی ہی تھی کہ اتنے میں خداوند کریم نے ان کو اپنی پناہ میں چھپا لیا۔ اکثر لوگ اپنی موت کے قریب اپنے بیوی بچوں کو وصیت کیا کرتے ہیں لیکن انہوں نے بالکل نہیں کی بلکہ والدہ ایک روز رونے لگیں تو انہوں نے ایک شعر عربی فارسی کا پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ میرا مولا میرے ساتھ ہے اور وہی تمہاری مدد کرے گا۔ تم اسی کے بھروسہ پر رہو۔

اور ایک روز میری خالہ وہاں تشریف لائی ہوئی تھیں انہوں نے کہا کہ خداوندا تو انہیں آرام کیوں نہیں دیتا تب انہوں نے کہا کہ میری چارپائی باہر کی طرف مردانہ میں بچھوا دیں میں وہاں لیٹا کرونگا کیونکہ یہ عورتیں خدا کی ناشکری کرتی ہیں۔ میں بالکل صحت میں ہوں

البتہ ان کی دو وصیتیں تھیں:

۱۔ میری قبر بابا جعفر شاہ میں ہو۔

۲۔ میرے جنازے کی نماز قاضی محمد سلیمان صاحب پڑھاویں۔

مضمون نمبر۲ کی نسبت قادیانی اصحاب نے فرمایا تھا کہ جب کہ مرزا صاحب کی وفات ہونے پر یہ پیش گوئی (فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے) بالکل لغو ثابت ہوئی کہ اس پیش گوئی کا مطلب یہ تھا کہ تو سلامت رہے گا تیرے پر کوئی عذاب نہیں آئے گا تیری حفاظت کے لئے فرشتے ہیں۔

چنانچہ ہم نے اپنی تکالیف کا اظہار آپ کو تکلیف دیتے ہوئے کیا ہے کیونکہ مرزائی اصحاب نے ہم پر بار عظیم ڈالا ہے کہ ان کی نسبت یہ یہ بکا ہے اس دجالی فتنہ کو آپ ہی کو

ئی معقول جواب دے سکتے ہیں کیونکہ ان کی ہر ایک بات سے آپ واقف ہیں۔

الراقم نیاز مند: مبارک احمد خان

خلف ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم ومغفور از پٹیالہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واقعہ وفات کی بابت بیان دینا تو شاہدوں کا کام ہے قادیانی گروہ اگر چاہے تو مبارک احمد خان صاحب سے فیصلہ کر لے۔ البتہ دوسرے امر کی بابت کہ ڈاکٹر صاحب حسب پیش گوئی مرزا صاحب مرے ہیں اس کا جواب ہم اپنے لفظوں میں نہیں دینا چاہتے بلکہ ان دونوں صاحبوں کے اصلی الفاظ سامنے رکھ دیتے ہیں مرزا صاحب قادیانی ڈاکٹر صاحب پٹیالوی کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> آخری دشمن اب اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ پٹیالہ کا رہنے والا ہے ...اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں (مرزا) ان کی زندگی میں ہی ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اسکے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا مگر خدا نے اس پیش گوئی کے مقابل مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اسکو ہلاک کرے گا اور میں اسکے شر سے محفوظ رہونگا۔ یہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا (چشمہ معرفت مصنفہ قادیانی ص ۳۲۱۔۳۲۲)

یہ عبارت اردو میں ہے۔ مطلب صاف ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کہتے ہیں کہ مرزا ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے مرے گا۔ مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مجھ سے پہلے مرے گا۔

مرزا صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے جو ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء کی میعاد کے اندر اندر ہے اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کئی سال بعد تک زندہ رہ کر ۱۹۲۰ء میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ

بس اب مسل مقدمہ ناظرین کے سامنے ہے ملاحظہ کر کے فیصلہ فرمالیں فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار کے وار کی میعاد بھی دیکھنی چاہیے یوں تو جب بھی کوئی مرتا ہے فرشتوں کی تلوار ہی سے مرتا ہے (توفت رسلنا)۔ معیاد ۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک کی ہے

اس کے اندر اندر جو کچھ ہوا وہی الہی فیصلہ ہے۔ باقی رہا قادیانی گروہ کا حال سو یہ تو وہی ہیں جن کی بابت کہا گیا ہے

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۷ مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۵۔ ۶)

عمر مرزا: الہامات کی شہادت

پہلا الہام: ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۹۷:

تیس برس کی مدت گذر گئی کہ خدا تعالی نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی (۸۰) برس کی ہوگی یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔

نوٹ: اس الہام کے مطابق جناب مرزا صاحب کی عمر ۸۵ برس یا ۷۵ برس ہونی چاہیے تھی۔ اور مرزا صاحب بھی اس کتاب کے اسی صفحہ میں تحریر کرتے ہیں:

جو ظاہر الفاظ وحی کے ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں،

دوسرا الہام۔ حقیقت الوحی صفحہ ۹۶:

اسّی (۸۰) یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم

نوٹ: اس لہام کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کی عمر ۸۵ برس یا ۸۴ برس یا ۸۰ برس یا ۷۵ برس ہونی چاہیے تھے۔

تیسرا الہام: تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹۔

چونکہ خدا تعالی جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کریں گے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مر گیا اسلئے پہلے ہی سے اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا

ثمانین حولاً او قریباً من ذلك او نزید علیه سنینا وتری نسلاً بعیداً یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور

تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل کو دیکھے گا (تحفہ گولڑویہ کے وقت جب یہ الہام درج ہوا مرزا صاحب کا ایک پوتا عزیز احمد تو شائد موجود تھا، اس کے بعد پڑ پوتا تو مرزا کی زندگی میں ہوا ہی نہیں۔ بہاء)

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۲۔

ثمانين حولاً او قريباً من ذلك و ترى نسلاً بعيداً

اسّی (۸۰) برس یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔

نوٹ۔ اس الہام کے مطابق بھی مرزا صاحب کی عمر ۸۴ برس یا ۸۲ برس یا ۸۰ برس یا ۷۸ برس یا ۷۶ برس ہونی چاہیے تھی۔

مرزا صاحب قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی تو کل عمر ۶۹ سال ہوئی۔

ایضاً نمبر ۲: کتاب البریۃ صفحہ ۱۴۶ کا حاشیہ اور ریویو آف ریلی جنز ج ۵ نمبر ۶ صفحہ ۲۲۰:

اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا تھا یا سترہ برس میں تھا۔

مرزا صاحب قادیانی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ کے غدر میں ۱۷ برس کے تھے پس مرزا صاحب کی وفات ۶۹ برس میں ہوئی۔

ایضاً نمبر ۳۔ حکیم صاحب کی کتاب نور الدین کے صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱ پر مندرجہ ذیل نقش درج ہے:

ص ۱۷۰ سطر ۱۳۔ عمر مرزا، ایک سال ۱۸۴۰ء میں

ص ۱۷۰ سطر ۱۸ عمر مرزا، ۱۶ سال ۱۸۵۵ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۳۔ عمر مرزا، ۳۴ سال ۱۸۷۳ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۴ عمر مرزا، ۳۶ سال ۱۸۷۵ء میں

صفحہ ۱۷۱ سطر ۵ عمر ۴۰ سال ۱۸۷۹ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۷۔ عمر ۴۵ سال ۱۸۸۴ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۱۔ عمر ۵۱ سال ۱۸۹۰ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۴ عمر ۵۵ سال ۱۸۹۴ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۵ عمر ۵۶ سال ۱۸۹۵ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۷ و ۲۴ عمر ۶۱ سال ۱۹۰۱ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۸ عمر ۶۳ سال ۱۹۰۲ء میں

ص ۱۷۱ سطر ۱۹ عمر ۶۹ سال ۱۹۰۸ء میں

یہ کتاب مولوی نورالدین صاحب نے ۱۹۰۴ء میں تالیف کی تھی گویا ۱۹۰۴ء ہی میں مولوی نورالدین صاحب تسلیم کر چکے تھے کہ ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب کی عمر ۶۹ برس ہوگی اور ۶۹ برس ہوئی۔

ایضاً نمبر ۴: عسل مصفی ج ۲ صفحہ ۶۳۳ اور ریویو ج ۷ نمبر ۸ ص ۳۲۱ بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ۔

مرزا غلام احمد خان صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور جن کی وفات گزشتہ منگل کو ۶۹ برس کی عمر میں لاہور میں ہوئی ایک مشہور و معروف اسلامی سپیکر اور مبلغ اور سلسلہ احمدیہ کے بانی تھے۔

اڈیٹر اہل حدیث لکھتے ہیں: مرزا صاحب قادیانی کی ہر بات عجیب ہے عمر کی گنتی تو بالکل چیستان ہے۔ آپ کی عمر کی بابت ہمارا چو ورقہ رسالہ ہے جس کا نام ہے چیستان مرزا ہے۔ اس میں باقوال مرزا بتایا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام تو ۷۵ یا ۸۵ سال کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ کی عمر ۶۶ سال قمری تھی جو شمسی حساب سے اور بھی کم ہوگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۷ مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۶۔۷)

مولوی محمد علی لاہوری کی تفسیر القرآن انگریزی: ۲

ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث اس سے پہلے کچھ نمونہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تفسیر القرآن بزبان انگریزی پیش کردہ خاکسار دیکھ چکے ہوں گے۔ اور ان کے علم حدیث کا یا عدم ضرورت حدیث فی تفسیر القرآن کے عقیدہ

کے متعلق اہل حدیث مورخہ یکم اکتوبر میں مطلع ہو گئے ہوں گے مگر چونکہ سابقہ نمونہ اس قدر کافی نہیں کہ اس سے بعض اصحاب کوئی معقول رائے قائم کرسکیں اس لئے خاکسار سابقہ سلسلہ کے ساتھ اس نمبر کو پیوست کرنے کے واسطے ادب سے خواستگار ہے

۱۔ انگریزی ترجمہ فنادی فی الظلما ت ان لااله الّاانت سبحا نك انی كنت من الظا لمين ۔ فاستجبناه و نجيناه من الغم و كذ لك ننجی المو منين ۔ (الانبیاء:۸۷۔۸۸)

فالتقمه الحوت و هو مليم۔ فلو لا انه كا ن من المسبحين للبث فی بطنه الی يو م يبعثو ن ۔ (صا فا ت)

مولوی صاحب کی تفسیر کا خلاصہ..

ظلمات البحر سے مراد سمندر کے مصائب ہیں دیکھئے محکم؟ لغت اور لین صاحب کی عربی انگریزی لغات ۔لہذا مصیبت سیاہی یا تاریکی کے مشابہ ہوتی ہے۔

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:

> قرآن میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا کیونکہ لفظ لقمہ؟ جو یہاں مذکور بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا ۔ لین صاحب اپنی لغات میں التقم فا ھا فی التقبيل ؟ کی نظیر لکھ کر اسکے معنی کرتا ہے (اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لیا) اس بارہ میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا۔ اس میں بھی قرآن بائیبل کی تردید کرتا ہے یعنی بائیبل یونس کا مچھلی کے پیٹ سے نکالا جانا اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے جو قرآن کے خلاف ہے۔،

The Quran does not anywhere states that Jonah was devoured by the fish, for the word iltaqama, which is used here, does not necessrily signify the act of devouring, but simply that of drawing or taking into his mouth. See LL, which illustrates the sense of the word by sayning""" which it explains as meaning he took her mouth within his lips in kissing. From a

saying of the Holy Prophet it appears that only his heel was drawn by the fish into his mouth. This is another circumstance wherein the Quran contradicts the Bible.

The word batn means both a tribe (LL) and belly. I prefer the former as explaining the meaning of the words that follow, the significance being, had he not been one of those who glorify Allah he would have remained as an ordinary man in his tribe and would not have been made a prophet. Taking the meaning to belly, the pronoun hi would refer to the fish; but even then it does not lead to the conclusion that he was actually devoured by the fish, the significance being only that he would have been devoured if he had not been one of those who glorify Allah.

اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب اس طرح فرماتے ہیں

بحوالہ لغات لین صاحب بطن کے معنی قبیلہ اور پیٹ ہر دو ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری قبیلہ کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مابعد کے الفاظ سے یہ مفہوم خوب چسپاں ہوتا ہے مولوی محمد علی صاحب اس طرح فرماتے ہیں

اگر یونس اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتا تو وہ اپنی قوم میں ایک معمولی حیثیت کا انسان رہتا اور نبی کا مرتبہ نہ پاتا۔ اگر بطن کے معنی پیٹ لئے جائیں تو ضمیر ہ کا مرجع مچھلی ہوگا مگر پھر بھی یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا کہ مچھلی نے یونس کو درحقیقت نگل لیا تھا مفہوم صرف یہ ہے کہ اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا تو مچھلی اس کو نگل جاتی۔

نوٹ از خاکسار غلام حیدر: مولوی محمد علی صاحب کی عجیب وغریب توجیہ کی گو قارئین اہل حدیث قدر نہ کریں مگر یہ خاکسار تاویل سازی کے فن میں ان کے قابل رشک کمال کا قائل ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے لغت سے بوسہ کی مثال سے فائدہ اٹھا کر مچھلی کو بھی اسی قیاس پر اجازت نہ دی کہ اس نے حضرت یونس کو لقمہ کر کے اپنے

پیٹ میں نگل لیا ہو اگر چہ برخلاف بوسہ کے اس قسم کی اشیاء کا لقمہ کرنا پیٹ میں ڈالنے کا ایک پیش خیمہ ہوتا ہے۔ دوسری خوش قسمتی مولوی صاحب کی یہ ہے کہ بطن کے معنی لغت نے قوم کے بھی بتایئے۔ پس ان کے واسطے اب من مانگی مراد بلا زحمت اٹھانے کے آسانی سے حاصل ہوگئی، اور ترجمہ کرنے کا راستہ بالکل صاف ہوگیا کہ یونس اگر تسبیح نہ پڑھتا تو اپنی قوم میں ایک معمولی آدمی رہتا اور نبوت کا رتبہ نہ پاتا۔ گویا یہ مفہوم ہوا کہ یونس اس واقعہ سے پہلے نبی نہ تھے، صرف تسبیح کی بدولت ان کو نبوت عطا ہوئی اور مولوی محمد علی صاحب کے استدلال سے یہ جدید مسئلہ بھی قائم اور ثابت ہوگیا کہ نبوت وہبی عطیہ رحمان نہیں بلکہ سعی سے وابستہ ہے۔ اس کے بعد الی یوم یبعثون کے متعلق مولوی صاحب نے نہیں بتایا کہ اگر بطن کے معنی قوم ہیں تو قیامت تک یونس معمولی آدمی کس طرح رہ سکتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب اس تاویل میں الی یوم یبعثون کو بالکل نظر انداز کر گئے ہیں۔

خیر آگے سنئے! مولوی صاحب بطن کے معنی پیٹ تسلیم کرکے بھی ایک حدیث کی بنا پر جس کا کوئی پتہ ونشان ظاہر نہیں کیا حضرت یونس کی صرف ایڑی مچھلی کے منہ میں دیتے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں ان کے داخل ہونے کا مقدمہ بالکل ڈسمس کر دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کو قادیانی لیاقت نے جس کی وہ سند حاصل کر چکے ہیں اس تاویل سازی کے فن میں بہت مدد دی ہے اب مولوی صاحب کو اپنی توجیہ پر یہاں تک حق الیقین حاصل ہوگیا ہے کہ توراۃ یوناہ نبی کی کتاب باب دوم میں جو واقعہ حضرت یوناہ (یونس) کا قرآن شریف اور حدیث کے مطابق پایا جاتا ہے اسکو بھی محرف اور جعلی قرار دے دیا ہے گویا قرآن یا حدیث صحیح کے مطابق بھی انجیلی بیانات محرف ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے حدیث پیش کرنے میں ضرور بخل کا ثبوت دیا ہے اگر اس حدیث کو روشنی میں لاتے تو ہم کو بھی اس حدیث کا دیدار نصیب ہو جاتا۔ ایک دفعہ ان کے بڑے میاں (مرزا جی) نے بھی کرشن جی کی نبوت پر یہ حدیث پیش کی تھی:

کان فی الهند نبیاً اسود اللون اسمه کاهنا۔

یعنی ملک ہند میں ایک نبی کالے رنگ والا ہوگذرا ہے جس کا نام کاہن (کرشن) تھا۔

ہم نے دس سال تک سعی بلیغ کی کہ ہم کو اس جماعت سے یا حضرت اقدس (

بڑے میاں جی) سے اس حدیث کا کوئی سراغ ملے مگر ہم نا کام رہ کر آخر ہار گئے (قادیانی کرشن کا تو قاعدہ تھا کہ جس کلام کو میں حدیث کہہ دوں وہ حدیث ہے اور جس کو میں غلط کہدوں وہ غلط ہے چونکہ آپ اس قاعدہ کو نہیں مانتے اس لئے آپ کو تکلیف ہوئی اور کامیاب بھی نہ ہوئے۔ اڈیٹر اہل حدیث) خیر کچھ ہو مولوی محمد علی صاحب نے حدیث کا حوالہ دے کر اس مثل کو صادق کر دکھایا ہے جس میں ایک شخص روزہ تو بالکل نہیں رکھتا مگر سحری اٹھ کر خوب (اہل خانہ کے ساتھ) کھالیا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے کہا بیٹا تم روزہ تو رکھتے نہیں سحری کس مطلب کے واسطے کھاتے ہو۔ وہ بولا تم مجھ کو اسلام سے بالکل خارج کرنا چاہتے ہو، روزہ رکھنا یا نہ رکھنا امر دیگر ہے، مگر سحری چھوڑنے میں صریح ترک سنت ہے۔ تم مجھ کو کافر بنانا چاہتے ہو۔

اب خاکسار (غلام حیدر) اصل مقصود بیان کر کے اخبار اہل حدیث امرتسر کی خاطر بالفعل اس نمبر میں ایزادی سے پرہیز کرتا ہے اگر ناظرین اہل حدیث میری صحت کے لئے دعا کرنا پسند فرماویں تو انشاء اللہ آئندہ بھی کبھی کبھی مولوی محمد علی صاحب کی انگریزی تفسیر سے کچھ خلاصہ نذر کیا کرونگا۔

آیات محولہ کے متعلق مشکوۃ جلد ثانی میں حدیث مذکور ہے

عن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ دعوة ذی النون اذ دعا ربه و هو فی بطن الحوت لا اله الاانت سبحانك انی كنت من الظالمين لم يدع بها رجل مسلم فی شئی الا استجاب له ۔ (رواه احمد و الترمذی)۔(یعنی سعد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت یونس کی دعا جب انہوں نے اپنے رب سے کی جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی لا الہ ....الخ ہر ایک مسلمان جو کسی حاجت کے واسطے اس دعا کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کو قبول فرماتا ہے)۔

اس حدیث مرفوع نے جن کو دو معتبر محدثوں نے روایت کیا ہے مولوی صاحب کی تمام محنت پر پانی پھیر دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ مولوی صاحب کو احادیث صحیحہ پر مطلقاً ذرا بھی اعتبار نہیں اگرچہ وہ احادیث کی حمایت کے مدعی ہیں اور یہ بھی اس حدیث سے ظاہر ہو گیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن مجید کی غلط اور

باطل تفسیر لکھ کر لوگوں کو گمراہ کرنے کا وبال اپنے اوپر لیا ہے مولوی صاحب کو حضرت یونس کے مچھلی کے پیٹ میں جانے سے معلوم نہیں کیوں ضد اور انکار ہے۔ اگر بقول مولوی صاحب مچھلی نے حضرت یونس کی صرف ایڑی ہی اپنے منہ میں رکھ لی تھی اور ان کو نقصان نہ پہنچایا تھا تو معجزہ یا خرق عادت فعل تو اس طرح بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ مولوی صاحب نے مزید روشنی نہیں ڈالی کہ مچھلی نے جب حضرت یونس کی ایڑی کو اپنے منہ میں لیا تھا تو آپ کا باقی جسم سمندر میں کس پوزیشن میں موجود رہا، کھڑا رہا، یا لیٹا رہا۔ پانی میں غوطے کھاتا رہا۔ اور مولوی صاحب نے اس امر کا بھی اطمینان نہیں دلایا کہ مچھلی جیسا گوشت خور جانور حضرت یونس کا کس بنا اور کس اصول پر جسم خورد برد کرنے سے محفوظ رکھتا ہے اور جب تک ان کی ایڑی منہ میں رہی خود روزہ سے رہتا ہے حتی کہ سمندر کے کنارے پر ڈال دیتا ہے مولوی صاحب کے نزدیک یہ سب کچھ بامر اللہ جائز ہو سکتا ہے مگر حضرت یونس کا مچھلی کے پیٹ میں جانا جائز نہیں۔ اب بھی اگر قرآن کی ایسی تفسیر کو دیکھ کر کسی اسلامی ریاست کے حاکم یا اسلامی انجمن کے صدر یا سکرٹری کی رگ حمیت میں جوش نہ آئے تو اس کی ہستی اور عدم ہستی ہر دو برابر ہیں۔ اہل سنت کے صحیح مسلک پر انگریزی ترجمہ مع مختصر تفسیر تیار کروا کر انگریزی خوان مسلمانوں کو گمراہی سے بچانا سب کا اولین فرض ہے کاش کوئی اسلامی انجمن یا اسلامی ریاست اس طرف متوجہ ہو کر اجر عظیم حاصل کرے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۷ مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ ص ۷۔ ۹)

پچاس روپیہ قرض

جناب بابو محمد حسین صابری بریلی سے لکھتے ہیں:

قادیانی پارٹی پر ہمارا پچاس روپیہ کا قرض ہے جو ابھی تک انہوں نے ادا نہیں کیا گویا یہ لوگ نادہندہ ہیں۔۔۔۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ منشی قاسم علی صاحب نے جو قادیانی اڈیٹروں میں اول درجہ کے بدزبان ہیں ایک رسالہ بنام احمدی جاری کیا تھا اس میں مولوی ثناء اللہ

صاحب کو پانی پی پی کر کوسا تھا اور دل کھول کر گالیاں دی تھیں تو اللہ تعالی کی غیرت نے تقاضا کیا اور منشی قاسم صاحب کی قلم سے ایک زوردار چیلنج مولوی صاحب ممدوح کے نام جارہ کرا دیا جسکا نتیجہ ملک بھر میں معلوم ہو گیا کہ منشی صاحب تین سو کی رقم دست راست سے مولوی صاحب کو نذر کرنا پڑی تھی۔ اس طرح خدا تعالی طرف سے منشی صاحب کو گالیوں کی سزا کافی دی گئی۔

اسی رسالہ کے ایک نمبر میں منشی صاحب نے پچاس روپیہ کا انعام مقرر کر کے ایک اور چیلنج بھی دیا جس کی طرف کسی صاحب نے کمی رقم کی وجہ سے توجہ نہیں کی مگر آج کل گرانی کے ایام میں جو کچھ بھی ہو وصول کر لینا چاہیے۔ بہر حال منشی صاحب کا چیلنج انہیں کے الفاظ میں درج ہے

خدانخواستہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی فرد میں وہ اختلاف نہیں جس کو دیکھنے والا دیکھ کر یہ باور کر سکے کہ یہ ایک نوع یا ایک صنف کے دو فرد ہیں۔ یا ایک دوسرے کو فاسق کافر ملحد زندیق نیچری چکڑالوی معتزلی وغیرہ وغیرہ خطابات دیتا ہو .... اگر ایسا اختلاف جیسا کہ تم میں موجود ہے اور ہم جا بجا اس رسالہ میں نقل کر کے دکھلاتے آئے ہیں اور آئندہ اور دکھائیں گے سلسلہ عالیہ میں ثابت کر دے تو ہم مبلغ پچاس روپیہ انعام دیں گے جہاں چاہے وہاں جمع کرالے (احمدی۔ ج ا نمبر ۳ ص ۵۸۔۵۹)

منشی صاحب کے چیلنج کے مطابق تھوڑا سا ثبوت یہاں بھی دیا جاتا ہے بہتر ہو کہ منشی صاحب کوئی جگہ تجویز کریں پھر وہاں پر پہنچ کر ایک الف بے پڑھنے والا بچہ بھی آپ کی رقم موعودہ کا مستحق ہو جاوے لیجئے یہ تازہ ثبوت:

برادران اسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مخفی نہ رہے کہ جب میں نے اہل قادیان کی اخبار الفضل مطبوعہ ۲۳۔ اگست ۱۹۱۹ء دیکھی جس میں میری نسبت طرح طرح کے افتراء اور جھوٹی باتیں لکھی تھیں تو مجھے ان کے شدید مکروفریب سے تعجب ہوا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ پچھلے کذاب اپنے ہم شکل دجالوں سے بلحاظ دجل بہت بڑھ چڑھ کر ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ ان کا .. لکھوں سو واضح ہو کہ پیشتر ازیں

میں جناب محمود صاحب کے مبائعین میں سے تھا اور جو کچھ ان کی طرف سے دعاوی فاسدہ منسوب کئے جاتے تھے میں گمان کرتا تھا کہ یہ روایت کرنے والوں کی غلطی ہے فی الحقیقت ان کے دعاوی ایسے نہیں ہوں گے پھر جب مولوی غلام رسول راجیکی اور شیخ محمود ہمارے شہر میں ان دو پتوں کی طرح داخل ہوئے جو کہ ایک ... اور زمین سے اکھڑے ہوئے درخت سے جھڑتے ہیں اور ہم نے تکریم کے ساتھ ان سے بحث کی تو یہ امر ہمارے لئے متحقق ہو گیا ہے کہ کہ ایسے دعاوی باطلہ میاں محمود صاحب نے ایجاد کئے ہیں۔ پس میں نے ان کی بیعت فسخ کی اور حضرت مولوی محمد علی صاحب کی جماعت میں داخل ہوا۔ اور اللہ تعالی کا شکر کیا کہ اس نے مجھے اور میری جماعت کو ان گمراہ اور گمراہ کنندگان کے پنجہ سے چھڑایا (ترجمہ اشعار) بس مجھ سے غلام رسول اور شیخ محمود سخت دھوکہ باز شیطان اور سخت گمراہ کرنے والے کی طرح جدا ہو گئے۔ (ضمیمہ پیغام صلح لاہور ۳۰ نومبر و ۳ دسمبر ۱۹۱۹ء)

یہ لاہوری پارٹی کی طرف سے قادیانی پارٹی کے متعلق درافشانی ہے اسمیں دجال سخت دھوکہ باز، شیطان، گمراہ، گمراہ کنندگان وغیرہ خطابات سے یاد کیا گیا ہے جو فاسق کا فرنیچری وغیرہ الفاظ سے زیادہ سخت ہیں اگر اس قسم کے اور ان سے سخت الفاظ قادیانی اور لاہوری پارٹیوں کی طرف سے جمع کئے جاویں تو ایک دفتر چاہیے منشی صاحب بھی جانتے ہیں۔ طول دینے کی ضرورت نہیں اب بہتر تو یہ ہے ک مبلغ پچاس روپئہ اہل حدیث کے غریب فنڈ میں بذریعہ منی آرڈر روانہ کردیئے جائیں۔ یا اگر اطمینان نہیں ہوا تو کوئی مقام جلد سے جلد تجویز کر کے اطلاع دی جائے تا کہ وہاں پہنچ کر دست بدست کاروائی ہو جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء ص ۸)

کرشن مورتی دفتر الفضل میں

جناب مولوی ابوسعید محمد شریف ساکن بھٹیاں ضلع گورداسپور لکھتے ہیں:

خاکسار مع مولوی محمد یوسف منشی عبدالرحیم ساکنان ...اخبار دفتر الفضل میں گئے اس اخبار کے اڈیٹر میاں محمود خلف مرزا غلام احمد متنبّی قادیان ہیں بعد کچھ قیل و قال کے میری نظر جنوبی دیوار پر پڑی تو دیکھا کہ ایک بڑی تصویر پر تقریباً ہاتھ کے کان جتنے چوڑے کاغذ پر چسپاں ہے دریافت کیا کہ یہ کس کی تصویر ہے

نائب اڈیٹر: یہ فوٹو حضرت صاحب یعنی مرزا غلام احمد (کرشن قادیان) کا ہے ساری دنیا میں اس جیسی کوئی تصویر نہیں۔ اس خوش اعتقادی پر اگر ہم اعتراض کرتے تو ممکن تھا جو قیس ومجنوں نے اپنے معترض کو جواب دیا تھا ہمیں بھی وہی ملتا۔ محبّ کی نظر میں محبوب کی شکل کے مقابلہ کا کوئی نہیں ہوتا مگر ایسی ناجائز محبت کے لئے آنحضرت ﷺ نے ام سلمہ وام حبیبہ کو جب کہ انہوں نے نصاری کی مساجد وتصاویر کا ذکر کیا تو فرمایا تھا کہ او لئك شرار الخلق عند الله یعنی یہ لوگ جو اپنے صلحاء کی قبور پر جو مساجد بناتے ہیں اور ان میں اس کی تصویریں بناتے ہیں یہ بدترین مخلوق کے ہیں

ہائے اب بت پرستی تیرا بیڑہ غرق ہو تو نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا اللھم اھد ھم۔ حاصل کلام ہم اس کریہہ منظر کو دیکھ کر نکل آئے اور بہشتی مقبرہ کو گئے وہاں بھی ایک مرزائی سے گفتگو ہوئی جس کا ذکر پھر کبھی ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔ بعد نماز عصر مرزائی چوک میں ایک مرزائی جو فاضلیت کا دم بھرتا تھا ہمارے ساتھ ہولیا اور سلسلہ گفتگو یوں شروع ہوا:

مرزائی صاحب: آپ میرے ساتھ کسی مسئلہ میں گفتگو کریں انشاء اللہ بڑی شائستگی سے جواب دیا جائے گا۔

خاکسار محمد شریف: اچھا پہلے اسی سلسلہ کو صاف کیجئے کہ ہم نے دفتر الفضل میں مرزا صاحب کی تصویر کھینچی ہوئی دیکھی جس کو بڑی خوشی سے دیوار پر چسپاں کیا گیا ہے اور یہ دفتر بھی خلیفہ مرزا صاحب کے زیر اہتمام ہے حالانکہ حدیث شریف میں اس کی برائی کثرت سے ہے۔

فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے مصور لوگ قیامت کو عذاب کئے جاویں گے ان کو کہا جاوے گا کہ ان کو زندہ کرو (یعنی جو تصاویر تم نے بنائیں) مختصراً متفق علیہ

اور فرمایا: جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں اس میں فرشتے (رحمت کے) داخل

نہیں ہوتے۔ متفق علیہ

مرزائی: مرزا صاحب نے ابتداء میں جب آپ کا فوٹو کھینچا گیا اس پر اظہار نفرت کیا بلکہ ان تصاویر کے جلانے کا حکم دیا۔ پھر بعد ایک مدت کے قائفین یورپ نے آپ کا دماغ معلوم کرنے کو درخواست کی کیونکہ راستہ دور کا ہے اور قائفین یورپ اس بارہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں لہذا مرزا صاحب نے اسلئے کہ میں یورپ میں مانا جاؤں اور اہل یورپ میرے حلیہ کو دیکھ کر مجھ پر ایمان لائیں دوبارہ فوٹو کھنچوا کر بھیج دیا لہذا بہت سے یورپین ایمان لے آئے۔

خاکسار محمد شریف۔ کیا کسی حدیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حلیہ پہچانے کیلئے تصویر اتروانے کی اجازت ہو؟ کیا حضرت ﷺ نے بھی فوٹو کھچوا کر بھیجا تھا جو مرزا صاحب کو اتباعاً یہ کام کرنا پڑا۔ اگر ثابت کر دو تو ہم مان جائیں گے کہ ٹھیک مرزا صاحب فنا فی الرسول ہیں جیسا کہ دعوی کیا کرتے تھے۔ اور ازالہ اوہام میں یوں رقم طراز ہیں:

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس خمر کا ایسا نشہ چڑھا کہ زمین بنائی اور آسمان کو ستاروں سے سجایا اور دعوی الوہیت کیا آئینہ کمالات اسلام، کتاب البریہ، آپ کے زمانہ میں علم قیافہ کے ماہر نہ تھے میں کہتا ہوں اہل یورپ زمانہ آنحضرت ﷺ کے قائفین کے علم کے سامنے طفل مکتب ہیں اگر خیال شریف میں نہ آوے تو کتب احادیث میں ... مدلجی وغیرہ کا حال ملاحظہ فرمایئے گا۔

مرزائی صاحب: بعض ضروریات کے لئے علماء دیوبند نے فتوی دے دیا ہے کہ فوٹو کھنچوانا درست ہے اور کنز العمال میں کچھ روایت تصویر کشی کے جواز میں بھی آئی ہیں

خاکسار محمد شریف: ہم دیوبندیوں کے مقلد نہیں ..۔ ہم نے کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھا ہے اور آپ کے اتباع کا حکم ہم کو ہوا ہے کسی کی بغیر دلیل کے ہم پیروی نہیں کر سکتے اس وجہ سے ہمارے او پر طرح طرح کے اتہام لگے مگر ہم نے ان سب کو بالائے طاق رکھ کر مدلل بات کو ترجیح دی اور قبول کیا لہذا ہمیں حضرت ﷺ کی حدیث سنایئے

مرزائی صاحب: اچھا پھر کسی وقت میں حدیث پیش کرونگا اس وقت اور کوئی اہم سوال

پیش کیجئے ۔اسکے بعد مبشراً برسول یاتی من بعدیاسمہ احمد پر گفتگو ہوئی جوانشاء اللہ پھر کسی وقت ہدیہ ناظرین کر کے قادیانی تحریف والحاد کی سیر کرائی جائیگی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۲۰ء ص ۸۔۹)

مرزا قادیانی کا مذہب

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

اصحاب رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے مرزا صاحب قادیانی صفحہ ۳۷ فتح اسلام پر یوں رقم طراز ہیں:

ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہایا۔

پھر اسلامی جہاد کا چہرہ اہل ہنود کو یوں دکھاتے ہیں:

پھر کیا تھا دن رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنخضرت ﷺ کو قتل کر دیں ...اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا ...جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

پھر فرماتے ہیں۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی جس کو نہایت ظلم سے برے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ..الخ۔ (پیغام صلح۔ص ۲۱)

لیکن درثمین میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس شعر میں لفظ (اب) اور (دین کے لئے) صاف کہہ رہے ہیں کہ جہاد جو آنحضرت ﷺ کے وقت کئے گئے وہ دین کے پھیلانے کے لئے جنگ اور قتال تھے اور میرے وقت میں وہ حرام ہو گئے یعنی وہ جہاد ایسے قبیح افعال تھے کہ غلام احمد نبی کے وقت میں وہ حرام قرار دیئے گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر جہاد قبیح فعل تھا تو اسکو برا کہنے کو مرزا جی نے نہایت ظلم کیوں کیا اور اگر پیغام صلح کے مطابق وہ ایک نہایت مناسب اور معقول فعل تھا اور خدا کے مظلوموں پر رحم کرنے کا نتیجہ تھا تو مرزا جی کے وقت میں مظلوم بندوں پر خدا کا رحم حرام کیوں ہو گیا؟

اگر اسکا جواب یہ دیا جاوے کہ مرزا صاحب ایسی بادشاہی میں پیدا ہوئے جس میں کوئی ایک دوسرے پر ظلم نہیں کر سکتا تھا تو یہ بھی غلط۔ کیونکہ ایسی حالت میں لفظ ملتوی کا استعمال ہونا چاہیے تھا نہ کہ حرام کا۔

دوم مرزا صاحب کا دعوی تھا اور ان کے بیٹے کی شہادت اس پر ثبت ہے کہ وہ تمام دنیا کی طرف مبعوث ہو کر آئے ہیں تو ان کا حکم شرعی ایسا ہونا چاہیے تھا کہ کل جہان کے مسلمانوں کے لئے قابل عمل ہوتا۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسی جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو جنگوں کا خاتمہ کر دیں گے تو اس سے بھی جنگ کرنے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اثبات پایا جاتا ہے کیونکہ بغیر ایک بڑے بھاری جنگ کے جنگوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا اور جنگوں کے خاتمہ اور امن قائم کرنے کے لئے تجربہ کہہ رہا ہے کہ ایک نیک سے نیک اور صلح پسند قوم بھی تلوار نیام سے نکالنے کے لئے مجبور ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب ایک لامذہب اور پولیٹکل آدمی تھے وہ سب کو راضی کر کے سب سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر چور کو کہتے ہیں چوری کر اور سادھ کو کہتے ہیں تیرا گھر لٹا۔ مسلمانوں کے ذہن نشین کرتے کہ ہمیشہ کی محکومیت جیسی اور کوئی ذلت نہیں اور دائمی ذلت کے ساتھ دائمی عذاب لازم پڑا ہوا ہے (دیکھو ص ۱۰۶ تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء) جس کا نتیجہ لوگوں میں ملک مصر میں دیکھ لیا جو ملک کہ حسب معلومات مرزا کل کا کل مرزائی ہو گیا تھا (دیکھو حاشیہ ص ۷، قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا) اور سرکار کو کہتا تھا کہ مسلمان

بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہتے ہیں (صفحہ ۲۳ ضرورۃ الامام) بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی

مرزائیو! حاشیہ صفحہ ۱۰۔ ازالہ اوہام میں تمہارے پیر کا قول درج ہے:

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

اور اس قسم کے کشفوں میں مرزا صاحب کا تجربہ ہے۔

پس خدا لگتی کہنا کہ ان کو ایسے کشفوں میں کہیں بالشویکوں کا ٹڈی دل گروہ اور ملک ایران اور خود ان کا اپنا وطن مالوف بھی کبھی نظر آیا تھا یا نہیں کہ انہوں نے ظالموں کے ظلم کے مقابلہ کرنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کرنے کو حرام قرار دے دیا یا الہام و وحی یا علم غیب سے معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ قیامت تک کسی ملک میں کسی مسلمان پر مسلمان ہونے کی وجہ سے ظلم نہ ہوگا۔ یہ تو سنتے آئے تھے کہ

مغل بوقت خوردن کور میباشد،

مگر یہ کبھی نہ سنا تھا کہ: بوقت نبوت جہاں را کوری شمرد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۲۰ جلد ۱۷ نمبر ۴۹ ص ۶ و ۹)

قادیان میں الہام بافی کس طرح ہوتی ہے

ہمارے دوست پوچھا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی سچے نہ سہی مگر ان کو ایسی دلیری کیوں تھی کہ پیش گوئیاں اس قدر زور شور سے کرتے تھے کہ سننے والا ایک دفعہ تو متوجہ ہو جاتا تھا۔ آج ہم کو ایک پرانا پرچہ اخبار بدر قادیان کا ملا ہے اس میں ایک نوٹ لکھا ہے جس میں الفاظ تو مولوی الدین صاحب کے ہیں مگر باطن میں:

آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی کا واقعہ ہے مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں:

جنگوں کے سلسلے کو منقطع کردو:

حضرت مولوی نور الدین صاحب کیا سچ فرمایا کرتے ہیں کہ کوئی پچیس سال ایسے خالی نہیں جاتے جس میں حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی

صداقت آپ کی کسی پیش گوئی کے پورا ہونے سے دنیا پر ظاہر نہ ہو جائے کیسا ہی اعلیٰ اور پاک اور مصفی سینہ تھا خدا کے اس برگزیدہ اور پیارے کا کہ اتنے عرصہ کی باتیں پہلے سے اس صفائی کے ساتھ اس میں منکشف ہو گئی تھیں

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

آنحضرت ﷺ نے پہلے سے فرمایا تھا کہ مسیح موعود جنگوں کا خاتمہ کر دے گا اس کے مطابق اس زمانہ میں خدا کے ملائکہ نے کچھ ایسی تحریک کی ہے کہ تمام روئے زمین کے مہذب ممالک کا میلان اس طرف ہو رہا ہے کہ آئندہ جنگوں کا بالکل خاتمہ کیا جائے مذہبی کیا کوئی دنیوی لڑائی بھی نہ ہونے پاوے۔اسی مطلب کے واسطے دنیا کے بادشاہوں کے سفیر ہیگ میں جمع ہوئے ہیں اور ایک جلسہ ہو رہا ہے (بدر ... اکتوبر ۱۹۰۷ء ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ عبارت قادیان میں الہام بافی کی کیفیت بتا رہی ہے جب کبھی کوئی واقعہ ظہور پذیر ہوتا، قادیانی پارٹی اس سے دور کی کوڑی لاتی اور اپنے دل میں اس کی پرواز کو بلند کر کے جھٹ سے پیش گوئی جڑ دیتی۔آگے چل کر وہ کیسی ہو مگر اس وقت تو حاشیہ نشین جل جلالہ کہنے لگ جاتے۔ہیگ میں صلح کانفرنس ہوتی مولوی نورالدین صاحب فائدہ اٹھانے کو جھٹ سے اسے مرزا صاحب پر چسپاں کر دیتے ہیں۔

نواب صاحب لوہارو سے ایک دفعہ مالیر کوٹلہ میں ملاقات ہوئی تو اثناء گفتگو میں فرمایا کہ ہم نے تو مرزا صاحب کے متعلق ایک رائے قائم کر لی ہے۔میں نے کہا کیسے۔فرمایا مولوی نورالدین صاحب یہاں (مالیر کوٹلہ میں) تشریف لائے تھے ہمارے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میں نے جب سنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کر دیا تو میں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ نے جلدی کی ۔فرمایا اب تو اشتہار دے دیا۔میں (نورالدین) نے کہا اچھا آپ نے اشتہار دے دیا تو ہم بنا دیں گے۔

نواب صاحب لوہارو نے یہ قصہ سنا کر فرمایا کہ یہ سب کچھ بنایا ہوا ہوائی قلعہ ہے اور کچھ نہیں۔

مجھے اس روایت کی تصدیق کرنے میں تامل تھا مگر بہت سے واقعات ایسے ملے ہیں کہ مولوی نورالدین صاحب کی بابت یہ ماننا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب کو بناتے تھے دیکھئے کیسے پتہ کی کہی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود جنگوں کا خاتمہ کردے گا چنانچہ اب ہونے والا ہے۔ مگر غیرت خداوندی کی مثال بھی دنیا میں کوئی مل سکتی ہے؟ و یمکرو ن و یمکر اللہ و اللہ خیر الما کر ین ۔ ۱۹۰۷ء میں یہ پیش گوئی ہوئی ہے تھوڑے ہی دنوں بعد جنگ طرابلس اوکے بعد جنگ بلقان اور اسکے بعد جنگ عظیم یورپ شروع ہوکر تمام پچھلی جنگوں کو ماند کرکے ساری دنیا کو خاک سیاہ بناتی ہے جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

مرزائیو! اللہ سے ڈر کر بتاؤ کہ مولوی نورالدین کے اس دعوی پر تمہاری کیا رائے ہے؟ ذرہ سوچ سمجھ کر بتانا، انصاف سے بتانا، باہمی مشورہ کرکے بتانا، ہاں یہ بھی بتانا کہ تمہارے مسیح موعود کو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ تو نہیں۔ کیونکہ اس نے جنگوں کا سلسلہ منقطع نہیں کیا بلکہ ان کے آنے کے بعد جنگ کا سلسلہ عظیم قائم ہوگیا۔

سنا ہے مسیلمہ کذاب کسی کانے کی آنکھ کو دم کرتا تھا تو وہ اندھا ہوجاتا تھا ہم نے بھی اس کا نمونہ دیکھ لیا کہ قادیان سے آواز آتی ہے مسیح موعود کے زمانے میں جنگوں کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا مگر اس کے ساتھ ہی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۲۰ جلد ۱۷ نمبر ۵۰۔ ص ۸۔ ۹)

مرزائیوں کے حکم کے فیصلے

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزاجی قادیانی کا دعوی تھا کہ میں حکم ہوکر آیا ہوں چنانچہ ضرورۃ الامام صفحہ ۱۴ پر فرمایا:

پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں۔

اور تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵ (مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۴ء) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

حکم اور حاکم میں یہ فرق ہے کہ حکم کا فیصلہ ناطق ہوتا ہے اس کے بعد کوئی اپیل نہیں مگر مجرد لفظ ،کم ، اس مضمون پر حاوی نہیں۔

اب ناظرین اس خود ساختہ حکم کے فیصلے ملاحظہ فرما کر براہ مہربانی اپنا فیصلہ دیں کہ اسی قاعدہ کی رو سے یہ شخص سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا یعنی مرزا جی کے فیصلے ناطق ہوا کرتے تھے یا ضرورت لاحق ہونے پر وہ بیت عنکبوت ثابت ہوا کرتے تھے۔

دیگ سے چند چاول ملاحظہ فرمائیں

۱۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل جا کر فوت ہو گیا (ازالہ اوہام۔ص ۱۹۷)

اس کے برخلاف لکھتے ہیں:

جو شخص سری نگر (کشمیر) محلہ خان یار میں مدفون ہے اسکو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے (دافع البلاء۔ص ۱۵)

۲۔ اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ (کشتی نوح۔ص ۵)

اس کے برخلاف مرزا صاحب لکھتے ہیں:

ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے (ازالہ اوہام۔ص ۲۵۸)

۳۔ یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنی مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کی وجہ سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۰)

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پس اگر مسیح مر گیا تھا تو یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے جس کو یہ بھی خبر نہیں مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے (حاشیہ ب۔ست بچن۔ص ۱۶۴)

۴۔بعض لوگ انگد کی جنم ساکھی کے اس بیان پر تعجب کریں گے کہ یہ چولہ گرونانک صاحب کا آسمان سے نازل ہوا تھا مگر خدا تعالی کی بے انتہاء قدرتوں پر نظر کر کے کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کی قدرتوں کی کسی نے حد نسبت نہیں کی کون کہہ سکتا ہے کہ خدا کی قدرتین صرف اتنی ہی ہیں اس سے آگے نہیں ایسے کمزور اور تاریک ایمان تو ان لوگوں کے ہیں جو آج کل نیچری یا برہمو کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔(ست بچن۔ص ۴۷)

اس کے برخلاف لکھتے ہیں:

مسیح کے اترنے کے بارہ میں اب تک بڑے جوش سے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ عمدہ اور شاہانہ پوشاک قیمتی پارچات کی پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے ... یہ پارچات از قسم پشمینہ یا ابریشم ہوں گے۔یعنی چوڑیا، گلبدن، اطلس، کمخواب، زربفت، لاہی یا معمولی سوتی کپڑے جیسے نین سکھ، تن زیب، چکن، گلشن، ململ، جالی، خاصہ، ڈوریا، چارخانہ اور کس نے آسمان میں بنے اور کس نے سیئے ہوں گے اب تک کسی نے مسلمانوں یا عیسائیوں میں سے اس کا کچھ پتہ نہیں دیا (ص ۶۔توضیح مرام) (ہائے افسوس مرزا جی پر کیسا ظلم کیا گیا ہے)

۵۔ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جاوے اسی کو دوسرے لفظوں میں خارق عادت بھی کہتے ہیں (ص ۱۶۶۔حقیقت الوحی)

اسکے برخلاف مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزارہا اور لوگ بھی شریک نہ ہوں (تحفہ گولڑویہ)

اس قسم کی بیسیوں مثالیں مرزا جی کی کتابوں میں ملتی ہیں جن میں لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کا پورا پورہ جلوہ نظر آتا ہے مرزا جی کی تصنیفات کوئی شخص غور سے دیکھے تو اسے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات ایک معشوقانہ انداز سے کم نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ نومبر ۱۹۲۰۔جلد ۱۸ نمبر ۱۔ص ۳۔۴)

آسمانی نکاح والی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی

خلیفہ قادیان کی ایک تقریر رسالہ ریو قادیان بابت ستمبر ۱۹۲۰ء میں چھپی ہے جس میں اوس نے نکاح مرزا پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

یہ تو قادیانی علم کلام کا اصول ہی ہے کہ مقدمہ نظریہ کو بدیہیہ یا مسلمہ.. مطلب نکالا کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ وہ (مرزا) اسلام کا دشمن تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اسلام کا کیسا عاشق تھا اس کے اپنے خاندان کے بعض لوگوں نے جب رسول اکرم ﷺ کی ہتک کی تو اس نے ان سے قطع تعلق کر لیا اسی خاندان کے ایک حصہ نے جو اسلام کی ہتک کیا کرتا تھا آپ سے درخواست کی کہ آپ ایک معاملہ میں ہم سے اچھا سلوک کریں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری اصلاح ہو جائے تو ہم سلوک کر دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کی اصلاح آپ سے تعلق پیدا کرنے سے ہو سکتی تھی اس لئے آپ نے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا رشتہ مجھ سے کر دو۔ انہوں نے اس کے جواب میں کہا کہ کیا تم پھوپھی (بالکل جھوٹ ہے مرزا امام الدین کی بھانجی تھی اور مرزا امام الدین مرزا غلام احمد کا چچیرا بھائی تھا تو چچا کی نواسی ہوئی۔ چنانچہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ آسمانی منکوحہ میری چچا زاد ہمیشرہ کی لڑکی ہے۔ اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء۔ پھر پھوپھی کی لڑکی کیسے ہوئی۔ اور مخول کیسا۔ لہذا یہ سارا قصہ سوال و جواب محض قادیانی دروغ بافی کا نمونہ ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کی لڑکی سے جو تمہاری بہن ہے شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت صاحب نے کہا کہ، رسول کریم ﷺ نے بھی تو اپنی پھوپھی کی لڑکی سے شادی کی تھی کہنے لگے انہوں نے بھی بہن سے شادی کی تھی۔ رسول کریم ﷺ کی اس ہتک پر حضرت مرزا صاحب نے انہیں کہا کہ اس پر تمہیں خدا کی گرفت ہوگی۔ نادانوں نے اس پر ہنسی اڑائی حالانکہ یہ ایک عظیم الشان ثبوت تھا اسلام کی صداقت اور خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرنے کا۔ چنانچہ جب

انہوں نے اس طرح کہا تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم نے توبہ نہ کی اور اسی جگہ شادی نہ کی جہاں کے متعلق تم نے ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے رسول کریم کی ہتک ہوتی ہے تو کسی اور جگہ شادی کرنے سے تین سال کے عرصہ میں لڑکی کا باپ اور جس سے شادی کی جائے گی وہ اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یعنی اس پیش گوئی میں یہ باتیں بتائی گئی تھیں کہ

۱۔ لڑکی کی شادی ہونے تک اس کا باپ زندہ رہے گا۔

۲۔ اگر اس نے کسی اور جگہ لڑکی کا نکاح کر دیا تو نکاح کرنے سے تین سال کے اندر اندر وہ مر جائے گا۔

۳۔ جس سے اس کی شادی کی جائے گی وہ اڑھائی سال تک مر جائے گا۔

۴۔ پھر یہ بھی کہا گیا تھا کہ توبہ کر توبہ کر بلا آ رہی ہے یعنی اگر وہ لوگ توبہ کر لیں گے (سفید جھوٹ ہے مرزا کے الہامی الفاظ ہیں: تو بی تو بی فان البلاء علی عقبك۔ یہ صیغہ مونث واحد کا ہے یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر بلا تیرے پیچھے ہے۔ یہ عورت ایک ہے سارے لوگ نہیں۔ اڈیٹر) تو بلا ان سے ٹل جائے گی۔ اس میں یہ بتایا گیا کہ عورت رجوع کر لے گی اب ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح پیش گوئی پوری ہوئی اس کے شائع ہونے کے بعد لڑکی کا باپ اس وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک اس کا نکاح نہیں کرتا، پھر جب وہ نکاح کرتا ہے اور نکاح کو ابھی چھ ماہ بھی نہیں گزرتے کہ اس پیش گوئی کے ماتحت مر جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ بتایا گیا تھا کہ اگر وہ رجوع کر لیں گے تو بلا ٹل جائے گی باقی لوگ رجوع کرتے ہیں اور اس عورت کی طرف سے پیغام آتا ہے کہ اس معاملہ میں میرا تو کوئی قصور نہیں مجھے معاف کیا جائے (محض دروغ بے فروغ ہے سچ ہے تو ثبوت پیش کرو۔ اڈیٹر) اس طرح گویا وہ اسلام کی ہتک سے توبہ کرتی ہے پھر دوسرے رشتہ دار بھی توبہ کرتے ہیں اس طرح پیش گوئی کا دوسرا حصہ جو توبہ کرنے پر بلا ٹلنے کی صورت میں ظاہر ہونا تھا پورا ہوا چنانچہ وہ عورت اور اس کا خاوند اب تک زندہ ہیں۔ (ریویو آف ریلی جنز... مذکور۔ ص ۳۰۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس ساری تگ و دو کا نتیجہ صرف اتنا برآمد ہوتا ہے کہ آسمانی منکوحہ اور اس کے خاوند نے مرزا صاحب کی طرف رجوع کیا اس لئے اون سے بلاٹل گئی مگر ہمارا سوال ہے کہ وہ بلا کیا تھی، مرزا صاحب سے نکاح یا موت؟ نکاح بلا تھا تو کیا نبی یا مجدد کے نکاح میں کسی خاتون کا آنا اور آکر ام المومنین بننا اوس کے لئے بلا یا عذاب ہے؟ (بہت بوڑھا ہو شائد) اور اگر اس بلا سے مراد موت ہے یعنی توبہ سے موت ٹل گئی اور موت ٹلنے سے نکاح مرزا ٹل گیا تو ایسی توبہ کو خدا نے قبول کیوں کیا جس سے ایک ملہم نبی بلکہ سب نبیوں کے مجموعہ کا الہام جھوٹا ہو گیا۔

او مرزا ئیو! سنو! تم لوگ سخت بھنور میں پھنسے ہو۔ تمہیں تو اپنے نبی کے معقولات کی بھی خبر نہیں ۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ مرزا سلطان محمد (زوج منکوحہ آسمانی) کی موت کسی طرح ٹلنے والی نہیں وہ تقدیر اٹل ہے چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں

> میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی (اوس کی موت کی) پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ (رسالہ انجام آتھم۔ص ۳۱)

اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھتے ہیں:

> و القدر قدر مبر م من عند الر ب العظیم
>
> (یعنی یہ امر تقدیر مبرم ان ٹل ہے خدا کی طرف سے)

اسی طرح رسالہ شہادۃ القرآن کے صفحہ ۸۰ پر لکھتے ہیں کہ احمد بیگ اور اس کا داماد دونوں مریں گے آخر کار لڑکی کا نکاح مجھ سے ہو گا۔

ان حوالجات کو سامنے رکھ کر خدا سے ڈر کر بتاؤ کہ مرزا احمد بیگ کا داماد کیوں نہ مرا۔ حالانکہ اوس کے مرنے کی تقدیر ان ٹل تھی جو نہ توبہ سے ٹلے، نہ صدقہ سے ٹلے۔ نیز مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں مسمات محمدی بیگم کا نکاح ان سے کیوں نہ ہوا، حالانکہ نہ لڑکی نے توبہ کی اور نہ اوس کے خاوند نے رجوع کیا۔ نہ وہ نرم ہوا بلکہ برابر کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا رہا۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی خود اوس کی گستاخی کی شکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اوس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط لکھے، ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا، کسی نے اس طرف ذرہ التفات نہ کی (اشتہار انعامی چار ہزار)

بڑے میاں کا تو یہ بیان ہے مگر چھوٹے میاں کہتے ہیں وہ ڈر گیا ا حد ھما کا ذب

ہمارے احمدی دوستو! مثنی وفرادی ہو ہو کر سوچو اور ہمارا رسالہ نکاح مرزا سامنے رکھ کر غور کرو کہ ان صحیح حوالجات کے ہوتے ہوئے تمہارا ناکح کہاں تک کامیاب ہوا ہم سے پوچھو تو ہم صحیح حوالجات کی بنا پر یہ کہے ء ہیں اور سچ کہتے ہیں

کوئی بھی کام مسیحا! تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۹۔نومبر ۱۹۲۰ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲ ص ۳۔۴)

محمودی اخلاق

میں نے جب سے قادیانی بیعت فسخ کی ہے مجھے محمودیوں کی طرف سے طرح طرح کی دھمکیاں سنائی جا رہی ہیں لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی اور اس ہفتہ ماتم پرسی پر اپنے سسرال موضع گولیکی گیا، وہاں سکرٹری محمودیہ کمیٹی کی طرف سے مجھے پہلے ہی فساد کا اندیشہ تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سکرٹری کی طرف سے ایک آدمی مجھ پر تعینات ہوا جس نے اون مضامین کے متعلق مجھ سے گفتگو شروع کی جو بعد فسخ بیعت مختلف اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔ لیکن اس کا لب و لہجہ شروع ہی سے ترش اور اخلاق سے گرا ہوا تھا۔ جب باتو ں باتوں میں اسے خاموش ہونا پڑا تو گالیوں پر اتر آیا اور جب اس پر بھی اس کی تسلی نہ ہوئی تو آمادہ پیکار ہوا۔ اکثر اہل مجلس نے اسے شرمندہ کیا۔ تو پھر ٹھنڈا ہو کر معافی کا خواہاں ہوا۔ اور جرم کا اعتراف کیا اور اپنی لیاقت یوں جتائی کہ میں نے سمجھا تم مرزا محمود کو گالیاں دیا کرتے ہو۔ اگر تم ہمارے پیر کو گالیاں نہیں دیتے تو ہمارا کوئی اعتراض نہیں جو کچھ مرضی میں آئے کرو۔

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ محمودی پارٹی میں نبوت بازہ کی

تلقین کرتے ہیں جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان مضامین کا کیا مطلب ہے۔اور ان میں ان کے پیر محمود کو گالیاں دی گئی ہیں یا ان کو راہ مستقیم کی طرف بلایا گیا ہے۔اور ایسے ہی آدمیوں کو شمار کر کے مرزا محمود لاکھوں کی جمعیت کا دعوی کرتے ہیں۔فقط۔

نیاز مند: سید میر بسمل از لاہور۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۹۔نومبر ۱۹۲۰ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲ ص ۴)

(ایک احمدیت سے مرتد ہونے والے کی حقیقت:

اخبار زمین دار مورخہ ۲۳ جون ۱۹۲۰ء میں ایک شخص سید میر بسمل کے احمدیت سے مرتد ہونے کا اعلان شائع ہوا اس کے متعلق چودہری امام الدین صاحب جھیو رانوالی ضلع گجرات لکھتے ہیں:

مسمی سید میر عرف بسمل دراصل اے فریبی اور چالاک اور دھوکے باز شخص ہے اس نے کبھی احمدیت کے اعمال نہیں کیئے اس بے چارے کا کوئی اعتبار بھی نہیں کیونکہ وہ سخت مفلس ہے رزق کے واسطے کئی رنگ بدلتا ہے مفصل پھر۔

اس کے ساتھ ہی چودہری صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ اخبار زمین دار کو میری طرف سے نوٹس دیویں کہ اگر اس میں قس قسم کے لوگوں کی خبریں شائع ہوتی ہوں تو میرے نام کا اخبار بند کر دیا جائے۔ الفضل قادیان یکم جولائی ۱۹۲۰ء ص ۷)

مباحثہ صداقت مرزا بمقام جھنگ

مولانا ثناء اللہ موضع بدھوانہ میں مباحثہ تقلید کے بعد جھنگ آئے اور ۸۔۹۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی درمیانی شب ہندو مسلمانوں کے مجمع میں برکات اسلام پر لیکچر دیا۔لیکچر کے بعد سوال جواب ہوئے جس میں احمدیوں نے بھی حصہ لیا۔مولانا ثناء اللہ نے اشتہار مرزا ۱۵۔اپریل ۱۹۰۷ء سنا کر پوچھا احمدی دوستو بتاؤ۔یہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟

احمدیوں کی طرف سے مولوی غلام حسین ہیڈ ماسٹر ہائی سکول لدھیانہ سکنہ شہر جھنگ اٹھ کھڑے ہوئے (جو پہلے ڈاکٹر نور حسین شیعہ اور مولوی عبدالحمید اہل حدیث سے شکست کھا چکے ہیں) کہنے لگے میں گھر کا بھیدی ہوں۔اشتہار بازی کے ایام میں میں اہل حدیث تھا۔مولوی صاحب نے اسلام کی خوبیوں والے لیکچر میں خواہ مخواہ ہمارے مرزا

صاحب کی ہتک کی ہے اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم مولوی صاحب سے مخاطب ہوں تو ہمارے تین شرائط ہیں ۔ حیات مسیح کا ثبوت دیں ۔ مسیح موعود کا حلیہ کیا ہے؟ اگر وہی حلیہ ہے جو حدیثوں میں ہے تو جھگڑا نہیں ۔ معاملہ بحث کا چھڑ گیا ہے مولوی صاحب کوئی وقت مقرر کریں ۔ مولوی صاحب نے اٹھ کر کہا ۔ لوگو! بتاؤ کہ میرے سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ نہیں ۔ آیا مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی یا نہ؟

مولوی غلام حسین نے کہا کہ مرزا صاحب کی دعا سے جب پنڈت لیکھ رام سوامی دیانند ڈپٹی عبداللہ آتھم چراغ دین جموں والا مر گئے تو انہی دنوں مولوی ثناء اللہ کے بارے میں بھی یہ اشتہار جاری کیا گیا تھا جس کے جواب میں ثناء اللہ نے کہا کہ مجھ غریب کے درپئے کیوں ہو گئے ہیں ۔ مولوی صاحب پشیمان تھے ۔ اس نے اخبار اہل حدیث میں لکھا تھا کہ شیطان کی رسی دراز ہوتی ہے اور اس کو ڈھیل ملتی ہے ۔ دوسری بات مولوی صاحب نے یہ کہی ہے کہ مرزا صاحب گالیاں دیتے ہیں ۔ گالیاں دینا وہ ہوتا ہے جو کسی کو جھوٹی بات کہے ۔ اس طرح تو قرآن شریف نے بھی کفار کو گالیاں دی ہیں قولہ تعالی و لا تطع کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم ۔

مولانا ثناء اللہ نے کہا ۔ بھائیو! میرے سوال کا کیا جواب ہوا ۔ سوال گندم جواب چنا ۔ بتاؤ مرزا صاحب آنجہانی کی دعا قبول ہوئی یا نہیں ۔

مولوی غلام حسین پر سکتہ طاری ہو گیا ۔ قلم ہاتھ میں لے کر کچھ لکھنے پر آمادہ ہوئے مگر پیچھے سے ایک احمدی نے کھینچ کر کہا کہ قلم چھوڑ دے ۔ آخر یہ کہا مولوی ثناء اللہ قسم کھالیں کہ انہوں نے یہ تحریر نہیں لکھی ۔

مولانا ثناء اللہ نے کہا میں قسم کھانے کو تیار ہوں ۔ کیا یہ میری قسم پر ایمان لائیں گے اور کیا قادیانی مذہب چھوڑ دیں گے؟

اس پر غلام حسین نے کہا میں اس مضمون کے لئے تیار ہو کر نہیں آیا ۔

مولانا ثناء اللہ نے کہا احمدی بھائیو! آپ میدان میں آتے ہیں لیکن جس وقت توپ کی آواز سنتے ہیں تو ڈر کے مارے اپنا سا منہ لے کر دبک جاتے ہیں ۔

بے چارے مولوی غلام حسین صاحب احمدی کے علم و فضل کی قلعی کھل گئی اور بڑا شرمندہ ہوا ۔ بچوں اور عورتوں تک یہ فقرہ زبان زد ہو گیا کہ دعا قبول ہوئی یا نہ؟ کسی

مرزائی نے شرمساری وخجالت کے مارے سر اونچا نہ کیا۔ جن لوگوں میں نور ایمان تھا اور انصاف وحقانیت کا مادہ موجود تھا انہوں نے مرزائی مذہب کو سمجھ لیا کہ یہ حق پر نہیں ہے اور بدنصیب لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے چونکہ اس مختصر مگر با اثر صداقت آمیز مباحثہ سے حق اور باطل کا فیصلہ ہو گیا ہے اس لئے تمام مسلمان اس پر غور وخوض کریں گے اور مرزائیوں کے پھندے وتاویلات رکیکہ میں نہ آئیں۔

و ما علینا الا البلا غ۔

راقم: ڈاکٹر حاجی نور حسین صابر کربلائی جعفری

مؤلف ثبوت خلافت۔ جھنگ سیالوی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء جلد ۱۸ نمبر ۴ مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ص ۹-۱۰)

مباحثہ چنیوٹ

اللہ تبارک وتعالی کے مقبول اور پیارے مذہب اسلام کو ابتدائے آفرینش سے ہی طاغوتیوں کے ساتھ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مقابلہ چلا آیا ہے مگر تاریخ عالم کہتی ہے کہ ادیان باطلہ کی وہ فوجیں جو اسلام کے مقابل نہایت جوش وخروش سے نبرآزما ہوئیں ہمیشہ منہ کے بل گریں اور اسلام کا ستارہ دن بدن بلند اور بلندترین ہوتا چلا گیا اور اسکی بلندی کا غلبہ ادیان باطلہ پر اس طرح چھایا کہ کوئی بھی مذہب میدان مقابلہ میں کھڑا ہونے کے قابل نہ رہا مگر اس آخری دور میں اسلام پاک کو جس بطالت سے سابقہ پڑا وہ مرزائیت ہے جس نے زمین وآسمان کے قلابے ملا کر اور ادھر ادھر کی ہانک کر سادہ لوح اور بے علم آدمیوں کو اپنے طاغوتی سلسلہ میں پھنسانا شروع کر دیا ہے۔ اس کا سب سے پہلا چھومنتر جو عوام الناس کو اپنی طرف گھسیٹتا ہے وہ مصنوعی اور من گھڑت تشریں ہے اللہ تعالی کے کلام پاک اور احادیث رسول اللہ ﷺ کی غلط اور اغلط تشریح اور تفسیر کرنے میں جو یدطولی اس فرقہ کو حاصل ہے وہ درحقیقت اپنی نظیر نہیں رکھتا روز روشن کو گندی اور ناپاک تاویلوں سے شب یلدا بنانا تو ان کے حصہ میں ودیعت ہو چکا ہے۔

چنیوٹ میں بھی چند ایک مرزائی قادیانی عقاید کے ہیں ان میں سے اثر اپنی مخبوط الحواسی میں خاصی شہرت رکھتے ہیں ان کی کوششوں سے مولوی غلام رسول آف راجیکی چنیوٹ میں وارد ہوئے پہلے تو ان کی آمد کی تاریخیں بنتی اور بدلتی رہیں بالآخر اوائل نومبر میں آئے اور ایک مطبوعہ اعلان بزبان عربی تقسیم کیا۔ یہ ایک قسم کا چیلنج تھا کہ جو شخص چاہے آپ سے بحث مباحثہ کرلے۔

اس اعلان کی تحریک پر محمدی نوجوانوں میں سے دو ایک نوجوان ہم کلام ہوئے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب ان نوجوانوں کو جو بالکل معمولی الف بے جانتے تھے تاب مقابلہ نہ لائے اور باوجود یکے بعد دیگرے مطالبہ کرنے کے کوئی قابل ذکر بات جواب یں پیش نہ کرسکے۔ اس پر طرہ یہ کہ آپ بجائے اس کے کہ شرمسار ہوں اور مباحثہ کی زد میں آنے سے محترز رہتے اپنی ڈھٹائی پر برابر ڈٹے رہے اور اپنے مجنونانہ جوش وخروش کا اظہار کرتے رہے بار بار مطالبہ ہوتا جس پر جواب ملتا کہ ان کم علم بچوں سے بات چیت کرنے کا کیا فائدہ ہے اگر بحث کرنا منظور ہے تو کسی مولوی کو بلاؤ حالانکہ ایک مولوی صاحب سے آپ کا سامنا ہو چکا تھا اور ان کے ایک ہی نحوی اعتراض پر آپ کے حواس باختہ ہو چکے تھے ان مولوی صاحب کا تو پھر آپ نے بھول کر بھی نام نہ لیا یہی کہتے رہے کہ لاؤ کسی اور کو بلاؤ۔

ان کے اصرار پر بالآخر سیالکوٹ سے مولانا محمد ابراہیم صاحب بلائے گئے۔ ان کے تشریف لانے پر خط وکتابت شروع ہوئی شرائط مناظرہ طے ہوئے۔ حفظ امن کی ذمہ دار حاجی سلطان محمود ناظم انجمن تھے۔ بحث کی جگہ شاہی مسجد قرار پائی۔ شیخ امیر الدین سب انسپکٹر پولیس صدر جلسہ تھے۔ حیاہ وفاۃ مسیح، صداقت کذب مرزا مبحث قرار پائے۔

۱۷ نومبر کو حیات و وفاۃ مسیح پر مناظرہ ہوا۔ چار گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مختصر وقت میں بات ختم کردیتے۔

مولوی غلام رسول ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گذارتے اور سارا وقت یوں ہی ضائع کیا اور مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی پیش کردہ آیت بل رفعه الله اليه کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ جلسہ بحث ختم ہونے پر حاضرین نے فریقینکی تقریروں کا

جو نتیجہ نکلا وہ یہ ہے:

اے مسیحا سخت جانی کا تری میں کیا کہوں
جس قدر مارا تجھے تو زندہ ہی ہوتا گیا

دوسرے روز صداقت و کذب مرزا پر مباحثہ ہوا ۔ مولوی غلام رسول راجیکی درج ذیل باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے ۔

نکاح آسمانی کا کیا حشر ہوا اور اخیر دم تک امید بندھی رہی؟

ڈاکٹر عبدالحکیم کے سامنے (یعنی زندگی میں) مرزا صاحب کیوں فوت ہوئے؟

مسیح کے واسطے از روئے حدیث حج بیت اللہ لازمی تھا، کیوں نہ کیا؟ اگر جان کا خطرہ تھا تو و الله يعصمك من الناس والا الہام کیوں غلط ہوا؟

مسیح کی قبر روضہ مطہرہ میں ہونی احادیث سے ثابت ہے بلکہ جگہ بھی محفوظ ہے ۔ مرزا، قادیان میں کیوں مدفون ہوئے؟

مسیح کی عمر بموجب حدیث ۴۵ سال اور بموجب الہام مرزا ۸۰ سال کے لگ بھگ ہونی تھی، کیوں نہ ہوئی؟

پسر موعود صاحب صفات عنموائیل کہاں گیا؟

ان تمام کا جواب مولوی غلام رسول صاحب کوئی نہ دے سکے بس کتابوں کی ورق گردانی کرتے رہے ۔ تاآنکہ صدر جلسہ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ پبلک نتیجہ پر پہنچ چکی ہے لہذا جلسہ برخواست کیا جاتا ہے ۔

کئی متردد اشخاص نے توبہ کی ایک قادیانی تائب ہوا اور تحریری توبہ نامہ مولانا محمد ابراہیم میر کے حوالے کیا، جو یوں ہے:

میں عبدالرحیم ترکھان ولد میاں الٰہی بخش ساکن چنیوٹ محلہ شاہ برہان پہلے اہل سنت والجماعت تھا پھر مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھ پڑھ کر میرا عقیدہ اس کی جماعت احمدی کی طرف ہو گیا ۔ مگر اب مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا وعظ اور ان کا مباحثہ سن کر جو مولوی غلام رسول صاحب قادیانی ساکن راجیکی سے ہوا، الحمد للہ کہ پھر میں سیدھے رستے یعنی اہل سنت والجماعت کی صف میں آگیا ہوں ۔ میرے دل میں شک پیدا ہو گیا تھا کہ حضرت عیسی

آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے اب بفضل خدا تعالیٰ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو آیات اور دلائل پیش کیں ان کو سن کر میں پھر اہل سنت کے سیدھے راستے پر آ گیا ہوں اور مولوی صاحب کا بہت ممنون ہوں

دستخط عبدالرحیم بخط ہندی۔

جلسہ بحث میں ہندو اصحاب بھی آتے اور لطف مباحثہ اٹھاتے رہے۔ان کی طرف سے ایک تحریر درج ذیل ہے۔

کل روز مورخہ ۱۸ نومبر کو جامع مسجد چنیوٹ میں مباحثہ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مولوی غلام رسول احمدی کا دیکھنے کے لئے گئے جو کہ وہاں پر بہت دیر تک بحث مباحثہ ہونے کے بعد حاضرین ہندو مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ احمدیوں کا مولوی غلام رسول، مولوی ابراہیم کے سوالوں کا جواب نہ دے سکا اور ٹال مٹول میں وقت گذارتا رہا۔ اس لئے پبلک چنیوٹ پر مولوی ابراہیم صاحب کی باتوں کا اچھا اثر ہوا۔ سنا گیا ہے کہ تین مرزائی ایمان پر آ گئے ہیں۔

لال چند کپور بقلم خود۔ چاننداس کپور۔ گنڈارام۔ گوپالداس

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء جلد ۱۸ نمبر ۴ مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ص ۷۔۸)

مرزا محمود خلیفہ قادیان جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمیں ایک مراسلت پہونچی ہے جو بغرض استفسار درج ذیل ہے

جناب مرزا احمد جان صاحب متھراوی ریاست اندور میں رونق افروز ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید تھے۔ایک دن مرزا محمود صاحب قادیانی نے فرمایا کہ مرزا احمد جان ایک کام آپ سے ضروری ہے۔ ہم ایک معجون تیار کر دیں آپ اہل حدیث بن کر مولوی ثناءاللہ کو کسی حکمت سے کھلا دیں تاکہ عمر بھر کا کانٹا نکل جائے۔ مرزا احمد جان نے جواب دیا کہ آپ اس آیت کا ترجمہ وتفسیر سمجھا دیں

و من يقتل مومناً متعمداً فجزاءه جهنّم خالداً فيها و غضب اللّه عليه و لعنه و اعدّ له عذاباً عظيماً (النساء:۹۳)۔

مرزا محمود صاحب قادیانی بہت نادم ہوئے۔فوراً مرزا احمد جان صاحب چلے آئے سہسوان حاضر ہوکر مولانا بدرالحسن صاحب محدث سہسوانی سے سب قصہ بیان کیا اور توبہ کرکے سچے دل سے اہل حدیث ہوگئے۔ و من يهد الله فلا مضل له ۔زیادہ والسلام ۔سید احمد قنوجی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

چونکہ اس قسم کی باتیں عموماً راز میں ہوا کرتی ہیں اس لئے ہمارے سوال کا جواب وہی صاحب دیں گے (جن کا ذکر اس مراسلت میں ہے) تو جواب سمجھا جاوے گا ،ورنہ نہیں ۔ باقی رہی ہماری رائے تو وہ کھلی کھلی اور صاف ہے جو ہم اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ حضرت سید الانبیاء محمد ﷺ کے الفاظ مبارکہ میں عرض کرتے ہیں ۔

الا ان نفساً لن تموت حتی تستکمل رزقها

کوئی جاندار نہیں مرتا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۷۔دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۶ ص ۲۔۳)

دجال کی ذریت کون ہے؟

پیغام صلح جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جھوٹ بولنا، افتراء کرنا، کسی کو ناحق بدنام کرنا، ہر دین و مذہب میں ناجائز ہے ۔اصولاً قادیانی دین میں بھی ناجائز ہوگا مگر عملاً ان میں اس کا عام رواج ہے کیونکہ قادیانی متنبّی کی عام عادت تھی کہ وہ اپنے مخالف کو بدنام کرنے کے لئے اس بات کی پرواہ نہ کرتا تھا کہ سچ ہے یا جھوٹ ۔ چنانچہ مولوی غلام دستگیر قصوری ،مولوی اسماعیل علی گڈھی مرحومین کے حق میں افتراء کیا کہ انہوں نے میرے مقابلے میں

مباہلہ کیا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مر جائے گا چونکہ وہ مر گئے لہذا میں سچا ہوں حالانکہ یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے۔

مجھ خاکسار پر کئی ایک بہتان لگائے۔ منجملہ ایک یہ کہ میرا گذارہ کفن فروشی پر ہے (اعجاز احمدی) حالانکہ محض جھوٹ فریب اور دھوکہ ہے۔ اس لئے مرزائی (بحیثیت مرزائی) مجبور ہے کہ باتباع سنت مرزا اپنے مخالف پر افتراء کرے۔

چنانچہ مرزائیوں کے افتراءات میں سے مجھ پر ایک افتراء یہ ہے کہ مرزا آنجہانی جب میرے مقابلہ میں دلائل اور واقعات سے تنگ آ کر آخری فیصلہ بصورت دعا شائع کیا تو بقول مرزائیاں میں نے یہ لکھا کہ حرامزادہ کی رسی دراز ہوتی ہے۔ اس مطالبہ پر میں نے انعامی اشتہار بھی دئے مگر کوئی بھی باہمت سامنے نہ آیا۔

آخر ایک روز بٹالہ جاتے ہوئے ریل میں ایک شخص محمد نصیب (بقول خود) ہیڈ کلرک قادیان اور ان کے ساتھ دو تین اور مل گئے۔ محمد نصیب نے بھی یہی دعوی کیا۔ ثبوت مانگا تو بٹالہ چل کر ثبوت دینے کا وعدہ کیا۔ میں نے بٹالہ جا کر بھرے اسلامی جلسہ میں والنٹیر رقعہ دے کر بھیجے۔ جواب آیا مغرب تک جواب دے دیں گے۔ مغرب بھی گذری۔ عشاء بھی گذری۔ صبح بھی گذر گئی۔ آخر اہل حدیث میں مطالبہ کیا تو جواب ملتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ چودھویں صدی کا مولوی ہے اور ایسے ہی مولویوں کے حق میں تو نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے اور مانند یہود کے ہوں گے۔ (پیغام صلح لاہور ۲۸ نومبر۔ ص ۶)

کیوں اس لئے کہ یہ ہم احمدیوں کو گالی دیتا ہے، لطف یہ کہ ہماری تحریر کو نقل نہیں کیا اور گالیوں کا نمونہ نہیں بتایا۔.. پھر لطف یہ کہ اصل مطالبہ کا جواب دینے میں پوری طرح پہلو تہی کی۔ اس پرچہ پیغام صلح میں اس دوسرے افتراء کا بھی اظہار کیا ہے جو قادیانی مشن مجھ پر لگاتا ہے وہ یہ کہ میں نے کسی عدالت میں کہا ہے کہ جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مگر اس جدید مفتری نے اپنے اسلاف سے بڑھ کر کمال کیا۔ اس نے میرے الفاظ نقل کئے ہیں جو بالکل صاف ہیں مگر جو نتیجہ نکالا ہے وہ شرم وحیا سے بالاتر ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں جو میں نے شہادت میں کہا ہے۔

اگر جھوٹ ایک دفعہ بولا جائے اور وہ ہزار ہا میں پھیلا یا گیا ہے تو وہ کذاب نہیں ہوگا۔ اور دورغ گو جعلساز بہتان افتراء باندھنے والا دغا دینے والہ ایک معنی سے متقی ہے بشرطیکہ خدا کی توحید پر قائم ہو۔ (پیغام صلح مذکور)

ان الفاظ کی صحت کا میں قائل ہوں۔ سنو۔ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے۔ مبالغہ کا تعلق اس وقت ہوتا ہے جب فاعل سے فعل بکثرت ظہور پذیر ہوا ہو۔ مقدمہ مولوی کرم الدین جہلمی بنام مرزا غلام احمد قادیانی میں میں گواہ تھا مرزا صاحب نے مولوی صاحب کو کذاب لکھا تھا اور مرزائی وکیل خواجہ کمال الدین کی کوشش تھی کہ مولوی مستغیث کا ایک آدھ جھوٹ دکھا کر ہم اس کو کذاب ثابت کر دیں۔ اس لئے مجھ سے سوال کیا کہ ایک دفعہ جھوٹ بول کر ہزار ہا میں پھیلانے والہ (بصیغہ مبالغہ) کذاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میں نے علم صرف کے مطابق جواب دیا۔ نہیں کیونکہ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے اور وہ ایک فعل کر لینے سے نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر وہ مجھ سے یہ پوچھتے کہ ایک دفعہ جھوٹ بولنے والا کاذب ہے یا نہیں؟ تو میں جواب دیتا کہ کہ بےشک ہے۔

دوسرے حصہ کا جواب بھی کئی دفعہ دیا گیا کہ متقی تین قسم پر ہوتے ہیں ایک وہ جو کبیرے صغیرے گناہ نہ کریں۔ دوسرے وہ جن سے صغیرے ہو جائیں۔ تیسرے وہ جن سے کبیرے بھی ہوں مگر وہ توحید پر قائم ہوں یہ بھی تھرڈ کلاس کے متقی ہیں۔ دیکھو تفسیر بیضاوی زیر آیت ھدی للمتقین۔ مگر اس جماعت سے حق پسندی کی توقع رکھنا خام خیالی ہے۔ اب سنیئے مفتریانہ نتیجہ۔ راقم محمد نصیب باتباع مرزا جماعت اہل حدیث کو مخاطب کر کے لکھتا ہے

گویا تمہارے لیڈر کے نزدیک لا الہ الا اللہ کا اعتقاد رکھتے ہوئے انسان جو چاہے کر سکتا ہے (لعنۃ اللہ علی المفترین الجاھلین)

کس قدر دجالیت ہے لفظ کذاب بصیغہ مبالغہ کی نفی کرنے سے کذب کا جواز نکال رہے ہیں۔ میں نے کب کہا ہے کہ جھوٹ بولنا دغا کرنا جائز ہے۔ میں نے تو اس سے کذاب کی نفی کی ہے کاذب کی نفی تو نہیں کی۔ پھر تمہیں بتاؤ کہ تم نے اتنا بڑا افتراء کر کے بجز اتباع سنت مرزا کے کیا کیا؟ چونکہ تم لوگ مرزا کو نبی مانتے ہو اور پیغام اور اس کی پارٹی کے نزدیک بعد نبوت محمدیہ مدعی نبوت دجال ہے اس لئے ہم نے پیغام

سے سوال کیا ہے : دجال کی ذریت کون؟ قادیانی پارٹی کے ممبرو! اگر اپنے اندر راستی اور عدل کا کوئی شمہ پاتے ہو تو اپنے دعوی (حرامزادے کی رسی دراز) کا ثبوت ہماری کسی تحریر سے دکھاؤ۔ ورنہ اللہ سے نہیں، اس سے تمہیں کیا کام، مخلوق سے تو شرماؤ۔ سنو :
حیادار آدمی ایسا دعوی نہیں کرتا جس کا ثبوت نہ رکھتا ہے۔ (قول مرزا، در حقیقۃ الوحی)
(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۷ دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۶ ص ۱-۲)

الحکم کیوں ناراض ہے

قادیان کی انجمن اسلامیہ نے جلسہ کرنے کی درخواست دی جو منظور ہوگئی۔ کیوں نہ ہوتی جب کہ ممبران انجمن اسلامیہ بھی سرکار کے ویسے ہی رعیت ہیں جیسے مرزائی۔ مگر قادیان کا پرانا احمدی مخبر الحکم ناراض ہے کہ ان مسلمانوں کو جلسہ کرنے کی اجازت کیوں ملی یہ فساد کریں گے۔ حالانکہ اس کو خوب معلوم ہے کہ نہ انجمن اسلامیہ کے ممبر فسادی ہیں کیونکہ وہ تو دار الامن والا یمان قادیان ہی کے رہنے والے ہیں، نہ اون کے واعظ فسادی ہیں جس کا تجربہ گذشتہ پہلے جلسہ میں ہو چکا ہے۔ ہاں الحکم کے دل میں اپنے مذہب کی کمزوری کا خیال ہو تو اور بات ہے۔ سو اس کا علاج نہ تو صاحب ڈپٹی کمشنر کر سکتے ہیں نہ اراکین انجمن۔ اس کا علاج تو خدا ہی کرے۔

لن یّصلح العطّار ما افسده الدّھر۔

امید ہے انجمن اسلامیہ قادیان کا جلسہ عنقریب ہوگا۔ انشاء اللہ
(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۷ دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۶ ص ۱۲)

موازنہ اخلاق

پیغام صلح لاہور کے فاضل اڈیٹر نے ۱۷۔ اکتوبر کے پرچہ میں ایک مضمون شروع کیا ہے، علم حدیث اور اہل حدیث، جو کہ اہل حدیث یکم اکتوبر کے مضمون مولوی محمد علی اور علم حدیث، کا جواب ہے لیکن یہ جواب بالکل نا درست اور اخلاق سے گرا ہوا ہے بحث تو علم حدیث کی تھی نہ کہ مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق اور ذات کی جس پر

اڈیٹر پیغام صلح نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذات اور اخلاق پر حملہ کر دیا ہے یہ تو مجھ جیسا کم علم بھی جانتا ہے کہ محمودی علماء ہمیشہ مولوی محمد علی صاحب کے اخلاق کا رونا رویا کرتے ہیں گو ان کا اپنا اخلاق اس سے بھی گراہوا ہے تاہم وہ واقعہ مولوی محمد علی صاحب کے خلق عظیم کا پورا پتہ دیتا ہے جب کہ حافظ روشن علی اور ان کے ساتھی مولوی صاحب کی کوٹھی پر برائے مباحثہ اختلاف عقاید مرزائیہ گئے تو مولوی صاحب نے نہ صرف اون کو اندر داخل ہونے سے روک دیا بلکہ کھڑکی سے سر نکال کر ایسی سنائیں کہ بقول اڈیٹر الفضل مولوی صاحب کے ہم عقائد بھی ان کے اخلاق سے شرمندہ ہو گئے۔ ذاتیات کی بحث میں پڑنے سے مذہبی پرچوں کو ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے اگر اڈیٹر پیغام صلح میں جرأت ہے تو اون اعتراضات کا جواب دے جو کہ ماسٹر غلام حیدر صاحب نے مولوی صاحب کی حدیث دانی پر کئے ہیں نہ کہ الٹا فاتح قادیان اور شیر پنجاب اور فاتح احمدیہ بلڈنگس لاہور پر ذاتی حملہ شروع کر دے میں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو فاتح احمدیہ بلڈنگس لاہور اس لئے لکھا ہے کہ مولوی صاحب کا چیلنج بلا جواب موجود ہے جو کہ شملہ اور اسلامیہ کالج گراؤنڈ لاہور اور قریب قریب سب جگہ محمد علی صاحب اور انکے ہم عقیدہ لوگوں کو دیا گیا ہے بلکہ لاہور میں تو ایک سو روپیہ طلباء کی ٹی پارٹی کے لئے بھی دینا منظور کیا تھا۔

فقط نیاز مند سید میر بسمل از گوجرانوالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۴ دسمبر ۱۹۲۰ مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۹ جلد ۱۸ نمبر ۷ ص ۹)

گاندھی جی اور قادیانی کرشن جی

ڈیرہ غازی خان سے حکیم عبدالرزاق صاحب لکھتے ہیں:

گو ہندوؤں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کرشن مہاراج نہ مانا ہو تو وہ نہ مانیں ہم کو اس سے کیا۔ مرزا صاحب قادیانی کو کرشن مہاراج تو بجائے خود ہم کچھ اور بھی ماننے کو تیار ہیں۔

دو تین دن کا ذکر ہے کہ میرے مکرم برادر منشی عبدالخالق صاحب احمدی مقیم

قادیان مجھے ایک خط میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے سنا ہوگا کہ مسٹر گاندھی کو نبی اور مہدی کا خطاب آپ کے مسلمانوں نے دیا ہے یہ سزا ہے حق کے انکار کی جو ہمیشہ سے انبیاء کے منکرین کو ملا کرتی ہے آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ فقط خاکسار عبدالخالق

بہت خوب لکھتے ہیں اور کیا عمدہ سزا تجویز کی ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کی بھی یہی چال تھی کوئی کچھ کہے یا کسی کا کوئی مر جاوے تو جھٹ آپ فرماتے کہ لو میری فلانی پیش گوئی پوری ہوئی لہذا میں سچا ہوا۔ اسی طرح گھر بیٹھے بٹھائے سب کچھ کہہ دیتے ہمیں اپنے بھائی صاحب کو جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے کہ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ مرزا صاحب قبر مبارک میں زبان حال سے کیا کچھ کہہ رہے ہوں گے کہ دعوی بھی کیا مسیح بھی بنا کرشن بھی بنا اوتار بھی بنا اور پرمیشور بھی مگر عمر نے وفا نہ کی کہ اپنے دعووں کو پورا ہوتے دیکھتا۔

او مرزائیو! ہمارا تو ایمان ہے کہ مسیح ابن مریم ضرور اخیر زمانہ میں آوے گا اور اس کا کیا کام ہوگا؟ ہم اپنے لفظوں میں نہیں کہتے تمہارے پنجابی نبی (مرزا قادیانی) کے الفاظ میں کہتے ہیں سنو اور غور سے سنو اور سوچو کہ کیا وہ اپنا فرض منصبی پورا کر گئے یا ناکام مر گئے؟

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

جو آخری کام آپ (نبی ﷺ) کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اسلئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جاویں زمانہ محمدی کے آخری حصے میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے (یعنی مرزا صاحب کا اپنا زمانہ اور آپ مسیح) (چشمہ معرفت)

ہمارا تو نہ یہ عقیدہ ہے اور نہ ایمان ہے کہ مسٹر گاندھی نبی یا مہدی ہوا اور نہ اسکا کوئی دعوی ہے بلکہ وہ تو صرف ایک قومی لیڈر ہے اور اگر کسی نے لکھ بھی دیا ہو تو اس کے سمجھنے کو دماغ چاہیے۔ وہ ایک شرطیہ کلام ہے جیسے قرآن مجید میں ارشاد ہے

قل ان کان للرّحمن ولد فانا اوّل العابدین

مگر ہاں

تلك الايّام نداولها بين النّاس

بحکم خداوندی ہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں اور ہمارے کہنے کا موقع ہے کہ جو کام آج مسٹر گاندھی کر رہے ہیں اگر اس کا چوتھا حصہ بھی مرزا جی کر جاتے تو ہم سمجھتے کہ ہاں کوئی مرد میدان تھا اور مسلمان تو بے شک اور ہندو ضرور اون کو کرشن مہاراج کہتے

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور مدعی اپنے دعوی کی سچائی سے۔ کیا مرزا صاحب کے زمانہ میں ان کے دعوی کے بموجب تمام قوم ایک بن گئی؟ اور ایک ہی مذہب پر آ گئی۔ ہائے افسوس آج مرزا صاحب کی اپنی چھری انہی کے مریدوں کی ناک کاٹ رہی ہے مگر ناک بھی ہو تو شرم بھی آوے اس وقت ایک نابالغ لڑکا بھی کہہ سکتا ہے کہ مسٹر گاندھی نے جس کام کا بیڑا اٹھایا تھا (جو نہ کسی دعوی خدائی کی بنا پر تھا) اس کو بہت ہی خوبی سے نبھایا۔ بلکہ ہندوستان میں ایک قومی اتحاد کی رو چلا دی جو آج اظہر من الشّمس ہے۔

مرزائیو! آؤ ہم تم کو سمجھا دیں کہ حق کے انکار کی سزا کیا ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تھا عہد مسیحیت میں اپنے ایک قدیمی مدمقابل کے حق میں دعا فرماتے ہیں:

> اے میرے مالک اگر یہ دعوی مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔

بے شک ہم جماعت اہل حدیث بہت ہی خوش ہیں کہ مرزا صاحب اپنی دعا سے مر کر دنیا سے تشریف لے گئے ان کی اپنی دعا تھی کہ ہم (مرزا اور ثناء اللہ) میں جو مفتری اور کذاب ہے سچے کی زندگی میں ہلاک ہو کر مر جاوے اگر مولوی ثناء اللہ صاحب بقول مرزا جی مفسد مفتری اور کذاب ہوتے تو ضرور ہلاک ہو کر مرتے۔ دوستو! یہ ہے حق کے انکار کی سزا جو مرزا صاحب کو نصیب ہوئی خدا کرے ان کے مریدوں کو بھی ایسی شہادت نصیب ہو۔

الراقم: حکیم عبدالرزاق خلف عالی جناب حکیم خیر محمد صاحب مرحوم ڈیرہ غازی خان
(اہل حدیث ۲۴ دسمبر ۱۹۲۰ مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۹ جلد ۱۸ نمبر ۷ ص ۹)

کیا مرزا قادیانی مسلمان تھے

جناب منشی عبدالحی صاحب کو ہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی اپنے حجج اور دلائل کی بابت (درثمین اردو۔ص ۹ پر) فرماتے ہیں

صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

اور اپنی قرآن دانی کی بابت یوں بزلہ سنج ہیں:

اگر میں نہ آیا ہوتا تو اجتہادی غلطی قابل عفو تھی لیکن جب میں خدا کی طرف سے آگیا اور صریح اور سچے معنی قرآن شریف کے کھل گئے تو پھر بھی غلطی کو نہ چھوڑنا ایمان داری کا شیوہ نہیں (رسالہ الوصیت۔ص ۱۳)

مرزا جی! بہت بہتر چشم ما روشن دل ماشاد مگر ایک مسلمان کے واسطے جس کے سر میں گوبر بھرا ہوا نہ ہو بلکہ دماغ ہو امتحان کے بغیر بھی کسی کو مان لینا ایمان داری کا شیوہ نہیں۔ خاص کر جب ہمارے رسول مقبول ﷺ جھوٹے نبیوں کی باتیں سنا کر ہمیں تاکیداً منع فرما گئے ہوں۔ پس نامناسب نہیں کہ ہم آپ کے دلائل اور قرآن دانی کا تھوڑا سا امتحان کرلیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کون سے نبیوں میں سے ہیں انہیں تیس میں سے ایک جن کی خبر حضور ﷺ دے گئے ہیں یا کوئی اور۔

۱۔ مرزا جی آنحضرت ﷺ کی سیر معراج کیا تھی؟

جواب: معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا.. اور اس قسم کے کشفوں میں میں خود صاحب تجربہ ہوں (ازالہ اوہام۔ ص ۳۰)

۲۔ مرزا جی کے لفظ اعلیٰ سے پایا گیا کہ کشف ادنی درجہ کا بھی ہوتا ہے۔ اس کی تعریف کیا ہے؟

جواب: انجیل میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسی کے حواریوں نے کشفی طور پر حضرت موسی اور حضرت یحی کو خواب میں دیکھا تھا (ازالہ اوہام۔ص ۱۹۸)

اچھا تو معلوم ہوا کہ ادنی درجہ کا کشف خواب میں یا خواب ہی ہوتا ہے

۳۔ اچھا مرزا جی! اعلی درجہ کا کشف کیا ہوتا ہے؟

جواب: اعلی درجہ کا کشف بعینہ بیداری ہوتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۱۹۸)

پورے طور پر بیداری ہوتی ہے۔ اسی طرح پر حواریوں نے حضرت عیسی کو جو گلیل میں فوت ہو گئے تھے چالیس روز تک دیکھا تھا (ازالہ اوہام۔ ص ۱۹۷)

مرزا جی اس دلیل سے تو آپ نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ حضرت عیسی (۱) فوت ہو چکے ہیں (۲) گلیل میں فوت ہوئے

۴۔ مرزا جی! کشف کن لوگوں کو ہوتا ہے؟

جواب: اولیاء اللہ کو (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۱۷۸)

۵۔ مرزا جی! حضرت عیسی کے حواری کیسے آدمی تھے؟

جواب: ایک نے تیس روپئے رشوت لے کر اس کو پکڑوا دیا اور ایک نے اس کے سامنے اس کی طرف اشارہ کر کے اس پر لعنت کی اور باقی حواری جو بڑی دوستی کا دم بھرتے تھے بھاگ گئے (فتح اسلام)

اچھا تو معلوم ہوا کہ یہ کشف ان حواریوں کو ان کی ان حرکات کے بعد ہوا۔

۶۔ اچھا مرزا جی! جب یہ ثابت ہو چکا کہ اعلی درجہ کا کشف جو بیداری میں ہوتا ہے ان حواریوں کو چالیس روز تک ہوتا رہا تو اب یہ فرماویں کہ آنحضرت ﷺ کا کشف و سیر معراج ان کے کشف سے اعلی تھا یا ادنی؟

جواب: معراج کے لئے رات اس لئے مقرر کی گئی کہ معراج کشف کی قسم سے تھا اور کشفاور خواب کے لئے رات موزوں ہے اگر بیداری کا معاملہ ہو تو دن موزوں ہوتا (تحفہ گولڑویہ ص ۲۰۹ طبع ۱۹۱۴ء)

مرزا جی! اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی طرح حواریوں کو اعلی درجہ کے کشف ہوئے اور آنحضرت ﷺ کا معراج ادنی درجہ کا ایک کشف یعنی خواب تھا۔ اچھا۔

۷۔ مرزا جی! آپ نے ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ بارہا عالم بیداری میں بعض

مقدس لوگ نظر آئے ہیں۔ تو یہ فرماویں کہ یہ لوگ آپ کو بیداری میں کس جسم میں نظر آئے۔ خواب کی بات ہم آپ سے نہیں پوچھتے۔

جواب: بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گذر چکی ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۱۴۹)

مرزا جی! اس سے ثابت ہوا کہ مردے بیداری میں بھی نظر آویں تو اپنے اصلی جسم میں نظر آتے ہیں چہ جائے کہ رات کو خواب میں۔ بہت بہتر

۸۔ مرزا جی! آپ کے پاس اس بات کی کیا تردید ہے کہ حضرت عیسی اس جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔

جواب: ایک تو یہ جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ وہ گلیل میں فوت ہو گئے اور حواریوں کو نظر آتے رہے وہ اعلی درجہ کا کشف تھا۔ دوم تردید؟ یہ ہے جو میں بارہا اپنی تصانیف میں بڑے زور سے بیان کر چکا ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیوں کے مقدس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسی کو بھی انہیں کے رنگ میں پایا کوئی نرالا جسم نہیں دیکھا (حقیقت الوحی۔ص ۳۷)

آج میں ان اشخاص سے مخاطب نہیں ہوتا جو اس شخص کو رسول یا مجدد و محدث مسیح موعود مہدی معہود اور کل پیغمبروں کا نچوڑ، زندہ شد ہر نبی زآمدنم، مانتے ہیں بلکہ ان حضرات سے پوچھتا ہوں جو اسکو مسلمان سمجھتے ہیں کہ

۱: یہ کیا اسلام ہے کہ غدار حواریوں کو ان کی ایسی حرکات کے بعد اپنا ایک مدعا یعنی وفات مسیح ثابت کرنے کے لئے اعلی درجہ کا کشف بیداری والا چالیس روز تک دکھایا جاتا ہے اور ایک دوسری غرض دشمن کو بہ جت پامال کرنے کے واسطے قرآن شریف کی آیت سبحان الذی اسری بعبدہ کی صریح خلاف ورزی کر کے آنحضرت ﷺ کے معراج کی اس قدر تحقیر کی جاتی ہے کہ پہلے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھنے کا خیال مدنظر رکھ کر اس کو نہایت اعلی درجہ کا کشف قرار دیا جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ ادنی درجہ کا یعنی خواب بیان کیا جاتا ہے

۲۔ یہ کیا ایمان ہے کہ یہ شخص خود تو بیداری کے کشف میں گذشتہ روحوں کو ان کے اصلی جسم میں دیکھتا ہے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں یہ دلیل (صف دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال) پیش کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب سے واپس آ کر (سبحان اللہ) یہ بیان نہیں کیا کہ میں نے حضرت عیسیٰ کو اور جسم میں دیکھا اور حضرت موسیٰ کو اور جسم میں

۳۔ قادیانی مرزا جی کی زبان پر جو کچھ جاری ہوتا تھا اگر وہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے جاری ہوتا تھا تو اس کی کیا وجہ؟ کہ کبھی تو مرزا جی کی زبان پر جاری ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ گلیل میں فوت ہوئے اور کبھی جاری ہوتا ہے کہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ دونوں میں سے ایک بات جھوٹی ہے اس لئے قادیانی مرزا جی جھوٹے اور بقول خود مفتری علی اللہ تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۸ نمبر ۸ ص ۴۔۵)

شہادات بر کذب قادیان

کسی امر کی نسبت قادیانی اخبار اگر جھوٹ لکھیں تو تعجب نہیں ہوتا کیونکہ ان کا مشن ہی یہی ہے کہ دنیا میں جھوٹ کی اشاعت ہو میرے والد مکرم ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ایم بی مرحوم کے انتقال پر قادیانی اخبار الفضل نے ۱۶ ستمبر ۱۹۲۰ء کے پرچے میں لکھا کہ بعد انتقال مرحوم کے منہ سخت بدبو آتی تھی جس کی تردید میں نے ۸۔ اکتوبر کے اہل حدیث میں کر دی اور لکھا تھا کہ مرحوم کو بوقت غسل دیکھنے والے معززین کی شہادات بوقت طلب پیش کرسکتا ہوں مگر قادیانی مدعی نے شہادات طلب نہ کیں اور ۴ نومبر کے پرچہ الفضل میں لکھ مارا کہ ہم شہادات کے منتظر رہے کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی۔ اب جو آپ نے شہادات کے دیکھنے کی خواہش کی ہے تو لیجئے بسم اللہ ذرا انصاف کی عینک لگا کر شہادات سنئے

۱۔ کمترین جنازہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ایم بھی کی تیاری کے وقت موجود تھا کسی طرح کی بدبو ظاہر نہیں ہوئی اور جنازہ کی حالت بہت اچھی تھی جس وقت منہ سب لوگوں کو دکھایا گیا اس وقت ان کے منہ سے مصنوعی دانت اتارے گئے نہ کوئی تعفن وغیرہ منہ

میں تھی ۔ اور سب اشخاص نے جنازہ اٹھایا۔ بلکہ ان کے مکان سے ڈیڑھ میل تک جنازہ لے کر قبرستان پہنچے ۔اور چند ڈاکٹر صاحبان بھی شامل جنازہ تھے۔ کسی طرح کا تعفن نہ تھا۔ اور بڑی عزت سے جنازہ بوقت ۸ بجے صبح معہ سرکاری دوشالہ کے لے جایا گیا اور وہیں نماز جنازہ بھی ہوئی۔ (عبدالصمد اکونٹنٹ محکمہ حفظان صحت پٹیالہ)

۲۔ میں مندرجہ بالا مضمون منجانب بابو عبدالصمد صاحب اکونٹنٹ کی تائید کرتا ہوں میں اور بابو صاحب موصوف ایک ہی وقت میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مکان پر پہنچے اور آخر تک ہمراہ جنازہ رہے۔

۳۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم و مغفور کی مرض الموت میں بندہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا مرحوم کا معالجہ بھی بندہ کے سپرد تھا اس تکلیف دہ مرض میں بندہ نے ان کو نہایت ہی صابر و شاکر پایا ہمیشہ سچے مسلمان کی طرح اللہ تعالی حمد و ثنا میں مصروف رہے اور آدمیوں کی طرح گھبراہٹ اور موت کا خوف اور پسماندگان کا فکر کبھی ان کی طبیعت پر نہیں دیکھا ان کے جسم سے کبھی کسی قسم کی بد بو نہیں آئی ۔ اسہال وغیرہ مطلق نہیں ہوئے ۔ مرنے سے پیشتر لاش کا سڑ جانا یا متعفن ہونا جو بیان کیا جاتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ (ڈاکٹر عبدالرحیم خان راجندر ہسپتال پٹیالہ)

۴۔ جب کہ جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کا انتقال پر ملال ہوا اس وقت میں بعہدہ سب انسپکڑی تھانہ نانگل ضلع نارنول میں مامور تھا اور اس موقعہ پر مقام پٹیالہ میں بسلسلہ کار سرکار آیا ہوا تھا چنانچہ میں بوجہ ہونے تعلقات ہمسایہ ان کی موقعہ مرگ میں شامل ہوا اور مرحوم کے منہ میں جو مصنوعی دانت لگے ہوئے تھے ان کو میں نے اپنے ہاتھ سے نکالا مرحوم کی لاش سے کسی قسم کی بد بو وغیرہ نہیں آتی تھی کہ ان کا غسل میت و کفن دفن وغیرہ میرے روبرو ہوا غرض کہ نعش مرحوم میں کوئی بات غیر معمولی نہیں دیکھی گئی۔ بندہ عبدالقادر سب انسپکٹر پولیس پٹیالہ

۵۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم کی نسبت کسی شریر آدمی نے یہ الزام لگایا کہ ان کی نعش سے عفونت آنے لگی تھی ، اسکا یہ کہنا سراسر غلط ہے احقر ان کی تجہیز و تکفین کے وقت موجود تھا بلکہ ان کی نعش جب بالاخانہ سے نیچے اتاری گئی اسوقت بھی میں شامل تھا کوئی کسی قسم کی عفونت وغیرہ نعش میں سے نہ آئی تھی جس شخص نے ان کی نسبت دروغ گوئی

کی ہے غالباً یہ مرزائیوں کی اشتالک سے ہوگی میں تصدیق کرتا ہوں کہ تجہیز و تکفین کے وقت کسی قسم کی عفونت وغیرہ ہرگز ہرگز نعش میں نہ تھے۔

(العبد میر ہاشم علی سررشتہ دار دفتر انسپکٹری نسواں سرشتہ تعلیم پٹیالہ)

۶۔ بروز انتقال جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب میں موصوف کے مکان پر موجود تھا اور ڈاکٹر صاحب کی تجہیز و تکفین میں بھی شریک تھا اور بوقت غسل بھی۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ کسی قسم کا تعفن و بدبوا جنازہ کے قریب سے بھی کبھی نہیں آئی تھی اور شکل و صورت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تھا اور دوران بیماری میں نہایت صبر اور استقلال سے مرض کا مقابلہ کیا۔ (عبدالحمید خان ہیڈ مامور دفتر انسپکٹر جرنل پولیس پٹیالہ)

۷۔ چونکہ میں جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم و مغفور کا ہیڈ کلرک رہا ہوں مجھے عموماً ہر روز صاحب ممدوح کی خدمت میں اپنے مفوضہ کام سرکار کی انجام دہی کے لئے جانا پڑتا تھا اس وجہ سے بھی جناب مدوح کی حالت کا روزانہ از الف تا ی تجربہ ہے میں یہ تمام اپنے ہمیشہ کے تجربوں کو بڑے زور کے ساتھ یہ امر لکھ دینے کو تیار ہوں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے جسم سے نہ بحالت بیماری نہ بوقت مرگ کسی قسم کی بدبو آئی اور نہ کسی قسم کی نفرت معلوم ہوئی اتنی بڑی سخت بیماری میں جس سنجیدگی اور جس صبر سے انہوں نے اپنے ایام بیماری گذارے ہیں میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی نہایت ہی پاکیزہ اور فرشتہ خصلت انسان گذار سکتا ہے۔ کوئی گھبراہٹ یا موت کا ڈر نہیں بلکہ ایشر پر ماتما پر ہمیشہ شاکر رہے میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ وہ جامہ انسانی میں ایک فرشتہ شخص تھے جو کچھ اخبار میں جناب کی شان میں تحریر ہوا ہے وہ کسی قدیمی کینہ پروری کا اشتباہ پیدا کرتا ہے ورنہ اس اخبار کی بے ہودہ گوئی میں صداقت کچھ نہیں ہے۔

(بابو رام ہیڈ کلرک سینٹری ڈیپارٹمنٹ پٹیالہ)

۸۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی میت کو مدفن تک لے گئے مرحوم و مغفور میں کسی قسم کی ایسی حالت نہیں پائی گئی جو تنفر پیدا کرے بلکہ یہ بڑا دلچسپ نظارہ تھا کہ جو لوگ راہ میں مرحوم کی مرگ سے واقف ہوئے نہایت عزت اور محبت سے کاندھے دیتے تھے قادیانی اصحاب کو اپنے (سراسر واقعات کے خلاف) الفاظ کو واپس لینا انسانیت کا ایک اعلیٰ فرض ادا کرنا ہوگا۔ (میر تجمل حسین مسرور اکونٹنٹ پٹیالہ)

۹۔ میں نے ایام بیماری میں بھی جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم کی حالت دیکھی اور بعد فوت ہو جانے کے بھی موقعہ پر جا کر اپنے ہاتھوں سے مرحوم کو غسل دلایا کوئی کسی قسم کا تعفن نہیں پایا گیا (امام الدین پرنٹر و خوش نویس محکمہ حفظان صحت پٹیالہ)

۱۰۔ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے جنازے کے ساتھ دفن ہونے تک رہے ہم نے کوئی بدبو یا تعفن میت کے اندر نہیں دیکھا۔ یہ ڈاکٹر صاحب پر ایک جھوٹا بہتان ہے۔

(غلام محی الدین ویکسی نیٹر ریاست پٹیالہ)

۱۱۔ ہم تمام لوگ مندرجہ بالا شہادت کی تصدیق کرتے ہیں۔

(کرم بخش و غلام محمد م قطب الدین

محمد ابراہیم خان و فیض محمد ویکسی نیٹران ریاست پٹیالہ)

۱۲۔ میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم و مغفور کی تجہیز و تکفین کے وقت سے لے کر دفن ہونے تک میت کے ساتھ رہا۔ میں نے میت کے اندر نہ کوئی بدبو پائی، نہ کسی قسم کا تعفن تھا۔ بلکہ جب ڈاکٹر صاحب کا منہ دیکھا گیا اس وقت چہرہ سے ایسا نور برس رہا تھا گویا خدا کی رحمت تھی۔ (محمد شفیع ویکسی نیٹر پٹیالہ)

مرسلہ: محمد مبارک خلف ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مرحوم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۸ نمبر ۸ ص ۵۔۷)

مفتری کون ہے؟

اس سوال کا صاف جواب یہ ہے کہ جو شخص کسی کی طرف وہ بات نسبت کرے جو اس نے نہ کہی ہو نہ کی ہو وہ مفتری ہے اس تعریف کے مطابق آج ہم بتانا چاہتے ہیں کہ مفتری کون ہے ہم یا قادیانی؟

شریعت اسلام میں کسی پر افترا کرنا جھوٹ اور غیبت ہے جو بڑا جرم ہے قرآن مجید میں افتراء کی نسبت فرمایا:

و الّذین یؤ ذو ن المؤ منین و المؤمنا ت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً و اثماً مبیناً (پ ۲۲۔ع۳)

(جو لوگ کسی پر افترا کرتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اٹھاتے ہیں)

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷۔ دسمبر ۱۹۲۰ء میں سید احمد قنوجی کا ایک خط درج ہوا ہے جس میں راقم لکھتے ہیں کہ مرزا احمد جان ... نے مجھے بتایا کہ ان کو میاں محمود احمد قادیانی نے کہا تھا کہ تم کسی معجون کے ذریعہ سے مولوی ثناء اللہ کا کام تمام کرو۔

اس مضمون کو ہم نے قابل تحقیق لکھا تھا قابل تصدیق نہیں۔ اس لئے خلیفہ قادیان سے بطور سوال اور استفسار لکھا تھا کہ میاں محمود جواب دیں کہ کیا یہ سچ ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے اسکو تصدیق کر کے جواب مانگا تھا۔ باوجود اس کے الفضل قادیان کے اڈیٹر کو اتنا رنج ہوا کہ مرزا صاحب آنجہانی کو آسمانی منکوحہ کی جدائی پر بھی نہیں ہوا ہوگا ۔اڈیٹر مذکور نے اس رنج میں اخبار کے قریباً تین صفحے لکھ کر حق نمک خوب ادا کیا ہے آپ کی ساری تحریر کا خلاصہ دو حصے ہیں۔

ایک یہ کہ احمد جان کو ہم جانتے ہی نہیں کب آیا تھا۔ اگر وہ واقعی احمدی ہے تو بتاوے اس نے کس تاریخ بیعت کی اور چندہ ماہوار کیا دیا۔ غرض احمدیت کا ثبوت پہلے دے پھر دیکھا جائے گا۔

اس حصے کا جواب دینا تو صاحب حال کا کام ہے خاکسار کی نسبت جو پھول جھڑی چھوڑی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اڈیٹر اہل حدیث بڑا مفتری بڑا کذاب بڑا بے حیا وغیرہ ہے جس نے ہمارے خلیفہ پر افترا کیا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میں حیا و شرم کا ایک ذرہ بھی موجود ہے اگر وہ فی الواقعہ انسانیت کے دائرہ سے نکل کر حیوانوں بلکہ بے حیا حیوانوں میں شامل نہیں ہو گئے اگر وہ رسول کریم کی پیش گوئی کے مطابق اشرّ الناس میں داخل نہیں ہو گئے تو وہ اس تحریر کو جو انہوں نے شائع کی ہے سچا ثابت کر کے دکھاویں۔ (الفضل قادیان ۲۳ دسمبر ۱۹۲۰ء)

ہمارے ناظرین کو اس قسم کی تیز کلامی سے رنج ہوا ہوگا ہم ان کی تسلی کے

لئے قادیان کے بڑے حضرت کی تحریر کا نمونہ دکھاتے ہیں تاکہ ہماری طرح آپ بھی ان مرزائی لوگوں کو ایسی بدزبانی میں معذور سمجھیں۔ بڑے حضرت لکھتے ہیں:

مولوی محمد حسین مولوی احمد اللہ ثناء اللہ امرتسری قسم کھائیں کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی تو خدا ان کو ذلیل کرے گا روسیاہ کرے گا... کیا یہ لوگ قسم کھائیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں

(ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۲۵)

یہ تو ہے نمونہ مرزائی اخلاق کا۔ اب ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ جھوٹ کس کو کہتے ہیں اور جھوٹ کس نے بولا اور افتراء کس نے کیا۔

خلاف واقعہ کوئی خبر بتانے کا نام جھوٹ ہے عالمانہ اصطلاح میں یوں سمجھو کہ صدق یا کذب اس کلام کی صفت ہوتے ہیں جو بصورت جملہ خبریہ ہو۔ استفہام وغیرہ کو جھوٹ یا افتراء کہنا انہی لوگوں کا کام ہے جو سچے اور جھوٹے نبی میں تمیز نہ کر سکیں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہم نے وہ مراسلہ بطور خبر کے درج کیا یا بطور سوال اور استفہام کے؟ اسکا جواب دینے کے لئے ہمارے الفاظ کافی ہیں جو یہ ہیں:

ہمیں ایک مراسلت پہنچی ہے جو بغرض استفسار درج ذیل ہے۔

اس کلام میں استفسار کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ ہم نے اس مراسلت کو نہ تصدیق کر کے لکھا نہ صحیح جان کر بلکہ میاں محمود سے استفہام کیا کہ اس قصے کی اصلیت کیا ہے؟ باوجود اسکے اڈیٹر الفضل نے ہماری نسبت یہ لکھا ہے:

مولوی ثناء اللہ کو کیا ہو گیا تھا کہ انہوں نے اس مضمون کو صحیح سمجھ کر شائع کر دیا۔

یا تو اڈیٹر مذکور ہمارے کسی لفظ سے دکھاوے کہ ہم نے اس کو صحیح جان کر لکھا ہے یا اقرار کرے کہ میں نے یہ افتراء باتباع سنت مرزا کیا ہے کیونکہ میں پکا مرزائی

ہوں اور مرزا صاحب اپنے مخالفوں پر افتراء کیا کرتے تھے (اعجاز احمدی وغیرہ ملاحظہ ہو) اس لئے پکا مرزائی وہی ہے جو جھوٹ بولے اور مخالفوں پر افتراء کرے حافظ شیرزای ایسوں ہی کے حق میں کہہ گئے ہیں

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہء خمار دارد پیر ما

نوٹ: سید احمد صاحب قنوجی توجہ کر کے مرزا احمد جان سے ان کی سابقہ مرزائیت کا ثبوت دلا دیں ورنہ ان کی روایت بے ثبوت رہے گی۔

(اہلحدیث جلد ۱۸ نمبر ۹ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۲۱ء ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ ص ۱-۲)

قادیانی کذب بیانی

جھوٹ بولنا دنیا میں بدترین فعل ہے مگر ہمارے احمدی دوست اس سے مطلق پرہیز نہیں کرتے۔ یہاں تک اس میں ان کی ترقی ہو چکی ہے کہ ہمیں کوئی گلہ ہی نہیں یہ جھوٹ منشی عبداللہ پٹواری کی ایجاد ہے جسکی تفصیل یہ ہے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ میں نے قضا وقدر کی ایک مسل مرتب کر کے خدا کے سامنے بغرض دستخط کرانے کے پیش کی تو خدا نے قلم دوات میں بھگو کر جھٹکا دیا جس سے سرخ چھینٹے میرے کپڑوں پر پڑے ان چھنٹوں کا گواہ منشی عبداللہ پٹواری ہے۔

اخبار اہل حدیث امرتسر ۷ جولائی، ۶، اکتوبر اور ۱۷ نومبر ۱۹۱۶ء میں اس پر مختلف نوٹ لکھے گئے یہاں تک کہ چمک کر منشی عبداللہ مع اپنے ہم مذہبوں کے ہماری مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں آپ کے کہنے پر قسم کھانے کو تیار ہوں۔

ہم نے کہا اس مضمون کی قسم کھایئے کہ میں نے مرزا صاحب کو قضا وقدر کی مسل لکھتے ہوئے اور خدا کے سامنے کرتے اور خدا کو اس پر دستخط کرتے دیکھا ہے (اہل

حدیث امرتسر ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء)

یہ سن کر بولا کہ یہ تو میرا مضمون نہ ہوگا بلکہ اس مضمون کا حلف ہوگا کہ جس وقت مرزا صاحب پر قطرے گرے تھے میں اس وقت مرزا صاحب کے پاس تھا۔ میں نے کہا قطروں کا گرنا تو محسوس ہے اس پر شہادت کی کیا حاجت، نہ اس کا انکار نہ بحث ۔ بحث تو یہ ہے کہ وہ قطرے خدا کے قلم سے تھے ۔ سو اگر آپ اس دعوی پر قسم کھا سکتے ہیں تو کھایئے ۔ بولا ہم تو اس پر قسم کھائیں گے کہ قطرے ہم نے دیکھے ۔ خیر اسی نفی اثبات میں رہے اور مقررہ حلف اٹھائے بغیر چلے گئے ۔ اب آپ نے قادیان کے اخبار الفضل ۲۳ دسمبر (۱۹۲۰ء) میں لکھا ہے کہ میں اب مرنے کے قریب ہوں مجھ کو کیا غرض ہے کہ میں ایسے حال میں جھوٹ بولوں اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ،

میں نے سرخ قطرے مرزا صاحب کے بدن پر گرے ہوئے دیکھے اور میں ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ کے سامنے قسم کھا آیا ہوں،۔

اس کا جواب بس یہی ہے کہ نہ تو پہلے تم نے قسم کھائی ہے اور نہ اب کھا سکتے ہو۔ یہ سب تمہارا معمولی جھوٹ ہے ۔ ہمت ہے تو سامنے آؤ اور اس مضمون پر قسم کھاؤ کہ خدا نے میرے سامنے قلم کو پکڑا اور میرے سامنے دستخط کیئے ۔،

اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۸ نمبر ۹ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۲۱ء ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ ص ۲)

باپ کا بیٹا مخالف

یہ تو ہوتا ہے کہ باپ صالح ہے اور بیٹا طالح ۔ باپ نبی ہے تو بیٹا غیر نبی بلکہ کافر۔ باپ محمدی ہے تو بیٹا احمدی، مگر یہ نہ سنا ہوگا کہ باپ کی نسبت بیٹے کا دعوی ہو کہ وہ نبی واجب الاتباع ہے اور میں اس کا خلیفہ ہوں ۔ مگر فتوی اس کے برخلاف دے

ایں چہ بوالعجبی است

قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۰ء میں سوال جواب درج ہیں جو قابل دید ہیں: اڈیٹر لکھتا ہے:

زمین داری پیشہ کیسا ہے؟ ایک دوست نے حضور (خلیفہ قادیان) کی خدمت میں لکھا کہ قبلہ نور الدین ایک حدیث بیان فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کے گھر میں آلات کشا درزی رکھے دیکھے تو فرمایا کہ اس گھر سے دین اور برکت اٹھ جائے گی۔ احیاء العلوم میں ایک حدیث مذکور ہے کہ اهل الکور اهل الکور یعنی دیہات والے قیدیوں کی مانند ہیں دنیا میں بھی زراعت پیشہ لوگوں کی حالت سے ایسی احادیث کا..ثبوت بخوبی ہویدا ہے مذکورہ بالا احادیث اور دنیا کے عملی تجربہ کو دیکھ کر زمین داری سے سخت متنفر ہے اور خواہش کرتا ہوں کہ زمین داری کو چھوڑ کر شہر کے قریب یا شہر کے اندر کوئی اور جائداد پیدا کی جاوے یا کسی اور کاروبار پر لگائی جاوے اس کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے۔ اسکے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ:

ہمیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تمام صحابہ زمین دار تھے مہدی کے متعلق حدیثوں میں ہے کہ حارث حراث ہوگا۔ وہ حدیث جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو زراعت کے کام میں مشغول کر دیتا ہے اور دین کی طرف توجہ نہیں کرتا وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب آنجہانی نے ایک اشتہار میں لکھا تھا کہ مولوی محمد حسینؒ صاحب بٹالوی ذلیل وخوار ہوں گے۔ مولوی صاحب کو جب علاقہ لائل پور میں سرکار نے چار مربع اراضی عنایت کی تو اس پر لکھا گیا کہ کہ مرزا جی! مولوی صاحب تو بجائے ذلیل کے عزیز ہو گئے تو مرزا صاحب نے ایک اشتہار مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کے ذریعہ سے

اسکا جواب دیا کہ:

مولوی محمد حسین کی یہ ذلت ہے کہ وہ زمیندار ہو گیا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوں وہ ذلیل ہوتا ہے۔

حالانکہ نہ مولوی صاحب موصوف کے گھر میں کھیتی کے آلات گئے نہ انہوں نے خود کھیتی کی نہ ہل چلائے۔ بلکہ بحیثیت ایک زمین دار مالک اراضی کے معاوضہ لیتے رہے۔ باوجود اس کے قادیانی متنبّی نے اسکو مولوی صاحب کی ذلت قرار دیا ہے۔ ماشاء اللہ چشم بددور! آج بیٹا اس فتوے کو منسوخ کرتا ہے کہ نہیں نہیں صحابہ زمین دار تھے، لہذا زمین داروں کو ذلیل کہنے والا جھوٹا ہے۔

آج مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم زندہ ہوتے تو خوش ہوتے کہ میرا بدلہ مرزا غلام احمد قادیانی سے مرزا کے بیٹے نے دو طرح سے لیا۔

ایک تو فتوی ہذا کو منسوخ بلکہ غلط قرار دیا،

دوم قادیان کا زمین دارہ خرید کر پہلے سے بڑا زمین دار بن گیا۔

گویا وہ ذلت جو بقول مرزا، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے حصے میں آئی تھی آج قادیان کے بیت النبوۃ اور دار الخلافت میں داخل ہو گئی۔ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کے مزار سے یہ صدا آتی ہوگی:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

قادیانی ممبرو! مانو گے یا نہیں کہ قادیانی متنبّی کے اقوال اور احوال پر ہم کو تم سے اور تمہارے خلیفہ سے زیادہ اطلاع ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۲)

مباحثہ مرزائیاں

(از باشندگان ماڑی بھنڈراں ضلع گوجرانوالہ)

مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

براہ نوازش مضمون ذیل اخبار میں درج فرمادیں۔

ہمارے گاؤں موضع ماڑی بھنڈراں میں ایک شادی تھی جس میں ہم نے مولوی غلام یسین سکنہ ونڈالہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب سکنہ منگوکے، واسطے دعا کے بلائے تھے۔ اور ہمارے گاؤں میں ایک چودہری کرم الٰہی پٹواری مرزائی ہیں، انہوں نے بھی چند مولوی صاحبان پارٹی قادیانی کو بلایا ہوا تھا۔ مولوی صاحب کے نام یہ ہیں: بابو عطاء اللہ متعلم بی اے لاہور۔ مولوی محمد حسین، مولوی محمد الدین۔

عطاء اللہ صاحب نے تقریر کے لئے درخواست کی جو اسلام کی صداقت پر ہوگی۔ ہم توشش وپنج میں تھے مگر مولوی غلام یسین نے ان کو اجازت دے دی۔

بابو عطاء اللہ نے کھڑے ہوتے ہی صداقت اسلام کو تو درکنار چھوڑا اور نبوت مرزا کا ذکر شروع کر دیا اور بڑے زور سے مرزا صاحب کی نبوت پر آیت همّوا بما لم ینالوا (پ۱۰ ع۱۰) پڑھ کر نتیجہ نکالا کہ اگر ترک مسیح قادیانی پر ایمان لاتے تو ان کی سلطنت قائم رہتی اور فتح یاب ہوتے۔ ان کی شکست اس بات پر دال ہے کہ وہ مومن نہیں کیونکہ مومن جس کام کو پکڑتا ہے اس میں کامیاب رہتا ہے۔ گویا کامیابی مسلمانی کا معیار ہے (بقول مرزا انگریز تو ضرور مسلمان ہیں۔ مبارک۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

اس پر مولوی غلام یسین صاحب نے اہل سنت کی طرف سے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ آیت همّوا بمالم ینالوا سے مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت دینا گویا چاولوں کی سفیدی سے زمین کی گولائی کا ثبوت دینا ہے۔ اس آیت میں کون سا لفظ ہے جس میں نبوت کا ذکر تک ہے اسکا ماقبل و مابعد ملا کر پڑھو۔ آیت مذکورہ تو کفار اور

منافقوں کے حق میں ہے۔ کہاں نبوت اور کہاں منافق اور کہاں کفار کے ساتھ جہاد کا ذکر۔ آیت مذکورہ سے نبوت نکالنا کیسی پرلے درجے کی حماقت ہے۔ یہ ایسی مثال ہے کہ ایک اندھا فقیر حقہ نوشی میں کسی کو اپنے ساتھ شریک نہ ہونے دیتا جب کوئی اس کے ساتھ حقہ نوشی کا ارادہ کرتا تو وہ جھٹ آیت ان اللہ سمیع علیم پڑھ دیتا جہال سمجھ بیٹھتے کہ شائد خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ حقہ نوشی سے ان کو منع کیا ہے واہ سبحان اللہ قرآن کی تعلیم ہو تو ایسی ہو۔

آپ نے جو مسلمانی کا معیار کامیابی مقرر فرمائی ہے اور ترکوں کو خارج از دائرہ اسلام کیا ہے آپ کے اس اصول کے مطابق تو خود جناب مرزا دائرہ اسلام سے خارج ہیں، چنانچہ محمدی بیگم کا نکاح عرش پر خدا نے پڑھایا اور خدا کی وحی نے لوگوں کو اشتہاروں میں ڈرایا مگر مرزا صاحب کامیاب نہ ہوئے۔ ایسے اعتراض بے شمار ہیں مگر میں آپ سے مہذبانہ طور سے پوچھتا ہوں مسیح قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں صلیب توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں میں آسمان سے اترا ہوں (فتح اسلام۔ص ۱۷)

> نیز: میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔

مولوی صاحب! آپ ایمان اور انصاف سے فرمائیں کہ مرزا صاحب اپنے کون سے دعویٰ میں کامیاب ہوئے ہیں۔ کہاں صلیب توڑی اور کس جگہ خنزیروں کو قتل کیا؟ ذرا سوچ کر جواب فرماویں۔

مرزائی: لاجواب اور خاموش رہ کر بولا کہ مرزا صاحب کے آسمانی نکاح پر آپ بڑے دوڑے آتے ہیں آسمان پر تو محمد ﷺ کا بھی نکاح ہوا۔ تین عورتوں سے ان میں سے

ایک بھی آپ کو نہ ملی۔

مولوی غلام یسین : کس ایسی عورت کا نکاح محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرش پر باندھا گیا۔ جسکے والدین نے پیغمبر کے عرشی نکاح کے بعد کسی اور جگہ نکاح کر دیا ہو؟ اور رسول اللہ اسکے بارے میں عمر بھر الہام ترہیب شائع کرتا رہا ہو۔ اور ام المومنین بھی خدا سے التجا کرتی رہی ہوں کہ رسول کی اہلیہ ضرور آوے، مگر وہ منکوحہ عرشی اور جگہ رسول کی زندگی میں دوسرے خاوند کے بچے جنتی رہی ہو۔

اس پر بی اے صاحب تو بالکل لاجواب اور سکوت اختیار کر گئے مگر چوہدری کرم الٰہی صاحب پٹواری کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اس رفتار کو جانے دو اور از سر نو مسئلہ نبوت پر آیات قرآنی سے بحث ہو۔

مولوی غلام یسین : پٹواری صاحب ! آپ کی یہ درخواست بھی ہم کو منظور ہے مگر ہمارے پیش کردہ اعتراضات کا اگر بی اے جواب نہیں دے سکتے تو مولوی محمد حسین و محمد الدین یا آپ ہی دیں۔

پٹواری : اسکو جانے دیں آپ ختم نبوت کی آیات سنائیں

مولوی غلام یسین : ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

قل یا ایھاالناس انّی رسول اللہ الیکم جمیعا

آیت نمبرا میں جملہ خاتم النبیین کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا

بابو عطاء اللہ مرزائی : آیت نمبرا میں لفظ خاتم اسم آلہ ہے نہ اسم فاعل۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوی بھی نبوت ظلی غیر تشریعی کا ہے یعنی آپ کا دعوی ہے کہ میں بوجہ اتم اتباع محمد ﷺ کے نبی ہوں۔ چنانچہ اس پر قرآنی آیات ناطق ہیں:

۱۔ و من یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین ..الخ

۲۔ اهد نا الصرا ط المستقیم ۔ صرا ط الذین انعمت علیهم

لفظ مع الذین سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ متبع رسول ہوسکتا ہے کیونکہ نبیوں کی جماعت میں شمار کیا جاتا ہے۔ آیت نمبر۲ سے ظاہر ہے کہ نبوت جاری ہے ختم نہیں ہوئی کیونکہ منعم علیهم نبی ہیں۔ اگر خداوند کریم نے ہم کو نعمتیں نبوت کی عطا نہ فرمانی تھیں تو یہ دعا کسواسطے سکھائی۔

مولوی غلام یسین: حاضرین! یہ ہیں مرزائیوں کے دلائل نبوت کہ مع کے لفظ سے نبوت نکالتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محمد رسول الله و الذین معه اشداء علی الکفار

کیا یہ لوگ صحابہ کرام جن کا ذکر اس آیت میں مع کے ساتھ ہے یہ سب لوگ نبی تھے؟ اگر نبی نہ تھے تو مع نے ان کو کیوں فائدہ نہ دیا؟ حالانکہ یہ لوگ یقیناً معالرسول تھے۔ پھر ان پر کیوں اثر نہ ہوا اور نبوت نہ ملی۔ ملی تو مرزا کو آکر ملی، جو اصل معنی میں مع بھی نہیں ہے

اس مباحثہ سے ہم لوگ مرزا صاحب کی نبوت کا حال جان گئے۔

فتح محمد، محمد علی، اکبر امام مار کرم الٰہی نمبر دار موضع مذکور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء ص۳۔۴)

سنت مرزائیہ

گولیکی سے ایک مرزائی صاحب ۲۴ دسمبر کے اہل حدیث میں تردید لکھتے ہیں کہ سکرٹری احمدیہ انجمن کی طرف سے پہلے ہی فساد کا اندیشہ تھا۔، یہ غلط ہے۔ اس مرزائی دوست نے بقول اڈیٹر صاحب اہل حدیث واقعی سنت مرزائیہ کو پورا کر دیا ہے، اور ایک سچ کی تردید کی ہے۔ میرے پاس گولیکی کے ایک معتبر شخص کا خط موجود ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ، سکرٹری کا لڑکا کہتا ہے کہ اگر سید میر بسمل دریائے چناب

کے اس طرف آیا تو اسے سخت بے عزت کیا جائے گا کیونکہ اس نے مولوی صاحب اور مرزائیوں کے خلاف مضمون لکھے ہیں،۔

ناظرین انصاف فرماویں کہ افتراء کس نے کیا ہے؟ میں نے یا اس تردید کرنے والے مرزائی نے ۔ ایک امر اور بھی قابل ذکر ہے کہ جس شخص نے میرے ساتھ گفتگو اور بدزبانی کی تھی اس نے مجھے یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے اس جھگڑے اور بدزبانی کا ذکر اخباروں میں شائع کرایا تو تم پر عدالتی کاروائی کی جائے گی ۔لیکن شاید یہ سنت مرزائیہ سے باہر ہے اس لئے وجود پذیر نہیں ہوا فقط ۔

نیاز مند: سید میر بسمل از لاہور محلّہ ولی اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۴)

ایک عجیب افتراء

الفضل اور پیغام جواب دیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین کو اس بات کا بتلانا ضروری نہیں کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ جو شخص خدا پر رسول پر اصحاب پر آئمہ اسلام پر اور اولیاء کرام پر افتراء کرے بلکہ اس کے مذہب کی بنیاد ہی یہی ہو تو کسی اور کو اس کی کیا شکایت ۔مگر خیر میں بات آ ہی جاتی ہے تا کہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ یہ حضرت کس قماش کے بزرگ تھے آج ہم ایک عجیب افتراء مرزا صاحب قادیانی کا دکھاتے ہیں ۔ جو ایک پرانی مثل : دروغ گوئم بر روئے تو، کا مصداق ہے۔ خیریت سے آپ ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم میں لکھتے ہیں:

غرض موته کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے نہ صرف حضرت عیسیٰ کی طرف اسی وجہ سے اس آیت کی دوسری قرأت میں موتھم واقع ہے اگر حضرت عیسیٰ کی طرف یہ ضمیر پھرتی تو دوسری قرأت میں موتھم کیوں ہوتا

، دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی رصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ کے نزدے یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا اور میں کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ نے ایسے معنی کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور درایت سے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہ ان کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ۔ ص ۲۳۴)

اڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: تفسیر ثنائی (مصنفہ ثناءاللہ) کی کون سی جلد اور کس صفحہ پر یہ مضمون ہے مہربانی کر کے اصل عبارت نقل کریں اور حوالہ صحیح دیں۔

ایک سابق افتراء:

چونکہ افتراء کرنا خصوصاً خاکسار ثناء اللہ اور تفسیر ثنائی پر بہتان لگانا تو مرزا صاحب آنجہانی کا مقصود اول تھا اس لئے اس سنت مرزا پر عمل کرنے کو ایک دفعہ ہمارے سہ صدی دوست (میر صاحب) قاسم علی نے بھی ایک مضمون لکھا تھا کہ تفسیر ثنائی سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی فوت ہو گئے بھولے بھالے دین فروش میرٹھی وغیرہ مرزائیوں نے اوس مضمون کو اشتہار کی صورت میں شائع کیا لیکن جب جلسہ میرٹھ بلکہ کلکتہ میں بھی کہا گیا کہ تفسیر ثنائی میں یہ دکھا دو تو بغلیں جھانکنے لگے ..

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ۔ص ۳-۴)

مرزا جی کی عربی

مولوی محمد رفیق مصطفیٰ آبادی (رامپوری) لکھتے ہیں:

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری شیر پنجاب نے رسالہ عقاید مرزا میں ایک

مرزائی الہام لکھا ہے

ا لار ض و السّماء معك كما هو معی ۔

یعنی خدا کہتا ہے: آسمان اور زمین (اے مرزا) تیرے ساتھ ہیں جیسا وہ میرے ساتھ ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری موصوف نے اس پر نوٹ لکھا ہے کہ یہ جو عربی دانوں کی توجہ چاہتا ہے۔

واقعی یہ الہام عربی کے سراسر خلاف ہے کیونکہ ھو ضمیر مفرد مذکر ہے نہ اسماء کی طرف پھر سکتی ہے نہ الا رض کی طرف کیونکہ یہ دونوں مونث سماعی ہیں، اور دونوں کی طرف تو کیا ہی پھرے گی۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب بزعم خود نہ صرف مسائل شرعیہ میں مجدد تھے بلکہ بقواعد زبان بھی ایجاد کرتے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء مطابق ۔۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ ص ۴)

اسرار نبوت مرزا۔ا

جناب نواب الدین لیڈر ایکسپرٹ من مقام سائن بمبئی لکھتے ہیں:

خیر القرون سے لے کر آج تک تمام اہل اسلام میں یہ عقیدہ مسلم اور متوارث چلا آیا ہے کہ منصب نبوت وہبی اور عطیہ الٰہی ہے اور جناب ختم المرسلین ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن اس کے علی الرغم آج قادیانی جماعت اس نعمت کو اکتسابی ٹھہرا کر مرزا غلام احمد صاحب کو مثل دیگر انبیاء عظام کامل نبی مانتی ہے۔ غنیمت ہے کہ مرزائی نبوت کو تا حال آنحضرت ﷺ کے کامل اتباع کا صدقہ قرار دیا جاتا ہے تاہم بحالات حاضر اندیشہ ہے کہ اتباع رسول کا باریک سا تسمہ بھی بہت جلد توڑ کر رکھ دیا جائے گا یوں تو علمائے اسلام حتیٰ کہ مرزا صاحب کے ذی شعور مبائعین اس مسئلہ پر فاضلانہ تقریظات کر کے مرزا صاحب کی نبوت کو سودائے محال ثابت کر چکے ہیں (مگر مرزا صاحب کی تعلیم کے برخلاف۔ حق یہ ہے کہ مرزا کو اوسکے دعاوی میں سچا مان

کر نبوت سے انکار کرنا آدھا تیتر آدھا بٹیر بنا تا ہے۔ اہل حدیث) پھر بھی یہ مرحلہ ابھی اچھوتا ہے کہ نبوت کو اکتسابی اور مرزا صاحب کو امکانی نبی فرض کر کے مستدعویہ کمال کی پیمائش کی جائے جو انہوں نے بقول خلیفہ ثانی آنحضرت ﷺ کے اتباع میں دکھلایا ہے پس اسی غرض سے مجھے آج داخل حسنات ہونے کی تمنا ہے۔ و باللہ التوفیق ۔

واقعات حسب ذیل ہیں :

معاملت : مرزا صاحب کی روحانی زندگی کا دور غالباً اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ وہ براہین احمدیہ کا اشتہار دے کر پبلک پلیٹ فارم پر رونق افروز ہوئے ہیں لہذا اقتضائے انصاف یہی ہے کہ اتباع رسول میں ان کے کمال کا جائزہ وہیں سے لیا جائے ۔ اشتہار مذکور فی الجملہ آب و تاب سے نکلا کہ شائع ہوتے ہی ہن برسنے لگے اور منی آرڈروں کا ورود معجزانہ رنگ میں براہین احمدیہ کے صفحات پر جلوہ گر ہو کر صداقت اسلام کی دلیل ٹھہرا۔ کتاب جس قدر بھی لکھی گئی وہ مرزا صاحب کی حسن رقم کا محضر ہے مگر معاملت کا صیغہ اس قدر مجہول ہے کہ اتباع رسول کی بسم اللہ ہی غلط ہوئی جاتی ہے ۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ قبل از بعثت جب حضرت خدیجۃ الکبری کا مال تجارت لے کر سفر کو تشریف لے گئے تو منڈی میں ہر چیز کے متعلق خریداروں سے آپ نے وہی کچھ فرمایا جو اصل حقیقت تھی حالانکہ اس وقت صداقت اور دیانت کی عرب میں کساد بازاری تھی ۔

اب ادھر دیکھئے مضمون کتاب در بطن ہے اور مرزا صاحب اشتہار میں کس طمطراق سے لکھتے ہیں :

> خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقیت قرآن ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے .... پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا (بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جن کے سبب

سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہوگی)۔

اپنی طرف سے شرح کئے بغیر ہم قادیانی بزرگوں کی خدمت میں درج ذیل امور بطور تنقیح طلب پیش کئے جاتے ہیں

کیا قبل التکمیل کتاب مرزا صاحب کے الفاظ بین خطوط وحدانی قرین صداقت ہیں؟

کیا موہوم اور مفقود شئے کی بیع میں مرزا صاحب حق بجانب تھے؟

کیا ڈیڑھ سو جزو کی پوری براہین حسب معاہدہ خریداروں کو پہنچی۔

اگر ان کا جواب نفی میں ہو جو یقیناً ہوگا تو فرمایئے مرزا صاحب اتباع رسول کی ذیل میں آتے ہیں؟ یا انحراف کی قولوا قولاً سدیداً۔

ازدواج: حضور ﷺ پچیس سالہ نوجوان تھے کہ حضرت خدیجہ نے جو اس وقت چالیس سالہ بیوہ تھیں شرف زوجیت حاصل کرنے کے لئے نفیسہ کی زبانی پیام نکاح بھیجا۔ آپ نے منظور فرما لیا۔ اور ان کی حین حیات میں کسی دوسری شادی کا خیال نہ کیا۔ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرا نکاح حضرت سودہ سے کیا۔ یہ بی بی بھی بیوہ اور عمر میں آنجناب سے بڑی تھیں۔ چونکہ بے کس و بے پناہ تھیں آپ نے سایہ ازدواج میں لے کر قانون معاشرت میں بے بہا اضافہ کر دیا۔

ان نظائر سے ایک تو عقد بیوگان کی مبارک رسم کا افتتاح ہوتا ہے دوسرے اس ابو الہوس کھوسٹ کو اخلاقی سبق ملتا ہے جس کے منہ سے آئے دن نوعمر باکرہ کی آرزو میں رال ٹپکا کرتی ہے۔

اسی ضمن میں جناب مرزا صاحب کے رویہ کی پڑتال کریں تو نقشہ دگرگوں نظر آتا ہے گھر میں عفت پناہ بیوی ہے۔ نام خدا صاحبزادے بھی ہیں مگر جونہی کہ براہین کے چندہ سے ہاتھ کشادہ ہوا دوسری شادی کرنے کو چڑھ دوڑتے ہیں۔ پھر یہاں بھی دو بچے ہو چکنے کے بعد ایک تیسری کمسن دوشیزہ پر آسمانی مناکحت کے الہامی ڈورے ڈالے جا رہے ہیں۔ لیکن اسی پر بس نہیں ہو جاتی سلسلہ ابھی چلتا ہے باوجود کہ

آسمان پر نکاح پڑھا گیا تھا اور مرزا صاحب کی طرف سے ایجاب وقبول مکمل ہو چکا تھا چونکہ شاہدین عادلین کا فقدان تھا اس پر مرزا صاحب سخت گھبرائے اور ندیدوں کی طرح ایسے للچائے ہوئے خط لکھے اور اپنی بہو سے لکھائے کہ متانت وخودداری لاحول پڑھنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے اکتا کر اپنے بیٹے کو عاق کرنے کا تہدید آمیز اشتہار بھی داغ دیا۔ کیا کامل اتباع اسی کا نام ہے جس کے بل پر مرزا صاحب نبوت کے حقدار ہو گئے تھے۔

ایثار: حضور عالی مقام ﷺ کو ابھی خلعت نبوۃ عطا نہ ہوئی تھی کہ عرب میں سخت قحط پڑا جس سے انسان اور مویشی ہزاروں کی تعداد میں مرنے لگے غریبوں کی فاقہ کشی پر حضور ﷺ کی روح تلملائی۔ حسن اتفاق سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے اپنے مال واسباب کا مالک ومختار حضور ﷺ کی ذات والاصفات کو کر رکھا تھا چنانچہ آپ نے اسی مال کو جی کھول کر راہ مولا میں صرف کر دیا۔ اسی ایثار کے اتباع کا نشان ڈھونڈنے کے لئے میں نے مرزا صاحب کے سوانح پر متجسس نگاہیں ڈالی ہیں مگر کوئی سراغ نہیں ملتا ہاں اس قدر یاد آتا ہے کہ طاعون کی جلتی آگ میں قادیانی تنور کا پیٹ زیادہ گرم ہو گیا تھا اور انہ آوی القریۃ کے داغ بیل پر توسیع مکانات کی تجویزیں زوروں پر تھیں اور چندہ کے لئے اشتہار پر اشتہار متداول ہو رہے تھے علیٰ ہذا القیاس زلزلہ یا کوئی آفت ارضی یا سماوی ایسی نہ تھی جو زراندوزی کے ہیر پھیر سے محفوظ رہی ہو آخر اسی قسم کی جزرسی اور پیش بندیوں کا ثمرہ تھا کہ مرزا صاحب نے تعیش کی بغل میں عمر بسر کی اور تمول کی گود میں جاں بحق ہوئے۔ حفظ دولت میں ان کو یہاں تک استغراق تھا مرنے سے پہلے جائداد کا ایک جزء کئی ہزار روپیہ کے عوض بذریعہ رہن ام المبائعین کے حق میں منتقل کر دیا رہن کی علت غائی اور اہمیت کو خارج از بحث سمجھ کر یہیں چھوڑ دو، آؤ اب دیکھیں کہ سرور کائنات ﷺ کس حال میں واصل بحق ہوئے۔ جب وقت رحلت قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ گھر میں نقدی کتنی ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض

کیا چند درہم موجود ہیں۔ فرمایا اسی وقت غرباء میں تقسیم کر دو

نحن معا شر الا نبیاء لا نو ر ث

کاش خلیفہ ثانی (محمود احمد) مرزا صاحب کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے محمدی ایثار و توکل کے کامل اتباع کا بار عظیم ان کے نازک سر پر دھرنا ان سے دوستی نہیں دشمنی کرنا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

تبلیغ: قطع نظر اس کے کہ مرزا صاحب قادیانی کا مقصد تبلیغ حضور ﷺ سے متحد تھا یا متبائن دیکھنا چاہیے کہ طریقہ تبلیغ میں مرزا صاحب کا اتباع کس حد تک کامل ہے۔ عرب میں طوائف الملوکی زندگی کا دور تھا بد نظمی کا طوفان تھا کہ حضور ﷺ پر فاصدع بما تومر و اعرض عن المشرکین یعنی جو کچھ حکم دیا گیا ہے گھر گھر سنا دے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کر، وحی کا نزول اجلال ہوا اور حکم ہوتے ہی آپ بے دھڑک تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور کوہ حرا کی بلند چوٹی پر پہنچ کر قریش کو نام بنام پکار کر پیغام حق سنا دیا بخلاف ازیں جب مرزا صاحب نے سر اٹھایا تو آئینی سلطنت کا زمانہ تھا اور ملک گہوارہ امن تھا باوجودیکہ بقول ان کے انت معی و اما معك بلكه انت منی و انا منك اور ساتھ ہی عسی ان یبعثك ربك مقاماً محموداً وغیرہ مبشرات سے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کا ضامن تھا پھر بھی جہاں کہیں تبلیغ کا اکھاڑہ خواہ اپنی ہی تحریک سے جماتے اپنی فرودگاہ کی یا سرکاری انتظام کی شرط متقابل کے ذمہ لگاتے اور اسی اوٹ میں فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جاتے۔

رسول اکرم کو پہلے حکومت اور دولت کا لالچ دیا گیا پھر آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے گردن میں پگڑی کا پھندا ڈالا گیا پتھر مارے گئے جسم مبارک پر خس و خاشاک پڑتا رہا بحالت سجدہ اونٹ کی اوجڑی پشت پر ڈالی گئی جان لینے کے منصوبے باندھے گئے حتی کہ جلاوطنی تک نوبت پہنچی۔ لیکن کوئی چیز بھی حضور ﷺ کی استقامت کو جادہ تبلیغ سے انچ بھر نہ ہٹا سکی۔ مرزا صاحب کے استقلال کی بانگی اس مقدمہ کی مسل

میں دیکھو جو مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب مرحوم نے بغرض حفظ امن گورداسپور کی عدالت ضلع میں دائر کیا تھا مقدمہ کا بڑے سے بڑا نتیجہ اگر ہوتا تو یہ ہوتا کہ مرزا صاحب سے سال بھر کے لئے ایک کاغذی ضمانت اور مچلکہ لکھوا لیا جاتا مگر فریقین کے تعزز کا خیال کر کے نیک دل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فریقین میں مصالحت کرادی (مصالحت کروائی یا مرزا صاحب کی کمر تڑوائی۔ اڈیٹر) جن شرائط پر صلح ہوئی جن شرائط پر صلح ہوئی منجملہ ان کے مرزا صاحب کی طرف سے اس مضمون کی شرط بھی تھی کہ وہ آئندہ مولوی محمد حسین یا ان کے فریق کی نسبت منذر الہام شائع نہ کریں گے اور نہ ان کو بطالوی (بجائے بٹالوی) لکھا کریں گے

کوئی پوچھے کہ منذر الہاموں میں منشاء خداوندی تو یہ ہوتا ہے کہ مومی الیہ کو تنبیہ کر کے راہ راست پر لایا جائے اور آپ ہیں کہ نام نہاد تعزیر (مچلکہ وغیرہ) کے وہم سے مرعوب ہو کر مشیت الٰہی کو دبا رکھنے کا حلف اٹھاتے ہیں۔ آپ کے متبوع ﷺ نے تو انتہائی درجہ کے لالچ اور ایذا کے مقابلہ میں ناواجب معبودوں کی تذلیل سے اعراض نہ کیا اور آپ ایک (بزعم خود) مخالف حق کو اسکا انجام بتانے سے تائب ہوئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بٹالوی کے بجائے بطالوی لکھنا امر حق کا اظہار نہ تھا بلکہ یہ تقاضائے نفسانیت انتقام کا لازمہ تھا۔ کیا کمال اتباع رسول کا نمونہ یہی ہے؟

عبودیت: پیغمبر ﷺ کو اظہار عبودیت میں یہاں تک انہاک تھا کہ معراج نبوت پر پہنچ کر بھی آپ نے رسالت پر عبودیت کو مقدم رکھا حتی کہ ہر نماز کے ہر جلسہ میں اشھد ان محمدا عبده و رسوله کا اقرار ہر فرد امت پر واجب کر دیا۔ برعکس اسکے مرزا صاحب کی تصویر ان کے آئینہ کمالات میں دیکھو انہوں نے نیند میں اپنے تئیں ہو بہو اللہ دیکھا اور یقین کر لیا کہ میں وہی اللہ ہوں پھر آسمان اور زمین بنا کر آسمان کو ستاروں سے سجا لیا۔ یہ تو خیر خواب کی باتیں ہیں بیداری میں ان کی شان اس سے سوائی بلکہ دوگنی ہے فرزند دلبند گرامی ارجمند کے قالب میں کانّ اللہ نزل من السماء کے

فسوں سے اللہ تعالی کو آسمان سے نیچے اتار لیا۔ خیریت گذری کہ خداوند کریم کی غیرت نے اس مصنوعی مظہر الاول و الآخر اور مظہرالحق و العلاء کو جلد ہی اوچک لیا ورنہ خوف تھا کہ قادیانی امت کے واسطے وہ اوتار بن کر شرک کا ایک ناقابل انہدام ستون کھڑا کر دیتا۔ باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء مطابق۔ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ ص ۴۔۶)

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس عنوان سے ایک مضمون ہم عصر وکیل امرتسر مورخہ ۱۹ جنوری میں (۱۹۲۱ء) میں نکلا ہے۔ اس میں بحوالہ خواجہ کمال الدین صاحب لاہوری یہ دعوی کیا گیا ہے کہ اسلام کے کل فرقوں میں اصولی اتفاق ہے۔ اس لئے فرقہ بندی کوئی نہیں اسلامی فرقوں میں جن پر اظہار ناراضگی کیا گیا فرقہ اہل حدیث بھی شمار میں لایا گیا ہے۔ ہم ہمیشہ سے ہر ایسی آواز کو جو فرقہ بندیوں کے مخالف ہو لبیک کہنے پر تیار ہوتے ہیں لیکن واقعات کو چھپا کر فرقہ بندیوں کا نام لینا یا اون کی وجوہات سے نظر بند کر کے اون کو مٹانا مشکل ہی نہیں بلکہ محال جانتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ کسی گہرے دنبل کا علاج کرنے کیلئے اوپر سے اوس کا منہ صاف کر دیا جائے او سمجھا جائے کہ بیمار اچھا ہو جائے گا تو کہا جائے گا:

ایں خیال است ومحال است وجنوں،

یہ فقرہ کہ اسلام میں اصولی اتفاق ہے، تفصیل طلب ہے اس کی مثال میں موٹے موٹے عقاید اسلامیہ بیان کئے گئے مثلاً خدا پر رسول پر قیامت پر ملائکہ وغیرہ پر ایمان لانا یہ سب فرقوں میں ہے لہذا اسلام میں اصولی اختلاف کوئی نہیں۔ مگر ذرہ گہری نظر سے دیکھیں تو اشتراک لفظی سے دھوکا لگتا ہے۔

انصاف یہ ہے کہ پہلے اس کی تہہ کو پہنچنا ضروری ہے کہ فرقہ بندی کیوں ہوتی

ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی فرقہ میں بھی اختلاف ہوتا ہے مگر وہ دو فرقے نہیں ہوتے اہل حدیث علماء میں اختلاف ہے احناف میں بھی ہے شیعہ میں بھی ہے حتی کہ خواجہ کمال الدین صاحب کے اپنے خاص فرقہ احمد یہ میں بھی ہے پھر خود ہر ایک شاخ کے ارکان میں بھی اختلاف رائے ہوتا ہے بلکہ بغور دیکھا جائے تو کوئی عالم کسی دوسرے عالم سے تمام امور میں متفق نہیں تو کیا جتنے عالم ہیں اوتنے ہی فرقے ہیں یا کچھ کم ؟ اس سوال کا حل کرنا اصل مضمون نگار کا فرض تھا جو ان کی طرف سے ہم ادا کرتے ہیں پس غور سے توجہ فرمائیں۔

آج کل ملکی خادموں کی دو پارٹیاں مشہور ہیں فرم اور نرم یا بالفاظ دیگر انتہا پسند اور معتدل ۔ ان دونوں میں جو اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہ دو پارٹیاں بن گئی ہیں اوس اختلاف سے مختلف ہے جو خود ان پارٹیوں کے باہمی ارکان میں ہے ۔ اس کی تہ معلوم کرنے سے سے بھی یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ فرقہ بندی کس کی طرف سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ اہل حدیث کا اس جرم میں کتنا کچھ حصہ ہے

اس میں شک نہیں کہ فرقہ بندی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے مگر اصول کا لفظ کئی معنی پر بولا جاتا ہے اصول عقاید جیسا کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے بیان کیا ہے دوسرے اصول کلام یعنی ایک آدمی اپنے اثبات مسائل کے لئے صرف قرآن مجید کو سند مانتا ہے اور حدیث سے انکاری ہے دوسرا قرآن مجید کے ساتھ حدیث شریف کو بھی حجت شرعی مانتا ہے تیسرا ان کے علاوہ کسی امام کے قول کو بھی سند جانتا ہے ۔ تو ان تینوں میں جو اختلاف ہے یہ اصولی اختلاف ہے گو اصول عقاید میں یہ تینوں متفق ہیں تینوں خدا کو رسول کو قیامت وغیرہ کو مانتے ہیں مگر استدلال کلام میں اختلاف اصولی ہے جو ان کو معمولہ اختلاف سے نکال کر فرقہ بندی کے اختلاف تک پہنچاتا ہے یعنی یہ تین فرقے بن جاتے ہیں اور کہلاتے ہیں ۔

کیا خواجہ صاحب کو ہمارے اس بیان سے اختلاف ہے۔ غالباً نہ ہوگا

اب ہم یہ دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں کہ باوجود اتفاق عقائد کے یہ اختلاف مسلمانوں میں ہے یا نہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہے۔ ایک فرقہ منکر حدیث عرصہ سے موجود ہے جس کی پہلی آواز سرسید احمد خان نے اٹھائی تھی اوس زمانے میں وہ نیچری کہلایا پھر اوسی خیال کی آبیاری مولوی عبداللہ چکڑالوی نے کی تو چکڑالوی یا اہل قرآن کہلایا اب بھی ان کا نام اہل قرآن ہے۔ دوسرا فرقہ جو قرآن کے ساتھ حدیث کو بھی مانتا ہے اوسکا نام اہل حدیث ہے اور یہ بھی اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ تیسرا فرقہ مقلدین کا ہے جن کی کثیر آبادی کا نام آج کل ہندوستان میں حنفی گروہ ہے ان کا اصول ہے کہ مسئلہ وہی صحیح ہے جو امام ابوحنیفہ نے کہا ہو چنانچہ صاحب درمختار نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے:

یفتی علی قول الامام علی الاطلاق

یعنی ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول پر فتوی ہونا چاہیے

اصول فقہ کی معتبر کتاب توضیح میں لکھا ہے کہ حنفی مقلد کی دلیل یوں ہونی چاہیے کہ چونکہ یہ قول امام ابوحنیفہ کا ہے اس لئے میرے نزدیک صحیح ہے یعنی ایک حنفی مقلد کا اصول یہ ہے کہ اپنا زمدار استدلال امام ابوحنیفہ کے قول پر رکھے۔ شافعی کا اعتقاد اپنے امام کے ساتھ یہی ہے اسی طرح دیگر مقلدین آئمہ بھی علی ہذا۔ شیعہ کا اصول کلام یہ ہے کہ آئمہ اہل بیت کا قول بھی مثل قول رسول اللہ ﷺ کے دلیل شرعی ہے۔ جس سے تمام فرقہائے اہل سنت منکر ہیں اسی طرح آج کل جدید فرقہ مرزائیہ (احمدیہ) کا اصول ہے کہ مرزا صاحب قادیانی حکم عدل ہیں اختلافی مسائل میں ان کا فیصلہ مثل فیصلہ رسول کے ناطق ہے۔ (مسئلہ نبوت مرزا گواون میں مختلف فیہ ہے مگر ہم نے جو ذکر کیا ہے یہ قدر مشترک ہے)

علامہ عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل والنحل میں فرقوں کی ساخت اس قسم کے اصولی اختلاف سے لکھتے ہیں انہی اختلافات کی فروعات بہت دور تک جاتی

ہیں ایک مسئلہ ایک فیق واجب العمل جانتا ہے کیونکہ اوس کے امام کا اجتہاد ہے دوسرا اس کو ایسا نہیں جانتا کیونکہ وہ اس امام کا مقلد نہیں۔ یا وہ سرے سے کسی امام کے اجتہاد کو واجب العمل نہیں مانتا پس یہی فرق ان فرقوں میں اصولی ہے خواجہ صاحب اور ان جیسے اور اصحاب یہاں تک نہیں پہنچے اس لئے سب فرقوں میں اصول اتفاق بتارہے ہیں۔ کیا خواجہ صاحب بتاسکتے ہیں کہ ایک احمدی سے ہمارا کون سا اصولی اختلاف ہے؟ عقاید کے علاوہ قرآن کو دونوں مانیں۔ حدیث کے ماننے کا دونوں دعوی کریں جو احادیث مسیح موعود اور مہدی مسعود کی بابت آئی ہیں اون کو دونوں تسلیم کریں پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے منکرین کو کفر میں منکرین اسلام کے برابر سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو۔ (کتاب حقیقۃ الوحی۔ص۱۷۹)

خواجہ صاحب یہی اصولی اختلاف ہے جس کو آپ دل میں تو رکھتے ہوں گے، مگر پبلک میں چھپاتے ہیں۔

اب ہم بتاتے ہیں کہ فرقہ اہل حدیث ان فرقہ بندیوں سے بالکل الگ ہے ناظرین ذرا غور سے سنیں اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ زمانہ رسالت میں اصول کلام یعنی دلیل شرعی صرف کلام خدا و کلام رسول تھا آئمہ اہل بیت اور امامان مجتہدین نہ اوس وقت پیدا تھے نہ اون کے اقوال اور فتاوی مروج۔ پھر انکو داخل اصول کرنا بعد کی ایجاد نہیں تو کیا ہے۔ اہل حدیث کہتے ہیں کہ اوسروش پر چلو جس روش پر زمانہ رسالت میں مسلمان چلتے تھے یعنی جس طرح وہ کلام خدا اور کلام رسول کو سند اور شرعی حجت مانتے تھے تم بھی انہی کو مانو شخصی اختلاف رائے نہ مٹا نہ مٹ سکتا ہے جو کسی کی تحقیق ہے اس پر عمل کرے مگر فرقہ بندی جو اختلاف اصولی سے پیدا ہوئی ہے اسے ترک کردو جس کو خواجہ صاحب کے قریب الفہم کرنے لئے یوں کہتا ہوں کہ اہل حدیث کہتے ہیں سب لوگ محمدی بنے رہو۔ احمدیت کا ضمیمہ نہ لگاؤ مگر جو لوگ فرقہ بندیوں میں مستغرق ہیں وہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں جنکے جواب میں اہلحدیث یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلی
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

(اہل حدیث ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۲۔ ص ۱۔۲)

سچی قسم پر فیصلہ

مرزا صاحب قادیانی کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کا آخری فیصلہ قسم پر ہے اس لئے میں فلاں بات قسمیہ کہتا ہوں پس تم باور کرو۔ چنانچہ (مرزائی) اخبار پیغام صلح لاہور نے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس کا عنوان ہے:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کی اپنی صداقت پر قسمیہ تحریر

اس کے نیچے مندرجہ ذیل سطور لکھی ہیں:

بریلی سے ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت حضرت رسول خدا ﷺ نے احادیث میں خبر دی ہے۔ خدا تعالی قسم کھا کر آپ اس کا جواب لکھیں۔ اس پر آپ نے مندرجہ ذیل تحریر لکھی:

میں نے پہلے بھی ایں اقرار مفصلہ ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں اوس خدا تعالی کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیح میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں و کفی باللہ شہیداً۔

الراقم مرزا غلام احمد عفا اللہ عنہ واید۔ ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

امت احمدیہ (مرزائیہ بہر دو فریق) کے نزدیک مرزا صاحب کا کسی مضمون پر

حلف اٹھانا اس کی سچائی کا ثبوت ہے یقیناً ایسا ہی ہونا چاہیے کیونکہ جس شخص کو نبی رسول مجدد مسیح موعود مہدی مسعود مصلح آسمانی ملہم ربانی مانا جائے اس کی تو خالی زبانی بات پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کجا یہ کہ وہ قسمیہ کہے تو ایسے قسمیہ مضمون پر ایمان اور اعتقاد کرنا اوس کی امت کا فرض اولین ہے اگر وہ اس حلفیہ مضمون میں کسی طرح سے اینچ پیچ کرے تو اس کے ایمان مین کلل ہے اسلئے ہم مرزائی مشن کی دونوں پارٹیوں کو مرزا صاحب کا ایک حلفیہ بیان سنا کر پوچھتے ہیں کیا آپ لوگوں کا اس پر بھی اعتقاد ہے یانہیں پس غور سے نہیں ایمان سے اور دلی ایقان سے سنئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔

اس فیصلہ کا خلاصہ ناظرین کو خوب یاد ہوگا ایک ہی فقرے میں آ سکتا ہے جو یہ ہے مرزا صاحب خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں:

اے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔

مضمون بالکل صاف ہے کہ مرزا صاحب نے میری اور اپنی نزاع کا جو اون کے دعوی کی بابت تھی یوں فیصلہ شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے پہلے مرنے والا جھوٹا۔

خیر یہ تو ایک سادہ مضمون ہے لیکن اس کے شروع میں آپ نے ایک حلف بھی لکھی ہے مگر اوس حلف کو مزید موکد کرنے کے لئے اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ خدائی الفاظ میں اس کا اظہار کیا ہے یعنی قرآن مجید کی ایک آیت لکھی ہے جس کے حلفیہ الفاظ درج ہیں تاکہ آپ کی سادہ حلف بھی محکمہ خدائی میں رجسٹری ہو جائے فرماتے ہیں:

لیستبؤنك احق هو قل ای و ربی انه لحق

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہے کہ یہ تیرے مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کیا جو تو کہتا ہے سچ ہے۔ تو کہدے کہ ہاں خدا کی قسم بے شک یہ سچ ہے۔

اس آیت کو لکھنا یونہی تبرکاً نہ تھا بلکہ مضمون حلف کا اظہار تھا مرزا صاحب کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی قسم ہے یہ فیصلہ مندرجہ اشتہار برحق ہے۔ کیا احمدی جماعت اور ان کے امام اور امیر جو دنیا میں مرزائی حقانیت پھیلاتے پھرتے ہیں اس مرزائی حلف پر توجہ نہ کریں گے؟

امید ہے پیغام کے قابل اڈیٹر اس حلف کو بھی اپنے ناظرین تک پہنچا کر ایک فرض سے سبکدوش ہوں گے۔ ان کا مذکورہ بالا نوٹ (حلفیہ) لکھنا اور اس کو چھوڑنا اس آیت قرآنی کا مصداق ہے:

افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۲ ص ۳۔۴)

ہمارے سہ صدی دوست پھر بولے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین جانتے ہوں گے کہ سہ صدی دوست سے مراد ہماری منشی قاسم علی صاحب قادیانی ہیں جن کی ادنی نظر عنایت نے ہم کو مباحثہ لدھیانہ میں مبلغ تین سو روپیہ انعام دلایا تھا۔ ان صاحب سے عرصہ سے اب روئے سخن نہیں ہوا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اب حاجت بھی نہیں تھی کیونکہ ایک دفعہ جس سے مقدمہ ہائی کورٹ میں فیصلہ ہو جائے تو پھر کیا چخ چخ۔ مگر انہوں نے قادیان کے سالانہ جلسہ میں ایک تقریر کی ہے جو ساری کی ساری مرزا صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ کے متعلق ہے۔ اس میں جو کچھ آپ نے فرمایا درحقیقت اپنے زخموں پر نمک ڈالا ہے۔

خیر اصل مضمون کا جواب تو ہم آئندہ کبھی دیں گے جب وہ سارا طبع ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔ سردست ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اون کے ایک دو فقرے نقل کرتے ہیں جو بڑے مزے کے ہیں۔ مجھے تو اون سے بے ساختہ ہنسی آئی

تھی۔امید ہے ناظرین بھی میری طرح اون سے محظوظ ہوں گے ۔آپ لکھتے ہیں:

ثناء اللہ میں جس طرح شیر خدا (مرزا قادیانی) کے سامنے جرأت مقابلہ نہ تھی اسی طرح شیر اسلام (قاسم علی) کے ان سلسلہ مضامین کے جواب کی بھی طاقت نہیں ہے اخبار فاروق باقاعدہ اس کے نام جاری کر دیا ہے اور تبادلہ مین اس کا اہل حدیث منگایا ہے خدا چاہے تو بتوفیق ایزدی ایک بار پھر اس کو گھر تک پہنچا کر چھوڑوں گا۔احباب کے تقاضا سے میں نے دوبارہ اس کا تعاقب شروع کیا ہے گو میں بفضلہٖ تعالی اس کو شکست فاش دے کر بین فتح حاصل کر چکا ہوں ۔اب پھر ذرا یہ قلم اٹھائے اور اس سلسلہ مضامین پر کچھ تحریر کرے تو لطف آ جائیگا افسوس وہ نفس مضمون پر ایک لفظ تک لکھنے سے جھجکتا ہے صرف سہ صدی دوست کہہ کر خوش ہو جاتا ہے، ذرا وہ اس لدہانہ والے مباحثہ کا ذکر تو چھیڑ دیکھے ۔(۱۴ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۵ کالم ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ہاں اپنے بنئیے کا قصہ مشہور ہے کہ پائخانہ پھرتا ہوا بیر کھا رہا تھا۔اس کے گاؤں میں ایک بارات تھی جس میں رنڈی ناچنے کو آ رہی تھی۔اوس رنڈی نے مہاراج کو دیکھا۔اس کو تو خیال بھی نہ ہو گا۔خیر جب اوس نے گانا شروع کیا تو اس کی غزل میں ایک فقرہ یہ بھی آتا تھا: میں تم کو بتا دوں گی ۔،

سنتے سنتے لالہ صاحب سے رہا نہ گیا، خود ہی فرمانے لگے، کیا بتا دو گی؟ یہی نہ کہ پائخانہ پھرتے بیر کھائے تھے ۔اور کیا چوری کی تھی ۔

حاضرین نے فرمائشی قہقہہ لگایا۔یہی کیفیت ہمارے سہ صدی دوست کی ہے آپ چلتے چلتے خود ہی لکھتے ہیں کہ لدھیانہ کے مباحثہ کا ذکر تو چھیڑ دیکھئے۔آہا کس مزے سے لکھتے ہیں کہ،

میں بفضلہٖ تعالی اس (ثناء اللہ) کو شکست فاش دے کر بین فتح حاصل کر چکا ہوں ۔،

ہم آپ کی اوس فتح پر آپ کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ خدا آپ کو ہمیشہ ایسی ہی فتح دیا کرے، مرزائیو! قادیانی مسیح کے حواریو! کہو آمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۲ ص ۴)

اسرار نبوت مرزا۔۲

(گذشتہ سے پیوستہ)

جناب نواب الدین لیدر ایکسپرٹ من مقام سائن بمبئی لکھتے ہیں:

(اس مضمون میں فاضل مضمون نگار نے مرزا صاحب کے حالات کو حالات محمد یہ سے مقابلہ کر کے دکھایا ہے کہ مرزا ساحب اپنے دعوی (اتباع محمدی) میں فیل ہیں۔ پانچ نمبر گذشتہ پر چہ میں درج ہو چکے ہیں آج چھٹے نمبر سے شروع ہے ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اڈیٹر اہل حدیث)

۶ خود بینی وخود نمائی ۔ ادھر سے ہٹ کر مرزا صاحب کی خود بینی نے خود نمائی کی ایک تیسری طرح ڈالی یعنی رسول کریم ﷺ کے بین ارشادات کے خلاف اپنی تصویریں اتروا کر مریدوں میں تقسیم کیں اور کچھ شائقین یورپ کو بھیجیں۔ مریدوں کی نسبت تو کچھ کہا نہیں جاتا کہ خوش اعتقادی امتداد زمانہ کے ساتھ مل کر کیا گل کھلائے گی۔ خدا نہ کرے کہ ایک کی بجائے ہندوستان میں دو دو کرشن پجنے لگیں۔ ہاں یورپ کے قیافہ شناسوں نے بالتحقیق فوٹو پر صاد نہیں کیا۔ مرزا صاحب قادیانی کو خیال ہوگا کہ یورپین خانقاہوں کے بے شمار راہبوں میں سے جو مسیح کی دوبارہ آمد کے انتظار میں چشم براہ ہیں کوئی نہ کوئی اون کے حلیہ پر مفتون ہو جائے گا۔... لیکن تصویر نمائی کی بدعت ڈھے کر رہ گئی۔

اصل ونقل میں فی الحقیقت زمین وآسمان کا فرق ہے۔ خالص مشک کبھی عطار کی لفاظی کا شرمندہ احسان نہیں ہوتا، نہ لعل کو گودڑی چھپا سکتی ہے (یہاں چند سطور پڑھی نہیں جاتیں۔ بہا) اسی طرح ورقہ بن نوفل آپ کے حالات سن کر قدوسی قدوسی پکار اٹھا:

ببین تفاوت رہ از کجا سے تا بکجا

۷۔ **حلم ورفق**: سید الکونین کے رفق وحلم کا یہ عالم تھا کہ ظاہری اور باطنی تکالیف کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں مگر آپ بطیّب خاطر برداشت کئے جاتے ہیں چنانچہ اہل مکہ کی شقاوت سے مجبور ہو کر آپ زید بن ارثہ کے ہمراہ طائف پہنچے تو کفار طائف آپ کو اور زید کو زخمی کر کے آبادی سے باہر کر آئے لس پر بھی حضورﷺ کی زبان مبارک سے کوئی ناملائم لفظ یا دعائے بد نہ نکلی۔

اس شق میں مرزا صاحب نے اتباع نبوی کے خلاف جو راہ اختیار کی وہ اون کی تصانیف سے ظاہر ہے پہلی دو کتابیں براہین اور سرمہ چشم آریہ خالی ہوں تو ہوں ورنہ شحنہ حق سے لے کر چشمہ معرفت تک قریباً ہر کتاب کے کم وبیش اوراق سخت کلامی سے لبریز اور بددعاؤں سے پر ہیں یہ صحیح ہے کہ ان کا بیشتر حصہ عوض معاوضہ کے رنگ سے رنگین ہے لیکن یہ وطیرہ ایک عارف باللہ اور امیدوار (بلکہ کامیابی کا مدعی) نبوت کی شان کے شایاں نہیں

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

۸۔ **مہر وعفو**: مدینہ منورہ میں اسلام کا تسلط ہو جانے پر بھی بعض قبائل میں مقابلانہ جھلک باقی تھی۔ منجملہ اون کے ایک شخص عبداللہ بن ابی تھا جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے جناب رسول کریمﷺ کو بلا کر عرض کی کہ آپ میری ایک التجا قبول فرمائیں آپ نے پوچھا کیا؟ تو کہا کہ جب میں مرجاؤں تو اپنے پیرہن مبارک میں لپیٹ کر مجھے دفن کریں اور میرے جنازے کی نماز پڑھائیں۔ رحمۃ للعالمین نے نہایت فراخ دلی سے اوس کی التماس کو پورا کیا۔

...مرزا صاحب اپنے صلبی فرزند فضل احمد ... سے تغافل کر کے جس بے دردی کا نقش چھوڑا ہے مہر پدری اوس کے تصور سے کپکپا اٹھتی ہے۔ فضل احمد کی فرد قرارداد جرم

مرزا صاحب کے اون اضطراری مراسلات میں درج ہے جو انہوں نے آسمانی منکوحہ کے بارہ میں مرحوم کے خسر اور خوش دامن کو علی الترتیب بھیجے تھے اول الذکر میں مرزا صاحب اپنے سمدھی کو لکھتے ہیں

ایک طرف جب محمدی بیگم کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اورلاوارث کر دوں گا ... اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے

(فاصلحوا بین اخویکم کی الہامی تفسیر ملاحظہ فرمایئے)

اس کے دو روز بعد دوسرے خط میں سمدھن کو ارشاد ہوتا ہے

اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نوردین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاقنامہ لکھنے میں عذر کرے تو اوس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔

ہر چند دل کو لگی بری ہوتی ہے پھر بھی ثقہ لوگ ایسے اوچھے ہتھیار کام میں نہیں لاتے سچ پوچھو تو آسمانی نکاح کے شادیانے پر سب سے زیادہ تو مرزا محمود فضل عمر کے ننہال بگڑے تھے۔ ادھر الہامی ڈنکے کی چوٹ پڑی۔ ادھر میر ناصر نواب صاحب ایک طویل نظم مرزا صاحب کی ہجو میں لکھ کر اون کے سخت ترین مخالف مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ یہ نظم اشاعۃ السنہ میں شائع ہو چکی ہے لیکن نزلہ چونکہ عضو ضعیف پر گرنے کا عادی ہے فضل احمد غریب ناحق زیر عتاب ہو گیا میر صاحب قادیانی امت کے نانا ہی بنے رہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ فضائل نبوی میں مرزا صاحب نے کون سا کمال حاصل

کیا تھا جو انہیں سزاوار نبوت بنا رہا ہے۔

۹۔ ریاضت ۔ مکارم اخلاق کی کوئی صنف ایسی نہیں جسے اختیار فرما کر خیر الوراء نے امت کے لئے اسوہ حسنہ قائم نہ کیا ہو چنانچہ ریاضت جسمانی بھی آپ کے فیضان عمل سے محروم نہیں رہی یہ ثابت شدہ واقعہ ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر میں انصار و مہاجرین کے ہمراہ خود رسول پاک ﷺ مقدس ہاتھوں سے اینٹ اور گارا اٹھا کر لاتے تھے اور مسجد تعمیر فرماتے تھے افسوس کہ مرزا صاحب کے حالات زندگی اس مثال سے بھی کورے ہیں حالانکہ قادیان میں مسجدیں بھی تعمیر ہوئیں منارۃ المسیح بھی کھڑا ہوا بہشتی مقبرہ بھی بنا مگر مرزا صاحب کا رسول ﷺ کے قدم بقدم چلنا یہاں بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

۱۰۔ اکل وشرب کسوت ولباس ۔ ہارے کے درجہ، اب یہ دیکھنا ہے کہ ضروریات زندگی میں بھی مرزا صاحب سے آنحضرت ﷺ کی کماحقہ پیروی ہوسکی ہے یا نہیں؟ نفس الامری واقعات اس کا جواب اثبات میں نہیں دیتے کھانے میں آنحضرت ﷺ کا معمول کیا تھا۔ خود ستو کھجور اور گاہے شوربہ اور روٹی بخلاف ازیں مرزا صاحب قادیانی کے خورد ونوش کی تفصیل اون کے لواحقین اور خاصہ برداروں کے ایمان پر رہی۔ وہی لوگ بیان کریں تو اچھا ہے۔ مجھے بوثوق معلوم ہوا کہ تصنیف براہین کے پہلے دور میں جب مرزا صاحب قادیانی دوسری شادی کر کے لائے ہیں اور جبکہ قادیان نے ہنوز کایا نہیں پلٹی تھی اور نہ ہی امرت سر پٹھان کوٹ کی ریلوے لائن کھلی تھی تو اوس وقت امرتسر سے تازہ بتازہ ماکولات اور فاکہات لانے کے لئے یکہ کی ڈاک مقرر تھی جو یومیہ اس فرض کو ادا کرتی تھی علی ہذا القیاس پوشش کے متعلق زیادہ لکھنا تحصیل حاصل ہے آنحضرت ﷺ کا کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا ٹاٹ کا بچھونا مرزا صاحب کی نرم و ملائم سیج سے اوسی قدر متفاوت تھا جس قدر کہ حضور اقدس کے پیوندوں سے اٹے ہوئے پارچات مرزا صاحب کی فاخرہ پوشاک سے متغائر تھے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مرزا صاحب کے روزمرہ کو ہم اباحت یا جواز کے پیمانہ سے نہیں

ناپ رہے کہ کوئی صاحب ان کے اعمال و افعال کو جائز یا مباح قرار دینے کی زحمت اٹھائیں یہاں اون کے اعلی کمال کی پڑتال ہو رہی ہے جو انہوں نے اتباع رسول میں حاصل کیا تھا جس کی بنا پر وہ آج بروزی رسول بنائے جاتے ہیں اگر کسی کو زیادہ اسرار ہو تو یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب صرف اتباع سنت میں ہی قاصر نہیں رہے بلکہ ادائیگی فرض میں بھی اون سے کوتاہی ہو گئی ہے فرض بھی وہ فرض جسے حضور ﷺ نے وصیت سے موکد فرمایا تھا۔

یاد کرو حجۃ الوداع کا خطبہ، آپ ﷺ نے شروع کرتے ہی فرمایا تھا کہ جس طرح تم لوگ آج یہاں جمع ہوئے ہو اسی طرح ہر سال آج کے دن جمع ہونا۔ مرزا صاحب قادیانی کے سر پر اتباع رسول کا تاج کمالیت رکھنے والے بتائیں کہ مرزا صاحب نے کب اور کتنے بار اس فریضہ کو ادا کیا۔ غور کرو تو پیرزادہ عبداللطیف کابلی جو سابق فرمان روائے افغانستان سے حج کے بہانہ سے زاد سفر اڑا لایا تھا قادیان میں اٹکا کا عدم ضرورت حج پر مہر کر دی انا للہ و انا الیہ راجعون

۱۱۔ خاتمہ: مرزا صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ اشاعت اسلام اور حمایت دین پر متضمن ہے۔ اگر اسلام وہی ہے جو منارۃ المسیح پر اترا اور بہشتی مقبرہ میں گڑ گیا اور جو قادیانی پارٹی کم چالیس کروڑ کلمہ گو یان کو کافر بنا رہا ہے تو ایسے اسلام کو طاق نسیان پر ٹکا دینے کی توفیق خدا ہر مسلمان کو دے۔ البتہ حمایت دین کا یہ پہلو داد تحسین کا مستحق ہے اور مرزا صاحب بمقدار خدمت دین ہر مسلمان سے شکریہ کا استحقاق رکھتے ہیں یوں تو متعدد مباحثات سے اون کو سابقہ پڑا لیکن غیر مذاہب کے ساتھ دو مباحثے بالتخصیص معرکہ آراء گنے جاتے ہیں ایک تو ماسٹر مرلی دھر آریہ سے بمقام ہوشیار پور ہوا اور دوسرا پنشنر ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی سے بمقام امرت سر۔ اول الذکر میں مرزا صاحب ہر طرح سے کامیاب رہے لیکن دوسرے میں اپنی ظفر مندی کو آتھم کی موت معیادی پندرہ یوم (پندرہ ماہ) سے مشروط کر کے انمٹ داغ لگا لیا ماحصل کچھ ہی ہو اس شق میں

بھی یکتائی اور اولیت کا سہرا اون کو نہیں پہنچتا مرلی دھر اور آتھم کوئی غیر معمولی پایہ نہ رکھتے تھے اس سے پہلے پنڈت دیانند بانی آریہ سماج کو مولوی محمد قاسم اور پادری فنڈر جیسے پیر مغاں کو مولوی رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان نیچا دکھا چکے تھے دین کی قلمی اعانت اگر مرزا صاحب کے اصول و معیار کے مطابق دیکھی جائے تو سرسید مرحوم اون سے بازی لے جا چکے ہیں سرولیم میور کی لائف آف محمد کا جواب لکھنے کے لئے مرحوم نے یورپ تک کا سفر کیا اور اپنا مال و متاع صرف کر کے خطبات احمدیہ کی ایسی لاجواب کتاب لکھ لایا کہا گر مرزا صاحب قادیانی کو یہ سعادت نصیب ہوتی تو عجب نہیں کہ قادیان والے اوسے پانچویں کتاب آسمانی سمجھ بیٹھتے مرزا صاحب نے خرچ تو کیا کیا بلکہ تصانیف کے حیلہ سے خاصہ پیمانہ پر دولت فراہم کر لی۔

فضیلت سرسید کی مسلّم وجہ ایک اور بھی ہے کہ تمام اختلافی مسائل مثلاً مسیح ابن مریم کی وفات اور عدم نزول وغیرہ وغیرہ کی پود ہندوستان میں اوسی سیر چشم بزرگ کی لگائی ہوئی ہے جس پر مرزا صاحب نے الہام کا پیوند لگایا اور شکم سیر پھل کھایا۔

قادیانی حضرات کو مرزا صاحب کے اس اصول موضوعہ پر بڑا ناز ہے جو انہوں نے الہامی کتاب کی صداقت کے لئے وضع کیا ہے وہ یہ کہ الہامی کتاب کو اپنے دعوی کی دلیل اپنے اندر سے پیش کرنی چاہیے۔ یہ ضرور مایہ فخر ہے (فاضل مضمون نے ہمارے وہ مضامین شائد نہیں دیکھے جن میں ہم نے علامہ ابن رشد کی کتاب سے یہی دعوی اور دلیل دکھا کر ثابت کیا تھا کہ مرزا صاحب اس .... سے نہیں ہوسکا۔ اہل حدیث) لیکن اگر بفرض محال اتنی سی بات پر نبوت کی سند مل سکتی ہے تو اون بزرگان دین کا حق بدرجہ اولی فائق رہے گا جنہوں نے علم الکلام علم الرجال وغیرہ بتمامہ ایجاد کئے اور جرح وتعدیل کے قوانین کو مدون کیا ۔قادیانی پنچائت نہیں کہ احمد کی پگڑی محمود کے سر پر رکھ دے۔ آخر دنیا میں انصاف ہنوز باقی ہے۔

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق

اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

خاکسار: نواب الدین لیڈر ایکسپرٹ من مقام سائن بمبئی

(اہل حدیث ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۲۔ ص ۴۔ ۶)

نکاح مرزا

جناب مولوی نور محمد میانوی جہلمی لکھتے ہیں:

خاکسار حسن اتفاق سے شہر جہلم میں گیا اور صبح کی نماز پڑھنے کا اتفاق مسجد قصاباں میں ہوا جو لاہوری مرزائیوں کے قبضہ میں ہے اس مسجد کے پیش امام میاں ابراہیم صاحب نے درس قرآن شریف کے واسطے قرآن کھول کر الم ذلك الكتاب لا ريب فيه سے ترجمہ شروع کیا اور اپنے تراشیدہ معنی کرتے ہوئے ایک رکوع ختم کیا۔ خاکسار بھی ترجمہ سننے والوں میں موجود بیٹھا تھا۔ استغفار پڑھ رہا تھا کہ خداوندا! یہ جماعت کیسی الٹی سمجھ والی ہے کہ قرآن مجید کی غلط تفسیر کرنے سے بھی باز نہیں آتی۔

بعد ترجمہ خاکسار نے کہا میاں صاحب میں ایک بات آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا آپ اجازت دے سکتے ہیں۔ تو انہوں نے ہنس کر جواب دیا کہ کوئی مشکل سوال نہ پیش کریں۔ میں نے ہرگز مشکل نہیں، معمولی سا سوال ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب آنجہانی نے ایک حدیث شریف کا ٹکڑہ بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو یہ الہام ہوا ہے کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی اور پھر خود ہی تشریح بھی کی ہے کہ یوں تو لوگ نکاح کرتے ہیں اور اولاد بھی تولد ہوا کرتی ہے، اس سے مراد میرا اعجازی نکاح ہے اور اولاد ایک نشان ہوگی۔ تو گویا مرزا صاحب نے مسیح موعود کی شناخت یہ بیان فرمائی ہے کہ مسیح موعود نکاح کرے گا اور اس کی اولاد با نشان ہوگی۔ گویا پیغمبر ﷺ کی حدیث کی صداقت وشناخت مسیح موعود پر چسپاں فرمائی ہے۔ اور مکرر اپنا الہام بھی حدیث کے ہی ان

الفاظ سے مشہور رکھا تو بروئے اس شہادت کے ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نہ وہ آسمانی منکوحہ کا نکاح کیا اور نہ اولاد ہوئی، تو مرزا صاحب کی مسیحیت خود ہی معلوم ہوگئی کیونکہ جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علامت مسیحیت کی خود نکاح اور اولاد بانشان الہاماً ظاہر کرتے ہیں جو پوری نہیں ہوئی تو ہم کیسے مرزا صاحب کو مسیح موعود تسلیم کریں۔اسی معیار سے ہم مرزا صاحب قادیانی کو ڈبل فیل پاتے ہیں۔میاں ابراہیم صاحب نے صاف کہدیا کہ میں اس معاملہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا، اور نہ مجھ کو اس قدر علم ہے اور دوسرے سامعین جو ترجمہ میں موجود تھے جن میں شیخ محی الدین اپیل نویس وسیٹھ احمد دین قصاب و بابو عبدالحق لدھانوی ملازم نہر وغیرہ موجود تھے۔ان سب نے بیک زبان یہ جواب دیا کہ ظاہراً یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔لیکن فرق صرف یہ ہے کہ مجتہد کبھی غلطی کھا جاتا ہے اور کبھی صواب کو پہنچ جاتا ہے۔مرزا صاحب قادیانی نے اس میں اجتہادی غلطی کی ہے۔یا یہ بات ہے کہ ہماری سمجھ میں ظاہری الفاظ ہوں اور آپ کی مراد کچھ باطنی ہو، میں نے کہا کہ اس میں کونسی عبارت پیچیدہ ہے۔ صاف الفاظ ہیں۔دوبارہ لاہوری جماعت کے ممبران موجودہ حاضرین نے یہی جواب دیا کہ ظاہراً پیش گوئی واقع میں پوری نہیں ہوئی لیکن غلطی اجتہادی ہے۔یہ تو لاہوریوں کا جواب ہے۔اب ایک قادیانی محمودی پارٹی کے اہل علم کا جواب ملاحظہ فرماویں

اسی مجلس میں ایک محمودی صاحب بیٹھے تھے۔انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب نے نکاح کیا ہے اور اولاد بانشان بھی ہوئی ہے جو ہمارے موجودہ امام خلیفہ ثانی ہیں۔میں نے کہا یہ الہام تو منکوحہ آسمانی کے بارے میں تھا۔جس وقت یہ الہام آپ نے شائع کیا تھا اس وقت مرزا محمود پیدا ہو چکے تھے۔یہ تاویل آپ کی یہاں کام نہیں دے سکتی۔

میں نے لاہوری جماعت کے اصحاب سے کہا کہ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے، تو ان سب نے کہا کہ میاں محمود احمد وہ بانشان اولاد نہیں ہیں۔

بعدہ اسی قادیانی کو میں نے کہا کہ اس میرے اعتراض کو آپ اٹھا نہیں سکتے تو ایک اور بھی ابھی میرا اعتراض ہے کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ والا اشتہار جاری کیا اور صداقت مسیح موعود اس سے ظاہر ہوئی۔ اس پر قادیانی نے کہا کہ خود مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں لکھا تھا کہ حرام زادہ کی رسی دراز ہوتی ہے، تو یہ اثر مولوی ثناء اللہ پر خود پڑا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ یہ لفظ اخبار اہل حدیث سے نکال کر دکھا دیں تو میں ایک روپیہ آپ کو حق المحنت ورق گردانی میں انعام دوگا۔

تو اس نے ہنس کر کہا کہ انعام تو بہت مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ جو کچھ مقرر کریں میں وہی منظور کرتا ہوں۔ اس نے کہا ہمارے پاس ۲۶۔ اپریل والے اہل حدیث کی کاپیاں نقل کی ہوئی موجود ہیں، جو میں آپ کو ایک کاپی گھر جا کر روانہ کر دونگا۔ اور انعام آپ کو معاف کرتا ہوں۔

یہ بات کہہ کر اس نے دامن اپنا چھڑایا اور مسجد سے باہر نکلنا چاہا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنا نام نامی تو ظاہر کر دیں۔ تو اس نے اپنا نام میاں محمد افضل گرجاکھی دروازہ گوجرانوالہ بتایا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ ایک ہفتہ تک پرچہ اہل حدیث کی وہ کاپی جس میں مولوی صاحب امرتسری کے یہ الفاظ تحریر ہوں تو مہربانی ہوگی، ورنہ بذریعہ اخبار آپ سے مطالبہ عبارت مولوی صاحب والی کا کرونگا۔

سو آج کئی ہفتے گذر گئے۔ محمد افضل مرزائی نے وہ پرچہ اہل حدیث امرتسر کا ارسال نہیں۔ لہذا مجبوراً بذریعہ اخبار التماس کرتا ہوں کہ مجھ کو وہ حوالہ دکھا کر اپنا ایک روپیہ انعام حاصل کریں۔

ناظرین اخبار اہل حدیث امرتسر سے التماساً عرض ہے کہ قادیانی جماعت کی ہر دو پارٹیوں کے مختلف جواب جو اس معاملہ میں ہوتے ہیں ہدیہ ناظرین ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۲۱ء ص ۳۔۴)

حرام زادہ کی رسی دراز

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ فقرہ عرصہ سے مرزائیوں کے منہ پر جاری ہے۔ کہتے ہیں کہ خاکسار نے مرزا کے جواب میں ایسا لکھا تھا اس جماعت کو جہاں تک ہم نے تجربہ کیا ہے گفتگو میں ان کی یہ تو غرض نہیں ہوتی کہ کوئی غلط بات اگر بے ثبوت منہ سے نکل گئی تو اسے واپس لے لیں یا کسی پر افتراء کیا ہے تو اس سے معافی کرالیں بلکہ یہی غرض ہوتی ہے کہ بات میں کمزوری اور آواز میں ضعف محسوس نہ ہو مرزائیوں نے اس فقرہ کو اتنا مشہور کیا تھا جتنا مرزا جی کے مخالفوں نے ان کا نکاح مشہور کیا ہے ہم نے اس کا ثبوت ہر طرح سے مانگا لیکن ہمیشہ ٹالتے ہی رہے۔ ایک شیعہ نے ان کی تحریروں میں دیکھ کر دھوکہ کھایا اور لکھ مارا۔ جس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اس نے بھی صاف کہا کہ میں نے قادیانی تحریروں پر اعتبار کر کے ایسا لکھا ہے۔ اب میں قادیان بھی گیا تاہم مجھے اس کا ثبوت نہیں ملا۔

ایک دفعہ سیالکوٹ میں برمکان مولانا ابراہیم مرزائیوں نے یہ اقرار لکھ دیا کہ ہم دسمبر تک دکھا دیں گے وہ بھی نہ دکھا سکے لیکن ایسا باانصاف اور راستی پسند فرقہ ہے کہ ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتا رہا یہاں تک کہ اس وقت کا نمونہ آ گیا جو قرآن میں ایسے غالیوں اور سرکشوں کے لئے بتایا ہے کہ

الیو م نختم علی افوا ھھم و تکلّمنا اید یھم

(مجرموں کے منہ بند ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے)

خدا کے حکم سے ان مجرموں نے اپنے جرم کا یوں اقرار کیا جو قادیانی اخبار الفضل میں مرقوم ہے:

جلسہ قادیان کی روئداد:

دوسرے روز میر (قاسم علی) صاحب نے اتنا بیان کیا کہ حرامزادہ کی رسی

دراز والا اشتہار جو ہے وہ مولوی ثناء اللہ کا نہ تھا، بلکہ مولوی ثناء اللہ کے مطبع اہل حدیث میں مولوی مذکور کی تائید میں اس کے ایک دوست نے لکھا تھا (چونکہ یہ بھی غلط ہے کہ یہ اشتہار میرے کسی دوست کا ہے۔ لہذا قدرت نے اس قائل سے اس فقرہ کے بولنے یا لکھنے میں بڑی بھاری غلطی کرائی، یوں لکھا کہ کسی دوست نے مطبع میں لکھایا تھا، حالانکہ مطبع میں لکھانے کا محاورہ نہیں بلکہ چھپوانے کا ہے۔ دراصل یہ دست قدرت کا تصرف ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)۔ ایسے اشتہار چونکہ سنبھال کر نہیں رکھے جاتے اس لئے یہ بھی نہیں رکھا گیا، نہ سرکار میں ایسے اشتہار محفوظ ہوتے ہیں۔ آئندہ کوئی بھائی اس کو پیش کرنے کی غلطی نہ کریں (۶ جنوری ۱۹۲۱ء ص۱)

الحمدللہ جہاں یہ ثابت ہوا کہ یہ بازاری فقرہ میرا نہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ قادیانی جماعت ہٹ دھرمی میں کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ کس صفائی سے اپنی سیاہی کو ہلکا کیا گیا ہے کہ ایسے اشتہار رکھے نہیں جاتے۔ خوب یہی معنی ہیں:

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

اس لئے ہم بھی اپنے ناظرین کو اعلان کرتے ہیں کہ جہاں کوئی مرزائی یہ دعوی کرے اس کو الفضل کا یہ حوالہ دکھا کر اس کا منہ بند کردو۔ بند نہ ہو تو اس سے ثبوت طلب کرو۔ چاہے اس کے ثبوت دینے پر کوئی انعام بھی مقرر کرنا پڑے (حیرت کی بات ہے کہ وہ مطبوعہ اشتہار کہیں نہیں ملتا، اگر قادیان کے مرکزی دفتر میں نہیں تھا تو الحکم کے دفتر میں دیکھو، البدر کے دفتر میں دیکھو، اپنے مطبعوں کے دفاتر میں دیکھو، دہلی میں احمدی وغیرہ کے دفاتر میں دیکھو، اکمل اور کبیر الدین وغیرہ کے گھروں میں دیکھو، کئی لاکھ مرزائیوں کے گھروں سے پتہ کرواؤ غیر ممالک میں اپنے مشنوں سے پتہ کرواؤ۔ کیا سب نے اسے دریابرد کردیا تھا۔ مولوی ثناء اللہ کے مخالف مسلمانوں سے تلاش کرواؤ، کہیں تو ہوگا۔ آریوں سے پتہ کرواؤ۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۲۱ء ص۳۔۴)

ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ بطرز جدید

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزائیوں کے مسیح موعود نے مولوی ثناء اللہ صاحب شیر اسلام سے تنگ آ کر جو دعا کی اور جو فیصلہ خدا سے چاہا اس کے اقتباسات ذیل ملاحظہ ہوں:

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں.... تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔...

اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر.....

ربّنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا جی یہ دعا مانگ کر اور یہ فیصلہ خدا سے چاہ کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں پورے ہو کر اور خرد جال (ریل) پر سوار ہو کر امرتسر سے منہ چھپائے ہوئے قادیان جا کر زیر زمین ہو گئے۔ جنازہ کے ساتھ رنج و غم حیرت اور شرمندگی کے دیوتاؤں کا اسی قدر ہجوم تھا جیسے رنج و حسرت اور خواہش انتقام کے دیوتاؤں کا (صفحہ ۲۹۳ حقیقۃ الوحی)

الغرض جو کچھ قادیانی مرزا جی نے فرمایا اور خدا سے مانگا تھا وہ حرف بحرف پورا ہو گیا یعنی:

۱۔ اگر میں مفتری اور کذاب ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۔ مفتری ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنونکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔

اس دعا کے وقت قادیانی مرزا جی کے اشد دشمن تین شخص تھے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری، ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی اور مولوی محمد حسین صاحب۔

قادیانی مرزا جی ان تینوں کی زندگی میں ہلاک ہوئے اور ذلت کے ساتھ یوں مرے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا کہ جس موت کو انہوں نے ذلت اور لعنت قرار دیا تھا اسی موت مرے۔

ناکام یوں مرے کہ بہت سی حسرتیں ساتھ لے گئے۔ مثلاً اپنے دشمنوں کی موت کی، مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایمان لانے کی، زمینی نکاح کی، براہین احمدیہ اور منارہ کی تکمیل کی، سرزمین عرب دیکھنے کی، پادریوں کو ساتھ لے کر حج کرنے کی، ملکہ اور اس کی اولاد کے ایمان لانے کی، تفسیر لکھنے کی، ہندو مسلمانوں کو شیر و شکر دیکھنے کی، غرض یہ شعر گویا آپ ہی کا تھا

حسرت و یاس و تمنا ہیں جنازے کے ساتھ
دیکھئے کس دھوم سے ہم آج سفر کرتے ہیں

اور خلقت خدا کہہ اٹھی:

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا

نا مرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

کسر صلیب اور تمام دنیا کو مسلمان ہوا دیکھنا تو ایک خیال خام تھا اور

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

ایک کلمہ لغو تھا۔ مگر مرزائی ہیں کہ انصاف اور ایمان کو بالائے طاق رکھ کر طرح طرح کے عذرات نامعقول تراشتے ہیں اور اپنے خدادادمسیح موعود کو خدا کی نظر میں مفتری اور کذاب ماننے سے ان کی روح کانپتی ہے۔

اگرچہ یہ کوئی باریک بات نہیں کہ الفاظ،

جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں،

ایسے وسیع ہیں کہ مولوی صاحب کے اقبال و انکار دونوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں اور، قرینہ

اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے،

ساتھ پڑا ہے۔ مگر آج میں مرزا جی کے ہی قانون کو ان مرزائی صاحبان کے پیش کرتا ہوں جو کہتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا تھا اور دیکھتا ہوں کہ اب ان کے پاس کیا جواب ہے اور ان کا ایمان کیا کہتا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

قانون اول: مولوی غلام دستگیر وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظّمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یک طرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے (حقیقۃ الوحی۔ ص ۲۴۷)

قانون دوم: بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا، صرف ظالم پر بددعا کی تھی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ جب کہ اس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ

چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بد دعا اس پر کیوں گئی۔ اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جب کہ لوگ خدائی فیصلے کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۳۱)

جو مرزائی صاحبان اس بات پر سچی حلف اٹھانے کو تیار ہوں، خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری، ہاتھ اٹھائیں اور جمع ہو کر جواب دیں کہ خدا نے ایسے نازک وقت میں ان کے مسیح موعود کو ہی کیوں ہلاک کر دیا۔ مولوی غلام دستگیر صاحب کے معاملہ میں تو مولوی صاحب مرحوم اور مرزا جی دو ہی آدمی تھے اور پہلے مرنے کا احتمال نصف نصف تھا، لیکن اشتہار تبصرہ کی ۲۷ ویں سطر میں مرزا جی لکھتے ہیں کہ:

خدا نے پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور وافناء تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا،

پھر سطر ۲۹ میں اپنے خدا کا فرمان درج کرتے ہیں:

میں موجود ہوں۔ پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ۔ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے، عنقریب ان پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔،

پس مرزا صاحب قادیانی کے مخالف تو تین تھے اس لئے ان کے مقابلہ میں مرزا جی کی ہلاکت کا احتمال چار اور ایک کی نسبت رکھتا تھا۔ پھر تین کو ملحوظ رکھ کر خدا نے ایک کو ہی کیوں ہلاک کر دیا۔

پھر اسی اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کی ۳۶ ویں سطر میں قادیانی مرزا جی لکھتے ہیں:

پھر خدا نے اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دونگا یعنی دشمن (ڈاکٹر عبد الحکیم خان) جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں، یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر

اے امر میرے اختیار میں ہے (سبحان اللہ خدا نے کیس مسیح ہمارے لئے چن کر بھیجا ہے جسکی نامراد ہلاکت سے ثابت ہوا کہ خدا ہے جل جلالہ۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

اور سطر ۳۸ میں عربی الہام کا ترجمہ کرتے ہیں:

خدا ایک قہری بجلی گرائے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔،

پس مرزا جی کا انہی چودہ ماہ کے اندر ہلاک ہوجانا دو اور دو چار کی طرح ثابت کرتا ہے کہ مرزا جی کا الہام کنندہ خدائے قادر نہ تھا

و من اصدق من اللہ حدیثاً خدا سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے

ان اللہ لا یخلف المیعاد خدا وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔

اور یہ الہام شیطانی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ قادیانی مرزا جی حقیقۃ الوحی کے صفحہ اول کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:

شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی جھوٹے مدعی کی تائید اور حمایت میں کوئی قدرت نمائی کا الہام اس کو کرے، اور اس کو عزت دینے کے لئے کوئی خارق عادت اور مصفا غیب اس پر ظاہر کرے، تاکہ اس کے دعوی پر گواہ ہو۔،

پس اس میں کیا شک باقی رہ گیا کہ یہ الہامات قادیانی مرزا جی کے اپنے مغز کی پیداوار اور گھڑت تھے انما نملی لھم لیز دادوا اثماً و لھم عذاب مھین (آل عمران:۱۸۷) کے مطابق کچھ ڈھیل انہیں ضرور ملی مگر آخر یہ الہام اور دعوے انہیں قعر ذلت میں لے بیٹھے۔

اشتہار: خدا سچے کا حامی ہو

، اگست ۱۹۰۷ء کی اٹھارویں سطر سے مرزا جی یوں تحریر کرتے ہیں

اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے (یعنی کذاب مکار شیطان دجال شریر حرام خور شکم پرست نفس پرست مفسد مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا ۔ دیکھو اسی اشتہار کی سطر دوم وسوم) تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم کی مقرر کردہ میعاد میں مرنے کی) کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی ۔،

پس مرزا جی کے ان خطابات کا مصدق ہو کر ایسی ذلت کی موت مرنے پر ہمیں ان سے اور ان کے مریدوں سے ہم دردی ہے ۔

مرزائیو! میں خدا کو حاضر ناظر جان کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ مرزا جی بہت کتابیں پڑھ کر دہریہ ہو گئے تھے خدا سے منکر تھے اور سب نبیوں کو معاذ اللہ پاکھنڈی سمجھتے تھے اور کوئی صورت روزگار کی نہ دیکھ کر انہوں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا اور بے گانے پیسوں سے ہزار ہا اشتہار دے کر اس میں کسی قدر کامیابی حاصل کر لی، گو گرا ہم صاحب سے کم کہ اس نے مرتے ہوئے تین کروڑ کی وصیت کی ۔

اے خدا تو ہم سب مسلمانوں کو ایسے علم سے اپنی پناہ میں رکھ ۔ آمین ثم آمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۲۱ء ص ۴۔۵)

نکاح مرزا نہیں ہوا

(باقرار مولوی محمد علی ایم اے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ہمارے ناظرین مرزا صاحب قادیانی کے آسمانی نکاح کا مسئلہ خوب جانتے ہیں تمام مسلم بلکہ غیر مسلم بھی جن کو مباحث مرزا سے دلچسپی ہے اس نکاح سے واقف ہیں کہ مرزا صاحب پر کہاں تک آثار مرتب کر رکھے ہیں ۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی صداقت اور بطالت اسی ایک امر پر موقوف ہے ۔ چنانچہ

کتاب، شہادۃ القرآن، کے صفحہ ۸۱ پر مرزا صاحب قادیانی نے خاص مسلمانوں کو اس پیش گوئی پر متوجہ کیا ہے اور ضمیمہ انجام آتھم میں اس پیش گوئی کو مدینہ شریف میں بعدالت رسالت رجسٹری بھی کرایا ہے۔ یعنی لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی میرے آسمانی نکاح کی بابت ایک حدیث میں فرمایا ہوا ہے۔

بعد موت مرزا صاحب قادیانی اس پیش گوئی کے متعلق مرزائیوں کے دو گروہ ہوئے تھے۔ ایک گروہ کا سرگروہ مفتی صادق تھا، جس نے لکھا تھا کہ نکاح فسخ ہو گیا (ہوا کب تھا؟ درشکم مادر)۔ دوسرا گروہ وہ تھا جسکے سرگروہ حکیم نورالدین تھے جن کا قول تھا کہ نکاح بحال ہے، مگر مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد میں سے کسی لڑکے کا منکوحہ کی اولاد میں سے کسی لڑکی سے تا قیامت کسی وقت نکاح ضرور ہو جائے گا، یہی اس سے مراد ہے۔ (لیکن حکیم نورالدین صاحب بھیروی خلیفہ قادیان نے یہ نہیں بتایا کہ مستقبل کا سلطان محمد کون ہوگا اور وہ کب مرے گا۔ بہا)

مگر ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب کے خاص الخاص کاتب وحی والہام جناب امیر جماعت احمدیہ لاہور یہ مولوی محمد علی ایم اے تیسرا مذہب اختیار کیا ہے جو درحقیقت اپنی راستی اور صداقت میں ایسا مدلل اور صاف ہے کہ کوئی کتنا ہی مرزا جی کا دشمن بلکہ اشد دشمن ہو وہ اس مذہب کو مان جائے گا۔ ہمارے نامہ نگاروں میں سے اشد مخالف ہمارا قابل نامہ نگار کو ہاٹی ہے ہم کامل توقع سے کہتے ہیں کہ وہ بھی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا قول سنیں گے تو فوراً بلکہ فوراً سے پیشتر متفق ہو جائیں گے۔ پس وہ بھی توجہ سے سنیں۔

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور فرماتے ہیں۔ واللہ کیا سچ فرماتے ہیں، سونے سے لکھنے کے قابل فرماتے ہیں:

> حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول کرنے میں لوگوں کو عذر صرف پیش گوئیوں میں ہوسکتا ہے اور ان میں سب سے بڑی پیش گوئی نکاح والی

پیش گوئی ہے۔ میں اسی کو اس وقت (یعنی بوقت تقریر در جلسہ سالانہ لاہور بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۰ء) لیتا ہوں ۔ یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔

اس کے متعلق میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ہی بات کو لے کر سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ صرف ایک پیش گوئی کو لے کر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا کہ جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں، یہ طریق انصاف اور راہ ثواب نہیں۔ صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔ اگر صرف ایک پیش گوئی کو لیا جائے تو غور کرو کہ لتدخلن المسجد الحرام یہ بھی ایک پیش گوئی تھی اسی کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ کیا اور کعبہ کو چل دیئے مگر آپ کو کفار نے روک دیا۔ اب ایک نادان معترض اس پر بھی اعتراض کرسکتا ہے خصوصاً اس صورت میں جب کہ ناکام واپس لوٹنے پر خود صحابہ کو بھی اسپر شبہ گذرا۔ غرض ایک شخص کی ایک بات کو لے کر تم اس کے متعلق کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے بحیثیت مجموعی اس کی ساری باتوں پر غور کرو پیش گوئیوں کو دیکھنا ہے تو اس کی ساری پیش گوئیوں کو دیکھو۔ پھر اسکے کام کو دیکھو اس کے اندر جو تڑپ کام کر رہی ہے اس کو دیکھو (منشی عبدالحی کو ہاٹی کے آئندہ دو تین مضامین انہیں آخری فقروں پر مبنی ہیں۔ بہاء) (پیغام صلح ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہمارا مدعا تو صرف آپ کے اقرار سے حاصل تھا کہ،

کہا تھا نکاح ہوگا اور نہیں ہوا۔،

باقی فقرات میں جو آپ نے تلبیس سے کام لیا ہے اس کا نقل کرنا محض اس لئے ہے کہ

آپ جیسے حق پسندوں کی حق پسندی بلکہ دیانت بلکہ علمیت کا اظہار بھی بخوبی ہو جائے۔ پس سنئے ! جس پیش گوئی کو خاص طور پر ملہم اپنا نشان بنائے اور اعلان کرے اور لوگوں کو اس پر متوجہ کرے اس پر خاصکر توجہ کرنے کا ہر ایک کو حق ہو گا اس میں یہ عذر بالکل کمزور بلکہ تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے کہ باقی کو کیوں نہیں دیکھتے۔ یہ کہنا اگر کچھ صداقت رکھتا ہے تو ملہم سے کہنا چاہیے کہ آپ کیوں اس خاص پیش گوئی پر لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔

علاوہ اس کے، مجموعی طور، کہنے سے آپ کا مطلب کیا ہے؟ کیا مجموعہ اپنے اجزاء سے مرکب ہوتا ہے یا کسی اور چیز سے؟ اگر اپنے اجزاء ہی سے مرکب ہوتا ہے تو پھر اس کے اجزاء میں کوئی جزء غلط ہوا تو مجموعہ کہاں رہا۔

سنئے علم منطق کا مسئلہ ہے کہ موجبہ کلیہ کی نقض سالبہ جزئیہ ہے۔صداقت کی جانب موجبہ کلیہ چاہیے کذب کی جانب سالبہ جزئیہ کافی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں اس اصول کو مانتے ہیں۔

علاوہ اس کے ہمارا تو دعوی ہے کہ کوئی پیش گوئی بھی جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بطور تحدی کی ہو، سچی نہیں ہوئی۔ آپ اگر مدعی ہوں تو ہم ایک ایک متحدیانہ پیش گوئی کو پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خدا آپ کو ہمت دے کہ ہاں کریں۔

ہاں واقعہ حدیبیہ کو آپ کا پیش کرنا آپ کی اندرونی عقیدت بحق نبوت محمد یہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ کی حقیقت کھولتا ہے ایک ایماندار کے لئے یہ کافی ہے کہ اس واقعہ کی بابت خدا تعالی نے صاف لفظوں میں فرما دیا:

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق (خدا نے نبی کا خواب سچا کر دیا)

اب اس کی نسبت کیا سوال؟

ہاں مرزا صاحب قادیانی کا نکاح اگر اسی طرح سچا ہوا ہوتا، تو آپ کیوں کہتے کہ نکاح نہیں ہوا۔

جناب من! یہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں پر ایسا سنگین پتھر ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی اس کے وزن کو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بھی آپ کی طرح لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں کہ:

میرے تین لاکھ نشان ظاہر ہوئے۔ ایک دو اگر مشتبہ رہے، تو کیا ہوا۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۴۶)

کیسی ہوشیاری سے جھوٹ بلکہ سفید جھوٹ کو مشتبہ کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مولوی محمد علی لاہوری نے کھلے لفظوں میں تسلیم کیا ہے کہ، نکاح کی بابت پیش گوئی تھی اور نکاح نہیں ہوا۔

اخیر میں ہم مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور ان کی جماعت کو خصوصاً اور دیگر مرزائیاں کو عموماً اس خدا کے نام کا واسطہ دے کر توجہ دلاتے ہیں جس کے حکم سے آسمان اور زمین کھڑے ہیں جس کا علم ہر ذرے کو شامل ہے سب چیزیں جس کی قدرت کے ماتحت ہیں۔ وہ ذرا مرزا صاحب قادیانی کے اقرار نامہ ذیل کو ملاحظہ کریں اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے دل میں غور کریں کہ کیا مخالفوں کے اعتراضات بے جا ہیں۔ جو شخص ایسا پختہ اظہار کرے پھر اس پر بھی کوئی شخص ایمان دار کہلا کر اعتراض نہ کرے۔ سنئے مرزا صاحب قادیانی اس نکاح کی بابت لکھتے ہیں:

و القدر قدر مبر م ۔ و انی ا جعل ھذا انبأ معیار الصدقی او کذ بی و ما قلت ا لا بعد ما انبئت من ر بی (انجام آتھم۔ص ۲۲۳)

یعنی یہ نکاح ضرور ہوگا اس کی تقدیر ان ٹل ہے اور میں اس خبر کو اپنے صدق یا کذب کے لئے معیار بناتا ہوں میں نے جو کہا ہے تو خدا سے اطلاع پا کر کہا ہے۔

ناظرین غور کریں کہ ایسی پیش گوئی کے پورا نہ ہونے کی صورت میں بھی کسی معترض کا اعتراض بے محل ہوسکتا ہے؟

احمدی دوستو! واذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قر بی۔

جب بولو انصاف سے بولو، چاہے گواہی اپنوں کے خلاف ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۱۱ فروری ۱۹۲۱ء۔ص ۳۔۴)

قادیانی کیمپ میں بے چینی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کے حملوں سے قادیانی کیمپ میں بری طرح کی بدحواسی کے آثار پائے جاتے ہیں۔گذشتہ پرچے میں نکاح مرزا کے متعلق ایک مضمون باقرار مولوی محمد علی ایم اے لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے نکاح کی بابت پیش گوئی کی تھی اور نکاح نہیں ہوا۔اس کے بعد ایک دوست نے ایک رسالہ دکھایا تھا جو خاص اسی مضمون کے متعلق ہے جس کا نام ہے:

مرزا احمد بیگ والی پیش گوئی۔

اس رسالہ میں مصنف (قاضی اکمل قادیانی) نے اس پیش گوئی کو صاف کرنا چاہا ہے لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف مذکور یا تو پرلے درجے کا بددیانت ہے یا مرزا قادیانی کی تحریرات سے بالکل ناقف ہے۔اس رسالہ میں اس نے اس قدر دجل سے ابلہ فریبی کی ہے کہ فنا فی المرزا ہونے کا پورا ثبوت دیا ہے..

اسنے اپنے ناظرین پر یہ ظلم کیا ہے کہ صحیح معلومات ان تک نہیں پہنچائے۔ہم سچ کہتے ہیں کہ ایسا مہمل رسالہ ہم نے مدت العمر نہیں دیکھا، جسکا خلاصہ دکھانا بھی مشکل ہے۔ہاں اس میں ایک خوبی ضرور ہے وہ یہ کہ درسیات عربیہ میں فن بلاغت پڑھاتے ہوئے اس اصول کی مثال تلاش کرنی مشکل ہوتی ہے کہ کوئی ایسا کلام ہو جس کے اجزا مقررہ تو سب موضوع بلکہ فصیح ہوں، مگر وہ مرکب کلام مہمل یا غیر فصیح ہو جائے۔اس اصول کی مثال کے لئے یہ رسالہ بہت کارآمد ہوگا کہ مفردات تو سب فصیح ہیں، مگر مرکب سب غیر فصیح۔گو اس رسالہ کا خلاصہ دکھانا مشکل ہے تاہم ہماری کوشش

سے اتنا نکل سکتا ہے کہ آسمانی نکاح والی پیش گوئی مرزا صاحب آنجہانی نے کسی نفسانی خواہش (ہائے توبہ ایسی بات کہی) کے لئے نہیں کی تھی بلکہ اس لڑکی کے کنبے والے چونکہ بے دین تھے ان پر نظر رحمت ہوئی کہ کسی طرح ان کو خاندان رسالت سے وابستہ کر کے فیضان پہنچایا جائے۔ مگر چونکہ انہوں نے سرکشی کی اور حضرت صاحب کا کہا نہ مانا ،ان پر عذاب نازل ہوا کہ وہ خود مرزا احمد بیگ بعد نکاح دختر کے چھ مہینے میں مرگیا جس سے اسکے اقارب کو بہت صدمہ ہوا اور خوف زدہ ہوئے۔ خود مرزا سلطان محمد، مرزا صاحب کے حق میں حسن ظن رکھتا رہا، اسی لئے وہ مرا نہیں۔ یہی پیش گوئی سے مطلب تھا کہ اس خاندان پر خاندان رسالت کا اثر اچھا ہوا (کوہ کندن وکاہ برآوردن)

پس تنقیح طلب امر صرف یہ ہے کہ کیا مرزا سلطان احمد مرزا قادیانی سے ڈرا، یا حسن ظن ہوا۔ اور یہ کہ اس حسن عقیدت پر رجوع کی وجہ سے وہ موت سے بچ گیا۔ ان دونوں باتوں کا ثبوت مرزائی کیا دیں گے ہم ہی ان کی تردید کا ثبوت دیتے ہیں۔

مقدمات سرکاری میں پولیس کی کوشش سے بعض ملزم وعدہ معافی پر دوسرے ملزم کے خلاف بیان دے کر رہا ہو جاتے ہیں ...گروہ کی نسبت یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی رہائی کے لئے دوسرے کو پھنسایا ہو اس لئے ہم ایسا نہیں کریں گے ہم حسب ضابطہ دیوانی اپنے فریق ثانی (مدعی) ہی کو بطور گواہ پیش کر کے فیصلہ کرائیں گے

واضح رہے کہ بفضلہ تعالی مدعی (مرزا قادیانی) کے بہی کھاتے سے ہم اتنا واقف ہیں کہ ہمیں کسی اور گواہ کی حاجت نہیں اور نہ کبھی ہوئی بلکہ نہ ہوگی انشاء اللہ ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ مرزا جی کے مرید مرزائی ملفوظات کو ہم سے زیادہ نہیں جانتے ہوں گے۔ اس مضمون پر ہم مقابلہ کا امتحان دینے کو بھی تیار ہیں۔ مگر ہر ایک ایرے غیرے سے نہیں بلکہ دونوں پارٹیوں کے دونوں سرگروہوں سے۔ گو اصل معنی میں یہ بھی ہماری ہتک ہے کیونکہ ہمارا خطاب تو دراصل مرزا صاحب آنجہانی سے تھا لیکن ان

کے مرنے کے بعد چونکہ یہی ان کے قائم مقام ہیں اس لئے بالنخواستہ ہم انہی سے امتحان مقابلہ دینا منظور کرتے ہیں۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی زندگی کے حالات بنظر غور دیکھنے سے حضور ﷺ کی رسالت کا ثبوت مل جاتا ہے اور مرزا صاحب قادیانی کی زندگی اور ملفوظات کو بغور پڑھنے سے ہر آدمی اس نتیجہ پر بآسانی پہنچ سکتا ہے کہ:

رسول قادیانی کی رسالت

جہالت ہے بطالت ہے شرارت

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا، اب ہم اصل مطلب پر آتے ہیں اور مدعی کو گواہ پیش کرتے ہیں یعنی مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں اور فیصلہ کن لکھتے ہیں:

مرزا سلطان محمد نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر پرواہ نہ کی خط پر خط لکھے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرہ التفات نہ کی۔

(قادیانی اشتہار انعامی چار ہزار)

یعنی ایسا سخت دل یا شیر بہادر لوہے کی لاٹھ بنا رہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ڈراوے پر ڈراوے کا جواب اس نے وہی دیا جو ایک ایمان دار دیا کرتا ہے۔ ثم کیدون و لا تنظِرون (الاعراف:۱۹۵) تم سے جو کچھ ہوسکتا ہے کرلو اور مجھے مہلت نہ دو۔

اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مرزا سلطان محمد کی حیثیت ان بھول بھلیوں سے بالاتر تھی وہ کتنا ہی حسن ظن یا حسن عقیدت بحق مرزا قادیانی رکھتا بلکہ وہ پکا مرزائی بھی ہو جاتا، تاہم مرزا صاحب کے سامنے اس کو مرنا چاہیے تھا تاکہ مرزا جی اس کے بعد من مانی کاروائی کر سکتے۔ سنئیے! ہمارا گواہ کوئی معمولی چار آنے کا گواہ نہیں کہ اناپ شناپ کہے بلکہ بڑا صاف گو ہے پس تم اس کی شہادت سنو اور ایمان لاؤ۔ سنو ہمارا گواہ کہتا ہے:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے (قضا ان ٹل) اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالی اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

(انجام آتھم)

بتاؤ جس صورت میں سلطان محمد کی موت مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں آجانی ان ٹل تھی، تو کیوں نہ آئی۔ مرزا صاحب قادیانی تو ۱۹۰۸ء میں مر گئے اور سلطان محمد آج ۱۹۲۱ء میں بھی زندہ ہے حالانکہ مرزا صاحب قادیانی صاف صاف فرما گئے ہیں میری زندگی میں سلطان محمد نہ مرا تو میں جھوٹا ہونگا۔

مرزائیو! تم کیسے مرزا جی کے مرید ہو کہ مرزا جی کے صاف صاف ارشاد پر بھی تمہارا ایمان نہیں۔ افسوس

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ص ۱۔۲)

یہودی کون تھا یا ہیں

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

میں نے سنا ہے کہ کوہاٹ میں بعض ایسے مرزائی ہیں کہ ہم مسلمانوں کو سوائے یہودی کے دوسرے لفظ سے یاد نہیں کرتے۔ اس لئے میں اپنے ایک پرانے مضمون کو کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ پھر ان کے پیش کرتا ہوں کہ اس کے پڑھنے کے بعد خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ یہودی کون تھا، یا کون ہیں۔

قرآن کریم سے عقاید یہود حسب ذیل پائے جاتے ہیں

اول یہ کہ یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسی سولی پر چڑھائے گئے

(ص ۱۶۴ ست بچن پر مرزا جی لکھتے ہیں کہ

اب ڈاکٹر صاحب کے قول سے معلوم ہوا کہ چین کے یہودی اس قول سے اتفاق نہیں رکھتے اوران کا یہ مذہب نہیں ہے کہ حضرت عیسی سولی پر مر گئے ،

اور مرزا جی بھی چین کے رہنے والے تھے چنانچہ حاشیہ ص ۴۰ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ:

اوراسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چین ....)

مرزا جی کا عام یہود کے مطابق یہی اعتقاد تھا اور خاص چین کے یہود کے مطابق یہ کہ وہ سولی پر مرے نہیں۔

اللہ تعالی سورہ مائدہ میں فرماتا ہے کہ

و اذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتھم با لبیّنا ت فقا ل الّذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مبین (مائدۃ:۱۰)

(یعنی اللہ قیامت کے دن حضرت عیسی کو فرمائے گا کہ میری وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں ۔منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ جب تم بنی اسرائیل کے پاس معجزات لائے اورانہوں نے ان معجزات کو جادو کہا اور تم پر دست درازی کرنی چاہی ،تو ہم نے ان کا ہاتھ تم سے روکے رکھا یعنی تمہارے پاس تک نہ آنے دیا) ....

نوٹ : مختلف باپوں سے جواولاد ہوتی ہے ان کو عربی میں اخیافی کہتے ہیں اور مختلف ماؤں سے جو ہوتی ہے ان کو علاتی کہتے ہیں ۔...اردو میں سوتیلے۔

غرض ہماری کسی زبان میں ایسے بہن بھائیوں کو جو ماں اور باپ دونوں میں شریک نہ ہوں حقیقی نہیں کہتے اور مرزا جی نے حقیقی کے لفظ کے خود ہی تشریح بھی کر دی کہ سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔اب کوئی شبہ باقی نہیں رہا کہ بقول مرزا صاحب ،حضرت عیسی روح اللہ، یوسف نجار کے نطفہ سے تھے۔

نتیجہ: مرزا جی کے کلمات کا حاصل یہ ہے کہ

ا۔حضرت مریم قبل از نکاح اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھیں گومرزا جی نے ہم غریبوں پر تلطف فرما کر یہ نہیں سمجھایا کہ جس حالت میں

یوسف نجار کی ایک بیوی موجود تھی اور شریعت موسوی میں ایک کی موجودگی میں دوسری بیوی جائز نہ تھی تو پھر سگائی کس قانون کی رو سے اور کس غرض کیلئے ہوئی تھی۔ گویا ضمناً سگائی سے انکار ہے۔

۲۔ نکاح حمل ہو جانے سے بعد ہوا اور حمل یوسف سے ہوا کیونکہ باقی اولاد حضرت عیسی کے حقیقی بہن بھائی تھے۔ پس اس سے کس ایمان والے کو انکار ہو سکتا ہے کہ مرزا جی صاف کہہ رہے ہیں کہ مریم نے ایک شخص یوسف سے (نعوذ باللہ) زنا کیا، یہاں تک کہ اس کو حمل ہو گیا۔ اور جب حمل ظاہر ہو گیا تو بزرگان قوم نے کوئی اور صورت نہ پا کر زانیہ کو زانی کے گلے مڑھ دیا۔ اور چونکہ نکاح از روئے شریعت موسوی جائز نہ تھا، اس لئے تمام عمر مریم کی زنا میں گذری، اور ۱۹ سو سال کے بعد یہ خطاب مریم اور ابن مریم کا مرزا صاحب قادیانی کو ملا۔ کیا تم انکار کرو گے حضرت مریم پر زنا کا الزام لگانے والا یہودی نہیں تو اور کون ہے۔ خدا را انصافے

باقی رہا یہ امر کہ ایک شخص مسیح بنا اور ہم نے اس کو قبول نہ کیا اس لئے ہم کو یہودی کہا جاتا ہے، سو مرزائی صاحبان ہمیں ایسے مسیح کے ماننے سے معاف رکھیں جس پر ایک طرف تو بوجوہات بالا قرآن لعنت بھیج رہا ہو، اور دوسری طرف وہ اپنے ہی قول کے مطابق آگے بھی اور پیچھے بھی لعنت لے کر مرا ہو۔ ملاحظہ ہو اشتہار، خدا سچے کا حامی ہو۔، اسکی اٹھارویں سطر میں مرزا جی یوں شروع ہوتے ہیں:

اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خان نے سمجھا ہے یعنی کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفتری، اور خدا پر افترا کرنے والا، تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی،

یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کی مقرر کردہ میعاد میں مرنے کو مرزا جی

نے اپنے واسطے ذلت اور لعنت کی موت قرار دیا اور اسی میعاد میں مرے۔

اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرزا جی واقعی ویسے ہی تھے جیسے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سمجھے تھے کیونکہ انہی کے فرمودہ کے مطابق اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو اس میعاد میں نہ مرتے۔اور جب اسی میعاد میں مر گئے تو ضرور ایسے ہی تھے۔اس میں کسی دوسرے کے فیصلہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

مرزائیو! اگر ہم تمہارے مسیح موعود کو چین کا یہودی کہیں تو تمہارے پاس کوئی تردید ہے۔ (یہ مضمون فوٹو کاپی مسودہ ٹھیک طرح پڑھا نہ جاسکنے کے باعث نامکمل ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ص۲۔۳)

قادیانی امت جواب دے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

خاندان لکھو کے ضلع فیروز پور ایک پرانا علمی خاندان ہے۔اس کے ایک ممبر مولوی نور احمد صاحب ایک معمر بزرگ ہیں۔عرصہ ہوا آپ نے مرزائیوں سے بذریعہ اشتہار ایک سوال کیا تھا جس کے جواب کے لئے ازراہ مہربانی ایک سال کی مدت ٹھہرائی تھی۔ باوجود عرصہ مدید گذر جانے کے جواب نہیں ملا۔مولوی نور احمد صاحب بذریعہ اخبار اہل حدیث امرتسر اپنا سوال دہرا کر جواب کے طالب ہیں۔ سوال کے متعلق موصوف کے اپنے الفاظ درج ذیل ہیں:

اس سوال کا رخ بالخصوص خلیفہ محمود صاحب قادیانی و مولوی محمد علی ایم اے لاہوری کی طرف اور عموماً اہل علم جماعت احمدیہ کی طرف ہے۔

قرآن شریف نے ہم کو یہ خبر سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عیسیٰ سے چار وعدے تھے:

۱۔ یہ کہ میں تجھ کو مار لونگا۔

۲۔ اٹھا لونگا تجھ کو اپنی طرف۔
۳۔ پاک کرونگا تجھ کو کافروں سے۔
۴۔ جو لوگ تیرے تابع ہوں گے ان کو کافروں پر غالب رکھونگا قیامت تک

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ یہ وعدے تو قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے پورے ہو چکے ہیں یا آئندہ زمانے میں پورے کئے جائیں گے۔ اگر پہلے پورے ہو چکے ہیں تو کس آیت کریمہ سے ثابت ہوا اور اگر آئندہ زمانے میں پورے کئے جائیں گے تو کس آیت سے معلوم ہوا؟

اور مخاطبین کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر ایک سال تک جواب دے سکیں تو فبہا، ورنہ نئی تاریخ حسب منشاء مل سکتی ہے۔ اور اگر اس عاجز سے جواب چاہیں تو پہلے اپنی لاعلمی کا اقرار تحریر کر دیں فی الفور بلا تامل نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا جاوے گا اور حوالہ آیات قرآنی کا ہوگا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم بھی اس سوال کا جواب سننے کے مشتاق ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ص۴)

مدراسی قادیانی جماعت

جناب سید نعمت اللہ برمبور بارکس مدراس سے لکھتے ہیں

اخبار قومی رپورٹ مورخہ ۳۱ جنوری کے پرچہ سے معلوم ہوا کہ قادیانی مبلغ نے پھر سر اٹھایا ہے۔ مدراسی پبلک خوب جانتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے امیر مولوی محمد علی ایم اے اور خواجہ کمال الدین صاحب گذشتہ سال مدراس تشریف لائے تھے، تو مولانا فخری مرحوم نے مناظرہ کے لئے چیلنج پر چیلنج دیا۔ اس وقت مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین بلا چون و چرا رفو چکر ہو گئے۔

شیر دل مولا نا فخری صاحب رحلت فرما چکے،تو مدراسی مرزائیوں کی جان میں جان آئی اور پھر مئوں مئوں کی آواز شروع کی ہے۔

مرزائیو! جب تمہارے نبی غلام احمد نے اپنی زندگی میں شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب سے تنگ آکر موت مانگ لی،تو اب تم میں اتنی استقامت کہاں۔پس پردہ شکار کھیلنا اچھا نہیں، جو تمہارے حامی رہ گئے ہیں ان کو سامنے لاؤ اور جانبین میں شرائط مناظرہ طے کرلو

اہل سنت کی طرف سے جناب سی عبدالحکیم حاجی عبدالقادر صاحب جناب جلال الدین، حاجی عبدالکریم ، حاجی کے محمد عمر،سید عبدالقادر جیلانی ہیں۔

اب بتلاؤ کہ تمہاری طرف سے کون اصحاب ہیں تاکہ باہم مشورہ کرکے مناظرہ کے شرائط طے کرلیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔ ص۴)

دونوں بولے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کی یورش سے تنگ آکر قادیانی مشن کی دونوں پارٹیاں (قادیانی اور لاہوری) بولنے لگی ہیں ہم بھی ان کے بولنے کو غنیمت جانتے ہیں کیونکہ آج تک تو ان کی کیفیت یہ تھی کہ چنیں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔بہت اچھا ہوا کہ بولے اور خوب بولے۔

ناظرین کو معلوم بلکہ خوب معلوم ہوگا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت ومہدویت وکرشنیت وموسویت وزکریت وابراہیمیت ویوسفیت:

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام۔داد آن جام را مرا بتمام (قول مرزا) ایسے جامع صفات کاملہ اور صاحب فضائل لامتناہیہ بھی اہل حدیث کے مواخذات سے تنگ آکر آخری

فیصلہ کی صورت میں جو ایک اشتہار شائع کیا تھا اس میں مطلب کی بات یوں لکھی تھی؟
خداوندا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو ہم دونوں میں جو تیرے نزدیک جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔

اس دعا کا کیا اثر ہوا؟ دنیا کو معلوم ہے کہنے کی حاجت نہیں کہ:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اس فیصلے نے قادیانی کیمپ میں سخت بے چینی پیدا کر دی۔ دیانت امانت صداقت کا تو یہ تقاضا چاہیے تھا کہ خدائی فیصلے کو مان جاتے، یعنی دل سے یقین کر جاتے کہ دونوں میں سے جو زندہ رہا، وہ سچا ہے۔ بحکم کونوا مع الصادقین (سچوں کے ساتھی بنا کرو)، سچے کا ساتھ دینا چاہیے تھا مگر یہ کیونکر ہوتا جہاں کیفیت ہی یہ ہو:

ان یّروا سبیل الرّشد لا یتّخذوہ سبیلاً

(ہدایت کی راہ دیکھ کر بھی اختیار نہیں کرتے)

دونوں پارٹیوں نے اس الٰہی فیصلے کا جواب دینا چاہا۔ چنانچہ لاہوری پارٹی کے سرکردہ مولوی محمد علی ایم اے نے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ لکھا جس کا نام ہے۔ آفت اللہ۔ اس رسالہ میں اتنی طول طویل تحریر سے کام لیا کہ استاد غالب کا شعر یاد آ گیا

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی
عجیب چیز ہے یہ عرض مدعا کے لئے

اس رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ عرصہ دراز سے دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں مباہلہ کے متعلق تحریک ہو رہی تھی۔ اس تحریک کی آخر یہ تھی اشتہار بصورت آخری فیصلہ مرزا صاحب قادیانی نے شائع کیا۔ یعنی وہ بھی دراصل تحریک مباہلہ تھی۔ مباہلہ میں جو فریقین سے دعا ہوتی ہے مولوی ثناء اللہ نے اس دعا پر آمادگی نہ کی۔ اس لئے وہ مباہلہ متحقق نہ ہوا۔ جب مباہلہ ہی نہیں ہوا تو کی موت اس فیصلہ پر سند نہ ہوئی۔

اس ٹریکٹ کا جواب اسی زمانہ میں جب یہ نکلا تھا ہم نے فوراً دے دیا تھا جس کا نام تھا آفۃ اللہ بجواب آفۃ اللہ۔ اسی مضمون کو الہامات مرزا کے آخری طبع میں ہم نے ساتھ لگا دیا ہے۔

باوجود اختلاف کے اور باوجود لاہوری پارٹی کے اچھوت (ناقابل ملاپ) جاننے کے قادیانی پارٹی کے رکن رکین ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی صاحب نے بھی لاہوری پارٹی کے سرگروہ کا اتباع کیا۔ جلسہ سالانہ قادیان میں جتنی تقریر کی عوام ناواقفوں کی نگاہ میں تو اپنا کمال دکھایا، حقیقت میں وہ سارا پس انداز تھا لاہوری امیر کا۔ خیر ہمیں کیا، ہمارے حق میں بحکم ملۃ واحدۃ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ ہاں طرفہ ہے تو یہ ہے کہ ایسے جواب پر جو تار عنکبوت کی طرح محض ہوائی قلعہ اور بور کا لڈو ہو یہ لوگ اتنا فخر کرتے اور اتراتے ہیں کہ الامان۔

ناز ہے گل کو نزاکت میں چمن اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

اس طرفہ پر طرہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی کو ہم عرصہ سے جواب دے چکے ہیں مگر پیغام صلح کا اڈیٹر اسی مردود جواب کو فروری کے پیغام میں مکرر نقل کر کے اپنی قابلیت اور مصنف کی دیانت کا ثبوت دیتا ہے۔

ہمارے جواب کا مضمون خود مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار سے ماخوذ ہے

احمدی دوستو! قادیان اور لاہور کے سرگروہو! ہم تم سے ایک دفعہ پھر فیصلہ کرنا چاہتے ہیں جس کی صورت بالکل آسان ہے۔ وہ یہ کہ مرزا صاحب قادیانی کا اشتہار، آخری فیصلہ، کسی منصف کے ہاتھ میں دے کر مجمع عام میں ہم سوال کریں گے کہ آپ اس اشتہار کو دیکھ کر اپنا خیال بتاویں کہ یہ درخواست مباہلہ ہے یا دعا مباہلہ۔

اگر مسلّمہ منصف کہدے کہ کسی گذشتہ تحریک مباہلہ سے اس کو تعلق ہے اور یہ درخواست مباہلہ ہے تو تم سچے۔ اور اگر وہ کہے کہ محض دعا فیصلہ ہے تو ہم سچے۔

اس فیصلہ کی یادگار کے لئے کچھ رقم بھی مقرر کریں گے تو لدھیانوی سہ صد میں سے کچھ پیش کرنے کو بھی تیار ہوں۔ سنو! تمہاری خاطر ہم آخری فیصلہ والے اشتہار کا اصل مضمون آج پھر درج کئے دیتے ہیں جو یہ ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم۔نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم۔ یستنبئونک احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدی

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور دنیا میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی مضر نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون

ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے اپنے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھوں سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لك به علم پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی

تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔

آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء

احمدی ممبرو! اسوقت کو یاد کر کے جسکی کیفیت ان لفظوں میں آئی ہے

کلّکم آتیه یو م القیامة فر داً (تم سب ایک ایک کر کے خدا کے سامنے آؤ گے)

خدا کو حاضر ناظر جان کر اس دن کا خوف دل میں رکھ کر بتاؤ اس اشتہار کو پڑھ کر تمہارا ضمیر کیا فیصلہ دیتا ہے؟ کیا اس میں مباہلہ کی درخواست ہے یا فیصلہ کی دعا۔ باوجود ایسی صاف اور صریح عبارت کے تم اب بھی مطلب نہ سمجھو تو سنو:

اگر اب بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ فروری ۱۹۲۱ء ص ۱-۳)

بیٹے کی تیسری شادی اور باپ کی بربادی

خلیفہ قادیان میاں محمود احمد کا دو کی موجودگی میں تیسرا نکاح ۷ فروری ۱۹۲۱ء کو ہوا۔ بہت خوب ہوا۔ باپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے دو کئے تھے اور تیسرے کی آرزو رکھتے تھے۔ بیٹے نے تین کر لئے اور شائد چوتھے کی آرزو رکھتے ہوں۔ اس حیثیت

سے تو باپ بیٹے سے بڑھ گیا۔ہمیں اس پر سوال نہیں، وہ جانیں اوران کے گھر والے جانیں ۔مگر خلیفہ جی کے حاشیہ نشینوں نے اس نکاح کے ذکر میں ایک مرزائی پیش گوئی کا ذکر کر کے ہماری رگ حمیت کو جوش زن کر دیا۔جس کی تفصیل یہ ہے کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا تیسرا نکاح اس لڑکی سے ہوا جو پانچ سالہ عمر میں اس کے بھائی مبارک احمد سے نکاحی گئی تھی اور وہ ستمبر ۱۹۰۷ء میں غالباً بعمر ۸ سال فوت ہو گیا تھا۔ اس کی موت کی بابت اخبار فاروق قادیان لکھتا ہے:

میاں مبارک احمد صغرسنی میں حسب وعدہ الٰہی مطابق پیش گوئی فوت ہو گیا۔
۲ فروری ۱۹۲۱ء

اس لفظ (مطابق پیش گوئی) نے ہم کو یہ نوٹ لکھنے پر مجبور کیا۔ ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ کس دل گردے کے ہیں کہ کوئی پیش گوئی کیسی ہی صاف طور پر غلط ثابت ہوئی ہو، یہ لوگ اس خیال سے کہ اہل حدیث یا کوئی اور واقف حال اس پر اعتراض کرے گا فوراً بلکہ فوراً سے پہلے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں واقعہ پیش گوئی کے مطابق ہوا۔اللہ اکبر! کس دل گردے کے آدمی ہیں زین لهم الشيطان اعمالهم

آیئے ہم اس مبارک احمد کی بابت مرزائی تحریرات دکھاویں۔مرزا صاحب قادیانی آنجہانی تریاق القلوب میں لکھتے ہیں:

عجیب تو یہ ہے کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی۔ چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔اور اشتہار مذکور میں خدا تعالی نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ جب اس لڑکے کا نام مبارک رکھا گیا تب اس نام کے بعد ایک پیش گوئی ۲۰ فروی ۱۸۸۶ء کی پائی گئی۔ (تریاق القلوب۔ص ۴۰)

یہ عبارت ہماری توجہ ۲۰ فروری کے اشتہار کی طرف لے جاتی ہے اس لئے ہم ۲۰ فروری کے اشتہار سے بھی اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔پس ناظرین بغور سنیں مرزا

صاحب اس لڑکے مبارک احمد کی بابت لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں:

مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور صاحب عظمت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت ... نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے... ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی .. مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ وہ آتا ہے اور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے اس میں اپنی روح ڈالی ..خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی ..آسمان کی طرف .. اٹھایا جائے گا و کان امراً مقضیاً خاکسار غلام احمد مولف براہین احمدیہ ہوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

مرزائیو! اس جبار وقہار ذوالبطش والانتقام مالک الملک لا الہ الا ھو سے ڈر کر بتاؤ یہ عبارت اسی لڑکے مبارک احمد کی ...اور زندگی کا ثبوت ہے یا نہیں؟ یعنی صاف ثابت ہے کہ وہ بلوغت کو پہنچے گا اور اپنی روحانی برکات سے دنیا میں شہرت پائے گا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس خدائے قہار سے ڈر کر اس عبارت کو دیکھئے لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد (اس جیسا کسی کا عذاب نہیں نہ اس جیسی کسی کی قید ہے) پھر کیا پسر موعود (مبارک احمد) اس عمر کو پہنچا؟ کہ بوجہ اپنی روحانی برکات کے تمام دنیا میں

شہرت پا گیا ہو؟ سنو!

وہ بے چارہ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا (تریاق القلوب۔ص ۴۱)

اور ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو فوت ہو گیا (اخبار بدر مورخہ ۱۹ستمبر ۱۹۰۷ء)

یعنی وہ آٹھ سال ۴ ماہ کی عمر پا کر فوت ہوا جس نے پیر مغاں کو دو طرح سے شرمندہ کیا۔ ایک تو اس کی پیش گوئی کے غلط ہونے سے، دوم اس کی تمنا اور آرزو کے ملیا میٹ ہونے سے کیونکہ اس کی آرزو اس بیٹے کی نسبت پختہ تھی کہ ۸ سال کی عمر ہی میں ڈاکٹر ستار شاہ کی ۵ سالہ لڑکی سے نکاح کر دیا تھا۔

مرزائی دوستو! کیا ثم لقطعنا منه الو تين (ہم (خدا) افتراء کرنے والوں کی شہ رگ کاٹ دیا کرتے ہیں) کے صدق میں ابھی تمہیں کوئی شک ہے آہ!

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ فروری ۱۹۲۱ء ص ۳۔۴)

موضع بھانبڑی میں قادیانیوں کو شکست

قادین کے قریب ایک موضع بھانبڑی ہے جہاں مولوی میر محمد صاحب واعظ رہتے ہیں ایک دن قادیان سے بہت سے مبلغ وہاں پہنچے۔ مباحثہ کی خواہش کی ایک ہندو حکیم صاحب منصف مقرر ہوئے بعد سننے گفتگو فریقین کے منصف صاحب نے فیصلہ قادیانیوں کی شکست کا دیا اسپر کھسیانے ہو کر پھر ایک دفعہ قریباً دو ڈہائی سو آدمی لاٹھیوں بلکہ دو بندوقوں سے مسلح ہو کر مرزائی موضع مذکور پہنچے لیکن جب تقرر منصف کے لئے کہا گیا تو انکاری ہو کر ففرو ا ہو گئے۔ نامہ نگار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ فروری ۱۹۲۱ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۳۹ جلد ۱۸ نمبر ۱۶۔ص ۱۳)

کذبات مرزا۔ نمبرا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

علماءِ منطق کہا کرتے ہیں کہ موضوع محمول اگر ایک ہی ہو، تو حمل مفید نہیں ہوتا۔ اوس کو حمل اولی کہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے غلط، اون کی پیش گوئیاں غلط، اون کے مفہومات غلط۔ غرض خود غلط، مضمون غلط، انشاء غلط، املاء غلط۔

اس لئے کذبات مرزا کا عنوان لکھنا بالکل حمل اولی کے مشابہ ہے۔ مگر ہمارے مخاطب مدعیان مسیحیت مرزا چونکہ اون کی نسبت بہت کچھ مبالغہ کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے بتانے کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس شربت میں زہر ہے۔

ہم نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون بعنوان: ایک عجیب افتراء۔، لکھا تھا۔ خلاصہ اوس کا یہ تھا کہ جناب مرزا صاحب آنجہانی نے براہین احمدیہ جلد ۵ میں بصفحہ ۲۳۴ تفسیر ثنائی کے حوالہ سے ایک مضمون لکھا تھا۔ ہم نے سوال کیا تھا کہ تفسیر ثنائی (مصنفہ خاکسار ثناءاللہ) کی کون سی جلد اور کون سے صفحہ پر یہ مضمون ہے۔ اس کا جواب پیغام صلح لاہور نے بڑی خفگی کے لہجے میں دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس تفسیر ثنائی سے مراد تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی مرحوم ہے، تمہاری تفسیر نہیں۔

مگر ہم پوچھتے ہیں کہ ہندوستان بھر میں کوئی شخص اس تفسیر کو تفسیر ثنائی کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے؟ آؤ ہم تم مل کر ایک اعلان شائع کرتے ہیں کہ ہم کو تفسیر ثنائی کی ضرورت ہے۔ دیکھیں کیا جواب آتا ہے۔ ہاں اون لوگوں کا ہم نہیں کہہ سکتے جو دمشق کے لفظ سے قادیان مراد سمجھیں۔

اچھا غنیمت ہے کہ آپ ہمارے الزامات کا جواب دینے پر مستعد تو ہوئے۔

ہم کو امید بندھی ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسے افترا یات کا جواب دیا کریں گے۔ پس سنئے ہم نمبر وار سناتے جائیں۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اوس کے لئے آواز آئے گی کہ هذا خليفة الله المهدى۔

(شہادۃ القرآن مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۴۱)

احمدی ممبرو! مسیح کے حواریو! اگر تم مرزا صاحب کی نسبت افتراء کا لفظ منسوب ہونا غلط جانتے ہو، تو اس حدیث کا پتہ صحیح بخاری میں دکھاؤ۔ ورنہ ہمارے ساتھ اتفاق کرو، جو تم کو بحیثیت مرزائی ہونے کے بہت تلخ ہوگا۔ مگر تم اس تلخی کو برداشت کرتے ہوئے یہ آیت پڑھنا عسى ان تكرهوا شيئا و هو خير لكم

(اہل حدیث امرتسر ۴ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۷ صفحہ ۲)

مرزا جی کی ابلہ فریبیاں

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں؛

جو مرزائی صاحبان قادیانی پارٹی کے آجکل کوہاٹ میں جمع ہیں ان مہاتماؤں کے درشن تو مجھ غریب کو کبھی پرالبد نہیں ہوتے۔ لیکن میں سنتا ہوں کہ ہر ایک مسلمان سے سب سے پہلا سوال ان کا یہ ہوتا ہے کہ کیا اس میں آنحضرت ﷺ کی کسر شان نہیں کہ آپ ﷺ کو فوت شدہ مانا جائے اور زمین میں مدفون حضرت عیسیٰ کو زندہ اور آسمان پر۔ یہی وہ فقرہ ہے جس سے جاہل اور ناواقف مسلمان مرزا جی کے بھرے میں آگئے اور اسی سے اب اون کے چیل سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اگر آنحضرت ﷺ کی علو شان یا کسر شان ایسی باتوں پر منحصر ہے تو

۱۔قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت آدم بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ پس آنحضرت ﷺ کی اس میں کسر شان ہے کہ وہ معمولی آدمیوں کی طرح ماں باپ سے اور نطفہ سے پیدا ہوئے۔

۲۔قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم کی کئی پشتوں میں نبوت رکھی پس اس میں آنحضرت ﷺ کی کسر شان ہے کہ آپ کی ایک پشت بھی نبی نہ ہوئی۔ پھر حضرت ابراہیم پر آگ کو سرد کر دیا گیا لیکن آنحضرت ﷺ پر کفار کے ہتھیار اور پتھر برابر اپنا فعل کرتے رہے۔

۳۔قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمانؑ ہوا پر قابض تھے پس آنحضرت ﷺ کی اس میں کسر شان ہے کہ آپ کے قبضہ میں کوئی ایسی چیز نہ تھی۔

۴۔قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت نوح اور حضرت موسیٰ کے دشمنوں کو خدا نے ایسی صفائی سے صفحہ ہستی سے مٹا دیا کہ ان پیغمبروں کو یا اون کی امت کے کسی فرد کو کانٹا تک نہ چبھا۔پس آنحضرت ﷺ کی اس میں کسر شان ہے کہ آپ اور آپ کے برگزیدہ صحابی کفار کے ہاتھوں سال ہا سال سخت سے سخت ایذائیں اٹھاتے رہے۔

۵۔قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت نوح (۹۵۰ سال) سے زیادہ زندہ رہے۔پس ایں آنحضرت ﷺ کی کسر شان ہے کہ آپ کو صرف ۶۳ برس عمر ملی۔

۶۔قرآن سے ثابت ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے دو بدو گفتگو کی۔پس آنحضرت ﷺ کی اس میں کسر شان ہے کہ آپ سے دو بدو کلام نہ کی۔

اول تو یہ عقیدہ کہ دیگر تمام انبیاء اپنا اپنا فرض ادا کر کے نوعانی جسموں میں ہیں اور حضرت عیسیٰؑ ان میں خاکی جسم میں دوبارہ دنیا میں آ کر اپنا کام مکمل کرنے کے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں، کوئی ایسا عقیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو آنحضرت ﷺ پر یا کسی دوسرے نبی پر فضیلت دیتا ہو۔

دوم ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جس شخص نے یہ چکمہ اختراع کیا ہے کہ اس اعتقاد

سے آنحضرتﷺ کی کسر شان ہے، اس کی غرض اس سے کیا تھی؟

آیا سادہ لوح مسلمانوں کو اس پیچ سے حضرت عیسیٰؑ کی موت کا قائل کرا کر اپنے آپ کو مسیح بنوانا، یا واقعی اس کا دل اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ آنحضرتﷺ پر کسی نبی ولی کی کسی نوع کی بھی کوئی فضیلت ثابت ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا جی نے خوب خم ٹھونک کر آنحضرتﷺ کا مقابلہ کیا اور اپنا پلڑا بھاری رکھا ہے۔

ا۔ جو جو آیات آنحضرتﷺ کی علوشان کی قرآن میں بیان ہوئیں وہ سب کی سب مرزا جی نے اپنے واسطے اتار لیں مثلاً

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً (اس الہام کو مرزا صاحب کے خدا نے مختصر کر دیا اور یہ نہ بیان فرمایا کہ میں راتوں رات مرزا جی کو کہاں سے کہاں لے گیا کیونکہ اون کو معترضین کے سوالات کا جواب دینا مشکل ہوجاتا مگر میرا خیال ہے کہ آپ کو مولوی نوردین صاحب کے کندھوں پر چڑھا کر ملک کشمیر کے شہر سری نگر کے محلّہ خان یار کی سیر کرائی گئی کیونکہ اور کسی طرف جانا آپ کا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا اور یا یہ الہام آپ کا آنحضرتﷺ کے ساتھ اسی قسم کا استہزاء تھا جیسے انی متو فیك و را فعك الیّ کے الہام سے حضرت عیسی کے ساتھ آپ نے استہزاء کیا کہ یہ الہامات تو مجھے بھی ہوتے ہیں حالانکہ میں کسی طرف لے جایا نہیں گیا۔ عبدالحی کو ہاٹی)

قل ان کنتم تحبّو ن الله فاتّبعو نی یحببکم اللّه۔

لعلّك باخع نّفسك ا لا یکونوا مومنین ۔

انّ الّذین یبایعو نك انّما یبایعون اللّه ۔

وما ارسلناك الا ر حمة للعالمین،

انّااعطیناك الکوثر اراد الله ان یبعثك مقا ما محمو داً

یس انك لمن المر سلین علی صرا ط مستقیم وغیرہ وغیرہ

اور پھر ان سے بڑھ چڑھ کر :

انت منی و انا منك ،

لو لاك لما خلقت ا لا فلاك ۔

و انما امر ك اذا اردت شيئا ان تقو ل له كن فيكو ن ۔

و الله يحمد ك من العرش

ملاحظہ ہوں حقیقت الوحی کے صفحات ۷۰ لغایت ۱۰۸۔

کیا یہ آنحضرتﷺ کی عزت ہو رہی ہے یا مقابلہ؟

۲۔ اگر مرزا جی پر اعتراض ہوا کہ آپ کی فلانی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی تو آپ نے بے دریغ فرمایا کہ آنحضرتﷺ کی بھی تو فلانی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ ہم مسلمانوں کی زبان جل جائے اگر ایسا کلمہ منہ سے نکالیں۔ اس کی مثالیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، ہر ایک طبقہ کے مرزائیوں کو حفظ ہیں۔ میں نے کوئی جاہل سے جاہل مرزائی بھی ایسا نہیں دیکھا جس کو یہ حفظ نہ ہوں، اور جو بات کرتے ہی بے دھڑک ان کو شمار کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ بے ادبی اسی فرقہ کو نصیب ہے نعو ذ بالله منها

۳۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مرزا جی ہمیشہ آنحضرتﷺ سے اپنا مقابلہ کر کے اپنی فضیلت ثابت کرتے رہے اور آنحضرتﷺ کی ہتک کرتے رہے۔ ذرہ سنبھل کے بیٹھ جاؤ اور سنو مگر گوش ہوش سے سنو کیونکہ اس معاملہ میں بہت ہیر پھیر کئے گئے اور چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔

شق القمر ایک قسم کا خسوف تھا (نزول المسیح ص ۱۲۸)

اسکے واسطے صرف چاند کو گہن لگا میرے واسطے چاند اور سورج دونوں کو۔

(قصیدہ اعجازیہ)

معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مولف صاحب تجربہ ہے (ص ۳۰۔ ازالہ اوہام)

یہ کشف خواب میں تھا اگر بیداری کا معاملہ ہوتا تو دن موزوں تھا (تحفہ گولڑویہ

ص ۲۰۹؟)

یعنی آنحضرت ﷺ کا تو صرف ایک کشف تھا اور مرزا جی ایسے کشفوں میں ماہر تھے یعنی ایسے کشف آپ کو کئی دفعہ ہوئے تھے۔

اگر خدا تعالی کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

(حاشیہ ص ۴۶ حقیقۃ الوحی)

آتھم کے معاملہ کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کا بار بار ذکر کرے (تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۴ء ص ۶۳۔۶۴)

(حاشیہ: معاف فرمایئے مرزا صاحب کی ایسی ہتک نہ کیجئے کہ تین لاکھ معجزہ قرار دیتے ہیں گوانہوں نے خود بھی بحکم حافظہ نباشد ایسا لکھ دیا ہو صحیح یہ ہے کہ آپ کے معجزات دس لاکھ تھے ملاحظہ ہو کتاب تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱۔ آپ کی عمر اگر ستر سال بھی فرض کر لیں تو فی یوم ۳۹ کچھ اوپر معجزات ہوتے ہیں اور اگر نابالغی کے کم سے کم ۱۵ سال نکال دیں تو فی یوم قریباً ۵۰ فی گھنٹہ مع نیند ۲ سے زائد معجزوں کا پتہ پڑتا ہے۔ کوہاٹی صاحب! آپ مرزا جی کی مخالفت میں ایسی بے انصافی نہ کیا کریں کہ ان کے دس لاکھ سے تین لاکھ معجزے بیان کریں ہاں آپ کا حق ہے کہ آپ یہ کہیں کہ ہم نے وکوئی معجزہ نہیں دیکھا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کے نورانی کپڑے کس نے دیکھے تھے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

تین لاکھ اور تین ہزار کا فرق ملاحظہ ہو اور آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات مان لینے میں بھی مرزا جی کی ایک مصلحت تھی کیونکہ خلیفہ اول حکیم نور الدین آنحضرت ﷺ کے ایک معجزہ کے بھی قائل نہیں چنانچہ وہ پنڈت لیکھ رام کو لکھتے ہیں کہ

صحیح احادیث کے اعلیٰ طبقوں بخاری مسلم ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے

(دیکھو ص ۳۰۹۔ تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم)

ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں گزر گیا

اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے اعظم اور اکبر اور اظہر ہے مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو (ص ۱۹۳۔ سیرۃ الابدال)

اعظم و اکبر و اظہر کے صیغے ملاحظہ ہوں۔

لیکن پھر بھی دو نام نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی کریم ﷺ سے خاص ہے اور مسیح یعنی موید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے اور نبیوں کی پیش گوئیوں میں یہ بھی تھا کہ امام آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھا ہو جاویں گی۔

(حاشیہ ص ۱۲۔ قادیانی اربعین نمبر ۲)

یعنی آنحضرت ﷺ تو صرف مہدی لیکن قادیانی مرزا جی مہدی بھی اور موید بروح القدس بھی۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار اور حاکم بنایا۔ پھر ان کو شیطان سے بہکایا، اور جنت سے نکالا۔ اور حضرت آدم کی حکمت شیطان کو ملی۔ اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا کہ آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دے (سیرۃ الابدال کے اخیر خطبہ الہامیہ کا حاشیہ در حاشیہ صفحہ ت)

یعنی آنحضرت ﷺ تو شیطان کو شکست نہ دے سکے اور ان پر شیطان حکومت کرتا رہا لیکن مرزا جی نے شیطان کے غلبے؟ کو توڑ دیا۔

ان چند مثالوں سے صاف ثابت ہے کہ قادیانی مرزا جی کو آنحضرت ﷺ پر اپنی فضیلت کے بہت سے دعوے تھے۔

لوگ جسکو شق القمر کہتے ہیں وہ چاند گہن تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں گہن لگا۔

معراج ایک کشف تھا اور ایسے کشف مجھے کئی بار ہوئے ہیں

آنخضرتﷺ کے تو فرضی تین ہزار معجزے تھے اور میرے مسلّمہ تین لاکھ سے زیادہ۔

میری فتح آنخضرتﷺ کی فتح سے زیادہ عظیم زیادہ بڑی اور زیادہ ظاہر ہے

آنخضرتﷺ صرف مہدی تھے اور میں مہدی بھی ہوں اور موید بروح القدس بھی ہوں

آنخضرتﷺ شیطان کے زیر حکومت رہے اور میں نے شیطان کو شکست دی۔

پس اے مرزائیوں ! اگر تمہیں آنخضرتﷺ کی کسر شان کی غیرت اور حمیت حضرت عیسی کے فوت ہو جانے کے عقیدے پر مجبور کر رہی ہے تو سب سے پہلے اس گستاخ اور بے ادب، غلام، پر کچھ بھیجو جو اپنے آقا کی اہانت کر کے اپنی فضیلت اس پر قائم کرتا ہے بھلا کہو تو کہ اس شخص پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت زمین و آسمان کی لعنت جو آنخضرتﷺ پر اپنی فضیلت کا مدعی ہو خواہ صاف الفاظ میں یا ہیر پھیر کر کے۔ پھر ہم بھی حضرت عیسی کو آسمان پر جسم کثیف میں نہین دیگر انبیای کی طرح نورانی جسم میں ماننا شروع کر دیں گے کیونکہ دنیا سے تو وہ چلے ہی گئے ہیں جھگڑا صرف ان کے جسم کی لطافت و کثافت کا ہے۔

علاوہ بریں صفحہ ۲۱ جنگ مقدس پر مرزا جی فرماتے ہیں

۱۔ جسم ہمیشہ معرض تحلل میں پڑا ہوا ہے چند برس کے بعد گویا پہلا جسم دور ہو کر ایک نیا جسم آجاتا ہے۔

۲۔ انسان ہو یا حیوان ہو وہ باعتبار اپنی روح کے انسان یا حیوان کہلاتا ہے

پس اے مرزائیو! جب کہ بموجب تمہارے پیر کے جسم کچھ شئے نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور انسان یا حیوان کے جسم کا اس کی حیثیت میں کچھ اعتبار ہی نہیں تو پھر تمہارا کیا منہ ہے کہ تم یہ کہو کہ آنخضرتﷺ تو زیر زمین دفن ہوں یعنی آنخضرتﷺ کے جسم کو آنخضرت کہو۔ پیر کے قول کے مطابق آنخضرتﷺ کی روح کو آنخضرتﷺ کیوں نہیں کہتے اور جسم کو لاشئے۔

(اہل حدیث امرتسر ۴ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۷ ص ۲۔۴)

کذبات مرزا۔نمبر۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

گذشتہ پرچہ میں ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی کی طرف کسی کذب کی نسبت کرنا حمل اولی ہے جیسے انا ابو النجم و شعری شعری مگر چونکہ احمدی دوست مصر ہیں کہ حضرت اقدس نبی رسول یا بقول بعض مجدد اور مصلح اعظم تھے، اس لئے ہمیں مجبوراً بغرض تنقید اون کے حالات سے پبلک کو آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ ہمیں کیا دردسری ہے کہ ان کی پرانی تحریرات کی ورق گردانی کریں

گڑے مردے اکھاڑے جائیں کشتہ کس کی خواہش ہے
مگر شوئی قسمت سے ہے اون کو ولولہ باقی

عام لوگ تو جھوٹا اس کو کہتے ہیں جو معاملات اور واقعات میں جھوٹ بولتا ہو مگر اصطلاح شرع میں سب سے بڑا جھوٹا وہ ہے جو خدا پر، رسول پر جھوٹ لگاتا یعنی افتراء کرتا ہو۔ ایسے شخص کے حق میں حضور ﷺ نے فرمایا:

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده فی النار

یعنی جو کوئی میری طرف کوئی روایت جھوٹ موٹ نسبت کرے وہ اپنا گھر جہنم میں بناوے

اس لئے گذشتہ پرچہ میں ہم نے سوال کیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جو بحوالہ صحیح بخاری لکھا ہے کہ حدیث میں آیا ہے

هذاخليفة الله المهدى

بخاری میں کہاں ہے۔

آج اس مضمون کے دوسرے نمبر میں ایک حدیث سے سوال نہیں بلکہ کئی ایک حدیثوں سے سوال کرتے ہیں پس ہمارے دوست توجہ سے سنیں۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں :

آخرانجام یہ ہوا کہ حضرت عیسی کو صلیب پر چڑھا دیئے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچا لیا اور اس کی وہ دعا منظور کر لی جو انہوں نے درد دل سے باغ میں کی تھی جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہیں اور مجھے نہیں چھوڑتے، تب وہ ایک باغ میں رات کے وقت جا کر زار زار رویا اور دعا کی کہ

یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے

اس جگہ عربی انجیل میں یہ عبارت لکھی ہے

فلی بد موع جا ریة و عبرا ت متحدوه فسمع ....

یعنی یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اس منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا۔ تب اس کے تقوی کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی اور خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل میں ...اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا۔ اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے

و آوینا هما الی ر بوة ذا ت قرار و معین

یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسی بن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا

(تذکرة الشہادتین)

احمدی دوستو! اوس خدائے ذوالجلال والانتقام کو حاضر وناظر جان کر، جس کے قبضہ قدرت میں ہماری تمہاری جان ہے اور وہ ہر ایک رگ وریشہ اور دل کے بھیدوں سے واقف ہے، بتاؤ کہ یہ احادیث جن کا تمہارے حضرت اقدس نے یہاں حوالہ دیا ہے کس کتاب میں ہیں۔

عبارت ذرا آگے پیچھے سے مطالعہ کر کے بتاؤ۔ جلدی نہیں، باہمی مشورہ کر کے بتانا ان تقوموا مثنی و فرادی۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

(اہل حدیث امرتسر ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۸ ص ۳-۴)

نکاح مرزا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

دنیا میں نکاح موجب رحمت ہوتا ہے مگر یہ آسمانی نکاح مرزا صاحب قادیانی کے حق میں باعث زحمت ثابت ہوا۔ پیش گوئی تو کی تھی کسی خاص غرض سے مگر ایسی الٹی پڑی کہ لینے کے دینے پڑ گئے۔

۱۸ فروری کے اہل حدیث امرتسر میں ہم نے ایک قادیانی رسالہ کی تنقید کی تھی۔ لکھا تھا کہ مصنف رسالہ نے اپنے ناظرین کو صحیح صحیح معلومات نہیں بہم پہنچائے۔ اس لئے مصنف مذکور یا بددیانت ہے، یا ناواقف۔...

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها

پھر اس کے ثبوت میں ہم نے مرزا صاحب آنجہانی کے دوتین اقوال پیش کئے تھے جن کا جواب مصنف مذکور نے قادیانی اخبار الفضل میں دیا اور بہت غصے میں دیا

ہم اس کے جواب سے پہلے اس مجیب کو پکا متبع سنت مرزا جانتے تھے مگر

جواب سے تو مزید یقین ہو گیا کہ متبع ہی نہیں بلکہ فنا فی المرزا ہیں۔ آنجہانی کی بھی یہی عادت تھی کہ جہاں جواب سے تنگ آئے گالیاں دینے لگے چنانچہ خاکسار اور دیگر علماء مخالفین کے حق میں لکھتے ہیں

مولوی احمد اللہ امرت سری اور مولوی ثناء اللہ امرتسری قسم کھانے سے تقوی دکھاویں، مگر کیا یہ لوگ قسم کھائیں گے۔ ہرگز کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵)

ایسے شیریں زبان مسیح کے حواری اس سے دس گنا نہیں ہزار گنا بھی زیادہ ہوں تو جائے تعجب نہیں کیوں؟ شیخ سعدی فرماتے ہیں

به نیم بیضه چو سلطان روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

خیر اس کا تو ہمیں نہ رنج ہے نہ کوئی قابل ذکر بات۔ اصل بحث تو یہ ہونی چاہیے کہ آسمانی نکاح ظہور پذیر ہوا یا نہیں۔

خدا بھلا کرے مولوی محمد علی ایم اے لاہوری کا جنہوں نے صاف کہہ دیا کہ نکاح کی پیش گوئی تھی مگر نکاح نہیں ہوا۔ مگر قادیانی جماعت اسکی وجوہات بتانے کے درپئے ہوتی ہے چنانچہ مصنف رسالہ نے لکھا ہے کہ مرزا سلطان محمد (خاوند منکوحہ) نے خط لکھا تھا کہ میں مرزا صاحب آنجہانی کو بزرگ جانتا رہا ہوں۔ اس حسن ظنی کی وجہ سے وہ بچ گیا۔

اس کے جواب میں ۱۸ فروری کے اہل حدیث امرتسر میں لکھا گیا تھا کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ سلطان محمد کی موت تقدیر مبرم ہے۔،

کیسا صاف فیصلہ ہے جو قادیانی مسیح کے قلم کا لکھا ہوا اور زبان سے بولا ہوا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قادیانی امت سب کی سب اس پر صدق دل سے ایمان لاتی، مگر مصنف رسالہ مذکور نے اس حوالہ کا جواب دیا ہے، اور خوب دیا ہے۔ بس وہی

جواب سارے مقدمہ میں تنقیح طلب امر ہے مصنف نے انجام آتھم کے ص ۳۲ سے ایک حوالہ نقل کیا ہے جو یہ ہے:

ضرور ہے کہ وعیدی موت اوس (سلطان محمد) سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اوس کو بے باک کر دے سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔

اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا سلطان محمد کی موت اسلئے رکی رہی کہ وہ بے باک نہیں ہوا چنانچہ مجیب کے اصل الفاظ یہ ہیں:

اب تقدیر مبرم سے اگر یہ مطلب تھا کہ اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں تو پھر اسی کے ساتھ یہ کیوں فرمایا کہ ضرور ہے کہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بے باک کر دے پس صاف ظاہر ہے کہ تقدیر مبرم اس شرط کے تحقق کے ساتھ ہے یعنی اگر بے باکی کرے تو ضرور ہے کہ مسیح موعود کی زندگی میں مرزا سلطان محمد مر جائے اور اگر یہ شرط نہیں تو پھر ضرور ہے کہ یہ موت اس سے تھمی رہے۔ اب وہ سلطان محمد بے چارہ تو اقرار کر رہا ہے کہ: میں جناب مرزا صاحب کو ایک بزرگ اسلام کا خدمت گزار اور شریف النفس خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں۔

اور آپ اس کی موت کے متمنی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عورت مرزا صاحب کی زندگی میں ان ٹل تھی، ان ٹل کیوں تھی جب کہ حضور نے پہلے ہی لکھ دیا کہ، ضرور ہے کہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی آ جائے کہ اس کو بے باک کر دے۔ (الفضل ۲۴ فروری ۱۹۲۱ء ص ۸)

(مسئلہ تو محمدی کے مرزا سے نکاح کا ہے؟ موت ٹل بھی جائے تو نکاح تو نہیں ٹلے گا۔ طلاق یا خلع کے بعد بھی مرزا قادیانی سے اس خاتون کا نکاح ہوسکتا تھا۔ بہاء)

پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے صرف مرزا صاحب کے اقوال سامنے رکھ دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

میں بار بار کہتا ہوں نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور مجھے موت آجائے گی (انجام آتھم ص ۳۱)

صاف مضمون ہے کہ سلطان محمد کی موت مرزا کی موت سے مقدم ہے سلطان محمد توبہ کرے سو دفعہ رجوع کرے حسن ظنی کا اعلان کرے اس سے اس کو زیادہ سے زیادہ (بقول مرزا) یہ فائدہ مل سکتا ہے کہ اگست ۱۸۹۴ء تک کی موت میں اس کو ڈھیل مل جاتی (یہ اسکی زندگی کا آخری وقت ہے دیکھو شھادۃ القرآن۔ص ۸۶) مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا کی موت کے پیچھے تک زندہ رہے جیسا کہ وہ آج تک زندہ ہے اور سنو!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، رسالہ انجام آتھم ضمیمہ میں نکاح آسمانی کے دو جزو بتاتے ہیں ایک احمد بیگ والدِ منکوحہ کی موت دوسرا خاوند منکوحہ سلطان محمد کی موت مرزا احمد بیگ کی موت ذکر کرکے لکھتے ہیں:

یاد رکھو! پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی موت سلطان محمد) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ (ص ۵۴)

یہ حوالہ صریح فیصلہ کن اور بڑا دلشکن ہے کیونکہ اس میں اقرار ہے کہ اگر سلطان محمد نہ مرا تو میں (مرزا قادیانی) ساری مخلوق خدا سے بدتر ٹھہرونگا۔ مرزا صاحب قادیانی کے اس قول کی تائید قرآن شریف سے بھی ہوتی ہے۔ فرمایا:

انّ شرّ الدوا ب عند الله الصم البکم الذین لا یعقلو ن

(سب حیوانوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے)

مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب کے تین قول اس وقت ہمارے سامنے ہیں:

۱۔ سلطان محمد بے باک ہوکر مرے گا۔

۲۔سلطان محمد ضرور مرے گا۔

۳۔سلطان محمد مرزا صاحب کی زندگی میں مرے گا۔

مفسرین اور محدثین بلکہ جملہ اہل علم کے ہاں تو یہی قاعدہ ہے کہ تینوں فقروں میں سے جس فقرے میں کوئی قید یا شرط زاید نہ ہو اس کو سب میں مسلّم سمجھا جاتا ہے یہی معنے ہیں المثبت مقدم علی النافی

پس ان تینوں فقروں کا سوائے اس کے کوئی مطلب نہیں ہوسکتا کہ مرزا سلطان محمد بے باک ہوکر مرزا صاحب کی زندگی ہی میں مرے گا اگر ان کی زندگی میں نہ مرے تو (باقرار خود) مرزا صاحب جھوٹے۔آہ کیا سچ ہے

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۷ رجب ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۹۔ص ۱۔۲)

تڑپِ مرزا

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی جناب مولوی ثناء اللہ صاحب زادمجدکم

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۱ فروری ۱۹۲۱ء کے اخبار اہل حدیث کے صفحہ ۳ پر جو جناب نے اس عاجز کو مرزا جی کا اشد مخالف ہونے کا سرٹیفیکٹ عطا فرمایا اس پر میں جس قدر بھی خوشی کروں تھوڑی ہے کیونکہ یہ میرے لئے نعمت دارین ثابت ہوگا اس جہان میں تو انشاء اللہ بحکم الٰہی مجھے وہ عمر ملے گی جس کے خواب دیکھتے دیکھتے مرزا جی چل دیئے اور قیامت کے دن جب وہ مالک یوم الدین حکم دے گا کہ کہ دنیا میں بعض جھوٹے نبیوں نے میرے حبیب پر اپنی فضیلت ظاہر کی ہے پس میرے جن بندوں نے ان مفتریوں کا تخالف کیا

وہ آج میرے داہنے ہاتھ آ بیٹھیں اور جس جس نے ان نبیوں کو قبول کیا اور میرے محبوب کی خاطر ان کی غیرت کی رگ حرکت میں نہ آئی وہ میرے بائیں طرف لائے جاویں اس وقت بندہ اس سرٹیفکیٹ کے ذریعہ خود کردہنے والوں میں جا بیٹھے گا۔

لیکن اس مضمون میں جس بات نے میرے دل میں گدگدی پیدا کی ہے وہ مولوی محمد علی امیر لاہوری پارٹی کا وہ فقرہ ہے کہ،

اسکے اندر جو تڑپ کام کر رہی ہے اس کو دیکھو۔،

میری عقل حیران ہے کہ مولوی صاحب کے علم وفضل پر روؤں یا اس فقرہ پر ہنسوں یا دونوں کام کروں۔ کسی دہقان نے کہا تھا کہ گوسالہ ما پیر شدو گاؤ نشد، مرزا جی نے جو منشی تاج الدین تحصیل دار بٹالہ کی رپورٹ اپنی نسبت صفحات ۲۴ لغایت ۴۶ ضرورۃ الامام پر بڑے فخر سے نقل کی ہے اس میں تحصیل دار صاحب لکھتے ہیں کہ، مرزا غلام احمد اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جاوے۔،

پس مولوی محمد علی صاحب ایم اے جو اپنے منہ میں ابھی دودھ کے دانت لئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں براہ مہربانی بتاویں کہ جو شخص سرگروہ بننے کی خواہش رکھتا ہو اسے کچھ تڑپ بھی دکھانی پڑتی ہے یا نہیں؟ مجھے یقین ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اس کے جواب میں یہی کہیں گے کہ ہاں دکھانی پڑتی ہے۔ پس اب امر تنقیح طلب یہ رہ گیا کہ مرزائیو! جو تڑپ اپنی دکھاتے تھے وہ سچی تھی یا بناوٹی اور جھوٹی؟

سو اول تو تحصیل دار کے یہ الفاظ کہ وہ ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جائے، ظاہر کرتے ہیں کہ تڑپ جو دکھائی جاتی تھی وہ بناوٹی تھی کیونکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے اسلام میں کوئی ایسا بزرگ نظر نہیں آتا جس کی یہ کوشش رہی ہو کہ وہ سرگروہ مانا جائے بلکہ گرونانک صاحب سے بھی جو کھتری تھے اپنے نام کا فرقہ بنانا ثابت نہیں۔

دوم اس معاملہ میں امتحان سے مرزا جی پورے نہیں اترتے

ذیل کے دوفرد جو ہاتھی کے دانت پر لکھنے کے لائق ہیں نمونہ کے طور پر بیان کرتا ہوں

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی آنحضرت ﷺ کے عشق میں روضہ مبارک کی زیارت کی اس قدر تڑپ رکھتے تھے کہ انہیں آرزو تھی کہ پر ہوں تو ہمیشہ اڑ کر وہاں پہنچوں اور وہاں اگر آنحضرت ﷺ کے عاشقوں کے اگر سر کاٹے جاتے ہوں تو سب سے پہلا اپنا سر کٹواؤں۔ جھوٹے پر لعنت

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم
مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر مے داشتم بال و پرے

ہم دیکھتے ہیں کہ عجیب وغریب خدا کے بندے جن پر حج فرض بھی نہیں اور آنحضرت ﷺ کے عاشق زار ہونے کا ڈھنڈورا بھی انہوں نے کبھی نہیں پیٹا بڑی بڑی مشقتوں سے زادہ راہ بہم پہنچا کر اور سینکڑوں کوس پیدل سفر کر کے حج کرتے ہیں اور زیارت روضہ مبارک سے دل شاد اور چشم منور کرتے ہیں لیکن قادیانی مرزا جی پر حج فرض، سر کے لئے ریل دروازے پر ریل کے اختتام پر جہاز موجود، روپیہ کے ہر طرف سے مفت کے منی آرڈر، رستہ میں حفاظت جان کے واسطے باوا جی کا الہام و الله يعصمك من الناس موجود، اور قادیانی مرزا جی ہیں کہ سرزمین عرب کی طرف اکھڑ کر نہیں گرتے۔

مولوی محمد علی ایم اے صاحب! سفر کے وسائل اور سہولتیں جو میں نے بیان کیں یہ مرزا جی کے لئے بال و پرے کا حکم رکھتی تھیں یا نہیں؟ یا واقعی مرزا جی آلات پرواز یعنی دو بازو اور ایک دم کے منتظر رہے۔ العظمت الله۔ مولوی محمد علی صاحب! انہی پھوکی لفاظیوں کا نام آپ تڑپ رکھتے ہیں تو میں کہونگا

گر تڑپ ایں ست لعنت بر تڑپ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء مطابق ۷ رجب ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۱۹)

ہمارا سہ صدی دوست پھر ملا

قادیانی ارکان میں سے ہمارے ناظرین سہ صدی دوست کو خوب جانتے ہونگے۔ یہ وہی دوست ہے جو بقول مرزا صاحب باب لد (لدھیانہ) میں قتل ہوا تھا۔ مگر یہ شیر دل (منشی قاسم علی) ایسا کچھ فنا فی المرزا ہے کہ اس کی ہر ایک حرکت وسکون مرزا قادیانی صاحب سے ملتی جلتی ہے۔ جس طرح آنجہانی باوجود گرنے کے اُبھرتے تھے۔ اسی طرح یہ حضور بھی۔ لطف یہ ہے کہ کس شان سے سامنے آتے ہیں گویا گرنے کا نام بھی نہیں جانتے آہ!

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز! آپ کسی کے خدا نہیں

آپ نے اُسی مضمون پر قلم اٹھایا ہے جس میں شکست (یا باصطلاح قادیاں فتح) پاکر تین سو روپیہ ازراہ مہربانی ہم کو انعام میں دیا تھا۔ لیکن اُس دفعہ وہ طمطراق وہ جوش وہ جوانی کی ترنگ وہ مضمون میں آمد نہیں۔ جو پہلے تھی۔ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرانی لکیر پیٹ رہے ہیں۔ وہ بھی کسی کے جبر کرنے سے۔ سچ ہے

جحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما وعلوا

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ منشی قاسم علی صاحب نے اپنے اخبار میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں خاکسار کو دعوت مباحثہ دی ہے۔ اس کا ملخص یہ ہے کہ جس مضمون پر لدہانہ میں بحث ہوئی تھی یعنی مرزا جی کے اشتہار پر جس کا مضمون تھا کہ ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے جھوٹا پہلے مریگا۔ اوسی پر بپابندی شروط (قدیمہ وجدیدہ) جیت جاؤ تو سو روپیہ ہم سے انعام پاؤ۔

انعام کا لفظ سنکر ہمارے ناظرین ہم کو یہی رائے دیں گے کہ ضرور وصول کرنا چاہیئے۔ بلکہ بحکم واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسه الآية پانچواں حصہ نکالنے پر بھی مجبور کریں گے۔ اس لئے ہم ایسے دوستوں کی آگاہی کے لئے منشی قاسم علی کی ساری شروط نقل کر دیتے ہیں۔ تاکہ اون کو معلوم ہو سکے کہ منشی جی کا دل اُن کو

ایسا کرنے پر ملامت کررہا ہے اور کہہ رہا کہ خبردار ایسا مت کرنا۔ ہم اپنے لفظوں میں روایت بالمعنے نہیں کرتے بلکہ روایت بالا لفاظ سناتے ہیں پس سنیں! منشی قاسم صاحب ہاں ہمارے سہ صدی دوست فرماتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ صاحب کئی بار اپنے اخبار اہلحدیث میں لکھ چکے ہیں کہ آؤ پھر دوبارہ اس مسئلہ پر ہم سے تین سونہیں سوروپیہ ہی رکھ کر مباحثہ کرلو۔ مگر شرائط وہی لدھیانہ والی ہوں۔ میں امرتسری مکذب کا یہ چیلنج منظور کرتا ہوں اور اس کی خواہش پر سوروپیہ ہی رکھتا ہوں۔ اور شرائط بھی لدھیانہ والی تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ ترمیم ایسی نہیں جو نا قابل تسلیم ہو اور میرا حق بھی ہے کہ میں جس حال میں کہ سوروپیہ رکھتا ہوں جو مناسب شرائط سمجھوں پیش کروں پس شرائط ذیل پر آپ بے شک دوبارہ مباحثہ کریں۔

(۱) یہ مباحثہ بمقام قادیاں ہوگا جہاں پر آپ غیر احمدیوں کے جلسہ پر ۱۹/مارچ ۱۹۲۱ء کو آنے والے ہیں۔ اس مباحثہ کے دوران میں حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہیں۔

(۲) مباحثہ تحریری ہوگا اور ہر ایک پرچہ اپنی قلم سے جلسہ گاہ میں بالمقابل بیٹھ کر لکھنا ہوگا۔ گھر سے کوئی پرچہ لکھ کر نہ لانا ہوگا۔

(۳) حاضرین میں فریقین کی تعداد مساوی ہوگی جو علاوہ مناظرین کے ایک ایک سو سے زیادہ تعداد میں نہ ہوں گے۔

(۴) فریقین کا ایک ایک مددگار ہوگا جو پرچوں کی نقل کرتا رہے اور ایک ایک معاون وہ ہوگا جو حوالہ جات نکال کر اپنے مناظر کو دیتا رہے۔ اور ایک ایک میر مجلس ہوگا۔ جو فریقین کو شرائط کی پابندی پر قائم رکھے۔ اس سے علاوہ میر مجلسان کا کوئی حق نہوگا۔ بجز اس کے جو ہم نیچے لکھیں گے۔

(۵) ہر ایک تحریر کی نقل بدستخط خود وتصدیق میر مجلسان فریق مقابل کو دی جائیگی۔

(۶) ہر ایک پرچہ بعد تحریر جواب سامعین کو مجیب ہی پڑھ کر سنائے گا۔ بعد

ازاں جواب الجواب لکھنے کے لیے فریق ثانی کے حوالے کیا جائیگا۔

(۷) اس بحث میں تعداد پرچوں کی مساوی ہوگی تین فریق مدعی کے تین فریق منکر کے۔

(۸) پہلا پرچہ مدعی کا ہوگا اور مدعی اس میں آپ ہوں گے۔

(۹) امور زیر بحث یہہ ہوں گے۔ مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء بحکم خداوندی تھا۔ اس کی قبولیت کا منجانب اللہ الہام بھی ہو چکا تھا۔ جس کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا۔

(۱۰) ہر ایک پرچہ کے لکھنے کا وقت ۲ گھنٹہ اور نقل کرنے کا آدھا گھنٹہ اور سنانے کا ۲۰ منٹ سے کم نہ ہوگا۔

(۱۱) کسی زبانی گفتگو کرنے کا فریقین کو حق نہوگا نہ زبانی گفتگو قابل جواب سمجھی جائے گی۔

(۱۲) ثبوت دعویٰ میں عقلی دلائل سے علاوہ جو نقلی استدلال پیش کیا جائے وہ نقل معہ اپنے مفہوم کے مسلمات خصم سے ہونی چاہیئے۔ نہ اپنے مفہوم ومسلمات سے جو خصم پر حجت نہیں۔

(۱۳) تحقیقی دلائل پیش کرنے کے بعد اگر کسی الزامی دلیل کو پیش کیا جائے تو اس الزام کے جملہ مقدمات مسلمہ خصم ہوں۔ تو حجت ہونگی اور اگر ایک مقدمہ بھی خصم کے عقیدہ اور مسلمات کے خلاف ہوگا تو وہ دلیل حجت نہوگی۔

(۱۴) ہر ایک کلام کے معنی وہی ہونگے جو متکلم نے آپ بیان کئے ہوں یا اس کی منشاً اور حیثیت کے مطابق ہوں۔ متنازعہ کلام کے متصل ہی متکلم کا بیان ہو، یا آگے پیچھے، بیان حالی ہو یا مقالی یعنے وہ اپنے کلام کا مطلب لفظوں میں بتلاوے یا اس کی وضع اور طریق برتاؤ سے ظاہر ہو۔ اس کے خلاف مخالف کے کسی کلام کے معنی قابل قبول نہونگے۔

(۱۵) کوئی کلام اشارۃً یا کنایۃً استہزاء یا تمسخرانہ اگر کسی فریق کی طرف سے سرزد ہوا تو اس کی جوابدہی میر مجلس ان کے ذمہ ہوگی۔ جس کا انہیں اختیار ہوگا کہ ایسے شخص یا اشخاص کو مباحثہ سے نکالدیں یا ان سے معافی منگائیں اور وہ

معافی دینی اس فریق کے مناظر کی طرف سے ہوگی جس فریق کی توہین یا تضحیک کی گئی ہے اور ایسے واقعہ کے متعلق فریقین کے میر مجلسان تحریری تصدیق کر کے دیں گے تا کہ مباحثہ کی روئداد کی ساتھ ہی وہ بھی شائع کی جاوے۔

(۱۶) روئداد مباحثہ کسی فریق کو بطور خود شائع کرنے کا حق نہ ہوگا۔ وہ فریقین کے خرچ سے طبع ہوگی جو بعد طبع فریقین کو نصفا نصف تقسیم کر دی جائیگی۔ اور مصارف ۱۵ دن کے اندر اندر فریقین جمع کر دینگے۔ جو فریق اِس میعاد میں خرچ نہ دے۔ وہ فرار شدہ تصور ہوگا۔ اور طبع کرتے وقت اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی جائیگی۔ اصل پرچہ بلا کسی ریمارک وحاشیہ کے چھاپنے ہونگے۔

(۱۷) تاریخ مباحثہ اگر ۱۹-۲۰-۲۱ مارچ جلسہ غیر احمدیوں سے علاوہ آگے پیچھے آپ چاہیں تو اس سے ایک ہفتہ قبل اطلاع دیں ورنہ انہیں تاریخوں میں مباحثہ کریں۔

(۱۸) مکان مباحثہ ہمارا ہوگا کیوں کہ سب ذمہ داری ہم نے لی ہے۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوگا۔ سو ٹکٹ ہم آپ کو بھیج دیں گے۔

(۱۹) یہ مباحثہ چھ گھنٹہ روزانہ کے حساب سے تین دن رہیگا۔ اور ان تین دنوں تک آپ کا اور آپ کے ساتھ جو امرتسر کے مہمان ہونگے ان کا کھانا ہمارے ذمہ ہوگا۔ بشرطیکہ تاریخ مباحثہ آپ کے جلسہ سے پس وپیش ہو۔

(۲۰) تیسرے دن آخری چھٹا پرچہ سنا کر فریق ثانی کے حوالہ کر دینے کے بعد آپ کو بالفاظ ذیل قسم موکد بعذاب کھانی ہوگی۔ میں خدا تعالیٰ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا اور اس میں جو یہ دعاء کی گئی تھی کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مَر جائے۔ اس دعا کی قبولیت کا مرزا صاحب کو الہام ہو چکا تھا۔ اس کے مطابق مرزا صاحب کی وفات ہوئی۔ اور میں زندہ رہا۔ جس سے مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوگئے۔ اگر میں اِس قسم کھانے میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھ کو اور میری نساء اور ابناء کو آیت مباہلہ لعنة الله علی الکاذبین

کے تحت مورد عذاب کرے۔ آمین۔

اس قسم پر ہم سب آمین کہیں گے۔ اور آپ کو مبلغ سو روپیہ فوراً بلا کسی عذر کے دیدینگے۔ اس لئے کسی ثالث کو مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو ہی ہم ثالث بنا کر مندرجہ بالا حلف اٹھانے کے بعد روپیہ دیدینگے۔ ثالث خدا جانے اس دفعہ آپ کے ڈھب کا ملے نہ ملے وہ روپیہ آپ کو دلوائے نہ دلوائے ہم آپ کی قسم پر ہی روپیہ دیدینگے اور وہ روپیہ جس کے پاس آپ چاہیں باخذ رسید قابل اطمینان ہم پہلے جمع کر دینگے۔ تا کہ جب آپ قسم کھا چکیں تو ہم سے پوچھ کر آپ کو وہ روپیہ فوراً دیدے۔

نوٹ: جس امین کے پاس یہ روپیہ امانت رکھا جائیگا اس کا اختیار نہیں ہوگا کہ وہ بلا اجازت ہماری آپ کو روپیہ دیدے جب آپ حسب نمونہ مندرجہ بالا قسم کھالیں تب وہ ہماری اجازت (کیا کہنے ہیں قسم کھانے کے بعد بھی آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ نہیں دینگے۔ اڈیٹر اہلحدیث)۔ سے آپ کو روپیہ دیدے۔ امید ہے کہ آپ اِس میدان سے گریز نہ کرینگے اور بہت ہی جلد اِس کی منظوری کے لیے بذریعہ اہل حدیث اطلاع دینگے۔

آپ کا دیرینہ خدمت گذار قاسم علی اڈیٹر الفاروق۔ (فاروق ۲۵/ ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء، ص ۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

پس ہم بتاتے ہیں کہ کیونکر ان کے دل میں ہماری فتح کا یقین ہے اور یہ کیونکر اس کو روکنے کی بے سود سعی کر رہے ہیں۔

(الف) مباحثہ لدھانہ میں ہم مدعی تھے۔ اور حسب قانون عدالت ہم ہی نے شروع کیا تھا اور ہم ہی نے ختم اور یہ ہماری مزیت فریق ثانی کی تجویز کردہ تھی، مگر اب نمبر ۷ میں فریقین کے پرچونکی تعداد مساوی لکھی ہے۔

(ب) مباحثہ لدھانہ میں وقتِ تحریر نصف نصف گھنٹہ تھا اب نمبر ۱۰ میں دو گھنٹے لکھے ہیں جو شیطان کی آنت کے برابر لمبے ہیں۔

(ج) نمبر ۸ میں ہم کو مدعی بنایا گیا ہے اور نمبر ۲۰ میں ہم کو حلف دینے کی تجویز کی گئی۔ جو صریح حدیث کے برخلاف ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (مدعی

پر شہادت ہے اور مدعا علیہ پر قسم)۔

اس کے علاوہ آپ لکھتے ہیں:

"اس قسم پر ہم آپ کو مبلغ سو روپیہ دیدینگے۔ کسی ثالث کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کو ہی ثالث بنا کر حلف اٹھانے کے بعد روپیہ دیدینگے۔"

اگر میرے حلف پر مدار ہے۔ یہانتک کہ کسی ثالث کی بھی ضرورت نہیں تو مباحثہ کی بھی کیا ضرورت ہے۔ جو کچھ میں کہونگا وہ تمکو معلوم ہے اور جو تم کہو گے وہ مجھے معلوم ہے۔ پھر تین روز چھ چھ گھنٹے مغز زنی کرنے کا کیا فائدہ؟ اتنا بھی نہ ہوا کہ "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کہا جائے۔

سنو جی! صاف صاف بات ہے کہ ہم مرزا جی کی دعا آخری فیصلہ پر بحث کرنے کو تیار ہیں مگر ایک شرط سے جو بالکل منصفانہ اور عادلانہ ہے۔

اس میں تو شک نہیں کہ تم اور تمہارے ہم رتبہ ہم سے باقاعدہ شکست کھا چکے۔ اس لئے تمہارا بحیثیت تمہاری ذات خاص کے اب کوئی حق نہیں کہ ہم سے اس نوعیت کی بحث کرنے کا مطالبہ کرو۔ مگر تم کر رہے ہو اور انعام بھی دینے کا وعدہ کرتے ہو۔ تو ہم بھی بایں طور منظور کرتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ سے نیابت حاصل کر کے آؤ میدان مباحثہ بٹالہ میں ہوگا۔ جہاں پر آنے کا اقرار تمہارے مسیح اور مہدی نے خود کیا ہوا ہے ہمارا دعویٰ ہوگا کہ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ بمنشاء الٰہی تھا۔ جس کا پورا ہونا ضروری تھا اور ہوا۔ باقی شرائط کل وہی ہونگی جو لدہانہ میں تھیں۔

احمدی دوستو! ہمت ہے تو مردِ میدان بنو۔ ورنہ خاموش کہ: ایں شور وفغاں چیزے نیست

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸۔ نمبر ۲۰۔ مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء ص: ۱-۳)

قادیاں کو مکہ بنانے کی تیاریاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اِس عنوان سے لاہور کا مرزائی اخبار پیغام صلح اپنے حریف قادیانی گروہ پر حملہ کرتا ہے کہ قادیاں کے اخبار الفضل مورخہ ۲۴ر فروری میں ایک احمدی مولوی نے ایک

شعر یوں لکھا ہے۔

مظہر حق دیدہ ام گویا فرود آمد خدا
در شمار مکہ چوں نیاید شمار قادیاں

یعنی قادیاں میں مظہر حق آیا گویا خود خدا آگیا ہے پھر مکہ کے رتبے میں قادیاں کیوں نہ آئے۔ یہ لکھ کر پیغام صلح لکھتا ہے:

''افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے کسی سالانہ جلسہ پر ایسا نہ کہا لیکن اونکے صاحبزادے نے وہ کر دکھایا جو باپ سے نہ ہو سکا۔''

(پیغام صلح لاہور ۹- مارچ ۱۹۲۱ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ہم تو اس بات کو بارہا ظاہر کر چکے ہیں کہ گو ہم مرزا کے ذاتی خیالات کے منکر بلکہ مخالف ہیں لیکن خدا لگتی کہنے سے نہیں رُک سکتے کہ مرزا کی اصل تعلیم پر اِس وقت قادیانی جماعت ہے اور لاہوری پارٹی اس سے کِھسک گئی ہے۔

اس حوالہ میں جو دعویٰ کیا گیا ہے بعینہ مرزا صاحب آنجہانی کا دعویٰ ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

بیٹے کی پیشگوئی کر کے لکھتے ہیں:

''فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر والحق والعلیٰ کان اللہ نزل من السماء یعنی وہ میرا لڑکا بڑی عزت والا، اول آخر حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا اوپر سے اُتر آئیگا۔''

(قادیانی اشتہار مرقومہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ایک الہام اس سے بھی واضح تر بلکہ نص صریح ہے۔ سنو!

''خدا قادیاں میں نازل ہوگا۔'' (کتاب البشریٰ جلد اول، ص: ۵۶۱)

یہ تھا قادیاں میں نازل ہونے والا خدا وہی فرزند دلبند ہے جس کا ذکر اوپر کے الہام میں ہے۔ خاص قادیاں کے حق میں مرزا صاحب نے فرمایا ہے

''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے

انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیاں کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقعہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیاں کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیاں۔'' (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۷۶)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

یہ عبارت باآواز دہل کہہ رہی ہے کہ قادیاں کو در شمار مکہ لانے والا دراصل وہی ہے جس کو تم دونوں (مسیح موعود اور مہدی مسعود) جانتے اور کہتے ہو۔ پھر انہی حوالجات کی بناء پر آج کوئی شخص شعر مذکور میں قادیاں کو در شمار مکہ لاتا ہے تو تم اُس پر اور موجودہ خلیفہ پر خفا ہوتے ہو اور اوس پر خفا نہیں ہوتے جس نے ان کو سکھایا۔ کیا تم نے شیخ سعدی کا کلام نہیں سنا؂

نہ سگ دامنِ کارروانے درید
کہ دہقانِ ناداں کہ سگ پرورید

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸۔ نمبر ۲۰۔ مورخہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۲۱ء ص:۳-۴)

قادیان میں اصحاب فیل پر حملہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

جس جلسہ کی مدت سے انتظاری تھی لوگ جس کی بابت مختلف آوازے کستے تھے کوئی کہتا تھا فساد کا اندیشہ ہے کوئی کہتا تھا فساد ہوگا کوئی کہتا تھا نکانہ میں جس طرح سکھوں کا قتل عام ہوا ہے قادیان میں مسلمانوں کا ہوگا۔ یہ افواہیں ترقی کرتی بٹالہ میں بہت ترقی کر گئیں جن کے جواب میں مجھے خطبہ جمعہ میں کہنا پڑا کہ جو لوگ ان

افواہوں سے ڈرتے ہیں وہ نہ جائیں ہم تو حضرت صدیق اکبر کی طرح اکیلے جائیں گے آخر کار احباب بٹالہ بھی تیار ہو گئے۔

علماء کرام میں علماء دیو بند مولوی انور شاہ صاحب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مولوی عبدالسمیع صاحب وغیرہ قریباً دس بارہ اصحاب تھے مولوی مرتضیٰ حسن از مراد آباد، مولوی عبد الشکور از لکھنؤ، مولوی ابراہیم از سیالکوٹ، اور علماء امرتسر لاہور وغیرہ بہت سے شریک تھے۔

احباب بٹالہ کے تقاضا سے جمعہ (۱۸ مارچ) بٹالہ میں پڑھا گیا بعد جمعہ جلسہ ہوا اصحاب بٹالہ نے روانگی قافلہ کا انتظام بڑی خوبی سے کیا جزاھم اللہ

۱۹، مارچ کو گیارہ بجے دوپہر کو قافلہ قادیان میں پہنچا۔ قادیان اور ارد گرد کے مسلمان وہاں جمع تھے سب نے قافلہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قادیان نے حکم دے رکھا تھا کہ قلعہ بند ہو جاؤ مکانات مساجد باغ اور بہشتی مقبرہ حفاظت میں لئے گئے تھے یہاں تک کہ مزار مرزا کو بھی ایک گنبد کے ساتھ ڈھانپا گیا تھا اور لاٹھیوں اور ہاکیوں سے مسلح مریدین ہر جگہ پہرے پر کھڑے تھے نیز حکم تھا کہ جلسہ مسلماناں میں کوئی احمدی نہ جائے سوائے محررین رپورٹ کے۔

مرزائیوں کی پہلی ذلت

خدا جانے جلسہ ہونے میں قادیانی امت نے اپنا کیا کیا نقصان سمجھا جو جلسہ کی اجازت ملنے میں بڑے مانع ہوئے ہر طرح کے مکر، مکروہات سے کام لیا کہیں حاکموں کو شبہات ڈالے کہیں کچھ کیا مگر صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے دل میں خدا نے یہی ڈالا کہ قادیان میں مرزائیوں کا جلسہ ہو، آریوں کا ہو سکھوں کا ہو لیکن مسلمانوں کا نہ ہو۔ مسلمانان قادیان گو غریب ہیں لیکن رعیت سرکار ہیں۔ اس لئے انہوں نے باوجود مخالف کوشش کے اجازت بخشی۔ مگر تھانہ دار صاحب نے ایک اقرار نامہ لکھا لیا کہ ہم مرزا صاحب کی ذات پر کوئی حملہ نہ کریں گے نہ احمدیوں کی دل آزاری کریں گے بلکہ محض کتابی حوالوں سے ان کے خیالات پر نکتہ چینی کریں گے۔ مسلمانان قادیان کو یہی مطلب تھا اس لئے انہوں نے لکھ دیا صاحب ڈپٹی کمشنر نے

مزید مہربانی یہ کی کہ سرکل انسپکٹر پولیس کے علاوہ ایک اور انسپکٹر پولیس بلکہ مجسٹریٹ (ڈپٹی کلکٹر) بھی جلسہ میں مامور فرمایا چنانچہ یہ سب افسران سارے جلسہ میں شریک رہے جن کی وجہ سے جلسہ میں بالکل امن رہا ہم نے سنا ہے کہ افسران ہر طرح خوش وخرم گئے۔ الحمدللہ

دوسری ذلت:

مرزائیوں کا خیال تھا کہ یہ چند غریب مسلمانان قادیان کو کیا جرأت ہے کہ جلسہ کرسکیں مگر جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا کہ ہزار ہا ہندو مسلمان اور سکھ وغیرہ سننے والے اور بہت بڑی جماعت علماء سنانے والے موجود ہیں تو انہوں نے اپنی ذلت کو کیسا کچھ محسوس کیا ہوگا۔

صدر جلسہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نائب مہتمم مدرسہ دیوبند مقرر ہوئے آپ نے مختصر سی تقریر فرمائی جس میں مدرسہ دیوبند اور اپنی انکساری کا ذکر کر کے خاکسار کو پیش کیا۔ سب سے پہلے میری تقریر تھی جسکا عنوان تھا، مرزا صاحب اور ہم۔، اس میں میں نے بتایا کہ قرآن شریف میں صاف مذکور ہے کہ باہم متخالف کلام الٰہی نہیں ہوسکا ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا سارا کلام ایسا ہے سب سے پہلے میں عمر مرزا کا ذکر کرتا ہوں ۔ مرزا صاحب نے کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم میں لکھا ہے کہ میری عمر اسّی سال یا پانچ چھ کم یا پانچ چھ برس زیادہ ہوگی۔ اور کتاب تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ تیرھویں صدی ہجری شروع ہوتے وقت میری عمر چالیس سال تھی اور انتقال کیا ۱۳۲۶ھ میں پس ثابت ہوا کہ آپ کی عمر ستر (۷۰) برس سے بھی کم تھی۔ اسی کی تائید میں کئی حوالے اور پیش کئے۔

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے مسئلہ حیات مسیح پر متعدد تقریریں کیں اور خوب وضاحت سے مسئلہ حیات ذہن نشین کیا۔ مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی نے بھی مرزا صاحب کی تردید اور بعض مسائل (ختم نبوت وغیرہ) تقریر کی مولوی انور شاہ صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند نے بھی حیات مسیح پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ میری دوسری تقریر تھی ،قادیان اور ہم۔، اس میں میں نے قادیان کی افضلیت اور طاعون

سے حفاظت کا وعدہ پھر طاعون کا شیوع باقرار مرزا صاحب بڑی وضاحت سے ثابت کیا اور مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے بھی مرزائی الہامات پر تقریر کی۔ بابو پیر بخش لاہوری نے حیات مسیح کے متعلق ایک مطبوعہ تحریر پڑھی۔ غرض باوقات مختلفہ کسی نے کسی نوع پر اور کسی نے کسی نوع پر تقریریں کیں۔ الحمد للہ۔

مرزائیوں کی چال:

دجلی فنون میں تو مرزائیوں کو اچھی مہارت ہے اس لئے انہوں نے چال کی کہ ہزارہا حاضرین کی توجہ پھیرنے کو چند اشتہارات شائع کئے جن کا مضمون یہ تھا کہ مولوی ثناء اللہ دل سے حضرت عیسیٰ کی موت کا قائل ہے مگر اوپر سے لوگوں میں حیات مسیح کا اظہار کرتا ہے اگر سچا ہے تو قسم کھائے اور یہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں ...تو مجھ پر میری بیوی بچوں پر لعنت اور عذاب ہو۔ ایسا کہنے پر دو سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مولوی ابراہیم صاحب نے کہا کہ جب مولوی صاحب کے دل اور زبان کی موافقت کا امتحان مقصود ہے تو دعائے عذاب کے کیا معنی؟ دیگر یہ کہ مرزا صاحب نے خود اپنے اشتہار تبصرہ میں لکھا ہے کہ میری اولاد میرے مباہلہ میں شریک نہیں۔ پھر مولوی صاحب کی اولاد کو کیوں شامل کیا جاتا ہے۔ نیز کہا کہ اگر اس قسم کی دعا کرنی ہے تو لعنت کی سزا میں عذاب کی تعیین کریں کہ وہ کس قسم کا ہوگا۔ ایسا تو نہ ہوگا جو عموماً ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم نے کہا کہ ہم عذاب کی تعیین نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا اچھا یوں کیجئے کہ مندرجہ ذیل واقعات سے عذاب کی نفی کرتے جایئے مثلاً: آنکھوں کا دکھنا، بخار کا چڑھنا، عام بیماریوں میں مبتلا ہونا، کسی بڑے یا بچے کا مر جانا، یہ عذاب موعودہ میں داخل نہیں۔ اس کا بھی اقرار نہ کیا۔ میں نے کہا کہ ان کی مرضی ہے کہ بعد قسم مجھ کو یا میری کسی اولاد کو نزلہ زکام یا بخار ہوا تو یہ لوگ کہہ دیں گے کہ عذاب آ گیا۔ اچھا روپیہ دینے کو تو نہ شرط شروط لگاتے ہیں میں بغیر روپیہ کے ان کی تسلی کر دیتا ہوں۔ ان کا خیال تو یہی ہے کہ حیات مسیح کا میں دل سے قائل نہیں اس لئے میں خدا تعالیٰ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ تمام جلسہ میں شادمانی کی ایک لہر چل گئی

فغلبوا هنا لك و انقلبوا صاغرين

نوٹ: کسی شخص محمد افضل ٹھیکیدار مرزائی نے بھی مجھے خط لکھا کہ ان دونوں باتوں پر قسم کھا جاؤ تو میں پانچ سو روپیہ انعام دونگا میں نے فوراً جلسے میں اعلان کیا کہ یہ صاحب پانچسو روپیہ یہاں میز پر رکھیں تو ابھی قسم کھا تا ہوں مگر خرگوش کے سینگوں کی طرح وہ بالکل گم ہو گئے۔

مختصر یہ ہے کہ اس جلسہ کا اثر بہت اچھا رہا مرزائی جماعت اپنے آپ میں خود مرعوب تھی علماء اسلام نے بڑی متانت اور سنجیدگی سے تقریریں کیں مجمع اتنا بڑا تھا کہ آواز پہنچانے میں گلہ پھٹتا تھا مولوی محمد علی صاحب میر واعظ اور مولوی میر محمد صاحب بھانبڑی نے خالص اسلامی مسائل توحید وسنت پر وعظ فرمائے جزاهم الله تائبین۔ کئی ایک مرزائیوں نے توبہ کی جن کا شمار ۳۵۔۴۰ کے درمیان سنا گیا۔ ان کے علاوہ مزبذبین تو سینکڑوں مستقیم ہو گئے خدا استقامت پر قائم رکھے۔ اخبار الفضل لکھتا ہے کہ صرف دو آدمی تائب ہوئے کاش اس کو وہ وقت یاد ہوتا جب ہمارے قسم کے بعد جلسہ برخواست ہوا تو بجوائے آیت

رأيت الناس يدخلون في دين الله افواجاً

لوگ جوق جوق توبہ کرنے کو آتے تھے۔

لطیفہ: جلسہ سے پیشتر قادیان میں جو پریشانی اور بدحواسی تھی اس بدحواسی میں اخبار فاروق قادیان میں لکھا گیا تھا، اصحاب الفیل کا حملہ قادیان پر۔، مگر واقعات نے ثابت کر دیا کہ دراصل اصحاب الفیل قادیان میں تھے جس کی دو ایسی وجہیں ہیں کہ کسی کو ان سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ایک تو اصحاب الفیل کے بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا اور محمود آج قادیان میں ہے۔ دوم یہ کہ اصحاب الفیل کعصف ماکول (نامراد) ہوئے تھے اور اس میں تو مطلق شک نہیں کہ علماء کرام بڑی کامیابی سے عزت پا کر واپس گئے اور مرزائی سراسر خائب وخاسر رہے۔ فالحمد للہ

اعلان مباحثہ: مرزائیوں کو مسئلہ وفات وحیات مسیح پر بڑا ناز ہے اس لئے مولوی ابراہیم صاحب نے اعلان کیا کہ اگر افسران مقررہ اجازت دیں تو ہم اسی مسئلہ پر بحث کرنے کو تیار ہیں افسران نے اجازت نہ دی تو اہالی بٹالہ نے اعلان کر دیا کہ

یہاں افسران مقررہ اجازت نہیں دیتے تو ہم بٹالہ میں بحث کرانے کو تیار ہیں بشرطیکہ خلیفہ قادیان خود پیش ہو۔ یا پیش ہونے والا اس کی نیابت میں پیش ہو۔ میں نے بھی اس کی تائید کی اور کہا کہ مرزا صاحب نے بھی بحث کے لئے بٹالہ مقرر کیا ہوا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ؟؟...) مرزائیوں نے اس کے جواب میں اشتہار دیا جس میں لکھا کہ خلیفہ کا یا اس کی نیابت میں کسی کا پیش ہونا شرط ہے تو ہمارے خلیفہ کے سامنے اپنا خلیفۃ المسلمین یا ان کا قائم مقام لاؤ۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔ کسی معمولی نواب یا نواب زادے کی کیا مجال؟ یہ بھی لکھا کہ بحث لاہور میں ہوگی

چونکہ بٹالہ کی انجمن کی طرف سے مولوی ظفر الحق صاحب نے اعلان کیا تھا اور مرزا صاحب قادیانی نے بھی کہا تھا کہ بٹالہ میں مجھ سے بحث کرلو اس لئے ہم بھی بٹالہ کی تائید کرتے ہیں بعد منظوری تصفیہ شرائط کے لئے ممبر نامزد کئے جائیں گے ایک ایک ممبر فریقین کا اور غیر مسلم بتراضی فریقین ہوگا۔ یہ سب کمیٹی جن شرائط کو منظور کرے وہ منظور ہوگی۔

احمدی دوستو! اب اگر تم نہ مانے تو پھر تم کو اس مسئلے پر بحث کرنے کی درخواست کرنا زیبا نہ ہوگا اور غالباً ادھر سے منظور بھی نہ ہوگا بلکہ تمہاری ایسی درخواست کو سن کر کہا جائے گا ضیّت اللبن بالصیف

ایک جدید مرزائی: ہمارے ناظرین منشی عبدالعزیز نمبردار بٹالوی کو نہیں جانتے ہونگے یہ ایک مسنّ شخص ہیں پہلے سولہ سال تک مرزا جی کی بیعت میں رہے اس کے بعد ان کی زندگی ہی میں تائب ہوئے۔ یہاں تک کہ مرزا جی کے اندرون خانہ کے حالات کا انکشاف کرتے رہے۔ اب جو ہم قادیان میں گئے تو یہ حضرت میرے ڈیرے پر نمودار ہوئے۔ ایک اشتہار اپنا ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ اشتہار میں مرقوم تھا کہ میں نے جدید بیعت نہیں کی مگر میں مرزا صاحب آنجہانی کو نبی مانتا ہوں۔ علماء میرے مطالبات پورے کردیں تو میں اپنی اٹھارہ ہزار کی جائداد خلافت کمیٹی کو دے دونگا۔ ہم نے سمجھا کہ یہ بھی چال ہے علماء کی توجہ جلسہ سے ہٹا کر ایک شخصی امر کی طرف پھیرنی منظور ہے اس لئے ان حضرت کو جواب دیا گیا کہ آپ بٹالہ کے رہنے والے ہیں ہم یہاں سے فارغ ہوکر بٹالہ چلیں گے اور آپ کے مکان پر ٹھہریں گے اور گفتگو

کریں گے۔ مگر چونکہ مطلب سعدی دیگر تھا اس لئے جب ہم واپس بٹالہ آئے تو آپ حضرت کہیں بھی نظر نہ آئے۔

چیلنج منظور: مرزائیوں کو مسئلہ حیات مسیح پر چیلنج دینے کے ساتھ ان حضرات کا چیلنج بھی منظور کیا جاتا ہے اگر ان کو تحقیق حق کا شوق ہے تو بٹالہ میں نبوت مرزا کے وجوہات پیش کریں اور تردیدات سنیں۔

(اہل حدیث امرتسر یکم اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۱ ص ۱۔۳)

مرزا جی کی خیر و برکت

اے در بقاء عمر تو نفع جہانیاں
باقی مباد آنکہ نخواہد بقاءِ تو

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

آسمانی نکاح والی پیش گوئی کے لئے مرزا جی نے تقریباً ۲۴۔ الہام اتارے تھے اور اس کو نہایت عظیم الشان اور اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا اور جس میں شک کرنے والوں کو کہا گیا تھا کہ جس دن یہ پیش گوئی پوری ہو گی اس دن نہایت صفائی سے ان کی ناک کٹ جائے گی اور ان کے منہ بندروں اور سؤروں جیسے ہو جائیں گے۔ اس کو تو مولوی محمد علی صاحب نے تسلیم کر لیا کہ پوری نہیں ہوئی۔ گزشتہ عریضہ میں میں نے آفتاب نیم روز کی طرح دکھا دیا کہ مرزا جی کی تڑپ بالکل جھوٹی اور بناوٹی تھی اور مگرمچھ کے آنسوؤں سے ہاتھی دانت پر لکھنے کے قابل۔ تیسرا فقرہ مولوی محمد علی صاحب کہ، پھر اس کے کام کو دیکھو، بالکل فیصلہ کن ہے اور اسی پر آج ہمارا اور ہمارا صاحب کا فیصلہ ہے کیونکہ جب مدعی اپنے دعوی کو عملی جامہ پہنا دے تو خصم کو سوائے سکوت کے چارہ نہیں۔ مرزا جی کے کاموں کو ہم دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں ایک وہ کام جن کے کرنے کے واسطے وہ بقول خود عیسی و مہدی مبعوث ہوئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی

معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں ۔ بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء

اوران کاموں کی تشریح مرزا جی یوں کرتے ہیں :

کیونکہ مہدی کی تعریف میں لکھا ہے کہ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی تھی اور مسیح آخرالزمان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دوبارہ ایمان اور امن کو دنیا میں قائم کر دے گا اور شرک کو محو کر دے گا اور ملل باطلہ کو ہلاک کر دے گا ۔ (تحفہ گولڑویہ ۔ص ۲۹)

پس مولوی محمد علی صاحب خدا کو حاضر ناظر جان کر فرمائیں کہ کیا مرزا جی نے وہ کام کر دکھائے ؟ کون سے زمین و آسمان کے کس ملک کے کس شہر کے کس محلّہ میں مرزا صاحب آنجہانی

۱: ظلم و جور کی جگہ عدل قائم کر گئے

۲ ۔ ایمان و امن قائم کر گئے

۳ ۔ شرک محو کر گئے ،

اور ۴ ۔ ملل باطلہ کو ہلاک کر گئے

برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا جی کے زمانہ میں انہی کے ضلع میں سب سے زیادہ تثلیث اور صلیب پرستی کو ترقی ہوئی یہاں تک کہ انہی کی تحصیل (بٹالہ) میں صلیب پرستوں کا صدر مقام قائم ہوا ان کے تحت الحنک عین قادیان میں ساتواں سماج اور ڈی اے وی سکول قائم ہوا جس میں ۱۲۵ لڑکے تعلیم پا رہے ہیں ، مرزا جی کے ہی زمانہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس میں موحد مسلمان آریہ بنے یعنی مرزا جی کے قول کے ایک خدا کو ازلی ماننے والے خدا روح اور مادہ کو ازلی ماننے لگے اور یہ بیماری قادیانی مرزا جی کے خاندان نور علی نور میں بھی پہنچی ۔ دیکھو صفحہ ۱۴۶ سرمہ چشم آریہ لکھتے ہیں :

مرزا امام الدین جو ہماری برادری میں سے ہے اور دین اسلام سے مرتد ہے اور اب آریہ سماج میں داخل ہو گیا ہے ۔

اب اگر کوئی اس پر بھی مرزا جی کو جھوٹا نہ سمجھے اور شرم و حیا اور ایمان پر پشت

پا مار کر یہ کہے کہ مرزا جی نے دلائل اور حجج اور گالیوں سے مخاصمین کو لا چار کر دیا تو ہم پوچھتے ہیں کہ گالیوں کے سوا وہ کون سے نئے دلائل اور حجج تھے جو مرزا جی نے پیش کئے اور ان سے پہلے پیش نہیں ہوئے تھے یعنی علماء اسلام نے پیش نہیں کئے تھے مولانا مولوی محمد علی صاحب کو مرزا جی کی اس دلیل پر بڑا فخر و ناز تھا کہ ہمارے پیر نے یہ نئی دلیل نکالی کہ آسمانی کتاب وہی سچی ہے کہ جو اپنی سچائی کی دلیل اپنے اندر سے پیش کرے اس کا تو آپ نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۶ کے نیچے حاشیہ میں دے کر کہ علامہ ابن رشد نے اپنی کتاب میں یہی دلیل پیش کی ہے ستیاناس ہی کر دیا اور ان کی باقی حجج و دلائل کی نسبت کچھ میں عرض کئے دیتا ہوں عیسائیوں سے جو سب سے بڑا مرزا جی کا مباحثہ ہوا وہ کس کو معلوم نہیں کہ پادری آتھم سے تھا اس مباحثہ کے ایک پرچہ میں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک مرزا جی کو لکھتے ہیں

> جناب من! ہم تو آپ کے علم اور روشن ضمیری کا بہت ہی سنتے رہے ہیں اور ہم کو آپ سے بہت امید تھی لیکن افسوس آپ نے وہی حجتیں اور وہی دلائل اور وہی باتیں پیش کیں جو کہ قریب چالیس سال سے اس ملک کے بازاروں میں چکر کھا رہی ہیں۔ (ص ۹۷ جنگ مقدس)

اور تصانیف علماء دین کی نسبت صفحہ ۱۹۴ سرمہ چشم آریہ پر مرزا جی کے اپنے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں لکھتے ہیں:

> اور جس قدر ان پادری صاحبان نے اہل اسلام پر مختلف قسم کے اعتراض کر کے ...طرح طرح کی ندامتیں اٹھا کر پھر اپنے اقوال سے رجوع کیا ہے یہ بات اس شخص کو بخوبی معلوم ہو گی جو ان کے اور فضلاء اسلام کے باہمی مباحثات کی کتابوں پر ایک محیط نظر ڈالے۔

مولوی محمد علی صاحب! یہ تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ بحیثیت مسیح و مہدی جو کام اپنی زندگی میں کر دکھانے کا مرزا جی کا دعوی تھا ان میں سے ایک بھی وہ نہ کر سکے اور ان کے جن کاموں کی وجہ سے آپ ان کو مسیح موعود اور مہدی معہود مان رہے ہیں ان میں سوا گالیوں کے کوئی کام ایسا نہیں جس میں کوئی جدت یا خصوصیت ہو۔ اب آیئے میں ان کے دوسرے قسم کے کام دکھاؤں جو کسی مسلمان کو بھی نہیں کرنے چاہییں اور

انہوں نے کئے۔

پہلا کام۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مشرکوں کے معبودوں کو برا نہ کہو کہ وہ تمہارے خدا کو برا کہیں گے (پارہ ۷ رکوع ۱۹)

مرزا جی نے اس صریح حکم خداوندی کے خلاف عیسائیوں اور آریوں کے معبودوں کو برا کہہ کر اپنے خدا اور رسول اور قرآن کریم پر پھبتیاں اڑوائیں۔ عیسائیوں کی کتاب ضربت عیسوی کے دیباچہ میں ہے کہ:

جن لوگوں کو ضرورتاً مرزا جی کی تصانیف پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہوگا وہ خوب جانتے ہیں کہ مناظرہ میں فحش بیانی سخت کلامی بدزبانی بلکہ گالی کوسنے کا مرزا جی نے گ ے سرکار سے ٹھیکہ لیلیا آپ اس فن کے گویا جگت استاد مانے جاتے ہیں،

پنڈت لیکھ رام کی کتاب تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم کے صفحہ ۳۱ پر سبب تالیف کے نیچے لکھا ہے:

تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ کی تصنیف کے بعد ہمارا ارادہ دین محمدی کے خلاف کوئی کتاب تالیف کرنے کا نہیں تھا مگر کیا کریں ہمارے مخالف آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ بارہا ترغیب دیتے ہیں کہ ہم اپنے تمام معلومات سے دنیا کو آگاہ کریں اور انہیں ویدک مارگ کا سیدھا رستہ بتلا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام میں معقول جواب ے عاری ہوکر کمینہ حملوں پر اتر آئے اور ست بچن میں اس قدر بدزبانی کو کام میں لائے کہ جعفر زٹلی کو شرمایا بلکہ نیچا دکھایا جس قدر بدکلامی میں بڑھتے جاتے ہیں اور جہالت کے معراج پر چڑھتے جاتے ہیں اسی قدر وہ حق پسند پبلک کی نظروں سے گرتے جاتے ہیں۔،

اس کے علاوہ جو مرزا جی نے خود بزرگان اسلام کو گالیاں دی ہیں ان کی مختصر ڈکشنری کسی صاحب کو دیکھنی ہو تو وہ منشی الٰہی بخش مرحوم و مغفور کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحات ۱۴۴ لغایت ۱۴۷ ملاحظہ کرلے۔

دوسرا کام: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یحب المسرفین اسراف

کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ مرزا جی نے صریح اس آیت کے خلاف اپنی یاد گار دنیا میں قائم کرنے کے لئے پچیس تیس ہزار روپئہ لگا کر ایک منارہ کھڑا کر دیا۔

تیسرا کام: اللہ تعالی پارہ ۴ رکوع ۲ میں فرماتا ہے:

اے مسلمانوں سنبھل کر مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو۔

مرزا جی نے صریح اس حکم کے خلاف امت محمدیہ میں تفرقہ ڈالا۔ اپنا ڈہائی اینٹ کا چولہا جدا بنا کر اپنا نام دنیا میں قائم رکھنے کے لئے اس کا نام فرقہ احمدیہ رکھا اور اس کے تمام دینی اور دنیوی تعلقات مسلمانوں سے منقطع کر کے اسلام میں ایک فتنہ عظیم برپا کر دیا۔ واذاقیل لهم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون۔....

چوتھا کام: اسی پارہ اور اسی رکوع میں اللہ تعالی نے فرمایا:

اے مسلمانو! اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی۔ اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔

مگر مرزا جی نے مسلمان سگے بھائیوں میں جوت چلوا دیا۔

پانچواں کام: پارہ ۵ رکوع ۱۶ میں اللہ تعالی بیوی کو معلق رکھنے سے صاف منع فرماتا ہے فتذروها کالمعلقة۔ مرزا جی نے اپنی بیوی کو معلقہ رکھ کر حکم خداوندی کا صریح خلاف کیا۔ اور امت کے واسطے برا نمونہ چھوڑا۔

چھٹا کام: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اپنی عمر اور رزق میں فراخی منظور ہو، وہ صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ مرزا جی نے اپنے بے گناہ بہو کو طلاق دینے کے لئے اپنے بیٹے پر زور دیا اور جب بیٹے نے یہ ظلم پسند نہ کیا تو اسے عاق کر دیا۔

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی (پ۔ ۲۵۔ع ٤)

ساتواں کام: پارہ ۱۵ رکوع ۴ میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

واوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم

مرزا جی نے اپنا سودہ کبھی سیدھی ڈنڈی سے نہ تولا۔ قیمت پیشگی لے کر کھا گئے۔ کتاب یا بالکل ندارد یا نامکمل چھوڑ گئے اور اگر کوئی اپنی تعریف میں لکھی تو ڈیڑھ روپیہ کی مالیت کے ساڑھے چار وصول کیئے۔

آٹھواں کام: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا بے برکت مال پانی اور مٹی میں خرچ ہوتا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ خرچ کل فی سبیل اللہ ہوسکتا ہے، سوائے عمارت کے کہ اس میں خیر نہیں۔

مرزا جی کی عمر تعمیر عمارت میں صرف ہوگئی اور مرتے ہوئے حسرت تکمیل منارہ ساتھ لے گئے (دیکھو تشحیذ الاذہان)۔

آنحضرت ﷺ نے تمام عمر اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور فرمایا

من رغب عن سنتی فلیس منی

تفسیر ابن حاتم میں قتادہ کا قول ہے کہ پہلے پہل پختہ اینٹوں کا بنانا فرعون نے نکالا اور اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ جب فرعون کے حکم کے مطابق اسکے وزیر ہامان نے منار بنایا تو حضرت جبریل نے اس کو پر مار کر گرا دیا۔

نواں کام۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوگی اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اور حضرت عمر نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تصویر دیوار خانہ کعبہ سے خرچ دی اور مرزا جی نے اپنی تصویریں بنوا کر عقل کے اندھوں اور گٹھڑی کے پورے مریدوں کے گھروں میں لٹکوا دیں۔

دسواں کام: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ اس کو حج سے حاجت ظاہری یا بادشاہ جابر یا مرض روکنے والی مانع نہ ہو اور وہ سوا حج کرنے مر جائے تو وہ خواہ یہودی ہو کے مرے یا نصرانی ہو کر۔ قادیانی مرزا جی اور ان کا سب سے راسخ الاعتقاد مرید عبداللطیف اسی موت سے مرے۔

گیارھواں کام: اللہ تعالی پارہ ۱۵ رکوع ۳ میں فرماتا ہے

انّ المبذّرین کانوا اخوان الشیاطین۔

دولت کو بے جا مت اڑاؤ۔ دولت کو بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

مرزا جی صفحہ ۱۷، قادیان کے آریہ اور ہم میں لکھتے ہیں:

ان کے بعد کئی لاکھ آدمیوں نے میری بیعت کر لی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دوسرے بے شمار تحائف ہر طرف سے آئے۔

لیکن پھر بھی مرزا صاحب کو باغ کا رہن کرنا اور مرتے دم تک فک نہ کرانا ثابت کر رہا ہے کہ آپ کے باورچی خانہ یا دستر خوان اور تکلفات اور خر دجال پر سفر کے اخراجات اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ آپ روپیہ کو اپنا مال نہیں، بلکہ بے گانہ مال سمجھ کر خرچ کرتے تھے۔ یہ ہم نے مانا کہ مرزا جی نے اپنی کتاب، ہمارے مختصر سوانح اور مقاصد میں لکھا ہے:

میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے مہموم اور مغموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار کے قریب خرچ کا تھا۔

اور جس کی تصدیق پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۶ پر یوں کی ہے

ہمیں ان کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کی فہرست بخوبی معلوم ہے اور قرضداری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں۔،،

مرزا صاحب ساٹھ ستر ہزار روپیہ کے قرض دار تھے مگر میرے خیال میں تو یہ قرضہ اس ایک تصویر کی فروخت سے ہی پورا ہو گیا ہو گا جو صفحہ ۲ ضمیمہ حقیقۃ الوحی پر درج ہے جس میں مرزا جی نے گردن ٹیڑھی کر کے آنکھیں گھونٹ لی ہیں اور دیکھتے ہی انسان کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ واقعی اس شخص کی تو خدا سے لو لگ رہی ہے اور یہ کوئی بڑا خدا رسیدہ آدمی ہے۔ پھر یہ روپیہ کہاں گیا۔ اور کیوں مرزا جی باغ رہن کرنے پر مجبور ہوئے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب یہ مانیں گے کہ رہن باغ حق داروں کو اپنے حق سے محروم رکھنے کے لئے ایک فریب عظیم تھا۔

بارھواں کام۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو بہشتی یا دوزخی قرار نہ دو۔ مرزا جی نے یہ بدعت نکالی کہ اپنے مقبرہ میں مدفون ہونے والے کو بہشتی قرار دیا اور اس پر طرہ یہ فرماتے ہیں:

کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے انسان کا اس میں دخل نہیں (حاشیہ ص ۱۹۔ الوصیت)

آه ! گیرم کہ برزق خلق را بفریبی
با او چہ کنی کہ یک بیک میداند

کیا مرزا جی کی تینوں پارٹیوں میں سے کوئی ہمیں بتائے گی کہ مرزا جی نے اسلام میں سوائے فتنہ اندازی کے وہ کون سا انوکھا کام کیا جس کی وجہ سے ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جگہ لا الہ الا اللہ احمد جری اللہ کہنے پر مجبور ہوں

اے شیخ! اگر جملہ کمالات تو ایں ست
خوش باش کزیں جملہ کمالات گزشتیم

حضرت عیسیٰ ایک دفعہ نہیں دس دفعہ بھی فوت ہو جائیں تو:

کس نیاید بزیر سایہ بوم
گر ہما از جہاں شود معدوم

(اہل حدیث یکم اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۱ ص ۳۔۶)

کذبات مرزا۔ نمبر ۳

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

ہمارا اعتقاد ہے جو ہم بارہا ظاہر کر چکے ہیں اور جس کا ثبوت دینے کے ہم ذمہ دار ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کی طرف کسی کذب یا افتراء کا منسوب کرنا حمل اولی ہے جیسے انا ابو النجم و شعری و شعری یا جیسے سورج کو روشن اور ہاتھی کو سیاہ کہنا بالکل بدیہی اولی ہے اس لئے اس عنوان کی نہ ضرورت تھی نہ حاجت، مگر چونکہ دنیا میں ایے لوگ بھی ہیں جو بدیہات سے منکر ہیں یا ایسے لوگ بھی ہیں جو جھوٹے کو سچا جانتے ہیں اون کو سمجھانے کی خاطر لکھنا پڑنا ہے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات میں جھوٹ بکثرت ہوتا تھا۔

اسی سلسلہ میں ہم نے چند مثالیں آج تک دی ہیں چونکہ قادیانی امت اون کے جوابات کی طرف متوجہ ہوئی تھی اس لئے ہم نے سردست اونہی کی تشید اور تائید کرنی مناسب سمجھی۔

اس سلسلہ میں ہمارے مقابل لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح نکلا ہے تعجب ہے قادیان کا بڑا میاں الفضل جو اصل گدی نشین ہے کیوں خاموش ہے۔ شائد:

خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمے آید

۱۱۔ مارچ کے اہلحدیث میں ہم نے ایک لمبا مرزائی حوالہ پیش کر کے سوال کیا تھا کہ اس میں جن احادیث کا مرزا صاحب قادیانی نے دعوی کیا ہے وہ کہاں ہیں۔ اس کے جواب میں پیغام بولا اور خوب بولا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کی مثال وہی ہوئی جو طلباء میں مشہور ہے کہ سوال تو سمجھے نہیں، جواب دو دینے کو تیار ہیں۔

ہمارا سوال مرزا جی کے حوالہ پر مبنی تھا جو کتاب تذکرۃ الشہادتین سے ہمنے نقل کیا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

بعد صلیب پر چڑھائے جانے حضرت عیسی مسیح کے حضرت عیسی کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی یہ مضمون حدیثوں میں آیا ہے۔،

اس تفصیل کے ساتھ ہمنے سوال کیا تھا یعنی یہ کسی حدیث میں دکھاؤ کہ واقعہ صلیب (جو بقول یہود ونصاری اور حسب اعتراف مرزا، راز حقیقت ص ۳) جو حضرت مسیح کو ۳۳ سالہ عمر میں پیش آیا تھا اس کے بعد ایک سو بیس سال عمر حضرت ممدوح نے پائی چنانچہ تذکرۃ الشہادتین میں صاف مرقوم ہے۔

اسکے جواب میں پیغام صلح لاہور نے ناحق کی تکلیف اٹھا کر چند روایات ضعیفہ یا موضوعہ مواہب لدنیہ اور حجج الکرامۃ وغیرہ سے نقل کی ہیں جن میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسی ایک سو بیس سال تک دنیا میں زندہ رہے۔ لطف یہ کہ پیغام صلح کو خبر نہیں ہوئی کہ یہ روایات اون کے حضرت مرزا قادیانی کی تردید کر رہی ہیں کیونکہ وہ تو ساری عمر حضرت مسیح کی ۱۵۳ سال قرار دیتے ہیں۔ راز حقیقت صفحہ ۲، اور تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۷ ملا کر پڑھو۔

راز حقیقت کو ہماری پیش کردہ عبارت مندرجہ اہل حدیث ۱۱ مارچ سے ملا کر دیکھو تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ (بقول مرزا قادیانی) حضرت عیسی کی ساری عمر ۱۵۳ سال تھی۔ اس ۱۵۳ سال کے ثبوت کا ہمنے مطالبہ کیا تھا ورنہ کیا حجج الکرامۃ اور مواہب لدنیہ ہمارے پاس نہ تیں؟ پس یا تو حسب بیان مرزا ہمارے مطالبہ کا ثبوت پیش کر دیا

اقرار کرو کہ مرزا صاحب نے غلط لکھا ہے تا کہ ہمارا دعوی (کذبات مرزا) مسلمہ فریقین ہو کر تمہارے لئے باعث نجات ہو۔

تنبیہ: چونکہ مرزائی لوگ عموماً یہ روایت پیش کیا کرتے ہیں اور اس سے حضرت عیسی کی وفات ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اصل روایت کی بابت بھی کچھ لکھا جاوے

یہ روایت اس قسم کی ہے کہ اس کی سند آج تک ظاہر نہیں ہوئی محدثین کا عام قانون ہے کہ بے سند روایت کو صحیح قابل حجت نہیں جانتے اسکے علاوہ اس روایت کے الفاظ خود اس کی تردید کرتے ہیں کیونکہ اس میں حضرت عیسی کی عمر ایک سو بیس سال بتا کر آگے کا فقرہ ہے

ما بعث الله نبيّا الا عاش نصف ما عاش النّبی قبله۔

اللہ نے جو نبی بھیجا ہے وہ اپنے سے پہلے نبی سے نصف مدت حیات جیا۔

یہ ایک عام قانون ہے اسکے مطابق ہم دیکھتے ہیں تو حضرت موسی کی عمر ایک سو بیس سال توریت میں ہم کو ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو توریت کی پانچویں کتاب استثنا باب ۳۴۔ آیت ۷

حضرت موسیٰؑ کے بعد کئی ایک نبی ہوئے ان میں یہی قانون جاری کیا جائے تو حضرت عیسیٰؑ کی عمر شائد ایک آدھ ہفتہ رہ جاتی ہے۔

اور طرح سے:

حضرت عیسیٰؑ کی عمر ایکسو بیس سال کی ہو، تو اس قاعدہ کے مطابق خود رسالت مآب ﷺ کی عمر ساٹھ سال ہونی چاہیے حالانکہ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

اور طرح سے:

اسی قاعدہ کے ماتحت جناب عیسیٰؑ کے آنحضرت ﷺ کی عمر ساٹھ سال کی ہو، تو جو کہتا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے صرف میں نبی بنا ہوں (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰؟) اوس کی عمر اس قاعدہ کے ماتحت تیس سال ہونی چاہیے، حالانکہ اوسکا الہام ہے کہ میری عمر ۷۴، سے ۸۶ سال تک ہوگی۔ جو آخر کار ۶۹ سال ہوئی (ملاحظہ ہو رسالہ نور الدین ص ۱۷۰)

یہ وجوہات ہیں اس روایت کے غلط ہونے کے جب تک کوئی مرزائی ان

سوالات کا جواب نہ دیں ان کا حق نہیں کہ اس روایت کو پیش کریں۔

اصل مطالبہ۔ مگر ہمارا مطالبہ یہ نہ تھا بلکہ تذکرۃ الشہادتین کی عبارت کے مطابق واقعہ صلیب کے بعد ایک سو بیس سال کی عمر پانے کی حدیثیں مطلوب ہیں۔ اہل حدیث مورخہ ۱۱ مارچ ملاحظہ ہو۔

پس یا تو ہمیں اوس مضمون کی حدیثیں دکھائی جائیں یا کذبات مرزا نمبر ۲ کا اعتراف کیا جائے۔

من نہ گوئم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آسان کن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۲ ص ۱۔۲)

قادیانی چرتر

مولوی سیدنا در شاہ (سمبڑیال ضلع سیالکوٹ) بمبا نوالے ضلع سیالکوٹ گئے۔ ہزارہا کے مجمع میں جناب شاہ صاحب موصوف نے نماز جمعہ پڑھائی۔ بعد میں جناب شاہ صاحب کی طرف سے مسلمانوں کی خدمت میں ایک ضروری اپیل تاکید نماز کے بارہ میں مجمع میں تقسیم کی جارہی تھی کہ آٹھ دس مرزائیوں نے آکر بیان کیا کہ ہم مولوی غلام رسول صاحب کی طرف سے آئے ہیں کہ آپ مولوی صاحب سے بحث کرلیں جس پر جناب شاہ صاحب نے مجمع عام میں بیان فرمایا کہ میرے پاس اس وقت سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ مرزائیوں کیلئے قرآن مجید ہی کافی ہے۔ اس لئے میں باواز بلند چیلنج دیتا ہوں کہ مولوی غلام رسول صاحب اسی مجمع میں تشریف لاویں میں ہر وقت تیار ہوں جاؤ مولوی صاحب کو لیکر آؤ۔

بہت مدت تک مولوی نہ آئے مگر ایک رقعہ بھیجا جس میں تحریر تھا کہ خاکسار آپ کے چیلنج پر جو مجمع عام میں جو ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو آپ کی طرف سے دیا گیا تھا، بندہ حاضر ہوگیا ہے۔ مجمع عام میں مناظرہ ہو، تو حفظ امن کا انتظام از بس ضروری ہے۔

ادھر قادیانی صاحب نے یہ رقعہ لکھا، ادھر یہ چرتر کھیلا کہ ایک شخص جس کی

صورت سے شاہ صاحب موصوف بالکل نا آشنا تھے، خفیہ طور پر شاہ صاحب کی خدمت میں بھیجا، جو ایک عینک باز جنٹل مین تھا۔ آ کر یوں گویا ہوا کہ میں جناب کی بہتری کے لئے گوجرانوالہ سے سن کر آ رہا ہوں۔ اسلئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ زمانہ بہت نازک ہے، بحث مباحثہ کا وقت نہیں۔ ذرا ذرا سی باتوں پر گورنمنٹ زبانیں بند کر رہی ہے۔ چنانچہ آغا صفدر صاحب اور ڈاکٹر کچلو صاحب وغیرہ کی زبانیں بند کی گئی ہیں۔ اور جناب سب انسپکٹر صاحب علاقہ ہذا نے بھی مجھے خاص طور پر بلا کر مطلع فرمایا ہے کہ جناب شاہ صاحب موصوف کو مناظرہ کرنے سے روک دیا جائے۔ اسلئے مناسب ہے کہ اگر مرزائی لوگ آپ کو مناظرہ کے لئے کہیں تو آپ صاف جواب دیویں کہ میں بحث نہیں کر سکتا۔ پس میرے خیال میں یہ فساد مٹانے کا عمدہ طریقہ ہے۔

جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ حق کو چھپایا جاوے اور باطل کا جھنڈا بلند کیا جاوے۔ بلکہ جہاں تک ہوگا باطل کو پائمال کر کے حق کا جھنڈا بلند کیا جاوے گا اور خداوند کریم ایسا ہی کرے گا۔ یہی بات ہو رہی تھی کہ دو چار مرزائی پھر حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمیں لکھ دو کہ ہم بحث کریں گے۔

جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تو مجمع عام میں چیلنج دیا تھا کہ مولوی صاحب کو مناظرہ کے لئے لاؤ چنانچہ اب بھی کہتا ہوں کہ جاؤ ضرور لاؤ۔ میں نے آج واپس چلے جانا تھا مگر تمہارے لئے ٹھہرا ہوا ہوں۔ کل ۱۲ بجے دوپہر تک بھی اگر لے آؤ تو فیصلہ ہوسکتا ہے۔

مرزائیوں نے قبول کر کے وعدہ کیا کہ ہم مولوی صاحب کو ابھی لے کر آتے ہیں۔ اگر ہم لوگ بموجب وعدہ ۱۲ بجے تک مناظرہ کے لئے نہ آئے تو ہم جھوٹے ثابت ہوں گے۔ دوسرے دن ۲ بجے دوپہر تک مرزائی صاحبان کی انتظاری رہی مگر نہ آئے پر نہ آئے۔ اور دو آدمیوں کے ذریعہ جواب بھیجا کہ، مولوی صاحب مناظرہ کے لئے نہیں آسکتے،

جناب شاہ صاحب موصوف نے عقاید مرزا بیان کئے اور وہ اشتہار جو مرزا نے بعنوان ، مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ، لکھا تھا مجمع عام میں سنایا اور مرزا صاحب کا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مر جانے پر گویا سچے کی زندگی

میں جھوٹے کا مرنا ثابت کیا۔

اب مرزائیوں کی کاروائی کی طرف خیال فرماویں۔ شخص مذکور پکا مرزائی اور اسماعیل مرزائی ترگڑی والے کالڑکا تھا۔ جومشورہ اس نے جناب شاہ صاحب موصوف کو دیا تھا،محض غلط تھا۔ نہ کوئی سب انسپکٹر اس کو ملا تھا، نہ کسی نے اس کو جناب شاہ صاحب موصوف کومناظرہ سے روکنے کے لئے کہا تھا۔ صرف ان کا اصلی منشاء یہ تھا کہ کسی طرح جناب شاہ صاحب موصوف مناظرہ سے انکار کر دیویں اور ہمیں موقع مل جائے اور مشہور کر دیویں کہ جناب شاہ صاحب موصوف مناظرہ سے فرار ہو گئے مگر خداوند عز وجل کی برکت سے وہی ہوا جو اللہ تبارک وتعالی نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے

قل جاء الحق وزهق البا طل انّ البا طل كان ز هوقا ۔

ا لحمد لله ۔

راقم : یکے از حاضرین جلسہ

(ہفت روزہ اہل حدیث ۸ ۔ اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۲ ص ۲ و ۹)

میرا سفر قادیان

حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں :

۱۹۔۲۰۔۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو انجمن اسلامیہ قادیان کا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں شریک ہونے کیلئے انجمن حفظ المسلمین امرتسر نے خاکسار کو بھی مدعو کیا۔ ہر چند کہ طبیعت نا درست تھی اور شغل تدریس سے فرصت ہرگز نہ تھی، مگر جلسہ کی اہمیت کشاں کشاں لے گئی۔ بٹالہ سے ٹمٹم پر سوار ہوئے۔ قادیان کی سڑک کچی اور سخت خراب و ناہموار ہے۔ کہیں ریت ہے کہ وہاں ٹمٹم کا پہیہ سواروں کے بوجھ سے دھس جاتا ہے ۔ناچار اتر کر پیدل چلنا پڑتا ہے۔ اور کہیں گڑھے ہیں کہ جب پہیہ ان میں گرتا ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اگر خوش قسمتی سے کہیں کچھ مسافت تک ایک پہیے کو سخت اور ہموار زمین مل گئی تو دوسرا پہیہ اتنا ڈھلوان میں چلتا ہے کہ گاڑی الٹ جانے کا خوف رہتا

ہے۔ اسپر طرہ یہ کہ خاک اتنی اڑتی ہے کہ قادیانی سواروں کی ہیئت ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا قبر سے نکل آئے ہیں (اسی لئے تو میں نے جلسہ قادیان میں کہا تھا کہ عرب قدیم کا شاعر امرء القیس جو اپنے سفر پر فخر کرتا ہوا لکھتا ہے

و داد کجوف العیر قفرقطعته ۔ به الذئب یعوی کا لخلیع المحیل

وہ اگر قادیان کے جلسے میں آتا تو اپنا فخر بھول جاتا۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

غرض نہایت برا رستہ ہے۔ مجھے سفر کرتے کم وبیش کوئی پچیس سال گزر گئے اس عرصہ میں کچے پکے بہت سے رستوں پر سفر کیا لیکن قادیانی طریق جیسا برا کوئی نہیں دیکھا۔ سچ ہے: جیسی واسی تیسی گھاسی (یہ ایک پنجابی مثل ہے یعنی جیسی بستی ویسا رستہ۔ ابراہیم)

اس پر مزید یہ کہ ٹمٹموں کے رخت اور گھوڑوں کے ساز ایسے کہ ماشاء اللہ ہر دم ٹوٹنے کا خطرہ اور ہر ساعت گرنے کا کھٹکا لگا رہتا ہے۔ ہماری گاڑیاں متعدد تھیں جن پر اصحاب سیالکوٹ لاہور امرتسر اور بٹالہ سوار تھے۔ ہماری گاڑی کے آگے جو گاڑی تھی اس کی سواریوں کے بشرے سے حکیم محمد عالم صاحب امرتسری نے معلوم کیا کہ لوگ مرزائی ہیں۔ میں نے غور کی تو آیت ینظرون من طرف خفی کے مصداق نظر آئے۔ میرا دل دماغ اس وقت اس خیال میں تھا اور بالکل اخلاص اور سچائی سے کہہ رہا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے لوگوں سے بہت سا روپیہ بٹورا جو خوراک پوشاک اور زنانہ زیورات میں خرچ کیا، لیکن قادیان کی سڑک جو بٹالہ سے گیارہ میل ہے پختہ نہ بنوا گئے۔ اگر میری رہائش کی جگہ کا رستہ ایسا برا ہوتا، اور مجھے اپنے مریدوں سے اتنی یافت ہوتی تو خدا کی قسم ساری سڑک پختہ بنوا دیتا۔

میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ مرزا جی کہاں پیدا ہوئے۔ اگر بٹالہ میں پیدا ہوتے تو لوگوں کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ خدا کی تو سنت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کو کسی ضلع میں پیدا کرتا رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا

و ما کا ن ر بك ،هلك القری حتّی یبعث فی امها رسولا

(قصص:۵۹) (یعنی خدا تعالیٰ بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان بستیوں کے ضلع، ام القری، میں کوئی رسول برپا نہ کردے۔ ابراہیم)

مرزا جی دیہات میں کیوں پیدا ہوئے۔

خیر ہم خدا خدا کر کے قادیان پہنچے۔ ظہر کی نماز ادا کر کے جلسہ میں گئے۔ دیکھا تو بہت بڑا مجمع ہے مولوی عبدالسمیع صاحب انصاری دیوبندی ختم نبوت کے متعلق تقریر فرمارہے ہیں اور جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی کرسی صدارت پر متمکن ہیں اور جناب شیر پنجاب مدظلہ اور مولوی سید انور شاہ صاحب دیوبندی جیسے مقتدر علماء کرسیوں پر جاگزین ہیں فقیر بھی بھجوائے

فقیہے کہن جامہء تنگ دست

در ایوان قاضی بصف بر نشست

سٹیج پر بیٹھ گیا۔ فوراً پیام آیا کہ کچھ بیان کرو۔ میری طبیعت گھر میں ہی نادرست تھی، اس پر ساری رات ریل میں جاگتے کاٹی کیونکہ مردم شماری کی رات تھی۔ پھر دن کو بھی ظہر تک سفر میں رہے، اور قادیانکی خستہ وخراب سڑک پر سفر کرنے سے بدن میں سخت کوفت تھی۔ لیکن بحکم ضرورت بیان کرنا پڑا۔ بعد نماز عصر کا اعلان ہوا۔ نماز سے فارغ ہوکر لوگ نہایت شوق سے جمع ہوتے گئے۔ قبیل نماز مغرب تک مسئلہ صلیب پر بیان ہوا اور نصوص قرآنیہ سے ثابت کیا گیا کہ حضرت عیسی صلیب پر ہرگز نہیں چڑھائے گئے بلکہ کوئی اور شخص جس پر آپ کی شباہت ڈالی گئی سولی دیا گیا۔ اور اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا کہ صلیب کی نسبت مرزاجی کا ماخذ اناجیل مروجہ ہیں اور ان کا بیان کئی وجوہ سے ناقابل اعتبار ہے

اول اس لئے کہ ان کتابوں کی سند اون کے مصنفین تک نہیں پہنچتی

دوم اس لئے کہ خود انہیں میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح کو پکڑنے آئے تو اوس وقت آپ کے سب شاگرد بھاگ گئے۔ جب یہ حال ہے تو اس قصہ کا راوی کون ہوا کہ حضرت عیسی سولی دیئے گئے۔

غرض کوئی چشم دید معتبر شہادت نہیں ہے۔ یہودیوں کی گواہی اس لئے معتبر نہیں کہ وہ عیسی کے منکر و دشمن ہیں۔ اور عیسائیوں کے پاس اپنے صدر اول یعنی حواریین کی شہادت ہے ہی نہیں، کیونکہ وہ موقع پر حاضر نہیں تھے۔

پس صلیب کا ثبوت کسی مومن کی زبان سے ہرگز ثابت نہیں۔ اسی لئے قرآن نے اس کی نفی صاف الفاظ میں کی۔

سوم اس لئے کہ خود اس قصے کی تفصیل میں اناجیل میں سخت اختلاف ہے۔
کسی میں لکھا ہے کہ آپکو یہوداا سکریوطی نے بوسہ لینے کے بہانے سے بتا کر پکڑ وایا۔
کسی میں لکھا ہے کہ پکڑنے والوں کو حضرت مسیح نے خود بتایا کہ مسیح میں ہوں۔
کسی میں لکھا ہے کہ پطرس نے مرغ کے بانگ دینے سے پیشتر دو دفعہ مسیح کا انکار کیا اور کسی میں لکھا ہے کہ تین دفعہ۔
کسی میں لکھا ہے کہ آپ کے پکڑنے والوں نے شمعون قرینی کو بیگار میں پکڑا اور آپ کی صلیب اس کو اٹھوائی اور وہ اٹھا کر مقام گلگتا تک لے گیا۔
اور کسی میں لکھا ہے کہ خود مسیح اس مقام تک اٹھا کر لے گئے۔
کسی میں لکھا ہے کہ یہوداہ اسکریوطی نے جو تیس روپئے کی رشوت حضرت عیسیٰ کو پکڑوانے میں لی تھی واقعہ صلیبی کے بعد وہ روپئے ہیکل میں لے گیا اور اپنے کئے پر نادم ہوا، اور وہاں سردار کے سامنے پھینک کر چلا آیا اور اپنے گلے میں رسہ پھانس کر مر گیا۔
اور کسی میں لکھا ہے کہ اس نے ان روپئوں کا ایک کھیت خریدا۔ جب وہ اس میں گیا تو وہاں گر پڑا جس سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں اور مر گیا۔
غرض ایسے اختلافات کے ہوتے ہم ان کتابوں کے بیانات کی تصدیق نہیں کر سکتے چہ جائیکہ قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہوں۔
اس کے بعد القائے شباہت کے متعلق جارج سیل صاحب کے انگریزی ترجمہ قرآن شریف سے حاشیہ بذیل آیت

و مکروا ومکراللہ واللہ خیرالماکرین (آل عمران : ۵۴)

پڑھ کر سنایا کہ مسئلہ صلیب کے متعلق خود عیسائیوں کے قدیم فرقوں میں اختلاف رہا ہے۔ چنانچہ سیر نتھین اور کارپاکریشینز جو شروع عیسویت کے قریب ہوئے ہیں، حضرت مسیح کی نسبت اس واقعہ کا انکار کرتے تھے اور اس بات کو مانتے تھے کہ حضرت مسیح کی بجائے ایک اور شخص صلیب دیا گیا تھا جو شکل و شباہت میں ان کے مشابہ تھا۔
غرض اس مسئلہ کی نہایت زور سے تردید کی اور قرآن شریف سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ قول خدا کے نزدیک سبب لعنت کا ہے لہذا اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

نماز مغرب کا وقت قریب آ گیا اور جلسہ رات کیلئے ملتوی کیا گے۔ باقی

اڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں:

مسئلہ وفات مسیح پر مرزائیوں کو بہت ناز ہے۔ ادھر سے اسے بے مطلب اور بے تعلق جان کر طرح دی جاتی ہے۔ مگر قادیان میں اس کی بابت بھی اعلان کیا گیا کہ قادیان کے جلسے میں تو افسران مقررہ کی اجازت نہیں، بٹالہ چل کر اسی مسئلہ پر بحث کر لیں۔ اہل بٹالہ نے بڑے زور سے چیلنج دیا لیکن مرزائیوں کی طرف سے قبولیت نہ ہوئی اب آئندہ ان کا کوئی حق نہ ہوگا کہ اس مسئلہ پر بحث کی خواہش کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۸۔ اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۲ ص ۶۔۷)

جارج سیل کے ترجمہ قرآن کے جس نوٹ کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ بہاء

It is supposed by several that this story was an original invention of Muhammad, but they are certainly mistaken, for several sectaries held the same opinion, long before his time. The Basilidians, in the very beginninmg of Christianity, denied that Christ himself suffered, but that Simon the Cyrenean was crucified in his place. The Cerinthians before them, and the Carpocratians next (to name no more of those who affirmed Jesus to have been a mere man), did believe the same thing; that it was not himself, but one of his followers very like him that was crucified. Photius tells us, that he read a book entitled, The Journeys of the Apostles, relating the acts of Peter, John, Andrew, Thomas, and Paul; and among other things contained therein, this was one, that Christ, was not crucified, but another in his stread, and therefore laughed at the the crucifiers, or those who thought they had crucified him.

کذبات مرزا۔ نمبر۴

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

ہمارے احمدی دوست خصوصاً لاہوری پارٹی کے ممبر کہا کرتے ہیں کہ مباحث مرزا میں ہم سے اصولی بحث کرو۔ چنانچہ ۲۳ مارچ کے پیغام صلح لاہور میں بھی چلتے چلتے ایک فقرہ جڑ دیا ہے کہ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب اوران کے بادہ پیما (بادہ پیما قادیانی اصطلاح ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کو ہائی نامہ نگار کو بھی کسی نتیجہ خیز اصولی بحث کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

نعم الوفاق و حبذا لاتفاق، ہم نے بھی اسی لئے یہ سلسلہ کذبات مرزا کا اٹھایا ہے۔ گو بظاہر یہ شخصی ہے مگر دراصل اس کی تہ میں وہی راز مخفی ہے جو حدیث بخاری میں بزبان ہرقل بادشاہ آیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص لوگوں پر افتراء کرتا ہے اوس سے تعجب نہیں کہ خدا پر بھی کرے،

تو یہ اصول مقررہ ہے جو ہم دونوں فریق (محمدیوں اور احمدیوں) میں مسلّم ہے کہ جس کی زبان یا قلم دروغ گوئی اور افتراء پردازی سے محفوظ نہیں وہ خدا کا ملہم یا مقرب نہیں ہوسکتا۔ یہ اصول تو بوجہ تسلیم فریقین کے قابل بحث نہیں مگر جس پر اسکو چسپاں کیا جائے گا اوس کے متعلق بحث کی ضرورت ضرور ہوگی۔ اس لئے اوس بحث کو شخصی بحث نہیں کہنا چاہیے بلکہ وہ بھی دراصل اصولی ہے یا اصولی بحث کا انطباق اور اجراء ہے جو اصلی مقصود ہے۔

ہمارا دعوے ہے جس کا ہم کافی ثبوت رکھتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اس اصول کے ماتحت تھے۔ ہم اس امر کو ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں اور بڑی خوشی سے اس ذمہ داری کو برداشت کرتے ہیں۔ ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب خدا پر افتراء کرتے تھے۔ رسول پر جھوٹ لگاتے تھے۔ بلکہ عام انسانوں کی طرف بھی ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جو انہوں نے نہ کہی ہوتیں۔ اس کی مثالیں ہم نے اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۱ جنوری ۴، اور ۱۱ مارچ میں دکھائی ہیں۔ ۴ مارچ کے پرچہ اہل حدیث میں

لکھا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی اپنی شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں

بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدى

یہ حدیث بخاری میں دکھا دو ورنہ کذب مرزا میں ہم سے اتفاق کرو۔

اس کے جواب میں فاضل اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے اقرار کیا ہے کہ:

بخاری کا لفظ سہو کاتب سے ہے (پیغام صلح لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء)

بہت خوب! اب ہم دونوں کا اس پر اتفاق ہوا کہ اس حکایت کا محکی عنہ نہیں ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ روایت صحیح بخاری میں ہے، کذب ہے۔

ہاں اس میں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ آپ اس کو سہو کاتب کہتے ہیں، ہم کذب مرزا نام رکھتے ہیں۔ اس کے فیصلہ کے صورت سوائے اس کے کوئی نہیں کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کا اصل مسودہ پیش کریں جس میں بخاری کا لفظ اون کے قلم کا لکھا ہوا نہ ہو۔ اوس کے بغیر آپ کا دعوی مسموع نہ ہوگا۔ ورنہ کتاب مذکور کے ہر فقرے اور ہر لفظ کی بابت یہ شبہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ بھی سہو کاتب ہے جو کسی طرح آپ کو بھی منظور نہ ہوگا۔

۲۱ جنوری کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں کذب مرزا نمبر ا مذکور ہے جس میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے براہین احمدیہ جلد پنجم میں تفسیر ثنائی کے حوالہ سے ایک مضمون لکھا ہے۔ تفسیر ثنائی تو اوس تفسیر کا نام ہے جو خاکسار اڈیٹر اہل حدیث کی تصنیف ہے اور وہ اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کے سوا اور کوئی تفسیر اس نام سے مشہور نہیں۔ مگر جن لوگوں کے ہاں دمشق سے مراد قادیان ہوسکتا ہے، جن کے ہاں حضرت عیسی سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوسکتا ہے، انہوں نے کہا کہ تفسیر ثنائی سے تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناءاللہ مرحوم پانی پتی مراد ہے۔

اس کا جواب ہم اہل حدیث امرتسر مورخہ ۴ مارچ میں دے چکے ہیں کہ نام عرفِ عام پر ہوتا ہے اور عرف عام میں اشتہار دے کر بھی تفسیر ثنائی کی تلاش کرو تو تفسیر مظہری کا نام کوئی نہ لے گا۔

خیر اس بحث کو بھی ہم یہاں ہی چھوڑتے ہیں اور اصل مطلب پر آتے ہیں

ہمارا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے سے پرہیز نہ کرتے

تھے۔ آج اس فیصلے کے لئے ہم وہی عبارت پیش کرتے ہیں جس پر سارا مدار ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اگر حضرت عیسی کی طرف یہ ضمیر پھرتی تو دوسری قرأت پر موتھم کیوں ہوتا؟ دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہؓ کے نزدیک یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۲۳۴)

تفسیر ثنائی سے مراد مظہری سہی ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ مرزائی دوست ذرہ تکلیف کر کے تفسیر مظہری میں ہم کو یہ عبارت دکھاویں جو حضرت ابو ہریرہؓ کی بابت لکھی ہے کہ وہ ناقص الفہم وغیرہ تھے۔

پیغام صلح لاہور لکھتا ہے کہ تفسیر مظہری مطبوعہ نہیں ملتی۔ ہم اوس کی یہ مشکل آسان کرنے کو تفسیر مظہری مطبوعہ کا مہیا کر دینا اپنے ذمہ لیتے ہیں جو خدا کے فضل سے ہمارے پاس موجود ہے۔ پس اب کیا دیر ہے ہمت کیجئے حوصلہ دکھائیے۔

فیصلہ کی آسان صورت:

لاہور میں مسجد اہل حدیث یا مسجد احمدی ایک جلسہ ہو، جسکے صدر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرسٹر سکرٹری انجمن حمایت اسلام ہوں ہم مرزا صاحب کی کتاب سے عبارت سنا دیں گے اور اڈیٹر پیغام صلح اوس کو دیکھتے جاویں گے تفسیر مظہری صدر جلسہ کے ہاتھ میں ہوگی۔ بعد سننے عبارت کے اور بعد دیکھنے تفسیر مظہری کے اگر فیصلہ یہ ہو کہ اس میں یہ عبارت (آپ کی خاطر یہاں تک بھی کہتا ہوں کہ لفظی یا معنوی صورت میں) ہے تو ہم اسی جلسہ میں اپنا اعتراض واپس لیں گے۔ اور اگر فیصلہ اس کے برخلاف ہو تو احمدی دوست اوسی جلسہ میں اقرار کریں کہ مرزا صاحب قادیانی نے جھوٹ لکھا ہے اوس موقعہ پر ہم ایک عربی شعر آپ کی نذر کریں گے

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها
و من عهد ها ان لا يدوم لها عهد

احمدی دوستو! کیا تم ہمت کرو گے۔ کرنے پڑے گی ورنہ موجودہ اور آئندہ نسلیں کیا کہیں گی

لاہوری پارٹی کے ممبرو! تمہارا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ تمہارا مذہب ہے کہ مرزا صاحب بعض الہامی پیش گوئیوں کے جھوٹ نکلنے پر بھی مسیح موعود رہ سکتے ہیں تو ایسے معمولی جھوٹ سے اون کا کیا بگڑنے لگا۔ آہ!

بے وفا کون سی خوبی ہے نہیں جو تجھ میں
وصف اتنے ہیں جہاں ایک وفا اور سہی

اس فیصلے کے لئے ہم بار بار تقاضا کریں گے

(اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۳ ص ۱۔۲)

زلزلہ در گور مسیحا فگند

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

قادیان میں جلسہ کیا ہوا ۱۹۰۵ء کا پنجابی زلزلہ قادیان میں آ گیا۔ قادیان کے جس اخبار کو دیکھو یہی رونا روتا ہے کہ غیر احمدیوں نے یہ کیا، خاص کر ثناء اللہ تو ورد زبان ہے سچ ہے:

ثناء اللہ بود ورد زبانم

اتنا چیختے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ خدا معلوم ان کو تکلیف کیا ہوئی۔ اس آفت مثل قیامت میں ان کے اقوال بھی عجیب مختلف قلم سے نکل رہے ہیں۔

اصلی بات یہ ہے کہ یہ لوگ چونکہ پکے متبع مرزا ہیں اس لئے علماء کے قادیان پہنچنے پر ان کو بھی ویسی گھبراہٹ ہونی لازمی تھی جیسی ۱۹۰۳ء میں مجھ اکیلے کے قادیان پہنچنے پر مرزا صاحب کو گھبراہٹ ہوئی تھی کہ محل سرائے سے بھی باہر نہ نکلے تھے جب کہ اکیلے کے سامنے ان کی یہ کیفیت تھی پھر اتنی بڑی جمیعۃ علماء کے سامنے یہ لڑکے وڑ کے

کیوں نہ گھبراتے۔ ہمارے خیال میں ان کی گھبراہٹ حق بجانب ہے گذشتہ جنگ یورپ میں جب جرمنی نے پیرس پر حملہ کرنا چاہا اور بیس پچیس میل کے فاصلہ پر آگیا تھا تو اس وقت پیرس کی حکومت پر جو گھبراہٹ ہوئی تھی قادیانی گدی پر اس سے زیادہ ہوئی اور ہونی چاہیے تھی کیونکہ جرمن پیرس سے کئی میل دور تھا مگر یہاں تو قادیان میں غنیم کا داخلہ ہو چکا تھا پھر کیوں قادیانی خلافت پریشان نہ ہوتی اس پریشانی میں انہوں نے اپنے مسیح موعود کی قبر شریف بھی چھپالی اسی پر کہا گیا:

زلزلہ در گور مسیحا فگند

اس لئے ان کی پریشانی اور پادرہوا باتیں سب حق بجانب تھیں۔

مرتا کیا نہیں کرتا

ان کی بدحواسی کی کیا مثالیں ہیں چند ہم یہاں پیش کرتے ہیں

قادیانی اخبارات .... نے ایک اشتہار شائع کیا کہ مولوی ثناء اللہ قسم کھائے تو دوسو روپیہ انعام پائے۔ قسم کی بنا اور غرض وغایت کیا تھی؟ وہ اس اشتہار میں مرقوم ہے جو اخبار الفضل ۴۔ اپریل میں درج ہے لکھا ہے:

> ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے .. پھر آئے گا اس پر اسکو وعدہ دیا جاتا ہے کہ اگر واقعی تیرا یہی ایمان ہے تو اس اعتقاد کو قسم کھا کر بیان کر دے اور دوسو روپیہ سکہ رائج الوقت انعام لے لے... کیا اس سے یہ ثابت نہ ہوگا کہ وہ اس عقیدے کے بیان کرنے میں منافق ہے دل میں اس کے یہ ایمان اور یقین نہیں پس جب ہی تو وہ جھوٹی قسم کھانے سے کانپتا ہے اور اس کا دل اس کو ملامت کرتا ہے پس اگر امرتسری فاضل اس پر قسم نہ کھائے تو خوب جان لو کہ وہ یقیناً اس عقیدہ کے زبان سے کہنے کا مدعی ہے اور دل سے منکر۔ (مسودہ ٹھیک طرح پڑھا نہیں جاتا۔ مفہوماً نقل کیا گیا ہے، بہاء)

پس مطلع صاف ہے کہ قسم اس مضمون کی مطلوب تھی کہ حضرت عیسی زندہ ہیں اور بس، تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو شیطانی خیال مرزائیوں کے دل میں بیٹھا ہوا ہے کہ میں حضرت عیسی کی حیات کا دل سے معتقد نہیں غلط ثابت ہو جائے۔ میں نے یہ اشتہار دیکھ کر اپنی تقریر میں کہا کہ یہ لوگ میری نسبت خیال رکھتے ہیں کہ میں حضرت عیسی کی

حیات کا دل سے قائل نہیں اور صرف ظاہر داری سے ایسا کہتا ہوں ۔اس کے مقابلہ میں میرا بھی حق ہے کہ میں ان کی نسبت یہ خیال ظاہر کروں کہ یہ لوگ مرزا کو دل سے نہیں مانتے محض روٹیاں توڑنے کو جمع ہو رہے ہیں۔اس کے بعد میں نے قسم کھائی جس کے ثبوت میں مجھے دیو بند اور سیالکوٹ سے گواہ لانے کی ضرورت نہیں خود الفضل ہی کی شہادت پیش کیئے دیتا ہوں الفضل اپنی بے چینی ...کا اظہار ان لفظوں میں کرتا ہے۔

دنیا احمقوں سے خالی نہیں بعض مجھ سے دریافت کیا کرتے ہیں کہ میں ان کو حلفیہ بتاؤں کہ مرزا جھوٹا تھا چنانچہ قادیان میں کسی ٹھیکہ دار نے مجھے اس مضمون کا خط لکھا تھا اسلئے میں نے جو قسم کھائی وہ ان دونوں مضمونوں کو مدنظر رکھ کر کھائی تھی ۔پس اب الفضل کی شہادت سنیئے ۔الفضل لکھتا ہے:

> مولوی ابراہیم کی بار بار تحریک سے (ثناء اللہ نے) اپنے من گھڑت الفاظ میں حلف اٹھائی کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے ایمان میں حضرت عیسی زندہ آسمان پر ہیں اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں ۔
>
> (الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء ص ۹)

میرے بعد مولانا ابراہیم نے بھی اسی مضمون کی حلف اٹھائی جزاہ اللہ۔

باوجود اس اعتراف کے الفضل کا راست گو راست رو حق پسند مسیح کا حواری اڈیٹر لکھتا ہے:

> مطالبہ حلف پورا کرنے سے انکار کیا
>
> اللہ رے !اے بے حیائی تیرا آسرا

احمدی ممبرو! میں جلسہ میں عموماً یہ کہتا رہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ اس خدائے ذوالجلال اور ذوالانتقام سے ڈرو جس کے سامنے ہر ایک نے حاضر ہونا ہے

كلكم آتيه يوم القيامة فرداً

جس صورت میں تم خود لکھتے ہو کہ اس حلف سے مقصد تمہارا صرف میرا عقیدہ معلوم کرنا تھا تو کیا میری حلف تمہارے مدعا کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں جب کہ میں نے صاف لفظوں میں کہدیا جو تم نے خود نقل کیا

احمدی دوستو!

ام تأ مر هم احلا مهم بهذا ام هم قو م طا غو ن (طور:۳۲)
کیا تم لوگ ساری دنیا کو اپنے جیسا انصاف سے عاری خیال کرتے ہیں۔
ہاں اڈیٹر الفضل مزے کی ایک بات لکھتا ہے اس کو سن کر ہمارے ناظرین کو پختہ یقین ہو جائے گا کہ قادیانی جلسہ نے قادیانی گدی کے ..کیا فتور پیدا کر دیا ہے لکھتا ہے:

اس حلف میں اور اس حلف میں جس کا مطالبہ کیا گیا تھا زمین وآسمان کا فرق ہے مولوی ثناء اللہ کا صرف اپنا عقیدہ ہی دریافت نہیں کیا گیا تھا بلکہ بتانا تو یہ تھا کہ مسیح ابن مریم کا بجسدہ العنصری اٹھایا جانا اور اب تک زندہ ہونا قرآن کریم اور احادیث صیحہ سے ثابت ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

اوضد اور تعصب تیرا ستیاناس ہو ہمارے نقل کردہ اقتباس لوگ ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ قسم کی غرض وغایت جو قادیانی حواریوں نے خود بتائی ہے وہ ہماری حلف سے پوری ہوئی یا نہیں؟

باقی رہا تمہارا خاموش ہو جانا یہ تو ہماری کیا جملہ انسانوں کی طاقت سے باہر ہے آخری فیصلہ الٰہی ہوا، انہوں ے نہ مانا آسمانی نکاح فسخ ہوا نہ مانا آخر قادیان پر حملہ ہوا نہ مانا۔

مذاقیہ علم کلام

یوں تو قادیانی علم کلام سارے کا سارا ہی مذاق ہے جس کے بانی مبانی بہت عرصہ ہوا ملا دو پیازہ ہو چکے ہیں۔ خاص کر قادیانی جملے نے تو ان کو ایسا بدحواس کیا ہے کہ متانت کی جگہ بھی مذاق کرتے ہیں اور ان کو خبر تک نہیں ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ لکھتے ہیں کہ علماء نے قادیان میں آکر خود حضرت مرزا صاحب کی پیش گوئی سچی کر دی جس میں مذکور ہے

یأتو ك من كل فج عميق (لوگ دور دور سے میرے پاس آئیں گے)

علماء نے جو قادیان میں جلسہ کیا یہ بھی تو آخر قادیان میں آئے، چاہے کسی نیت سے آئے لہذا پیش گوئی سچی ہوئی۔

کیا کہنے ہیں؟ اچھا صاحب! ہم آپ سے پوچھتے ہیں علماء آئے پیشگوئی

سچی ہوئی۔مگر تم لوگوں نے جو جلسہ بند کرانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا بلکہ کئی سالوں تک بند ہی رکھوایا،تم نے یہ جرم اور خلاف منشاء مرزا کیوں کیا؟ کیا آئندہ اس سے توبہ کرو گے۔خبردار مخالفت کی تو ایمان مرزا سے نکل جاؤ گے۔

مجھ پر خاص نظر عنایت تھی اور ہونی بھی چاہیے تھی مگر دوسرے علماء کرام کو بھی نہیں چھوڑا۔کیوں؟ اس لئے کہ:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

آخر اسی نبی کی امت ہیں انہوں نے جملہ علماء کرام کے حق میں دل کے پھپھولے پھوڑے تھے جو یہ فرمایا تھا:

او بدذات فرقہ مولویان!(انجام آتھم)

اسلئے قادیانی اخبار باتباع مرزا ہر ایک مولوی کی نقل اتارتے ہیں۔مولانا انور شاہ صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند کی بابت لکھا ہے کہ ان کی آواز ناک سے نکلتی تھی۔مولوی عبدالسمیع صاحب کی ایسی نقل اتاری کی ملادو پیازے کی روح بھی مزے لیتی ہوگی۔مولوی صاحب نے کہیں ایک آدھ دفعہ بطور تنبیہہ کے کہدیا ہوگا آپ خیالی ہیں۔اڈیٹر الفضل نے اسکو ایسی طرح بیان کیا گویا کچھ اور کہتے ہی نہ تھے بلکہ مرزا صاحب آنجہانی کی طرح ہر وقت آسمانی نکاح کا ورد کرتے تھے۔مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی پر الزام لگایا کہ تقریر تو ٹھیٹھ پنجابی میں کرتے ہیں مگر انگریزی ترجمہ قرآن سے انگریزی پڑھ کر یہ جتایا کہ میں انگریزی بھی جانتا ہوں۔ بھلا مولوی صاحب نے اگر انگریزی دانی کا اظہار کیا تو خیر علم کا اظہار کیا تھا برا نہیں کیا،لیکن مرزا صاحب نے جو براہین میں انگریزی الہام لکھ کر لکھا کہ یہاں انگریزی دان کوئی نہیں اس لئے یہ الہام بے ترجمہ ہی لکھے جاتے ہیں،انہوں نے ایسا کر کے انگریزی سے جہالت کا اظہار کیوں کیا؟ کیا مزے کی بات ہے۔الہام ہونے کے وقت سے کتاب کے چھپنے تک مترجم کوئی نہ ملا۔قادیان میں نہیں تھا تو بٹالہ امرتسر یا لاہور میں بھی کوئی نہیں تھا۔آہ!

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چیلنج: مرزائیوں کی چالوں میں سے ایک چال یہ ہے کہ کوئی پوچھے نہ پوچھے سب سے پہلے حضرت عیسی کی حیات و وفات پر بحث کرنے کی دعوت دیا کرتے ہیں۔ آج تک تو ہم ان کی چال کا جواب اور طرح دیتے تھے ۔ قادیانی جلسہ میں چونکہ خدا کو منظور تھا کہ ان کا کوئی عذر باقی نہ رکھا جائے ، اس لئے مولانا ابراہیم صاحب نے اپنی تقریر متعلقہ حیات مسیح کے بعد اعلان کرایا کہ اس مسئلہ میں ہم مرزائیوں سے بحث کے لئے تیار ہیں ۔ یہاں اگر افسران سرکاری اجازت نہ دیں تو بٹالہ میں چلیں ۔ بٹالہ کے مولوی قاضی ظہور الحق صاحب نے اس مباحثہ کا انتظام مع قیام و طعام کے اہتمام کرنے کا ذمہ لیا۔ مگر مرزائی اخبار لکھتے ہیں کہ اس مباحثہ کی بابت شروط کا فیصلہ تحریری پہلے ہونا چاہیے پھر لاہور میں مباحثہ ہوگا۔

جواب یہ ہے کہ شروط اور طریق بحث تو وہی ہوگی جو مرزا صاحب آنجہانی اور پادری عبداللہ آتھم کے درمیان مباحثہ امرتسر میں ہوئی تھی اور اس اتنے کام کے لئے کسی لمبی چوڑی تحریروں کی ضرورت نہیں اور بٹالہ ایک ایسا مقام ہے جہاں مرزا صاحب نے بھی مباحثہ کرنا منظور کیا ہوا ہے۔ نیز لاہور میں قانون مجالس باغیانہ جاری ہے خطرہ ہے دوسرے علمی اور اخلاقی جلسوں کی طرح یہ جلسہ بھی رک جائے ۔ نیز ایک بڑا خطرہ ہے کہ لاہور میں تم کو برسر مباحثہ دیکھ کر تمہارے سگے بھائی لاہوری پارٹی کے ممبر بھی تم کو تنگ کریں گے کہ ہم سے بھی مباحثہ کرو جن سے جان بچانا تم کو مشکل ہوگا۔ اس لئے ہم ان سب مشکلات پر نظر ڈال کر بٹالہ کو سب مقامات پر ترجیح دیتے ہیں جو قادیان کے بہت قریب ہے ۔

اطلاع: مرزائیوں کے بہکانے سے بعض ناواقف اور سیدھے سادھے مسلمان بھی حلف اٹھانے کی بابت لکھا کرتے تھے اس لئے ایسے لوگ بھی مطلع رہیں کہ یہ بھی قادیانی جلسے میں طے ہوا ہے کہ اب آئندہ کو نہ کسی حلف کی ضرورت ہے نہ کسی مباہلہ ؟ کی ۔ الفضل کا اڈیٹر دبی زبان سے ہم کو ہمارے حلف کے نتائج سے ڈراتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ ان سے بڑے حضرت ڈراتے رہے لیکن اوپر سے جواب ملتا رہا

انی عذت برب ی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیو م الحسا ب

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۲۔اپریل ۱۹۲۱ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۴ ص ۱۔۳)

مباحثہ مالیر کوٹلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں ؛

پنجاب ضلع لدھیانہ میں ایک اسلامی ریاست ہے جسکا نام ملیر کوٹلہ ہے۔ اسکے والی ریاست کے خاندان میں سے بعض لوگ زمین دار رئیس ہیں جن کو خوانین کہا جاتا ہے۔ ان خوانین میں بعض شیعہ ہیں بعض سنی ۔ایک رئیس میاں محمد علی خان ہیں جو سر ذوالفقار علی خان مقیم لاہور کے بڑے بھائی ہیں آپ نے قادیانی طریق اختیار کیا ہوا ہے ۔یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ اپنے وطن مالیر کوٹلہ میں قیام چھوڑ کر قادیان میں اقامت اختیار کر لی ہے۔ مرزا صاحب کی دامادی کا بھی ان کو فخر ہے۔ مرزاصاحب قادیانی کی دوسری لڑکی اپنے لڑکے سے بیاہی ہے ۔اپنی لڑکی مرزا صاحب کے لڑکے (نمبر سوم) شریف احمد سے بیاہ دی ہے ۔غرض علاوہ عقیدت کے رشتہ داری بھی سخت مضبوط ہے۔آپ نے اشاعت مذہب کے ذیل میں اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو (جو مذہباً شیعہ ہیں) اوران کے ذریعہ سے اور بیگمات کو بھی مرزائیت سے مستفیض ہونے کی طرح ڈالی۔

آپ کی ہمشیرہ جو بوصاحبہ کے لقب سے مشہور ہیں، والی ریاست کی خالہ اور چچی ہیں۔ اس کے علاوہ خاندان میں بڑی ہونے کی وجہ سے خاص قابل عزت سمجھی جاتی ہیں ۔ بوصاحبہ نے جواب دیا کہ میں علماء کو بلا کر مباحثہ کرانے کے بعد صحیح رائے قائم کرسکوں گی۔ چنانچہ بحکم: قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند۔

ملیر کوٹلہ کے احباب میں سے تین اصحاب مجھے لے جانے کے لئے تشریف لائے ۔ان صاحبوں کا مجھ سے تعلق مودت تھا اس لئے میں بھی جانے پر مجبور ہوا۔

چنانچہ ۲۸ مارچ کو بوصاحبہ کے سامنے پس پردہ مباحثہ ہوا۔ حاضرین میں چار پانچ اہل علم ادھر تھے اور اتنے ہی اودھر جن میں مرزا صاحب کا لڑکا نمبر سوم بھی تھا اور مستورات میں مرزا صاحب قادیانی کی دختریں بھی بوصاحبہ کی ہم نشین تھیں ۔

مباحثہ کی کیفیت یہ تھی کہ اندر سے سوال آیا کہ حضرت عیسی کی زندگی کا

ثبوت کیا ہے؟ اس مسئلہ پر دو پہر تک بحث ہوتی رہی۔

اس سے بعد پوچھا کہ سچے نبیوں کی صداقت معلوم کرنے کے معیار کیا ہیں ؟ ادھر سے جواب دیا گیا کہ جن کی کوئی غیبی خبر (پیش گوئی) غلط نہ ہو۔

فریق ثانی نے متعدد معیار بتائے مثلاً :

۱۔ وہ دعوی الہام سے پہلے بے عیب ہو۔

۲۔ علمی کمالات رکھتا ہو۔ وغیرہ۔

ہمارے معیار کو بھی تسلیم کیا۔

اسکے بعد ان معیاروں پر مرزا قادیانی کے دعوی کو جانچا گیا اور خوب بحث ہوئی۔ جس میں بفضلہٖ تعالی اہل حق کو کافی کامیابی ہوئی۔

خاتمہ گفتگو پر میاں محمد علی خان صاحب کے منہ سے نکل گیا کہ ہم پبلک مباحثہ کرنے پر تیار ہیں۔ ادھر سے ان کے بھتیجے میاں احسان علی خان صاحب جو مذہباً شیعہ ہیں، نے کہا پبلک مباحثہ کے انتظام کا میں ذمہ دار ہوتا ہوں۔ مجھ سے پوچھا گیا آپ کب وقت دے سکتے ہیں؟ میں نے کہا میری طرف سے کل ہی شروع کر دیجئے۔ فریق ثانی نے کہا ہم کو خلیفہ صاحب سے اجازت حاصل کرنی ہے اور آپ سے شرائط کا تصفیہ بھی کرنا ہے۔ آخر میں نے اپنے اوقات کا لحاظ کر کے ۱۳، ۱۴، ۱۹، اپریل کی تاریخیں بتا دیں جو مقرر ہو گئیں۔ لیکن شرائط کے آنے میں بہت دیر لگ گئی۔ قریب تاریخ کے شرائط آئیں جن میں مبحث اور شرائط میں بہت الجھن تھی۔

مبحث یوں تھے:

۱۔ حیات و وفات مسیح۔

۲۔ صداقت مرزا صاحب علاوہ پیش گوئیوں کے باقی معیاروں کے لحاظ سے۔

۳۔ پیش گوئیوں پر اصولی بحث۔

۴۔ مرزا صاحب کی پیش گوئیاں اصولی بحث کے لحاظ سے پوری ہوئیں یا نہیں۔

۵۔ مرزا صاحب کا مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اسکے علاوہ شرائط اور طریق بحث میں بہت الجھن تھی میں نے جواب دیا کہ: مضمون زیر بحث یہ ہوگا: مرزا صاحب نبی تھے یا دجال۔ اور طریق بحث وہی ہوگا جو

مباحثہ امرتسر میں خود مرزا صاحب اور پادری عبداللہ آتھم کے مابین تھا جس سے انکار کرنے کی فریق ثانی کے پاس کوئی وجہ نہیں۔

امرتسر میں مباحثہ کی صورت یہ تھی کہ فریقین ایک ایک گھنٹہ بولتے تھے محرر لکھتے جاتے۔ مگر فریق مرزائی نے باوجودیکہ ان کے نبی کی سنت تھی کسی خاص مصلحت سے عرصہ تک انکار ہی رکھا آخر کار میں ۱۲۔ اپریل کو پہنچ گیا اور ۱۳ کو بغرض تصفیہ شرائط مجلس ہوئی چونکہ فریقین کے دو دو ہی ممبر ہوتے تھے باوجود ادھر سے اصرار کرنے کے کسی غیر مذہب کو پانچواں ممبر نہ مانا اس لئے فیصلہ نہ ہو سکا۔

لطف یہ کہ دو شرطوں پر زیادہ جھگڑا رہا حالانکہ دونوں یا تو علم مناظرہ میں یا مرزا صاحب کے فعل سے طے شدہ تھیں۔ شرط اول یہ تھی کہ مدعی اور سائل کے حقوق کیا کیا ہوں گے۔ ہماری طرف سے کہا گیا بقاعدہ علم مناظرہ مدعی اور سائل (فریق ثانی) دونوں آزاد ہیں۔ مدعی اپنے اثبات دعوی میں جو کچھ اپنے دعوے میں مفید سمجھے پیش کر سکتا ہے۔ سائل کے تینوں حقوق ہوں گے نقض، منع اور معارضہ۔

جواب ملتا رہا کہ نہیں مدعی کی جانب تو وسعت مانیں کیونکہ خود مدعی تھے، مگر سائل کو بندش کریں۔ اور کس لطافت اور معشوقانہ انداز سے کریں کہ ڈاکٹر جس طرح چاہے مریض اس کے تابع چلے، مریض اپنی مرضی استعمال نہیں کر سکتا۔ ہم چونکہ تم لوگوں کے معالج ہیں اس لئے جو دلیل ہم پیش کریں اسی پر سوال کرو۔ اپنی طرف سے کوئی دلیل (بصورت معارضہ) پیش نہ کریں۔ اس ظلم بلکہ معشوقانہ بے انصافی پر یہ کہا جاتا ہے کہ علماء محمدی شرائط طے نہیں کرتے۔ اس وقت میرے دل میں یہ شعر آیا کہ:

الٹے ہی شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ
ناطاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ

ہر چند فن مناظرہ کی درسی کتاب رشیدیہ دکھائی گئی مگر بقول:

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

ادھر سے کہا گیا اچھا ہم کو سائل کی حیثیت میں پورے حقوق نہیں دیتے ہو، تو ہم بھی تکذیب کے مدعی بنیں گے اور وسعت کے ساتھ بیان ہوگا مسیح موعود کے تعلیم یافتہ ماہرین قرآن و حدیث۔ جھٹ سے بولے تکذیب کے کیسے مدعی؟ جواب دیا گیا

جیسے قرآن مجید الوہیت مسیح کی تکذیب کا مدعی ہو کر دلیل بلکہ دلائل پیش کرتا ہے

ما المسیح ابن مریم الّا رسول ...

مگر کون مانے۔

و ان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلاً۔

خدا خدا کر کے یہ بدیہی شرط چوتھے روز کہیں جا کر فیصل ہوئی، اس روز ممبر فریق ثانی حافظ روشن علی تھے۔ محمدی فریق خاکسار۔

دوسری شرط سخت متنازعہ حکم (منصف) کی تجویز تھی۔ اس تجویز پر ادھر سے مرزا صاحب کی تحریرات دکھائی گئیں کہ انھوں نے خود آریوں کے مقابلہ میں منصف مانے تھے۔ جواب ملا ان دنوں وہ احد من الناس تھے، مامور نہ تھے۔ حالانکہ ان کا دعوی ان دنوں بھی مجدد کا تھا۔

خیر یہ سلسلہ آخر تک رہا اور حکم کی تجویز فریق ثانی کے لئے نا منظور رہی۔ دلیل یہ بیان کی کہ مذہبی عقاید میں کسی کے فیصلہ سے تبدیلی کرنی جائز نہیں۔ ان میں اللہ اور رسول کا ہی فیصلہ ہونا چاہیے۔ جواب دیا گیا کہ اگر اقرار نامہ میں لکھا جائے کہ اس فیصلہ کا اثر عقیدے پر نہ ہوگا، بلکہ محض پیش کردہ دلائل پر فیصلہ ہوگا اور منصف یہ بھی لکھ دے کہ میرے فیصلے سے کسی کے عقیدے پر اثر نہ ہونا چاہیے ایسے منصف کے تقرر پر کیا اعتراض۔

اسکو بھی اسی عذر سے نہ مانا کہ دلائل کے ضعف اور قوت پر فیصلہ ہونے سے بھی عقیدہ پر اثر پہنچے گا۔ یا للعجب۔ مبحث بجائے ایک کے حسب خواہش ان کے پانچ مقرر ہوئے۔

۱۔ حیات مسیح۔ مدعی ہم۔

۲۔ معیار صداقت مامورین۔ مدعی وہ۔

۳۔ پیش گوئیوں پر اصولی بحث۔ مدعی وہ

۴۔ صداقت مرزا۔ مدعی وہ

۵۔ مولوی ثناء اللہ سے مرزا صاحب کا آخری فیصلہ۔ مدعی ہم

ان مباحث پر مفصل بحث ہوئی فریق ثانی نے شرائط کے تصفیہ میں جو وقت

لگا یا تھا افسوس عملی طور پر انہوں نے سب شرائط کو بالکل توڑ دیا۔

لطیفہ حیرت انگیز:

مسئلہ حیات مسیح پر ان لوگوں کو بڑا ناز ہے مگر ناظرین حیرانی سے سنیں گے کہ اس مسئلے پر میری پہلی تقریر بیس منٹ ہوئی جس میں میں نے آیت

ما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه

کی تاریخ بنی اسرائیل اور قرآنی علم بلاغت سے تشریح کر کے پورے بیس منٹ میں تقریر ختم کر کے قریباً ۱۵ منٹ میں مقابلہ کرا کر پرچہ دے دیا۔

مگر فریق ثانی کے فاضل مقرر شیخ عبدالرحمٰن معروف مصری جو کھڑے ہوئے تو بیس منٹ میں جو لکھایا، پونے تین گھنٹوں میں پرچوں کا مقابلہ اور تصحیح ہوئی یہاں تک کہ لوگ تنگ آ کر چلے گئے دو تین دفعہ میں خود تکان اتارنے کے لئے بازار میں ٹہل آیا، یہ ہے فریق ثانی کی قوت بیان اور شروط کا:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

باقی مبحث بھی ماشاءاللہ خوب رہے۔ سب سے آخری مبحث تو فیصلہ کن تھا اس لئے کہ اس کے تصفیہ کے لئے ہمارے سہ صدی دوست پرانے شکار منشی قاسم علی پیش آئے۔ بس پھر تو کیا تھا سارا لدھانہ کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

قصہ مشہور ہے کہ ایک گاؤں میں نک کٹے لوگ رہتے تھے، وہاں کوئی سالم ناک والا جا پہنچتا تو اس کے کہنے سے پہلے ہی وہ اسکو نکو کہنے لگتے۔ اسی طرح منشی قاسم علی صاحب نے از خود اپنی ابتدائی تقریر میں لدھیانہ کا ذکر کیا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ ہم نے تین سو روپیہ دیا تھا اب ہم زیادہ دینے کو بھی تیار ہیں، وغیرہ۔ اس وقت مجھے شعر یاد آیا

عجب ہوشیاری کہ نادان بن کر
ہمیں سے ہمارا گلہ ہو رہا ہے

خیر یہ ہوئی ان کی ابتدائی بات مگر معلومات کے لحاظ سے کوئی نئی بات نہ کہی آخر مجھے کہنا پڑا کہ مجھے خیال تھا آپ نے فتح لدھیانہ کے بعد معلومات میں کچھ اضافہ

کیا ہوگا۔ مگر افسوس:

جو آرزو ہے اسکا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھو آرزو نہ ہو

تیسرا سوال تھا کہ مرزا صاحب جو ایسے رتبے کے مدعی تھے جو کہتے ہیں کہ

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام، داد آں جام مرا بتمام
کربلا ئیست سیر ہر آنم۔ صد حسین است در گریبانم

ایسے مدعی مراتب عالیہ نے جو بڑے سوز وگداز سے یہ دعا کی کہ:

الٰہی مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو تیری نگاہ میں جھوٹا اور مفسد ہے
اس کو سچے کی زندگی میں موت دے

یہ دعا مرزا صاحب کی قبول ہوئی یا نہیں؟

اسکے جواب میں منشی صاحب نے جو فرمایا ہم ان کے شکر گذار ہیں کہ صاف لفظوں میں تین دفعہ فرمایا۔ قبول ہوئی، قبول ہوئی، قبول ہوئی۔

چونکہ آپ سمجھے تھے کہ اس کی قبولیت کا نتیجہ بہت بے ڈھب ہے۔ یہی کہ:

لکھا تھا کاذب مرے پیشتر۔ کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

اسلئے آپ نے اس کی پیش بندی کی کہ حضرت صاحب نے تم کو مباہلہ کی دعوت دی تھی جسے تم نے نہیں مانا۔ بلکہ تم نے کہا تھا کہ جھوٹے کو مہلت ملتی ہے، اس لئے تم کو مہلت ملی لہذا تم جھوٹے۔ اس کے جواب میں نے بدر قادیان ۱۳ جون ۱۹۰۷ء سے دکھایا کہ مباہلہ سے مایوسی کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دل میں خدا نے اس دعا کی تحریک کی۔ ثابت ہوا کہ مباہلہ اور انکار کو اس دعا کی شرطیت میں کوئی دخل نہیں۔ الحمدللہ

چیلنج منظور

ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی نے بہت دفعہ کہا کہ ہم پھر اسی مسئلہ پر آپ سے انعامی مباحثہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہم بھی ان کی حسب خواہش ان کا یہ چیلنج منظور کرتے ہیں بایں شرط کہ

۱۔ وہ اپنے خلیفہ کو مقابلہ میں لاویں یا ان سے تحریری نیابت حاصل کر کے شائع کر دیں
۲۔ سابقہ مباحثہ ۱۹۱۲ء میں ہوا تھا اس زمانہ کی نسبت آج سب چیزوں کا نرخ اوسطاً چارگنہ ہے اس لئے انعامی رقم بھی ایک ہزار ہونی چاہیے۔

ان دو شرطوں کے علاوہ باقی شرطیں بدستور۔ سنو:

ہم بھی قائل تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

مخصوصات مباحثہ ہذا:

مرزائی مباحثات تو اب روزمرہ کے محاورات ہو رہے ہیں اس لئے ناظرین اور سامعین کو خیال ہوگا کہ وہی دلائل پیش ہوئے ہونگے جو عموماً پیش ہوا کرتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ مبحث جب ایک ہی ہو تو دلائل بھی وہی ہوں گے لیکن اس مباحثہ میں چند باتیں نئی بھی پیش آئیں۔ امید ہے ناظرین کو مفید ہوں گی۔ فریق ثانی کا تو یہ عموماً دعوی ہوا کرتا ہے کہ معیار نبوت پر نبوت مرزا کو پرکھ لو، گو پرکھنے کے وقت وہ معیار نبوت کو اسی طرح بگاڑا کرتے ہیں جس طرح عیسائی توحید کے قائل ہو کر توحید خالص کو، لیکن اس مباحثہ میں بہت بے ڈھب پھنسے۔ معیار صداقت کی بحث میں میں نے پوچھ لیا کہ نبوت کے جملہ معیار تم کو قبول ہیں یا کوئی کوئی۔

جواب ملا، جملہ۔

بہت خوب میں نے نبوت محمدیہ کے معیاروں میں سے دو معیار مندرجہ ذیل پیش کئے:

امی (ان پڑھ) ہونا۔ ثبوت:

وما كنت تتلوا من قبله من كتا ب و لا تخطّه بيمينك اذا لّارتاب البطلو ن (العنکبوت ۴۸)...

(اے محمد ﷺ تم اس کتاب (قرآن) سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھا کرتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، ورنہ بے ہودہ لوگ تمہاری صداقت میں شک کرتے)

دوسرا معیار۔ شعر گوئی۔ آیت مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو۔

ما علّمناه الشّعر ومايبنغي له

(ہم نے نبی کو شعر گوئی نہیں سکھائی، نہ اس کو لائق ہے)

یہ دونوں آیات بتا رہی ہیں کہ جو شخص بروز اور ظل محمدی ہونے کا دعوی کرے جو مرزا صاحب کرتے تھے اور نبوت محمد یہ سے اپنی نبوت کو حاصل کردہ جانے، ضرور ہے اس میں بھی یہ دونوں وصف امی ہونا، اور شعر بنانے کی قابلیت نہ ہونا، موجود ہوں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کیا مرزا صاحب امی (ناخواندہ) تھے؟ کیا مرزا صاحب شاعر نہ تھے؟ کیا درثمین ان کی نظموں کا مجموعہ نہیں ہے؟ یہ سوال الگ ہے کہ مرزا صاحب شاعر پورے تھے یا ادھورے۔ بہر حال شاعر تھے اور شاعری پر فخر کیا کرتے تھے نتیجہ صاف ہے کہ بروز محمدی سے حصہ نہ رکھتے تھے۔

دوسری بات جو نئی شکل میں پیش آئی یہ تھی کہ فریق ثانی نے بھولے سے دعوی کر لیا کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ بنگالیوں کی دل جوئی ہوگی۔ باوجودیکہ حکومت کی طرف سے صاف صاف جواب مل چکے تھے تاہم بادشاہ نے دربار دہلی میں تقسیم بنگال منسوخ کر کے بنگالیوں کی دل جوئی کی۔

میں نے کہا میں تو اس پیش گوئی کا شاید ذکر نہ کرتا مگر چونکہ فریق ثانی نے کیا ہے اس لئے بھی میں کچھ کہنا پڑتا ہے میرا دعوی ہے کہ خدا نے شاہ جارج پنجم کو اس مخفی غرض سے بھیجا تھا کہ ہندوستان جا کر اعلان کریں کہ مرزا کی پیش گوئی جھوٹی ہے۔ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر متوجہ ہوئے تو میں نے قادیان کا ماہواری رسالہ ریویو آف ریلی جنز بابت ۱۹۰۶ء.. نکل کر سنایا کہ اس میں صاف لکھا ہے کہ،

بنگالیوں کی دل جوئی ہوگی مگر تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی۔،

لیکن بادشاہ جارج نے بذات خود دربار دہلی میں تقسیم بنگال کی منسوخی کا اعلان فرمایا تو ثابت ہوا کہ بادشاہ کے آنے میں ملکی مصالح تو جو ہوں سو ہوں مگر خدائی مصلحت اس میں یہ تھی کہ مرزا صاحب کی تکذیب کسی بڑے عزت دار غیر جانبدار سے کرائیں۔ سو الحمدللہ پوری ہوگئی

تیسری خصوصیت اس مباحثہ میں یہ ہوئی کہ تصفیہ کے شرائط کے وقت میاں محمد علی خان صاحب داماد مرزا نے کہا،

حکم تو جائز نہیں حلف جائز ہے،

ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی حلف منظور کرتے ہیں کہ بعد مباحثہ وہ حلف اٹھا کر فیصلہ کر دیں۔

میں نے سنتے ہی فوراً ایک تحریر مجلس شوریٰ قضیہ شرائط میں بھیج دی جو یہ ہے:

اگر سال یک معینہ عذاب سے ہم (یعنی میں بمعہ اہل وعیال) محفوظ رہے تو جتنے ممبران احمدیہ اس بحث میں موجود ہیں سبکو میرے ہاتھ پر توبہ کرنی ہوگی،

بس یہ تحریر دیکھتے ہی خاموشی ہوگئی۔

بات یہ ہے ان لوگوں کو تحقیق حق سے کوئی مطلب نہیں۔ دفع الوقتی یا برمحل بات بنا لینی ایک فن ہے جس میں ان کو کمال مشق ہے۔ سو جو شخص اس فن میں ان کا واقف ہو اس پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔

اطلاع: یہ مباحثہ مشترک شکل میں چھپنے کی بھی ایک شرط ہے چھپنے کی مدت دو ماہ تک ہے جو صاحب اس مباحثہ کی کاپی لینا چاہیں جو غالباً مفت ہوگی یا کچھ دریافت کرنا چاہیں وہ پتہ یل سے خط وکتابت کریں:

میاں احسان علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹۔اپریل ۱۹۲۱ء ص ا۔۴)

اہل حدیث کے بنگالی قارئین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

ہمارے بنگالی وغیرہ دوست کہتے ہیں ہمارے ہاں تو مرزائی چٹنی کرنے کو بھی نہیں ملتا پھر ایسے مضامین سے ہم کو کیا فائدہ؟

ایسے احباب کو واضح رہے کہ پنجاب اور بعض دیگر علاقوں میں اس شورش کی اتنی ترقی ہے اور اتنے مضامین آتے ہیں کہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے ماہوار رسالہ مرقع قادیانی جاری کیا جائے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی سے مجبور ہوں۔ ایک طرف دفتری مشاغل ہیں احباب کے خطوط اور استفتاء کے جوابات دوسری طرف جلسوں اور

مباحثوں کی بھر مار۔ اس پر مرقع قادیانی کو مستزاد کر لوں تو مشکل نظر آتا ہے، مگر ضرورت ضرور محسوس ہو رہی ہے۔

ہاں جس علاقے میں یہ لوگ نہیں وہ حضرات خدا کا شکر کریں کہ بئس القرین سے محفوظ ہیں۔ ایسے مضامین سے لطف حاصل نہ ہو تو یہ سمجھا کریں کہ ہماری شرکت سے دوسرے حصہ ملک میں ہدایت پھیلی تو ہم بھی شریک ثواب ہوں گے۔

ملیر کوٹلہ کے مباحثہ میں ایک ذی علم دوست نے کہا کہ آج تک تو ہم کو قادیانی مشن سے دل چسپی نہ تھی اس لئے دیکھا نہ کرتے تھے مگر اب جو حالات خود دیکھے اور سنے تو شوق ہوا ہے کہ اب ضرور دیکھا کریں گے۔ ایک مروجہ مذہب سے جو نہ صرف چپکا بیٹھا ہے بلکہ دوسرے کو چھیڑتا ہے ایسے مذہب سے ناواقف رہنا کار خردمندی نیست۔

نوٹ۔ کذبات مرزا کے سلسلہ پر لاہوری مرزائی اخبار نے قلم اٹھایا ہے وہ دل کے ارمان نکال لے۔ آئندہ انشاء اللہ اسکا جواب دیا جائے گا آج تک تو جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ اس شعر کا مصداق ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

ایسا پھنسا ہے کہ جائے گا کہاں؟۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۲۱ء ص ۲۔۳)

ایک مرزائی سے گفتگو

جناب مولوی نور محمد میانوی جہلمی لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اہلحدیث امرتسر کی خدمت میں ایک ایسا مسئلہ قادیانی امت کا پیش کرتا ہوں جو غالباً بعض دوستوں نے نہ سنا ہوگا۔

برادران! خاکسار کی ایک مرزائی سے ملاقات اتفاقیہ ہوئی۔ اس نے مجھ کو عجیب پالیسی کے ساتھ کوشش کر کے کہا کہ تم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (مرزا محمود) کی

بیعت کرلو، کیونکہ مسیح موعود کی سچائی کے لاکھ در لاکھ ثبوت ہیں۔ بیعت نہ کرنے والا جاہلیت کی موت مر گیا۔

الغرض اس نے آدھ گھنٹہ کے قریب وقت ضائع کیا اور میں خاموش ہو کر سنتا رہا۔ اخیر پر میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی کے لاکھ در لاکھ سچائی کے ثبوت ہیں۔ سو میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی مرزا صاحب معیار صداقت کے لئے سب الہامات سے آخری فیصلہ والا اشتہار کافی ہے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی کا اشتہار آخری فیصلہ والا معیار صداقت کے لئے کافی ہے۔ آپ ہم کو خواہ سمجھاویں یا نہ سمجھاویں ہم آخری فیصلہ والے اشتہار کو سچا سمجھتے ہیں اور اسی طرز سے مرزا صاحب کے ہم مدح خوان ہیں کہ انہوں نے خود ہی ہم کو لمبے لمبے جھگڑوں سے بری کر دیا تو

مرزائی صاحب نے جواب دیا کہ تم کو ایک یہ بات ہاتھ لگ گئی ہے۔

میں نے کہا اچھا ہم زیادہ نہیں بولتے آپ تقریر کرتے جاویں۔

خیر پھر اس نے اس طرف سے پلڑا چھڑا کر اور تقریر شروع کی کہ ہمارے حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا کہ یہاں پر بہشتی جگہ ہے جو آدمی یہاں مدفون ہوگا جنت میں داخل ہوگا۔ ایسا الہام پیشتر ان سے کس کو ہوا ہے (مقام پاک پٹن میں تو تو بہت عرصہ سے بہشتی دروازہ بنا ہوا ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔ میں نے کہا ان سے پہلے اگر کوئی دوسرا شخص کذب میں ان سے اعلیٰ ہوتا تو بے شک ایسا الہام شائع کرتا۔ جب اول نمبر پر یہ ہیں تو ایسا الہام دیگروں کو کیسا۔ مجھ کو معلوم ہے کہ قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی مطابقت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہاں پر (درمیان ممبر اور محراب) جگہ بہشتی ہے تو اس حدیث کو دیکھ کر قادیانی کی بھی رال ٹپکی اور یہ الہام شائع کیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ سب لوگ قادیانی امت کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکتے ہیں یا کیونکر؟ تو اس نے جواب دیا کہ جو پرہیزگار ہوگا اور اپنی جملہ جائداد سے تین حصہ سے دس حصہ تک بیت المال مرزا میں داخل کرے وہ وہاں مدفون ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یا کئی شخص اپنے جاداد سے حصہ دیتے رہے یا دے دیا تو وہ اپنے صیغہ ملازمت کی وجہ سے دور دراز ملک میں چلے گئے اور وہیں ملک الموت نے جان قبض کر لی اور وہاں

ہی دفن کئے گئے تو ان کا بہشت کے قبرستان میں داخل ہونا متروک ہو گیا اور اپنا مال بھی کمایا ہوا مفت میں کسی دوسرے کے قبضہ میں چلا گیا اور مقبرہ بہشتی میں بھی داخل نہ ہو پائے۔تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ جو آدمی ایسے دور درا ملک میں فوت ہو جاوے اور قادیان میں نہ پہنچ سکے یا دریا میں ڈوب کر مر جاوے یا آگ میں جل کر راکھ ہو جاوے تو اس کے متعلق حضرت صاحب نے فیصلہ کر دیا ہوا ہے کہ ایسے آدمی کی مقبرہ بہشتی میں مصنوعی قبر تیار کی جاوے اور اسکے سرہانے پر نام و تاریخ موت وسکونت وغیرہ لکھی جاوے تو گویا وہ آدمی مقبرہ بہشتی ہی میں مدفون ہوگا۔ پھر میں نے پوچھا کہ مقبرہ بہشتی کی حدود آج کل مقرر ہیں یا نہیں؟

اس نے جواب دیا حدود مقرر ہیں۔مقبرہ بہشتی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ یعنی بیچ سے سڑک گذرتی ہے اور چہار طرف باغیچہ لگا ہوا ہے۔

تو میں نے کہا کہ مقبرہ بہشتی قبروں سے بھرپور ہو جائے اور اپنی جائداد سے حصہ دینے والے بعض آدمی زندہ ہوں اور قبرستان میں خالی جگہ نہ ہو تو پھر ان بے چاروں کی آرزو دل ہی میں رہی، تو کیا اس صورت میں قادیانی نبی کا جانشین مال وصول شدہ واپس کر دے گا یا ان غریبوں کو پہلی ہی قبروں میں داخل کرتا جاوے گا۔

تو جواباً کہا کہ ایسے معاملات کے لئے موجودہ خلیفہ کو اختیار ہوگا کہ زمین خالی مقبرہ کے ساتھ اور شامل کرے تو گویا وہ بھی بہشتی مقبرہ میں داخل ہوگی۔

تو میں نے کہا کہ بہشتی جگہ تو مسیح موعود کو الہاماً بتائی گئی تھی جو احاطہ کے اندر کر لی گئی تو بعد میں اور جگہ اس قبرستان میں شامل کر لینا قیاس وعقل سلیم سے بعید ہے۔

میں نے کہا ساتھ والی زمین شامل کرنے کی بجائے جو برساتی نالہ مقبرہ کے پاس سے گذرتا ہے بہتر ہے کہ باقی ماندہ لوگ اس نالہ میں پھینک کر دفن کئے جایا کریں کیونکہ وہ بھی تو قبرستان کے ساتھ شامل جگہ ہے۔

اس پر مرزا صاحب ذرا خفگی میں آ گئے اور کہنے لگے تم لوگ ثناء اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہو کہ وہ بھی استہزاء میں اپنی ہر کلام کو ختم کرتا ہے اور اس کے تابع بھی تمسخر سے نہیں ڈرے۔

میں نے ہنس کر کہا کہ مولوی صاحب! ہم نے تو مولانا ثناء اللہ صاحب سے

استہزاء لیا ہے لیکن آپ نے اپنے نبی سے کذب اور ہٹ دھرمی اور جماعت انبیاء پر بہتان باندھنا حاصل کیا۔

میرا یہ کہنا تھا کہ مرزا صاحب کہنے لگے ہم تمہارے ساتھ بات کرنا پسند نہیں کرتے۔ میں نے کہا بہت بہتر۔ یہ سنتے ہی بغیر لاحول سننے کے چل دیئے ....(نامکمل)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۲۱ء۔ص ۳)

کذبات مرزا نمبر ۵

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اخبار اہلحدیث امرتسر مورخہ ۸۔ اپریل میں ہم نے کذبات مرزا نمبر ۳ کے ذیل میں مرزائیوں سے ایک سیدھی بات کا مطالبہ کیا تھا مگر وہ سیدھی اون کے حق میں بہت ٹیڑھی ثابت ہوئی۔ لاہور کا پیغام صلح بہت سٹ پٹایا اور بہت سے اخلاق مرزائیہ کا اس نے ثبوت دیا مگر اصل عقدہ کو حل نہ کر سکا بلکہ الٹا پھنسا کیونکہ شیر کے پنجہ سے نکلنا کارے دارد۔

ہمارا سوال تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں لکھتے ہیں کہ بعد واقعہ صلیب کے حضرت عیسی کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی تھی اور یہ مضمون حدیثوں میں آیا ہے۔،

نیز مرزا صاحب اپنی کتاب راز حقیقت میں لکھتے ہیں کہ،

حضرت عیسی کو واقعہ صلیب ۳۳ سال کی عمر میں پیش آیا تھا،

ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی کی ساری عمر ۱۵۳ سال کی ہوئی تھی (بقول مرزا) یہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس پر سوال تھا کہ ۱۵۳ سوال والی حدیث کہاں ہے۔ بتاؤ، ورنہ کذب مرزا کا اقرار کرو۔

رات تھوڑی حسرتیں دل میں بہت
صلح کیجئے بس لڑائی ہو چکی

اس کے جواب میں چاہیے تو یہ تھا کہ ایمان داری سے یہ حوالہ دکھاتے یا

دروغ مرزا کا اعتراف کرتے مگر افسوس کہ اڈیٹر پیغام نے اس کے جواب میں وہی روش اختیار کی جس کی شکایت قادیانی جماعت کو ہمیشہ سے ہے کہ یہ لوگ دراصل مرزا صاحب کے منکر ہیں دیکھئے توکس ہتک اور توہین مرزا سے لکھتے ہیں:

اب مولوی (ثناء اللہ) صاحب یہ چال چلے کہ رازحقیقت اور تذکرۃ الشہادتین کی عبارت ملا کر پڑھو تو دونوں عبارتوں سے حضرت عیسی کی عمر ۱۵۳ بنتی ہے سچ ہے کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۲۱ء

لیجئے صاحب مرزا صاحب کی عبارتوں کو یک جا کرنا گویا بھان متی کا تماشہ کرنا ہے کیا کوئی مسلمان جو قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہو اس سامنے قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ایک مضمون کی آیات پیش کی جائیں تو اس کے منہ سے یہ نکل سکتا ہے کہ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ ہر گز نہیں بلکہ یہ اوسی کے منہ سے نکل سکتا ہے جو قرآن مجید پر ایمان نہ رکھتا ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح مرزا صاحب کی کتابوں پر اعتقاد رکھنے والے کے منہ سے یہ ہتک آمیز فقرہ نہیں نکل سکتا ایسا فقرہ وہی کہے گا جس کے دل میں مرزا صاحب پر اعتقاد نہ ہوگا۔

آگے چل کر پیغام صلح لاہور لکھتا ہے:

حضرت (مرزا صاحب) نے تذکرۃ الشہادتین میں حضرت عیسی کی عمر احادیث کی بنا پر (۱۲۰) سال ہی لکھی ہے اگر انہوں نے ۱۵۳ لکھی ہوتی تو آپ افتراء یا جھوٹ جو کچھ بھی لکھتے ٹھیک تھا مگر حضرت صاحب نے جا بجا اس حدیث کا اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور اس کی بنا پر حضرت عیسی کی عمر ۱۲۰ برس ہی بتلائی ہے کہیں بھی ۱۵۳ سال کی نہیں بتائی (حوالہ مذکور)

ہم حیران ہیں کہ ان حواریان مسیح قادیان کو کن لفظوں میں سمجھاویں سچ ہے، سوتے کو آدمی جگا سکتا ہے جاگتے کو کون جگاوے۔ یہ لوگ دانستہ سو رہے ہیں اسی لئے ان کے حق میں وارد ہے

ان یّروا سبیل الرّشد لا یتّخذوہ سبیلا

(راہ نجات سمجھائے جانے پر بھی ہدایت نہیں پاتے)

بندہ خدا! اللہ سے ڈرو۔ کیا تم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ گھڑی کی سوئی کو پیچھے

کرنے سے وقت بھی پیچھے کو ہو جائے گا؟ کیا تم لوگ نہ سمجھو گے تو دنیا میں سمجھنے والے نہ ہوں؟ سنو! ہم پھر ان عبارتوں کو تمہارے سامنے رکھے دیتے ہیں:

بعد صلیب کے عیسیٰ کی عمر ۱۲۰ سال کی ہوئی (یہ حدیث تذکرہ سے ثابت ہے)

حضرت عیسیٰ کو ۳۳ سال کی عمر میں صلیب (پھانسی) دی گئی تھی۔ راز حقیقت)

ناظرین! ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے کیا یہ صاف نہیں سمجھا جاتا کہ مرزا صاحب کے علم میں حضرت عیسیٰ کی عمر حدیثوں کی رو سے ۱۵۳ سال کی ہوئی تھی۔ بس اسی کا مطالبہ ہے۔ ایسی حدیثوں کا ثبوت دو، یا کذبات مرزا کا اعتراف کرو۔

اگر اب بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے۔

باقی بحث متعلقہ حدیث مذکورہ آئندہ

(اہل حدیث ۱۳ مئی ۱۹۲۱ء مطابق ۳ رمضان ۱۳۳۹ھ جلد ۱۸ نمبر ۲۷ ص ۴-۵)

خلیفہ قادیان کو جواب

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

جلسہ قادیان اور مباحثہ مالیر کوٹلہ سے کھسیانے ہو کر قادیانی امت نے ایک چال کی ہے۔ ایک طویل اشتہار دیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے پیش کردہ الفاظ پر قسم کھائیں تو ایک ہزار روپیہ ہم انعام دیں۔ قسم کے الفاظ یہ ہیں:

میں ثناء اللہ ڈیٹرا خبار اہل حدیث امرتسر خدائے قہار و جبار عزیز ذو النتقام قادر توانا کی ذات واحد لاشریک کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ مسیح ناصری کی بجائے ایک غیر شخص کو اسکا ہم شکل بنا کر صلیب پر چڑھا دیا تھا اور عیسیٰ بن مریم کو جبریل آ کر ایک مکان کے سوراخ سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے تھے جہاں وہ اب تک بجسد عنصری زندہ موجود ہے۔ اور وہی آخری زمانہ میں اسی جسم خاکی کے ساتھ زمین پر نازل ہو کر دجال کو جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا قتل کرے گا۔ اور تمام یہود و نصاریٰ اس پر ایمان لائیں گے اور

یہ سب کچھ قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی وفات مسیح اور مسیح موعود اور مہدی معہود اور مامور من اللہ ہونے کا سراسر افتراء تھا اسکی تمام پیش گوئیاں اور الہامات محض شیطانی وساوس اور افتراء علی اللہ اور اسکی وفات آخری فیصلہ والے اشتہار مورخہ ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء کے مطابق اس کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہوئی تھی اور مجھے اس کی تکذیب میں صادق قرار دینے کی غرض سے زندہ رکھا اور یہ فیصلہ اس کی تکذیب کے واسطے اے خدا تو نے کیا تھا اور میرے نزدیک وہ جھوٹا ثابت ہوا جسپر میں علی وجہ البصیرت ایمان اور یقین رکھتا ہوں اور مالیر کوٹلہ والے مباحثہ کے بعد بھی میں اسی ؟؟ ایمان اور یقین پر بروئے قرآن و حدیث و واقعات حقہ قائم ہوں اور تمام دلائل جو فریق مقابل نے مباحثہ مالیر کوٹلہ میں صداقت مرزا کے دئے ہیں سب غلط ہیں ان سے وہ دعوی مسیحیت و مہدویت و ماموریت میں صادق نہیں ثابت ہوتا اور میں نے جو تکذیب کے دلائل دیئے ہیں وہ بالکل الہی قانون اور کلام ربانی اور آیات قرآنی کے مطابق ہیں جن سے وہ علی وجہ الکمال کاذب اور مفتری علی اللہ ثابت ہوتا ہے پس اے قادر توانا تو جو اصل حقیقت سے واقف ہے، اگر میری یہ شہادت میرے علم اور تیرے کلام اور تیرے رسول محمد ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے یا میں اصل حقیقت کو دل میں چھپا کر کوئی امر اس کے خلاف کہتا ہوں اور مرزا واقعی تیرا مامور اور مسیح موعود ہے تو مجھے اور میری بیوی اور بچوں کو لعنت اللہ علی الکاذبین کی آیت کے ماتحت اس جھوٹ کی سزا میں ایک سال کے اندر برباد اور مورد لعنت وعذاب بنا تا کہ دوسروں کے ئے یہ فیصلہ باعث عبرت ہو۔ اے مولا تو ایسا ہی کر۔ آمین

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اگرچہ قادیان میں حلف اٹھا لینے کے بعد اس کے جواب کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ ان لوگوں کا مقصد ہے کہ بیرون قادیان کو دھوکہ دے کر اصلیت سے آگاہ نہ ہونے دیں اسلئے جواب درج ذیل ہے:

میاں صاحب! آپ کی اجازت سے منشی قاسم علی صاحب اڈیٹر فاروق نے ایک طویلا اشتہار مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۱ء شائع کیا ہے جس میں مجھے مالیر کوٹلہ پہنچ کر حضرت عیسی مسیح کی زندگی پر قسم کھانے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کذب پر حلف اٹھانے کی دعوت دی ہے اور اس کام کے لئے ایک ہزار روپیہ آپ کی اجازت سے انعام رکھا ہے اور عذاب کے لئے سال بھر کی مدت مقرر کی ہے جس کے الفاظ اوپر درج کئے گئے ہیں۔

چونکہ اصل مخاطب میرے خصوصاً اس قسم کی دعا گوئیوں میں آپ کے والد مرزا صاحب اور آپ اپنے والد کے صحیح قائم مقام ہیں نیز آپ کی اجازت سے اشتہار مذکور نکلا ہے اسلئے میں اس بارے میں آپ ہی کو صحیح مخاطب جانتا ہوں۔

میاں صاحب! آپ کو خوب یاد ہوگا کہ جلسہ قادیان میں بتاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۲۱ء میں بھرے جلسہ میں دونوں مضمونوں پر قسم کھا چکا ہوں چنانچہ آپ کے اخبار الفضل مورخہ ۴ اپریل میں اس کا ذکر ملتا ہے مگر چونکہ آپ نے نئے سرے سے پھر کسی مصلحت سے یہ ذکر چھیڑا ہے اور الفاظ حلف بھی عجیب طرح کے تجویز کئے ہیں اس لئے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ: میں آپ کی پیش کردہ صورت میں قسم کھانے پر تیار ہوں۔

مگر چونکہ آپ نے میری بربادی کے لئے ایک سال کی مدت لگائی ہے اس لئے انصافاً میرا حق ہے کہ میں بھی آپ سے مندرجہ ذیل اقرار شائع کرنے کا تقاضا کرونگا جو وجوباً آپ کو ماننا چاہیے۔ وہ یہ کہ اگر میں ایک سال تک بربادی سے محفوظ رہا تو آپ مع جملہ مریدوں یا خاص خاص ممبران کے مندرجہ ذیل اعلان عیدگاہ امرتسر میں کریں:

ہم خدا اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے اور جھوٹے مدعیان نبوت (مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ) سے بیزار ہوئے ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

یہ اس لئے کہ سال بھر تک ہم بربادی سے بچ رہے، تو یقیناً ہم خدا کے نزدیک سچے ہوں گے جیسے کہ پہلے بھی آپ کے والد بزرگوار کی دعا مورخہ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء سے سچے ثابت ہو چکے ہیں تو اس وقت آپ کو اور آپ کی جماعت کو بحکم کونوا مع الصادقین میرا ساتھ نہ دینے میں کیا عذر ہوگا۔

ہاں میں آپ کو اس بات کا مجاز کرتا ہوں کہ جو احمدی ممبر توبہ نہ کرے (فی نفر)

ایک ہزار روپئہ خلافت فنڈ میں میری معرفت داخل کرے لیکن آپ کے لئے تو یہ لازمی ہوگی کیونکہ آپ اس تجویز کے محرک ہیں۔

نوٹ نمبر ۱: بغرض تکمیل تجویز ہذا مہربانی کر کے فہرست ممبران احمدیہ جلدی بھیجئے تاکہ میں تاریخ حلف سے آپ کو اطلاع دے سکوں۔

نوٹ نمبر ۲: واضح رہے کہ حضرت عمر یا طلعت پاشا مرحوم کی طرح کسی حملہ آور کے ہاتھ سے شہید ہونا یا کسی انسانی سازش کا شکار ہونا میرے کذب کی علامت نہ ہوگا جیسا کہ خود مرزا صاحب بھی اپنے اشتہار آخری فیصلہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں میرے حق میں لکھ چکے ہیں۔

نوٹ نمبر ۳۔ احمدیان میرٹھ وغیرہ بھی اس حلف اور وعدہ میں شریک ہوں وہ بھی اپنی انعامی رقم لے کر بعد اعلان تاریخ میدان حلف میں پہنچ جائیں۔

تصدیق: ہم ساکنان مالیرکوٹلہ کے سامنے ۱۷ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۲۱ء مالیرکوٹلہ میں مباحثہ ہوا۔ ہم خدالگتی کہتے ہیں کہ مرزائیوں کو سخت شکست ہوئی ہمارے نزدیک اب نہ کسی حلف کی ضرورت ہے نہ قسم کی چونکہ قادیانی اشتہار میں ہم کو مخاطب کیا گیا ہے اس لئے ہماری سمجھ میں مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب کا جواب مرقومہ بالا بہت صحیح ہے اس کے سوا اور بات فضول ہے۔

(مولوی) محمد خلیل صدر از جانب محمدیان مالیرکوٹلہ۔ (مولوی حکیم) محمد داؤد۔ میر بلند خان، عبداللہ نبوی، (مولوی) محمد علی ملیری، فضل محمد خان جاگیردار۔ رحمت علی خان جاگیردار۔ سید ولایت۔ سید عنایت علی شاہ۔ غیرت علی خان۔ سید مہر علم شاہ، شیخ عبدالمتین۔ شیخ محمد وحید۔ نظیر حسن۔ (ڈاکٹر) طاہر حسن بی اے خلف ڈاکٹر نظیر حسن۔ عبدالعزیز، عبدالمجید۔ محمد وحید۔ حاجی فتح محمد۔ عبدالستار۔ حاجی اسماعیل۔ وغیرہ لوہاران مالیرکوٹلہ، بھولے خان، علی احمد، حسن محمد خان، رحمت اللہ ٹھیکیدار، نظام الدین، عبدالرحیم ابراہیم، چودھری نہال۔ حاجی رحمت اللہ، مہر بدرالدین، اللہ بخش، اسماعیل خیاط، شیخ جعفر علی، علی محمد شیخ علی حسین، شیخ غلام نبی، حاجی فتح خان جاگیردار، عصمت اللہ بزاز

جناب مفتی صاحب ریاست مالیر کوٹلہ کا فتوی:

یہ احقر اس جلسہ مباحثہ منعقدہ ۱۷، ۱۸، ۱۹، اپریل ۱۹۲۱ء میں ہر سہ روز حاضر رہا مباحث بیان کردہ جانبین کو بغور سنا۔ باوجود اصرار از جانب اہل السنہ والجماعہ شرائط مناظرہ میں جماعت قادیان نے حکم نہیں مانا تھا بلکہ پبلک کے فیصلہ پر مفوض کیا تھا پس اس فیصلہ آخری کو دیکھتے ہوئے بلاریب کہا جاتا ہے کہ عام پبلک اہل اسلام بلکہ ہنود نے بھی جو بکثرت اس مباحثہ میں شریک رہے یہ رائے قائم کی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب غالب رہے اور جماعت قادیانی مغلوب رہی۔ فتح ونصرت شامل حال اہل سنت والجماعت رہی چونکہ امر حق سب پر عموماً راسخ ہوگیا اور جو مقصود اس مباحثہ کا تھا کہ عوام الناس قادیانیوں کے دھوکہ میں نہ آویں حاصل ہوگیا، اشتہار مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۱ء جو جماعت قادیان کی طرف سے جاری ہوا ہے وہ مثل مشہور الغریق یتثبت بالحشیش (مرتا کیا نہیں کرتا) کا مصداق ہے احقر کے نزدیک بلکہ کل اہل مالیر کوٹلہ کے نزدیک کسی حلف کرنیکی ضرورت مولوی ثناء اللہ صاحب کو نہیں ہے۔ حق واضح ہوکر مقصود حاصل ہوگیا البتہ اگر جماعت قادیان نیز امام جماعت قادیان معہ خواص اپنے کے درصورت عدم نزول بلاء بر مولوی ثناء اللہ بعد ایک سال اپنے عقاید باطلہ سے توبہ کرنے کا اقرار موثق کریں تب کچھ مضائقہ نہیں ورنہ کسی قسم کی ضرورت نہیں

و ما علینا الا البلاغ ..

حررہ خادم العلماء احقر عباد اللہ الصمد صدیق احمد مفتی ریاست مالیر کوٹلہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء ص ۱۔۳)

کذبات مرزا پر قادیانی امت کی مہر

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہمارا دعوی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی، خدا تعالی پر، رسول اللہ ﷺ پر تو

افتراء کرتے ہی تھے عام انسانوں پر بھی جھوٹ لگانے سے ان کو پرہیز نہ تھا جس کی مثالیں ہم نے بارہا دی ہیں جن کا جواب قادیانی امت سے بجز خاموشی کے بن نہ پڑا ۔ ہم نے بارہا بتایا کہ مرزا صاحب نے مولوی غلام دستگیر قصوری پر افترا کیا مولوی اسماعیل مرحوم علی گڈھی پر افتراء کیا کہ انہوں نے لکھا تھا کہ ہم (دونوں صاحب اور مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا چونکہ وہ جھوٹے تھے پہلے مر گئے حالانکہ بالکل جھوٹ محض افتراء انمایفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات الله (جولوگ اللہ کے احکام پر ایمان نہیں رکھتے وہی افتراء کرتے ہیں)

خیر یہ تو ہمارا پرانا مطالبہ تھا حال میں جو سلسلہ کذبات مرزا صاحب جاری ہوا تو قادیانی امت کے مرکزی اخباروں نے عقل سے کام لے کر بالکل چپ سادھی ہاں ان کا چھوتا بھائی غیر نبرد آزما پیغام لاہوری، اخبار اہل حدیث امرتسر کے سامنے تھوڑا سا آیا۔ مگر اصل موقع پر وہ بھی خاموش ہو گیا۔ ہم نے کذبات مرزا نمبر۴ میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے قاضی ثناء اللہ مرحوم پانی پتی کی تفسیر (مرزا صاحب قادیانی نے تو تفسیر ثنائی لکھی ہے جس سے مراد بقول پیغام تفسیر مظہری ہے۔ ہم نے بھی وہی مان لی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ غبی تھا ایسا تھا ویسا تھا۔ مفصل در اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۱ء

اسکے جواب میں پیغام صلح نے اس تفسیر کی نایابی کا عذر کیا جس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ تفسیر مظہری ہم مہیا کر دیں گے لاہور میں جلسہ کرو خواہ مسجد جدید اہل حدیث میں کرو یا مسجد احمدی میں۔ صدر جلسہ ڈاکٹر اقبال ہونگے تفسیر ان کے ہاتھ میں دے کر مرزا صاحب کی عبارت پڑھی جائے گی اگر صدر صاحب کہہ دیں گے کہ یہ عبارت یا اس کا مطلب اس تفسیر میں ہے تو ہم اپنا الزام غلط جان کر واپس لیں گے اور اگر تفسیر مذکور سے وہ مضمون نہ نکلا تو احمدی جماعت کذب مرزا کی قائل ہوگی۔

اس کے جواب میں باوجود کئی ہفتے گذر جانے کے قادیانی امت خاموش ہے ۔ بس کہ: چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند

اس لئے ہمارا حق ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ان کے نزدیک بھی کذبات مرزا کا یہ الزام صحیح ہے۔ سچ ہے:

زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ کہا کرتے ہیں ہم سے اصولہ بحث کرلو جب اصولی بحث شروع ہوتی ہے تو جان چھڑاتے ہیں۔ کیا ہی اعلیٰ اصولی بحث ہے کہ جھوٹ بولنے والا خدا کا مخاطب یا ملہم نہیں ہوسکتا۔ اسکے بعد دیکھنا یہ ہے کہ مدعی نے کیا جھوٹ بولا۔ اگر اسکا جھوٹ ثابت ہو جائے تو بس قصہ ختم۔ لیکن قادیانی امت اس صداقت کو دشنام دہی سے بند کرنا چاہتی ہے وہ یاد رکھے کہ ان کی بدزبانی اور دشنام دہی سے صداقت نہیں چھپے گی بلکہ وہ چھپانے والوں کو چھپا دے گی۔

حیرت کا مقام ہے کہ یہ لوگ کس طرح آستین چڑھا چڑھا کر مخالفین اسلام سے بحثیں کرنے جاتے ہیں وہاں اسلام کے دلائل سے فتح پا کر احمدیت کی فتح مشہور کرتے ہیں مگر جب احمدیت پر حملہ ہوتا ہے تو ایسے خاموش ہو جاتے ہیں کالمغشی علیه من الموت

او احمدی دوستو! سنو ہم تمہارے بھلے کی کہتے ہیں جھوٹوں کا ساتھ چھوڑ دو اور بحکم کونوا مع الصادقین سچوں کا ساتھ دیا کرو۔

لاہوری پارٹی کے ممبرو! ہم جانتے ہیں کہ تم نے مرزا کا رنگ بہت پھیکا کرنے کی کوشش کی اس کے دعاوی کو بہت کمزور دکھایا اس کی نبوت سے انکار کیا مگر ابھی تک تم اصلیت سے بہت دور ہو جب تک ہمارے پلیٹ فارم پر نہ آؤ گے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے جملہ دعاوی (مجددیت مسیحیت مہدویت کرشنیت خدائی ابنیت نبوت رسالت بلکہ محض صداقت، غرض سب) میں جھوٹے تھے تب تک تم لوگ راستی پسندوں میں شمار نہیں ہوسکتے۔ یہ ہمارا دعوی ہے جو ڈنکے کی چوٹ سے ہم ثابت کرنے کو تیار ہیں چنانچہ اسی کے ثبوت کے لئے ہم نے سلسلہ کذبات مرزا کا جاری کیا ہے جس کا یہ نمبر کیسا صاف ہے کہ تفسیر مظہری سے مرزا صاحب قادیانی کا یہ دعوی دکھادو کہ، ابوہریرہ غبی تھا، وغیرہ۔ بس

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

قادیانی گدی کے پرستارو! ۔ تم پر تو بہت ہی افسوس ہے لاہوری سامنے تو

آئے، گو گرے، گرنا بقول:

گرتے ہیں شہ سوار ہی میدان جنگ میں

عیب نہیں۔ لیکن تم لوگ تخت و تاج کے وارث بن کر، کذبات مرزا، کے سلسلہ کو خاموشی سے سن رہے ہو اور ادھر ادھر کی فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو اور جھوٹی گپیں مشہور کر کے ناواقفوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہو مگر مرزا صاحب سے کذبات کا الزام دور کرنے کی طرف نہیں آتے۔ سنو مثال کے طور پر تمہاری ایک گپ ہم سناتے ہیں:

چند روز کا ذکر ہے قادیانی پریس نے شہرت دی کہ افریقہ میں چار ہزار غیر مسلم لوگ احمدی ہو گئے ہیں۔ ہم تو خاموش رہے کیونکہ بقول، گونگے کی بولی گونگے کی ماں سمجھے، ہم اس کی تہ جانتے تھے مگر بظاہر منتظر تھے کہ دیکھیں یہ راست باز راست گو سچے اسکی تفصیل میں افریقہ کے کسی ملک شہر یا قصبہ یا علاقہ کا ذکر کرتے ہیں یا نہیں۔ جب یہ اتنی تفصیل کریں گے تو ہم بھی اپنے افریقی دوستوں کی معرفت اس گپ کی تحقیق کرائیں گے مگر شان ایزدی ہماری خاموشی خود بخود کامیاب ہو گئی۔

الفضل ۱۶ مئی ۱۹۲۱ء میں لکھا ہے کہ چار ہزار احمدیوں والے تار میں غلطی ثابت ہو گئی۔ افریقہ میں ایک قوم ہے جس کا نام ہے فینٹی۔ یہ لوگ مسلمان ہیں مگر اسلام سے بالکل ناواقف۔ اسطرح ہوں گے جس طرح ضلع کانپوری میں پوری وغیرہ ٹھاکر لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر اسلام سے بالکل ناواقف۔

اس قوم میں مرزائی مبلغ گیا ہوگا جس طرح ٹھاکروں میں واعظ جاتے ہیں۔ جمع کر کے اسلامی احکام سنائے ہوں گے۔ ان میں کئی ایک نے اپنی غفلت پر شرمندہ ہو کر آئندہ کے لئے پابندی اسلام کا وعدہ کیا ہوگا۔

ممکن ہے اثناء گفتگو میں یہ بھی ذکر آ گیا ہو کہ قادیان میں ایک بزرگ گذرا ہے ہم اس کے مرید ہیں۔ انہوں نے جیسا کہ عام قاعدہ ہے ایسے موقع پر کہا ہوگا کہ ایسا بزرگ جس کے تم مرید ہو بہت اچھا ہوگا۔

یہ ایک رسمی سی بات ہے جو بالکل قرین قیاس ہے۔ اس پر مرزائی مبلغوں نے تار دے دیا کہ چار ہزار فینٹی مسلمان احمدی ہو گئے۔ قادیان کی قسمت سے بقول

الفضل انگریزی لفظوں میں ف کی جگہ الف لکھا گیا تو لفظ یہ لفظ ہوئے چار ہزار اینٹی مسلم احمدی ہو گئے ۔یعنی چار ہزار غیر مسلم احمدی ہوئے ۔بس پھر کیا تھا قادیان میں وہ شور وغوغا ہوا کہ: زمین شش شدی آسمان گشت ہشت

غالبًا اندازہ بھی لگا لیا ہو گا کہ فی کس تین روپیہ سالانہ نہ آئے گا تو بارہ ہزار کیش تو ہو گیا اور بہشتی مقبرہ کا حصہ الگ ۔تحفہ وغیرہ الگ۔

یہ بھی ہمارا خیال ہے خود احمدی راز داروں کا ابھی کچھ اور خیال ہے بابو عبد الحق احمدی ملازم شملہ لاہوری پارٹی کے جو شیلے ممبر ہیں ایک روز امرت سر میں مل گئے ۔کہاں سے آئے؟ قادیان سے ۔کیسے؟ وہاں میری رشتہ داری ہے ۔خیر کہیے کوئی بات ؟ بولے کہ میں آپ کو ایک مضمون بھیجو نگا وہ درج کر دیجئے گا ۔کیا مضمون؟ وہ ان چار ہزار احمدیوں کی بابت ہو گا جن کی بابت مشہور کیا جاتا ہے کہ افریقہ میں غیر مسلم احمدی ہو گئے ہیں ۔بولے میں نے اندازہ کیا ہے کہ آپ لوگوں (محمدیوں) کے جلسہ سے قادیان اور نواح قادیان میں بہت برا اثر پڑا ہے اس کے مٹانے کے لئے یہ ساری چال سوچی گئی ہے تا کہ محمدی جلسہ سے جو مرید مذبذب ہو گئے ہیں ان کو تازہ دم کیا جائے ۔میں سن کر حیران ہوا اور منہ سے نکلا کہ اللہ اکبر:

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا تمہاری کذب کیشی کو
بہت سے ہو چکے ہیں گر چہ تم سے فتنہ گر پہلے

افریقی دوستوں سے درخواست: آپ لوگ مہربانی سے اس واقعہ کی بابت توجہ کر کے ذرہ تفصیلی حالات سے اطلاع دیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ مئی ۱۹۲۱ء ص ۱۔۳)

کذبات مرزا۔نمبر ۶

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

قادیانی امت کے حق میں خدا نے اس خاکسار کو ہر طرح کے داؤ بتائے ہیں کذلك کدنا لیوسف ۔آیات سے احادیث سے پیش گوؤں سے ،تعلیم مرزا سے

بلکہ یہاں تک کہ کذبات مرزا سے بھی ۔ مرزا صاحب آنجہانی کی حقیقت کھولنے کے لئے خدا نے ہم کو کافی سامان بخشا ہے ۔ حقیقت میں یہ سلسلہ (کذبات مرزا) سب سے مفید تر ہے کیونکہ جس شخص کی زبان اور قلم دروغ گوئی سے محفوظ نہیں وہ خدا کا مقرب نہیں ہوسکتا تنزل علی کل افاك اثیم ۔

اسی ضمن میں ہم نے براہین احمدیہ جلد پنجم سے مرزا صاحب قادیانی کی عبارت بحوالہ تفسیر مظہری نقل کر کے سوال کیا تھا کہ یہ عبارت تفسیر مذکور میں دکھا دو۔ تفسیر مطبوعہ بھی ہم ہی مہیا کر دیتے ہیں۔ اسکے جواب کی طرف عرصہ تک قادیانی امت نے رخ نہ کیا ۔شاید کمیٹیاں ہوتی ہونگی کہ بڑے میاں کے کذب کو صدق کس طرح بنا دیں ۔ آخر کار بعد سوچ بچار کے اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے تفسیر مظہری سے عبارت نقل کی ۔ بس اب مطلع بالکل صاف ہے لاہور کی مسجد اہل حدیث یا مسجد احمدیہ میں جلسہ کریں۔ ڈاکٹر اقبال بیرسٹر صدر جلسہ ہوں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی براہین احمدیہ کی عبارت اور پیغام مذکور کی منقولہ عبارت دونوں کو ملا کر جو فیصلہ دیں گے ہمیں منظور ہوگا ۔

میں کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بابت تو جو بصیرت اور یقین تھا، وہ تو تھا ہی اس جواب سے پیغام صلح لاہور کے سٹاف بلکہ پیغامی پارٹی کی نسبت جو کسی قدر غلط فہمی کا خیال تھا وہ بالکل مبدل ہو گیا۔ اب تو میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ یہ لوگ دانستہ اس اصول پر ہیں :

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ان سے سیکھ جائے۔

اسی جلسہ کے اقرار یا انکار آنے پر اس جواب کی تنقیح کی جاوے گی ۔ ہاں اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے کھسیانہ ہوکر مجھ سے چار سوال کئے ہیں جن میں اسکی غرض یہ ہے کہ میرے کذبات ثابت کرے ۔ میں اسے واضح کئے دیتا ہوں کہ وہ کیا اس سے پہلے بھی میرے کذب کے مدعی ہوئے ہیں سب ناکام رہے ۔ کے آمدی و کے پیر شدی ۔ بہرحال وہ سوال یہ ہیں

نمبرا۔ ۲۱ ۔اکتوبر ۱۹۲۰ء کے اہل حدیث امرتسر میں تم نے لکھا کہ لیکھ رام کے قتل پر پولیس نے مرزا قادیانی کی تلاش کی ۔ یہ جھوٹ ہے

جواب: یہ لفظ سہو کاتب سے لکھے گئے بعد طبع جب میں نے دیکھا تو ۲۲۔ اکتوبر کے اہل حدیث ص ۱۳ کالم ۳ پر اسکی تصحیح کر دی کہ یہ فقرہ سہو کاتب سے غلط لکھا گیا۔ اصل میں یوں تھا: مرزا صاحب کی تلاشی بھی ہوئی۔

نمبر۲۔ آپ نے مباحثہ میں کہا تھا کہ میں نے دادی کا نکاح پوتے سے جائز ہونے کا فتوی نہیں دیا۔ واقعی آپ نے ایسا فتوی نہیں دیا۔ اگر دیا ہے تو جھوٹ ہے

جواب: قربان جائیں ایسے عالم کے علم پر جو صدق و کذب کے معنی بھی نہیں جانتا۔ ہاں صاحب! میں نے دادی پوتے کے جواز نکاح کا فتوی نہیں دیا۔ البتہ سوتیلی دادی کے متعلق غلط فتوی چھپ گیا تھا جس کی اصلاح ۳ شوال ۱۳۲۸ھ کے اہل حدیث میں کر دی گئی تھی۔ اور کہیے کیا سوال ہے۔

نمبر۳۔ مولوی ابورحمت کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا صلح کے وقت اقرار کیا کہ یہ سب کچھ غصے کی حالت میں لکھا گیا کیا غصے میں جھوٹے الزام لگانا جائز ہے۔

جواب: ایسے علم و عقل کے ممالک مرزائی کذب میں پھنسے رہے تو کوئی شکایت نہیں۔ بھلے آدمی جھوٹ ہوتا ہے خلاف واقعہ بات کہنا۔ مولوی ابورحمت کی بابت جو کچھ لکھا تھا اس کی تردید نہیں کی تھی بلکہ اس کا ظرف مکان بتایا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی جھوٹے مدعی نبوۃ سے بحث کرتے ہوئے مغلوب الغضب ہو کر کہدے: او دجال! کذاب! مگر بعد مباحثہ جب مجلسی طور پر ذکر ہو کہ آپ نے ایسا سخت لفظ کہدیا تو وہ عذر کرے کہ میں نے غصے میں کہہ دیا تھا، تو کیا جھوٹ ہے۔

کسی پڑھے لکھے آدمی سے مطول میں سے صدق و کذب کی صحیح تعریف معلوم کرو پھر سامنے آؤ۔

نمبر۴۔ کیا سید احمد قنوجی کے نام سے آپ نے افتراء بنا کر شائع نہیں کیا کہ میاں محمود حمد نے کہا ہے کہ تم مولوی ثناء اللہ کو قتل کر دو۔

جواب: وہی عدم علم اور قلت تدبر اس سوال کا باعث ہے جو کذبات مرزا کی حمایت ان سے کرا رہا ہے۔ سنو! ایک فعل ہے سید احمد قنوجی کا۔ ایک فعل ہے میرا۔ سید احمد نے بے شک کہا تھا۔ واقعہ میں اگر ایسا نہیں تو وہ جھوٹ ہے۔ میں نے اس پر استفہام کے طور پر سوال کیا تھا کہ میاں محمود احمد بتاویں کیا یہ سچ ہے؟ استفہام کو صدق یا کذب سے

موصوف نہیں کیا جاتا مطول ملاحظہ ہو

نمبر ۵۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ نہیں کہ آپ کا جائز بدلہ لینے کے لئے دروغ، دھوکہ، جعل ساز، دغا بہتان اور نفاق سے کام لینے والا کذاب نہیں۔

جواب: قربان جائیں ایسے عالم بے بدل اور فاضل اکمل پر جو موقع اثبات میں استفہام سے کام لیتا ہے۔ یعنی کذبات مرزا کے جواب افترایات ثنائی کا عنوان دیتا ہے اور افترا کا ثبوت دیتا ہے استفہامات سے۔ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ایسے عالم فاضل کو صرف اتنا کہہ دیا جائے

ابھی دل ربائی کے انداز سیکھو
کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا

میں تمہارے ایسے لغو سوال کا جواب دینا فضول جانتا ہوں۔ مرد میدان ہو تو بقول خود میرا کوئی افتراء یا کذب ثابت کر کے اپنے مسیح موعود کی لاج رکھ لو ورنہ:

خاموش! کہ ایں شور وفغاں چیزے نیست

جواب تو اتنا ہی کافی ہے مگر یہ نوخیز حواریان مسیح بجائے شرمندہ ہونے کے ضحك الخجل کے طور پر الٹے ہنسیں گے، اسلئے ان کو بتا دیا جاتا ہے کہ جھوٹ ہر حال میں جھوٹ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جس کا ترجمہ ومفہوم ہے:

جھوٹ نہ ارادۃً جائز ہے نہ استہزاء جائز۔

باقی رہا کاذب کون ہے اور کذاب کون ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کذاب میں کثرت کذب ضروری ہے، مگر یہ کثرت کذب کبھی کمیت افراد سے ہوتی ہے، کبھی کیفیت سے۔ مثلاً مخلوق کیساتھ عادۃً جھوٹ بولنے والا کذاب ہے تو خدا پر ایک ہی دفعہ جھوٹ بولنے والا کذاب ہے۔ مثلاً نبوت کا مدعی، جھوٹے الہام کا دعویدار، دروغ پیش گوئی بنام خدا کرنے والا وغیرہ، یہ سب لوگ کذاب ہیں۔ کسے باشد۔

نمبر ۶۔ آپ کے نزدیک کاذب سے کذاب تک ترقی کرنے کے لئے کس قدر جھوٹ بولنے ضروری ہیں۔ وغیرہ

جواب: ماشاء اللہ چشم بددور۔ افترایات کا عنوان اور یہ ثبوت۔ اس سوال کے جواب میں تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے درس میں آؤ گے تو ایسے سوال حل کر دیئے جائیں

گے۔ نہ آسکو تو جواب نمبر ۵ بغور پڑھ لو۔

ناظرین! یہ ہیں مسیح کے حواری جن کا دعوی ہے کہ ہم نے علم مناظرہ کو زندہ کیا، اور ہم ہی ہیں جو علم مناظرہ کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں ان کی تو شکایت ہی نہیں ان کے پیر مرشد مسیح موعود اور مہدی کرشن گوپال وغیر کو بھی علم کلام اور مناظرہ سے واقفیت نہ تھی۔ وہ بے چارہ تقریب تام تک نہ جانتا تھا۔ یہ تو بالکل لڑکے ہیں، ان کی شکایت ہی کیا۔ آہ!

خدا تیرا بت کافر دراز سن تو کرے
جفا کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۱ء ص ا۔۳)

جزیرہ ماریشس اور قادیانی ہزیمت

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث

براہ کرم مضمون درج ذیل عام مسلمانوں کی اطلاع کے لئے درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں

واضح ہو کہ موریشیس جنوبی افریقہ سے مشرق میں چودہ سو میل دور بحر ہند مے ایک جزیرہ ہے۔ کولمبو سے دس روز اور بمبئی سے بارہ روز میں اندازاً یہاں آ گنبوٹ پہنچ جاتا ہے تقریباً ڈھائی لاکھ ہندوستانی اور ڈیڑھ لاکھ دوسری قومیں یہاں آباد ہیں جن میں چالیس پینتالیس ہزار مسلمان ہیں چالیس سے زیادہ مسجدیں ہیں اور مسلمان اور ہندو اپنے اصلی لباس میں نظر آتے ہیں اور دیکھنے والے کو بعض مرتبہ خیال ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی حصہ میں ہے وجہ معاش گنے کی کھیتی اور تجارت ہے اکثر لوگ آسودہ حال ہیں۔ امسال یہاں کی پیداوار کا تخمینہ ۴۴ کروڑ روپیہ کا کیا گیا ہے مذہبی احساس بہ نسبت ہندوستان کے بہت کم مگر افریقہ کے دوسرے مقامات سے زیادہ ہے صرف کمی اس امر کی ہے کہ کوئی زعیم یعنی قائد اور لیڈر نہیں ہے جو ان کی متفرقہ قوت سے کام لے۔ تعلیمی حالت مسلمانوں کی حد درجہ قابل افسوس ہے شرک و بدعت کی

کثرت ہے تعلیم ہر لحاظ سے نکمی ہے۔اس میں بمقابلہ ہندوؤں کے مسلمان بہت پیچھے ہیں ہندوؤں میں بیداری اور احساس پیدا ہو چلا ہے بیرسٹر بھی ہیں ممبر کونسل بھی ان میں سے منتخب ہونے لگے ہیں ایک اخبار بھی ہندی انگریزی فرنچ وغیرہ مختلف زبانوں میں ہندوؤں نے نکالنا شروع کیا ہے۔مسلمانوں میں ایسی تحریک صرف امام صاحب جامع مسجد حکیم مولوی عبداللہ رشید ولد حکیم ملا نواب مرحوم نے انجمن اشاعت اسلام کے ماتحت شروع کی تھی ۔اس انجمن کے بھی یہی محرک ہیں اور برابر اپنے وعظ میں لوگوں کو اسکے اغراض و مقاصد سے اب تک مطلع کرتے رہتے ہیں مگر انجمن ابھی تک یہاں والوں کی بے توجہی اور بے حسی کی وجہ سے قائم نہ ہوسکی ۔سردست نماز کمیٹی امام صاحب کی صدارت میں قائم کی جاتی ہے خلافت اور اماکن مقدسہ کی بابت بھی گورنر صاحب سے مل کر عام جلسے کرنے کی اجازت چاہی تھی مگر اجازت نہ ملنے کی وجہ سے اس کام کو یہیں ملتوی کرنا پڑا۔ باوجودیکہ یہاں ہر طرح کی آزادی ہے مگر مذہبی امور میں لوگ اکثر پیچھے رہتے ہیں نہ کوئی ایسا مدرسہ اور سکول ہے جو مسلمانوں کو معتد بہ فائدہ پہنچا سکے اور نہ کوئی ایسی دینی خدمت یہاں آج تک سوائے بنانے مساجد کے مکمل ہوسکی۔

گذشتہ چھ سال سے احمدی (مرزائی) مبلغ یہاں آئے ہوئے ہیں ابتداء میں انہوں نے لوگوں کو بہت بہکایا تقریباً چالیس پچاس شخص قادیانی ہوگئے سیاسی دھمکیاں دے کر لوگوں کو ڈرایا خلافت کے مسئلہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی خیر خواہی گورنمنٹ پر ظاہر کی آخر جب امام مولوی عبدالرشید صاحب یہاں آئے تو انہوں نے قادیانی جماعت کا رد شروع کیا رسالہ النجم الثاقب اردو میں منظوم اور ایک رسالہ انگریزی میں شائع کرایا اور برابر ردّ کرتے رہے۔مناظرہ بھی ہوا اور مونگیر، لاہور، امرتسر وغیرہ سے کتابیں آپ کی تالیف اور دوسرے حضرات کی لکھی ہوئی منگا کر یہاں تقسیم کیں۔قادیانیوں کے مسجد سے اخراج کے بارہ میں بے حد کوشش کی۔ دوسال سے مقدمہ چل رہا تھا چھ ماہ سے زیادہ امام صاحب کے اظہار ہوتے رہے قادیانیوں کی طرف سے ہر طرح کے دھوکے دیئے گئے اور باوجودیکہ قادیانی مولوی انگریزی میں بی اے ہیں اور خود بیرسٹر کو سوالات مرتب کرنے میں مدد دیتے رہتے تھے پھر بھی خداوند

عالم نے مسلمانوں کو فتح دی اور قادیانی خائب و خاسر عدالت سے لوٹے انہوں نے بھی اپنے مرشد کی طرح اپنی کامیابی کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا تھا خدا نے ان کے مقرر کردہ معیار سے ان کو کاذب قرار دیا جس مسجد پر قادیانیوں کا پانچ سال سے قبضہ تھا اس سے بے دخل کیئے گئے اور تمام مساجد میں داخل ہونے کی ان کو قطعاً ممانعت کر دی گئی (فیصلہ کی نقل بھیج دیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) اب نہ وعظ ہے نہ تبلیغ۔ تمام امت مرزائی مردہ ہے سناٹا چھایا ہوا ہے نہ ان کے مرشد کی دعا کارآمد ہوئی نہ خود ان کی بلکہ ابتداء میں جو مقابلۃً امام صاحب نے ان کی ذلت کی پیش گوئی اپنے رسالہ النجم الثاقب میں کی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوگئی۔

یہ ہے موریشیس کی تبلیغ کی حالت جو ابھی تک کسی اخبار میں شائع نہیں کی گئی۔ ارمرزائی اس کے خلاف اپنی تبلیغ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں خدا کا فضل ہے کہ قادیانیوں کا فتنہ بالکل موقوف ہوگیا دس بارہ مرزائیوں نے امام صاحب کے وعظ میں عقاید باطلہ سے توبہ کی۔ عندالفرصت ان کے نام بھی انشاء اللہ روانہ کرونگا۔ آپ عام اطلاع کے لئے اس مضمون کو براہ کرم درج اخبار فرماویں بے حد ممنون ہوگا ۔ محمد حسین خریدار اہلحدیث نمبر ۴۶۳۳

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۱ء ص ۳)

مرزا کی ملکی زبان دانی کا نمونہ

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

قول مرزا ہے: آنحضرت کی جلالت اور عظمت شان دنیا پر ظاہر کردوں

اور مرزا جی قادیانی علیہ ما علیہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ہی ہوں ملاحظہ ہو

۱۔ ہمارے نبی ﷺ کے دو بعث ہیں اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ

وآخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے (حاشیہ ص ۱۵۲ تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء)

۲۔ اور حاصل اس آیت کریمہ یعنی وآخرین منھم .. کا یہی ہے کہ دنیا میں زندہ رسول ایک ہی ہے یعنی محمد ﷺ جو ہزار ششم میں بھی مبعوث ہوکر ایسا ہی افاضہ کرے گا

جیسا کہ وہ ہزار پنجم میں افاضہ کرتا تھا (ایضاً) (یعنی بصورت مرزا)

۳۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنی اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہوجاتا ہے (ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۱۰ طبع ۱۹۱۴ء)

۴۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقرر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا (ص ۱۱۔ ایک غلطی کا ازالہ)

۵۔ میرا نفس درمیاں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا (ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۱۲)

۶۔ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت کا ہی وجود قرار دیا (ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۷۔۸)

۷۔ بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا علیحدہ انسان ہوا جسنے نبوت کا دعویٰ کیا (ایک غلطی کا ازالہ۔ ص ۸)

اول تو مرزاجی کی ان تمام دروغ بافیوں کی تردید اس حدیث سے ہو رہی ہے کہ خیر القرون قرنی... الخ اگر آنحضرت ﷺ کو کسی صورت میں بھی دوبارہ تشریف لانا ہوتا تو اپنا ایک زمانہ نہیں بلکہ دو زمانے فرماتے (کیونکہ مرزاجی کا تو وجود ہی درمیاں نہیں)۔

دوم۔ ہم آج سے مرزاجی کے جمیع کمالات مع نبوت پر قلم اٹھاتے ہیں مرزا کو سچا ماننے والوں کا فرض ہوگا کہ جو اوصاف ہم مرزاجی میں ثابت کریں ان کو وہ آنحضرت ﷺ کے اوصاف مانیں۔ رب یسر و تمم بالخیر

اول جس ملک میں مرزاجی پیدا ہوئے اس کی عام اور فصیح ترین زبان سے بے بہرہ تھے۔ ملاحظہ ہو ہم ان کی اردو دانی کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں

۱۔ میری قلم لکھنے سے رکی بھی رہے۔ (فتح اسلام حاشیہ۔ ص ۱۷)۔

صحیح: میرا قلم، بصیغ مذکر چاہیے

۲۔ اور اپنی قوم کے لئے عاریں کھود رہے ہیں (نشان آسمانی۔ ص ۵ طبع جنوری ۱۸۹۶ء)

صحیح: صرف عار چاہیے

۳، جیسے ایک بھیڈ دوسری بھیڈ کے پیچھے چلی جاتی ہے (دافع الوساوس۔ ص ۳۴)

صحیح: بھیڑ ہو چاہیے۔

۴۔ ممکن ہے کہ وہ دھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو (حقیقۃ الوحی۔ ص ۴۷)
صحیح: ایسا، ہونا چاہیے
۵۔ ان لوگوں کی خوابیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۴۷)
صحیح: کے خواب، چاہیے
۶۔ راستی کے متلاشی کو (فتح اسلام۔ص ۴۶)
صحیح: ، تلاش کرنے والے کو، چاہیے
۷۔ پھر کھولے جس نے جندے (درثمین۔ص ۱۱۸)۔
صحیح۔ قفل، چاہیے۔
۸۔ عقلی و عملی امور میں ترقیات کرسکیں (ازالہ اوہام۔ص ۵۴)۔
صحیح: ترقی، چاہیے
۹۔ اس کے من جانب اللہ ہونے پر موہر لگادی (حقیقۃ الوحی حاشیہ۔ص ۱۸۴)۔
صحیح: مہر، چاہیے
۱۰۔ آنحضرت ﷺ نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۰۹)
صحیح: گائیں، چاہیے
۱۱۔ جو مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۷)
صحیح: بنایا گیا تھا، چاہیے
۱۲۔ اور درد گردہ شروع ہوگئی (ص ۳۵ حقیقۃ الوحی)
صحیح: درد مذکر ہے، ہوگیا چاہیے
۱۳۔ ابھی ان کی انتظار ہے (حقیۃ الوحی۔ص ۳۶۴)
صحیح: انکا، چاہیے
۱۴: تنکے کا پہاڑ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۰ حاشیہ)
صحیح: رائی کا، چاہیے

یہ تو ہے مرزا جی کی اپنی ملکی زبان دانی کا نمونہ۔ روحانی کمالات کا مقابلہ آئندہ ہوگا انشاء اللہ

اڈیٹر صاحب اودھ پنچ بعض اوقات اپنے ناظرین کے پیٹ میں گدگدی پیدا

کرنے کے لئے دماغ سوزی سے جو پنجابی اردو لکھا کرتے ہیں اس میں اور اس اردو میں اصل و نقل کا فرق ہے یا یوں کہیے کہ ایک آمد ہے اور دوسری آورد۔ آج انہیں اس اردو کے خزانہ پر اطلاع مل گئی اور اس لئے آئندہ دماغ سوزی سے رہائی۔ پس میرا شکریہ ادا کریں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۱۔ ص ۴)

نزول مسیح ابن مریم کی حدیثیں

جناب مولوی عبدالغنی چک رجاوی ڈاکخانہ لالہ موسی پنجاب سے لکھتے ہیں:

میرے پاس ایک پیکٹ قادیانی مشن کی لاہوری پارٹی کا پہنچا جس میں چندرسالے اور اشتہار تھے۔ ایک اشتہار میں ایک جگہ لکھا ہے:

قسمیہ یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہمارا اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا صرف قرآن اور حدیث اور سنت نبوی پر عمل پیرا ہونا ہے جو اس سے ایک شوشہ بڑھاوے یا گھٹاوے اس کو ہم بے ایمان سمجھتے ہیں۔

یہ پڑھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ احادیث نزول ابن مریم اور خروج دجال پر نظر کر کے دیکھیں کہ مرزا صاحب نے ایک شوشہ بڑھایا گھٹایا ہے یا نہیں۔ جب احادیث پر نظر ڈالی تو مرزا صاحب قادیانی کے استعارات اور تاویلات اور عقاید کا جو متعلق مسیح علیہ السلام اور دجال ہیں، پتہ نہ پایا۔ سخت حیران ہوا کہ قادیانی مشن کے اصحاب کس طرح لوگوں کو ورغلا کر قعر ضلالت میں ڈالتے ہیں۔ افسوس۔

میں ایک حدیث سالم صحیح مسلم کی اور کچھ ٹکڑے احادیث صحیحین کے لکھ کر نیچے امور تنقیح طلب لکھونگا دیکھئے قادیانی مشن کی پارٹیاں کیا جواب دیتی ہیں۔

ترجمہ: بخاری اور مسلم، کہ جو دین و ایمان کی لڑی کی امام ہیں لازم پکڑے رکھو اور ان کو خواہش نفسانی اور تعصب وحمیت شیطان سے الگ ہو کر پڑھ اور ان کو حکم بنا اور کسی دوسرے کے قول سے اس پر جوان میں ہے حکم نہ کر۔ قصیدہ نونیہ ابن قیم

پہلے صحیح مسلم کی پوری حدیث لکھتا ہوں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لینزلن ابن مریم

حکماً عد لاً فلیکسرن الصلیب و لیقلن الخنز یر و لیضعن الجز یة و لیتر کن القلا ص فلا یسعی علیها ولتذ هبن الشحناء و التبا غض و التحا سد و لید عو ن الی المال فلا یقبله ا حد

روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے خدا کی البتہ اتریں گے بیٹے مریم کے اس حال میں کہ حاکم عادل ہوں گے پس توڑیں گے سولی کو اور قتل کریں گے سؤر کو اور رکھ دیں گے جزیہ اہل ذمہ سے اور چھوڑی جاوینگی اونٹنیاں پس نہیں کی جاوے گی سواری ان پر اور البتہ جاتا رہے گا لوگوں سے کینہ اور بغض اور حسد اور البتہ بلاویں گے (عیسی) لوگوں طرف قبول کرنے مال کے پس نہیں قبول کرے گا اس کو کوئی۔

اور عیسی کہاں اتریں گے اور کس طرح اس کے متعلق نبی ﷺ کے الفاظ یہ ہیں

فینز ل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهزو دتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین

پس اتریں گے ابن مریم نزدیک منارہ سفید کے جانب شرقی شرقی دمشق کے درحالیکہ ہوں گے (عیسی) درمیان دو کپڑوں زرد رنگ گے رکھے ہوئے ہوں گے دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر دو فرشتوں کے۔صحیح مسلم

اور عیسی دجال کو باب لد پر قتل کریں گے

فیطلبه حتی ید رکه ببا ب لد فیقتله (صحیح مسلم)

اور مسیح کے وقت میں یا جوج ماجوج نکلیں گے۔اور مسیح اللہ کے اذن سے نیک بندوں کو لے کر پہاڑ طور پر جا کر چھپ جائیں گے۔اور یا جوج ماجوج وغیرہ بحیرہ طبریہ کا پانی پی جاویں گے۔زمین میں فساد کریں گے ۔پھر آسمان کی طرف تیر چلاویں گے۔اور تیر خون آلودہ ہو کر واپس گریں گے۔پھر پروردگار ان کی گردنوں میں کیڑے بھیجے گا۔تمام مرجائیں گے اور زمین ان کی چربی اور بدبو سے بھر جائے گی۔پھر عیسی خدا سے دعا کریں گے پروردگار پرندے بھیجے گا۔اونٹوں کی گردنوں کی طرح ان کی گردنیں ہوں گی وہ یاجوج ماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر کہیں پھینک دیں گے۔پھر اللہ

بارش برساوے گا تمام زمین دھل کر صاف ہو جاوے گی۔ اور مسیح کے وقت میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھا جائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت سایہ پکڑے گی۔ اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو کافی ہوگا پھر پروردگار ایک ہوا بھیجے گا جس سے تمام مومن مسلم فوت ہو جائیں۔ باقی شریر لوگ دنیا میں رہ جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

ناظرین امور تنقیح طلب یہ ہیں:

۱۔ مرزا صاحب ابن مریم تھے۔

۲۔ مرزا صاحب حکومت رکھتے تھے۔

۳۔ مرزا صاحب نے صلیب کو توڑا اور خنزیر کو قتل کیا۔

۴۔ کیا مرزا کے وقت میں اونٹنیاں بےکار چھوڑی گئیں۔ ان پر سواری نہیں کی گئی۔

۵۔ لوگوں میں کینہ بغض اور حسد جاتا رہا (اور لوگوں کی تو ہم نہیں کہتے البتہ مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں میں تو عداوت بالکل نہیں صرف برائے نام بمشکل اتنی ہوگی جتنی شیشے اور پتھر میں۔ اڈیٹر اہلحدیث)

۶۔ کیا مرزا صاحب قادیانی نے لوگوں کو مال کی طرف بلایا اور لوگوں نے قبول نہیں کیا

۷۔ مرزائیو! کیا آپ کے مسیح موعود کے دم کی ہوا پا کر کافر مر جاتے تھے۔

۸۔ کیا مرزا صاحب قادیانی آپ کے نزدیک مسیح موعود دمشق میں مشرقی مینار کے پاس اترے ہیں۔ دو کپڑوں زرد میں دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے؟ دمشق شہر کا نام ہے جو کہ شام کا دارالسلطنت ہے جیسے سب جانتے ہیں۔

۹۔ کیا مرزا صاحب قادیانی کے وقت میں یاجوج ماجوج نکلے اور بحرہ طبریہ کا پانی پی گئے اور انہوں نے آسمان پر تیر چلائے۔

۱۰۔ کیا مرزا صاحب یاجوج ماجوج کی خبر پا کر اللہ کے بندوں کو لے کر پہاڑ طور میں جا کر چھپ گئے۔

۱۱۔ مرزائیو! کیا آپ کے مسیح موعود کے وقت میں ایک انار ایک جماعت کو کافی ہوا، اور اس کے چھلکے کے سایہ میں جماعت بیٹھ جاتی تھی۔ ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو کافی ہوا۔ ۱۲۔ کیا ایسی فراخی اور برکت کے بعد خدا نے کوئی ایسی ہوا بھیجی جس سے ہر مومن اور مسلم کی موت ہوگئی ہو اور باقی شریر لوگ رہ گئے ہوں۔

قادیانی پارٹی کے ممبرو! مرزا صاحب احادیث کو توڑ مروڑ کر بقول آپکے کیا تھے مسلمان یا کچھ اور؟ آؤ خدا سے ڈرو ایک روز خدا کے روبرو پیش ہونا ہے اس روز حالت معلوم ہوگی جس روز کہا جائے گا

اقرء كتابك كفى بنفسك اليو م عليك حسيباً

خدا تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلاوے اور گمراہی کے راستہ سے بچاوے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۰۔۱۷ جون۔۱۹۲۱ء۔۳۔۱۰ شوال ۱۳۳۹ھ)

مولوی محمد علی کا انگریزی ترجمہ قرآن۔ نمبر ۳

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں خاکسار کے دو مضمون یکے بعد دیگرے مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء و ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو شائع ہو چکے ہیں جن میں اس امر کو بخوبی ثابت کیا گیا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب احادیث صحیحہ کو صرف زبان سے تسلیم کرتے ہیں مگر قرآن شریف کی تفسیر میں ان کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے کو پیش کر دیتے ہیں۔ ان کے اور قادیانی جماعت کے نزدیک اگرچہ یہ فعل بالکل جائز ہو مگر محمدی مسلم انگریزی دانوں کے واسطے جو دینی تعلیم سے کافی حصہ نہیں رکھتے یہ تفسیر سراسر گمراہی کا موجب ہے۔

اس قسم کے انگریزی دان گریجوایٹ بالعموم قرآن شریف کو بھی انگریزی زبان کے ذریعہ ہی سیکھنا پسند کرتے ہیں اور باوجود اردو پڑھ سکنے کے بھی وہ کسی محمدی مسلمان کا اردو ترجمہ یا اردو تفسیر دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

چونکہ اہل سنت کے اصول اور عقاید کی بنا پر کوئی انگریزی ترجمہ معہ تفسیر اب تک شائع نہیں ہوا، اور نہ کسی مسلم ریاست کی توجہ اس طرف ہوئی، نہ انجمن حمایت اسلام لاہور، نہ انجمن نعمانیہ لاہور، نہ کسی انجمن اہل حدیث نے اس ضرورت کو اب تک پورا کرنے کا وعدہ یا اعلان شائع کیا ہے، اس واسطے ہمارے انگریزی دان بھائی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے ترجمہ اور تفسیر کو خرید کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

صرف اسی قدر نہیں بلکہ اس کی تعریف میں چند کلمات مدح کے ان کی زبان سے خاکسار نے خود اپنے کانوں سے سنے ہیں۔ اگر بنظر ہمدردی یا غیرت اسلام کوئی انگریزی دان اہل سنت سے مولوی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر کے متعلق کچھ روشنی بزبان انگریزی ڈال دیتے تو خاکسار کو اس ضعیف العمری میں وہ محنت برداشت نہ کرنی پڑتی جو کچھ عرصہ سے کرتا رہا ہوں مگر الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آخر اس خدمت کے واسطے اس حقیر بے بضاعت کو پسند فرمایا

ذلك فضل الله يو تيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم

آج پورے ۳۲ صفحہ کا ایک انگریزی رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے قرآن کے متعلق ... تقسیم ہو کر شائع ہو گیا ہے جو قابل مطالعہ ہے ممکن ہے کہ کسی وقت اس کے اقتباسات سے ناظرین اہل حدیث کو محظوظ کیا جائے۔ اس قدر اطلاع دینا دلچسپی سے خالی نہیں کہ سرگودھا میں مذکورہ انگریزی قلمی رسالہ جس جس گریجوایٹ نے پڑھا ہے اس کے دل میں مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر کی نسبت وہ سابقہ عظمت باقی نہیں رہی، اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے کہ میرے رسالہ کی چھپائی کا خرچ کا زیادہ حصہ انہوں نے ہی ادا کر دیا ہے۔ اب آخر میں ناظرین اہل حدیث کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ اگر کوئی صاحب ایف اے یا زیادہ تک انگریزی دان ہیں تو ایک آنہ کا ٹکٹ لفافہ میں ارسال کر کے رسالہ مذکورہ ذیل کے پتہ سے مفت منگوا سکتے ہیں۔ ماسٹر غلام حیدر پنشنر مکان شیخ غلام احمد سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ گوجرانوالہ۔ پنجاب

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔۱۷ جون ۱۹۲۱ء۔۳۔۱۰ شوال ۱۳۳۹ھ)

مسیح موعود (مرزا) ایک محقق کی نظر میں

خواجہ غلام احمد عاصی لکھتے ہیں:

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب۔ امید ہے کہ آپ براہ کرم ذیل کی سطور کو اپنے اخبار گہر بار میں جگہ دے کر مجھے مرہون منت فرمائیں گے اور اگر مناسب ہوتا اپنا ریمارک بھی درج کریں گے۔

للعجب کہ اس پر آشوب زمانے میں ایک شخص اٹھتا ہے اور اپنے علم و کمال کے بل بوتے اور زمانہ شناسی کے بھروسہ پر کہیں مجددیت کا دعوی کرتا ہے اور کہیں اہل اسلام کو زیادہ نادان اور بھولے سمجھ کر پیغمبری کا ادعا کرتا ہے اور اپنے تئیں نہایت صاف وصریح الفاظ میں عیسی اور کرشن کہتا ہے اس دعوی کی دور دنی کے باعث وہ سادہ لوح مسلمان جو روشن دماغ اور عقل سلیم دونوں سے مستغنی ہیں دو مہتم بالشان فریقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں کچھ خوش اعتقاد دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کی بنا پر اسے جلیل القدر پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور بعض کم حوصلہ اور پست ہمت اسے مسند نبوت پر بٹھانے کی جرأت تو نہیں کرتے لیکن امام وقت اور مجدد و محدث کا پایہ دیتے ہیں میں اس مضمون پر بحث کرنی نہیں چاہتا کہ خود وہ شخص جس کی ہستی کی پہچان، شخصیت کے عرفان اور منصب کے تعین میں اس قدر بڑا تفرقہ پیدا ہو گیا کس حد تک تفرقہ اندازی کا ذمہ دار ہے اگر چہ اس کے لئے بھی کافی سے زیادہ شہادت جمع کی جاسکتی ہے کہ وہ زمانہ کی روش اور ہوا کے رخ کے ساتھ ساتھ اپنا پہلو بدلتا رہا اور ضرورت زمانے نے اس کو دعوے بدلنے پر مجبور کیا اس نے دیکھا کہ دنیا ایک مجدد کو تسلیم کر لے گی اور اس میں زیادہ دقت پیش نہ آئے گی تو اپنے آپ کو اس حیثیت میں پیش کیا جب دیکھا کہ لوگ اس دعوے کے متحمل ہو چکے ہیں تو ایک قدم آگے بڑھایا۔ یا بصورت دیگر جب دیکھا کہ نبوت کا دعوی تسلیم کرانا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں یہ ایک ٹیڑھی کھیر ہے اور لوگ اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو نبوت پر استعارہ کا رنگ چڑھا کر اپنے آپ کو مجازی اور ظلی نبی منوایا لیکن ہمیں اس کی ذات سے بحث نہیں نہ اس کے ذاتی مقاصد سے سروکار ہمیں اس پر حملہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مسئلہ زیر بحث ہماری فہم و فراست عقل و دانش اور قوت فیصلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک شخص ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کی دینی خدمات (جو ہیں) مخالف و موافق تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے متعدد کتابیں لکھیں (اپنی شخصیت دکھانے کیلئے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) یہ کہ اس کی قلم میں جادو اور زبان میں بجلی تھی (اتنا تو ہم بھی مانتے ہیں کہ زبان نہیں تھی حجاج کی تلوار تھی جس سے کوئی نہ بچ سکا سب کو گالیاں دیں۔ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں،، تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) واقعات ہیں جن کا انکار محال ہے مگر لازماً اور طبعاً یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ یا تو اہل

اسلام میں نبوت اور مجددیت میں کچھ امتیاز نہیں، ان کی ذمہ داریوں کی حدود اور فرائض کی وسعت میں کوئی فرق نہیں اور مجدد و نبی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یا اگر یہ غلط ہے جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کا اعتقاد ہے، اور نبی اور مجدد ایک نہیں، وہ خدا تعالی کے نزدیک مختلف مدارج تقرب رکھتے ہیں اور ان کے کاموں اور ذمہ داریوں کی وسعت میں اسی قدر اختلاف ہوتا ہے جس قدر ان کے مراتب میں فرق ہے تو پھر لامحالہ یہ نتیجہ نکلا کہ جو شخص مجدد ہو نبی نہیں ہوسکتا۔ اور جو نبی ہو مجدد نہیں کہلا سکتا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ نبی اور مجدد مجموعہ اضداد ہے لیکن فرق زمین و آسمان کا ہے۔

یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک شخص اپنے مخصوص کاموں اور خدمات سے مجدد بن سکتا ہے اور بالکل انہیں خدمات سے نبی۔ کیونکہ ہر دو فریق اس کی خدمات بالکل یکساں طور پر پیش کرتے ہیں۔ ارباب بینش کے لئے کیا یہ ایک معمہ نہیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے حیرت ہوا کرتی ہے کہ دو تازہ پھٹی ہوئی جماعتیں ایک دوسرے کے مخالف کثیر لٹریچر مفت شائع کرتی ہیں اور جناب مرزا صاحب مدعی رسالت و مجددیت کی متفرق کتب اور مختلف تحریروں سے اپنی اپنی صداقت کے دلائل اخذ کرتی اور اس کے مضامین سے استنباط کر کے استدلال کرتی ہیں اور اس غلط راہ پر چل کر اور ناخوش گوار بحث میں پڑ کر عبث اپنی عمر عزیز کا وقتِ گرامی اور مفلس قوم کی گاڑھے پسینے کی کمائی ضائع کرتی ہیں۔ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جس سے اس طرح نکلنا دشوار ہے اور صورت حال اب ایک الجھن سے کم نہیں جس کا سلجھانا اس طرح سے غیر ممکن ہے ایک اصولی بحث سے تمام مٹ سکتا ہے اور اختلاف دور ہوسکتا ہے، یہی کہ بجائے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی پر بحث کرنے کے ان کی خدمات پر ایک نظر غائر ڈال لو۔ پھر اختیار ہے اسے نبوت کا درجہ بخشو، مہدیت سے سرفراز کرو۔ یا دونوں کا نااہل سمجھو۔

کہا جاسکتا ہے کہ نبی اور مجدد بلکہ عالم تک کے سپرد ایک ہی کام ہے۔ عالم نبیوں کے وارث ہوتے ہیں اور ان سب کا فرض تبلیغ دین الٰہی، اشاعت توحید، اعلائے کلمۃ اللہ اور اصلاح عالم ہوا کرتا ہے لیکن معاف کرنا اگر جارج پنجم کی شخصیت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہوجائے (اگرچہ یہ غیر ممکن ہے اور محالات عقلی میں سے ہے) کوئی اسے

شہنشاہ سمجھے اور کوئی معمولی اور ادنی اہلکار، اور تیسرا ان دونوں پر کھڑا مسکرائے کہ انہیں دو منصبوں میں تمیز ہی نہیں لیکن ایک خوش فہم پاس سے کہے کہ اصولاً بادشاہ اور معمولی اہلکار میں کوئی امتیاز نہیں دونوں کا کام مختلف شعبوں میں نظم و نسق رکھنا اور حکومت کرنا ہے۔ لیکن کیا یہ مثال بالکل ایسی نہیں کہ کوئی احمدی کہہ اٹھے کہ نبی اور مجدد کے کاموں میں .... کوئی امتیاز نہیں۔ دونوں تبلیغ دین کے لئے مبعوث ہوتے ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا کبھی کسی بادشاہ کے متعلق آج تک یہ مغالطہ ہوا کہ اسے کسی نے وزیر ہی سمجھ لیا ہو کیا ابتدائے آفرینش سے اب تک تاریخ میں کوئی ایسی مثال ملتی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک روحانی بادشاہ کو کوئی سلطان سمجھے اور کوئی اس سے کم مرتبہ۔

یہ اصولی بحث ایک محک ہے جس پر میں اپنے احمدی بھائیوں کو اپنے دلائل و براہین کے پرکھنے کی سفارش کرونگا۔ یہ ایک ہمدردانہ اور غیر جانبدارانہ مشورہ ہے:

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اگر وہ آپس میں اس عظیم الشان شخص کی حیثیت اور منصب کا اصولی رنگ میں فیصلہ کر لیں تو ممکن ہے کہ ایک محقق کو اس کے سمجھنے میں سہولت ہو

خواجہ غلام احمد عاصی احمدیہ بلڈنگس

بوساطت مستری کرم دین احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

یہ مضمون پیغام صلح لاہور میں چھپنا چاہیے تھا معلوم نہیں مضمون نگار نے کس مصلحت سے اہل حدیث امرتسر میں بھیجا ہے۔ اس کا اصلی جواب تو قادیانی پارٹی کو دینا چاہیے۔ ہمارے متعلق جو ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنی تصنیفات کی حیثیت سے نہ پیغمبر تھے، نہ مجدد، نہ عالم، نہ متکلم، نہ معمولی راست باز، نہ راست گو، بلکہ شاعرانہ خیالات کی پابندی میں ہوائی قلعے بنانے والے۔ ہم اپنے دعوی کا ثبوت بتقرر منصف ان کی تصنیفات سے دکھانے کو تیار ہیں۔ مضمون مباحثہ ہوگا ، مرزا صاحب کا پایہ بحیثیت مصنف۔،

دیکھئے اس مباحثہ میں کون فریق ہمارے سامنے پیش ہوتا ہے مقام مباحثہ بٹالہ ہو، کیونکہ لاہور امرتسر میں عام جلسے کی سرکاری ممانعت ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔۱۷ جون ۱۹۲۱ء مطابق ۳۔۱۰ شوال ۱۳۳۹ھ ص ۱۶۔۱۷)

قادیانی خلیفہ صاحب غور سے سنیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

میاں محمود صاحب!

۳ مئی سنہ رواں کو منشی قاسم علی نے ایک اشتہار انعامی یک ہزار روپیہ دیا تھا جس کی پیشانی پر آپ کی اجازت لکھی ہے۔

مضمون کا اشتہار یہ تھا کہ میں حضرت عیسیٰ مسیح کی زندگی اور رفع جسمانی اور تکذیب مرزا پر مالیرکوٹلہ کی جامع مسجد میں چل کر قسم کھاؤں جس میں یہ بھی مندرج ہو کہ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو ایک سال کے اندر مجھے اور میری بیوی بچوں کو برباد کر

چونکہ اس کا نتیجہ صاف ہے کہ اگر ایک سال تک میں برباد نہ ہوا، تو خدا کے ہاں سچا ہونگا، جسکا آپ کو بھی اقرار کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں نے اس کے جواب میں بذریعہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء اور اشتہار مورخہ ۱۴ مئی سنہ رواں کے اس نتیجہ کو جو بالکل صحیح ہے، آپ کے لفظوں میں ظاہر کیا تھا کہ اگر ایک سال تک میں تباہی سے محفوظ رہا، تو یقیناً خدا کے کے ہاں سچا ہونگا، اس لئے آپ لوگوں کو میرے سامنے توبہ کرنی ہوگی۔

میرا خیال تھا کہ چونکہ یہ تجویز آپ ہی کی طرف سے ہے، اور آپ ایک مدعی نبوۃ کے صاحبزادہ ہیں اور آپ کا لقب قمر الانبیاء ہے، اور آپ بقول اپنے باپ کے مصلح اعظم اور کان اللہ نزل من السماء (گویا خدا اوپر سے اتر آیا) کے مصداق ہیں، اس لئے ایسے معقول نتیجہ کو فوراً مان لیں گے، اور ماننا بھی چاہیے تھا کیونکہ ایک سال کے اندر تباہ ہونے سے اگر میں باطل پرست ثابت ہونگا، تو ایک سال تک صحت و سلامتی کے ساتھ زندہ رہنے سے حق پرست ضرور ثابت ہونگا۔ ورنہ اس حلف کے اٹھانے کا کیا فائدہ؟ مگر افسوس میرے خیال کے خلاف آپ نے اس نتیجہ صحیحہ کی تسلیم سے اپنے اشتہار مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء میں انکار کر دیا۔

میاں (محمود) صاحب! آپ اتنا تو بتایئے اور مختصر لفظوں میں بتایئے کہ جس صورت میں ایک سال کی مدت میری بربادی کے لئے مقرر ہو، گو میرے دعائیہ لفظوں میں ہو مگر ہو آپ کی تجویز سے، تو پھر اگر میں ایک سال میں مع بیوی بچوں کے برباد نہ ہوں، تو میری راست بازی کیوں نہ ثابت ہو۔ اور اگر ثابت ہو تو اسکو ماننے سے آپ کو انکار کیوں ہو؟ کیا آپ اس سے انکار کرکے امید رکھتے ہیں کہ دنیا کے اہل عقل صاحب الرائے آپکے ساتھ متفق ہونگے۔

ہاں آپ نے یہ خوب کہا کہ ہمارے اشتہار میں بطور جملہ خبریہ کے نہیں ہے کہ ثناء اللہ ایک سال تک برباد ہو جائے گا۔

میاں صاحب! آپ تو معذور ہیں کیونکہ آپ علوم عربیہ اور اصولیہ سے واقف نہیں، مگر کیا آپ کے مصاحبین میں بھی کوئی ایسا ذی علم نہیں جو آپ کو اقتضاء النص کے معنی سمجھا دے۔ زیادہ نہیں تو اصول کی کتاب نور الانوار ہی دیکھ لیتے۔

سنئے! جب ایک سال میری بربادی کی مدت ہوئی اور میں برباد نہ ہوا، تو نتیجہ آپ ہی بتائیں کیا ہوا؟ کیا میں بدستور سابق جھوٹا ہی رہا؟ پھر تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا۔

ہاں یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی اجازت سے منشی قاسم علی لکھتے ہیں کہ اشتہار تو میرا (قاسم علی کا) پھر میں نے آپکو کیوں خطاب کیا۔ حالانکہ اس کی وجہ میں اسی اشتہار میں لکھ چکا تھا۔ تعجب ہے کہ آپ اور آپ کے مرید باوجود دیکھنے کے دیکھتے ہیں لھم اعین لا یبصرون بھا۔ سنئے اسکے جواب میں میں اپنے سابقہ اشتہار مورخہ ۱۴ مئی میں سے اپنے الفاظ نقل کرتا ہوں جن کا جواب آپ کی طرف سے نہیں دیا ہے وہ یہ ہیں:

چونکہ اصل مخاطب میرے خصوصاً اس قسم کی دعا گوئیوں میں آپ کے والد (مرزا غلام احمد صاحب) تھے اور آپ اپنے والد کے صحیح قائم مقام ہیں نیز آپ کی اجازت سے اشتہار مذکور نکلا ہے اس لئے میں اس بارے میں آپ ہی کو صحیح مخاطب جانتا ہوں۔

میاں صاحب! یہ میرا احسان ہے کہ میں آپ کو یا آپکی جماعت میں سے کسی فرد کو مخاطب کرتا ہوں۔ ورنہ میرا اصل خطاب تو آپ کے والد صاحب سے تھا جو بانی سلسلہ احمدیہ تھے میں ان کو اور وہ مجھ کو خطاب کرتے تھے۔ لطف صحبت تھا۔ اب تو

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند۔

تاہم ... بادل نخواستہ لڑکوں اور ماتحتوں سے بھی گفتگو اور خطاب کرنا کوئی ہتک نہیں بلکہ سنت ہے۔ پس آپ منشی قاسم کو اپنی اجازت اور باپ کی قائم مقامی کو یاد کر کے بنی ا لا میر المد ینہ والی مثال کے معنی حدیثوں کے پتلے (مرزا قادیانی نے مولوی محمد احسن صاحب کو حدیثوں کا تھیلہ لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو آئینہ کمالات۔ ص ۶۰۳) مولوی محمد احسن صاحب امروہی سے دریافت کریں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ میرا آپ کو مخاطب کرنا بالکل صحیح ہے اور نتیجہ بھی بہت درست ہے۔

ہاں یہ بات آپ نے ایک معقول کہی ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جس کو آپ ہی کے الفاظ سے نقل کرتا ہوں جو یہ ہیں:

> اس بھلے مانس (ثناء اللہ امرتسری) کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جو شخص ایک ایسی حلف کا معاوضہ ایک ہزار روپئہ دیتا ہے جس حلف کو بلا معاوضہ ایک نہیں سو بار بھی ایک کوئی چاہے تو ایک ایمان دار کا فرض ہے کہ وہ اٹھائے، تو کیا معاوضہ پا کر حلف اٹھانے والے کا بھی حق ہے کہ آگے سے وہ کہے کہ ہزار روپئہ کے علاوہ ایک مکان بھی مجھے ہبہ کر دو۔

بے شک اس کا ایسا کہنا نامعقول ہے لیکن اگر حلف دہندہ اس کو دھمکی دے اور بجائے سادہ حلف کے اپنے من گھڑت لفظوں میں حلف پیش کرے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو ایک سال میں تباہ و برباد ہو جاؤں تو چونکہ یہ حلف سے زائد مضمون ہے، اس لئے اس کا بھی حق ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں تو ایک سال تک بربادی سے بچ رہنے کے نتیجہ سے تصدیق کرانے کی شرط لگائے۔ چنانچہ اسی لئے ہم نے لگائی ہے ورنہ اگر تم سادہ حلف اتنے مضمون (کہ حضرت عیسی زندہ ہیں اور مرزا صاحب قادیانی اپنے دعوی نبوت والہام میں جھوٹے تھے) مجھ سے لینا چاہتے ہیں تو لیجئے علاوہ اس قسم کے جو ۱۹، مارچ ۱۹۲۱ء کو جلسہ قادیان میں بموجودگی ہزارہا لوگوں کے کھا چکا ہوں اب بھی کہتا ہوں:

> واللہ باللہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسی زندہ ہیں اور مرزا جھوٹا۔

ا للھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد

پس اگر یہی آپ کا تقاضا تھا تو لیجئے بغیر ایک ہزار لئے بھی میں نے پورا کر

دیا۔ ہزار روپئے کی صورت میں تو تم لوگ کہتے کہ لالچ کے مارے جھوٹی قسم کھالی ہے۔ بغیر روپئے لئے تو نہ کہو گے۔ بس ما بخیر شما بسلامت۔ والسلام خیر الختام۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جون ۱۹۲۱ء ص ۴۔۵)

حضرت مسیح کے رفع میں حکمت الٰہیہ

جناب مولوی عبدالحی صاحب فتح گڈھ ضلع گورداسپور سے لکھتے ہیں:

حضرت مسیح علیہ السلام فلاسفہ اور معتزلہ کی ناک قطع کرنے کے لئے آسمان دوم پر اٹھائے گئے۔ اہل سنت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے۔ قرناً بعد قرنٍ علماء امت اس دقیقہ کی تصریح کرتے رہے ہیں مگر کلام اس میں ہے کہ ان کے رفع سماوی میں کیا حکمت مضمر تھی۔ سو اسکا جواب بچند وجوہ دیا جاتا ہے۔...

ا۔ حضرت مسیح کی خِلقت مرکب تھی یعنی زمینی آسمانی چونکہ آپ کی والدہ ارض بیت المقدس میں سکونت پذیر تھیں اور آپ ارضی مخلوق کے شکم مبارک سے تولد ہوئے اور مادہ طین کو آپ کی ترکیب جسمی میں دخل تھا اس لحاظ سے آپ زمینی تھے۔ اور نفخ روح القدس کی جانب سے عملہ میں آیا جو آسمانی فرشتہ سے آیا۔ اس کو آپ کی خلقت سے وہی نسبت حاصل ہے جو باپ کو بیٹے سے ہونی چاہیے اس جہت سے آپ آسمانی ہیں۔ آسمانی پیدائش کا تقاضا تھا کہ آپ کی سکونت فرشتوں کی طرح غذا و خورش سے منزہ ہوکر آسمان پر ہو اور زمینی خلقت کا اقتضاء تھا کہ جناب کی زندگی زمین میں بسر ہو۔ خدا تعالیٰ نے حتی الامکان دونوں مقتضیات کو پورا کر دیا چونکہ پدری پہلو قوی تھا اور نیز روحانیت اور نور جو نفخ روح القدس کا اثر ہے اور آپ کے وجود میں غالب تھا اس لئے آپ کی زندگی اور حیاۃ طیبہ کا زیادہ حصہ آسمانی سکونت کے لئے مخصوص ہوا۔ اور مادری پہلو کمزور تھا اور نیز مادہ طین کو آپ کے جسم طیب میں کم دخل تھا اس لئے زندگی کا تھوڑا حصہ زمین کے لئے انتخاب ہوا۔ حضرت قتادہ کا قول اس تجویز کا موید اور مصدق ہے۔

علامہ بغوی نے معالم التنزیل میں بذیل آیت و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین نقل کیا ہے:

قا ل قتا دہ ذکر لنا ان نبی اللہ عیسی قال لاصحا بہ ایکم یقذف علیہ شبھی فا نہ مقتول فقال ر جل من القوم انا یا نبی اللہ فقتل ذ لك الر جل و منعاللہ عیسی ورفعہ الیہ وکساہ اللہ الریش؟ و البسہ النور و طار مع الملا ئکة فھو معھم حول العرش و کا ن انسیاً ملیکاً سمائیاً ار ضیاً

(معالم التنز یل۔ ص ۱٦۲)

یعنی حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ سلف نے ہمیں یہ تذکرہ سنایا کہ پیغمبر عیسی نے اپنے حواریوں کو کہا کہ تم میں سے کون خوش قسمت منظور کرتا ہے کہ میری شباہت کا پرتو اس پر ڈالا جائے اور وہ میری بجائے شہید ہو۔ قوم میں سے ایک مرد نے اس شرف وقبول کیا جو آپ کی جگہ شہیدا ہوا اور خدا نے حضرت مسیح کو بحافظت آسمان پر اٹھا لیا اور آپ کو ملائکہ کا نوری لباس پہنا کر کھانے پینے کی حاجت قطع کر کے فرشتوں کے ساتھ پرواز عطا کیا اور وہ بلحاظ خلقت ایک پہلو سے یعنی مادری جہت سے انسان تھے اور نفخ کے لحاظ سے آپ فرشتوں سے مناسبت رکھتے تھے اور نیز لحاظ اول سے آپ زمینی تھے اور لحاظ ثانی سے آسمانی۔ سو خدا تعالی نے دونوں اقتضاء آپ کی ذات کے متعلق پورے کردیئے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت واجواہر میں اس سربستہ راز کو ان لفظوں میں واضح کیا ہے:

وانّما دفعھا اللہ الی جبر یل فاسکنھا الملکو ت و کا ن یسبح اللہ و یقدسہ الی ان امرہ بنفخہ فنفخہ فی جیب مر یم فخلق منھا المسیح من غیر نطفة متو سطة فلذ لك سماہ اللہ تعا لی رو حاً دو ن غیر ہ ثم رفعہ الی السما ء بقدر ما فیہ من الروحا نیة و کا ن مکثہ فی ا لا ر ض بقدر ما فیہ من الطین و مکثہ فی السماء بقدر ما فیہ من النور

(قا ل الشیخ) و قو ل اللہ تعالی حکا یةً عنہ و ھو فی المھد من قو لہ و جعلنی مبا ر کاً اینما کنت اشارة منہ الی ھذہ

الجلمة يعنى اينماكنت فى السماء و الارض و يويد ذلك قول ابى بن كعب ان الله تعالى لما رد ارواح بنى آدم الى صلب آدم مع الذرات امسك عنده روح عيسى فلما اراد خلقه ارسل ذلك الروح الى مريم فكان منه عيسى عليه السلام فلهذا قال فيه روح منه

(اليواقيت والجواهر جلد اول۔ص ۱۰۶)

خدا تعالی نے حضرت عیسیٰ کی روح جبریل کے سپرد کردی اور عالم ملکوت میں اسے سکونت بخشی وہ اس وقت تک کہ مریم بتول کی جیب میں اس کے نفخ کا حکم دیا گیا خدا کی تسبیح و تقدیس ظاہر کرتا تھا۔ اس روح سے حضرت عیسیٰ بغیر توسط نطفہ کے پیدا ہوئے اسی لئے خدا نے ان کا نام روح قرار دیا جس انداز سے ان میں روحانیت تھی اتنی مدت کے لئے خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور جسقدر مادی طین کا تعلق آپ کی خلقت سے تھا اتنا عرصہ زمین پر ان کی رہائش رہی اور ہوگی الغرض نورانی حصہ آپ کی ذات میں غالب تھا اس لئے آسمانی سکونت کی میعاد زیادہ ہے۔ شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ حضرت مسیح کی عہد طفولیت میں گفتگو (و جعلنی مبارکا این ما کنت) میں دونوں زندگیوں کی طرف اشارہ ہے یعنی خواہ میں آسمان پر رہوں یا زمین میں ہوں دونوں حال میں مبارک ہونگا۔ حضرت ابی بن کعب کا قول اس تقریر کا موید ہے کہ خداوند نے جب جملہ ذات کے ہمراہ ارواح بنی آدم کو پشت بنی آدم میں ودیعت رکھا حضرت عیسیٰ کی روح اپنے پاس رکھ لی جب خدا کا ارادہ ہوا کہ حضرت مسیح کو پیدا کیا جائے تو آپ کی روح حضرت مریم میں نفخ کردی جس سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ آیت روح منه کا یہی مطلب ہے اور شیخ جامی نے شرح فصوص الحکم میں اس تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ثم اعلم ان بعیسی علیه السلام جهة جسمانیة و جهة روحانیة واحدیة جمع للجهتین فاذا نظر الى الجهة الجسمانیة یظن انه تکون عن ماء مریم و اذا نظر الى الجهة الروحانیة و آثارها من احیاء الموتى و خلق الطیر من

الطين يحكم انه عن نفخ جبر يل و اذا نظر الى ا حد ته
جمعهما يقا ل انه متكو ن منهما فی صورة البشر تكو ن الرو ح
فی ذا ت مطهرة عن لطبيعة يد عو ها الله بسجين لا جل ذ لك
ای لا جل تكو نه من نفخ جبر يل لا ن للا رواح صفة البقاء
او لا جل تكو ن فی ذا ت مطهرة لا ن الطها رة المحمل توجب
طهارة المحمو ل و الطهارة تستد عی طو ل البقاء قد طا لت
اقا مته فيها فزا د طو ل اقا مته علی الفٍ ۔ انتهی

(شر ح فصو ص الحكم)

حضرت عیسیٰ کو تین پہلو حاصل ہیں۔ جسما نی ، اور دوسرا رو حا نی اور تیسرا دونوں کا جا مع ۔ جہت جسما نی پر نظر کر نے سے معلوم ہو تا ہے کہ آپ نطفہ مر یمی سے پیدا ہوئے ہیں اور روحانی جانب کو ملحوظ رکھنے سے ثابت ہو تا ہے کہ آپ جبر یل کے نفخ سے پیدا ہو ئے ہیں خصوصاً جب کہ اس کے آ ثار یعنی احیاء موتٰی اور خلق طیر کو ملا حظہ کیا جا ئے تو نفخ جبر یلی کا پہلو بہت تقویت پا تا ہے ۔ اور جا مع پہلو کو دیکھنے سے معلوم ہو تا ہے کہ دو رخ آپ کی خلقت میں جمع ہیں آپ صورت بشر یہ میں مشتمل اور آپ کی روح ایسی ذا ت میں ودیعت تھی جو علا ئق عنصر یہ سفلیہ سے مبرا تھی اسی لئے ان کی اقامت کو ہزار سال سے زائد عرصہ گذر گیا ہے اور تا حال وہ زندہ ہیں ۔ یہ نفخ جبر یلی کا اثر ہے۔

۲۔ حضرت موسیٰؑ کی شر یعت کی تجدید کے لئے جتنے خلفاء حضرت کے بعد آ ئے وہ سب نبی تھے چنانچہ حدیث بخاری میں وارد ہے:

کا نت بنو اسرا ئيل تسو سهم ا لا نبياء كلما هلك نبی خلفه
نبی و انه لا نبی بعدی و سيكو ن خلفاء فيكثرون

یعنی ابو ہریرہ کا بیان حضرت ﷺ سے اس طرح مروی ہے کہ بنی اسرائیل پر انبیاء حکمرانی کر تے تھے جب ایک نبی وفات پا تا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جا تا۔ یہ بات قطعی ہے کہ میرے بعد کسی کو جدید نبوت نہ ملے گی اور خلفاء کثرت سے ہوں گے۔

نواب صدیق حسن صاحب نے فتح البیان میں تحریر فرمایا ہے:

وکان الرسل من بعد موسی الی زمن عیسی متواترۃ یظہر بعضھم فی اثر بعض والشریعۃ واحدۃ وھم انبیاء بنی اسرائیل المبعوثون من بعد ھم کالشموئیل بن بابل و الیاس و منشائل و الیسع و یونس و زکریا و یحی و شعیا و حزقیل و داؤد و سلیمان و ارمیاہ و ھو الخضر و عیسی بن مریم کلھم یحکمون بشریعۃ موسی الا عیسی فانہ جاء ھم بشریعۃ جدیدۃ و غیّر بعض احکام التوراۃ (فتح البیان)

حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک متواتر نبی ایک دوسرے کے نقش قدم پر ظاہر ہوئے ان کی شریعت واحد تھی سب کا عمل توراۃ مقدس پر تھا۔ ان میں مشہور انبیاء کرام کے نام حسب ذیل ہیں شموئیل بن بابل، الیاس منشائیل۔ الیسع، یونس، زکریا، یحیٰ شعیا، حزقیل، داؤد، سلیمان، ارمیاہ یعنی خضر، عیسیٰ ابن مریم۔ یہ سارے پیغمبر تورات پر فیصلہ کرتے اور اس کی رسوم کو زندہ کرتے تھے بجز حضرت مسیح کے کہ وہ جدید شریعت لے کر حاضر ہوئے اور تورات کے بعض احکام میں تبدیلی کر دی۔ حضرت موسیٰ کے لئے یہ امر کہ آپ کے خلفاء پیغمبر تھے جو دین حق کی خدمت کرتے اور سنن محو شدہ کو از سر نو زندگی بخشتے۔ ایک ایسا امتیاز اور فخر حاصل تھا جو سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات میں موجود نہ تھا اور حضور کی ذات مجمع محاسن اور ذخیرہ مکارم تھی:

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس لئے خدا نے چاہا کہ اس منقبت میں بھی حضور ﷺ کی ذات کو سب انبیاء حتی کہ موسیٰ پر مزیت بخشے اور آپ کی تجدید شریعت اور دین حق کی خدمت کو صاحب کتاب اولوالعزم نبی کے ذریعہ سرانجام دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت مسیح کو آسمان پر مرفوع کر لیا تاکہ آخر زمان میں نازل ہو کر اسلامی خدمات بجالائیں اور حضور ﷺ کے جانشین ہوں۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

الا انہ خلیفتی فی امتی۔ حضرت مسیح میری امت میں میرے جانشین ہونگے۔

اب میدان فخر اور مناقب میں حضور کا پلہ حضرت موسیٰ سے بھائی ہو گیا کہ موسیٰ شریعت کی تجدید کے لئے نبی آتے رہے اور محمدی شریعت کی تجدید کے لئے اولو العزم نبی اور رسول صاحب کتاب بھیجا جائے گا۔

حضرت مسیح کی اولوالعزمی پر یقین ہو جاتا ہے جب کہ آیت احزاب

و اخذ نا من النبیین میثا قھم و منك و من نوح و ابرا ھیم و موسی و عیسی ابن مریم و اخذ نا منھم میثاقاً غلیظاً

کو ملاحظہ کیا جائے جامع البیان میں آیت کی تفسیر یوں لکھی ہے

صرح باسماء اولی العزم الخمسة من بینھم (جامع البیان ص ۳۶۰)

یعنی انبیاء کی جماعت میں سے خدا نے صرف پانچ اولوالعزم نبیوں کے اسماء کو ذکر کیا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ کو رفع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کسی امتی کو نبوت سے سرفراز کر کے دین کی خدمت لی جاتی تو مناسب تھا جس کا جواب یہ ہے کہ امتی کو جدید نبوت عطا ہونے سے ختم نبوۃ میں فرق آتا تھا اور حضرت عیسیٰ اگر اس نبوت پر جو رسول خدا سے پانصد و ستر برس پہلے حاصل کر چکے ہیں تشریف لائیں، تو آیت خاتم النبیین کا ابطال لازم نہیں آتا کیونکہ آپ کو حضرت ﷺ کے ظہور کے بعد نبوت دست یاب نہ ہوگی بلکہ اپنی سابقہ نبوت پر نازل ہونگے۔

جمل میں علامہ سلیمان رقم طراز ہیں

قال الزمحشری فان قلت کیف کان آخر الانبیاء و عیسی ینزل فی آخر الزمان قلت معنی کونه آخر الانبیاء انه لا ینبأ بعده احد و عیسی ممن نبیء قبله و حین ینزل ینزل عاملاً بشریعة محمد ﷺ (کرخی)

یعنی اگر سائل سوال کرے کہ حضرت عیسیٰ نبی ہو کر دنیا میں نازل ہوں گے تو پیغمبر خدا ﷺ خاتم النبیین کیونکر ہوئے؟ جس کا جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے بعد جدید نبوت کسی کو عطا نہ ہوگی اور حضرت عیسیٰ قریباً چھ صد سال آنحضرت سے پیشتر نبوت سے سرفراز ہو چکے ہیں اور اسی سابقہ نبوت پر نازل ہونگے (جمل)

اور مدارک التنزیل میں علامہ نجم الدین نسفی نے تحریر فرمایا ہے:

خا تم النبیین ای آ خر ھم لا ینبأ ا حد بعدہ و عیسی ممن نبیء قبلہ و حین ینزل عا ملاً علی شر یعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ بعض امتہ (مدارك التنزیل)

علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں یہی جواب معتزلہ اور جہمیہ کے شبہ کا دیا ہے۔
امام محی الدین نووی نے شرح مسلم میں اس جواب کے بعض حصہ کا ذکر کیا ہے:

قا ل القا ضی ر حمہ اللہ تعا لی نزو ل عیسی علیہ السلا م و قتل الد جا ل حق صحیح عند اھل السنہ للا حا دیث الصحیحۃ فی ذا لك و لیس فی العقلولافی الشرع ما یبطلہ فوجب ا ثباتہ و انکر ذ لك بعض المعتز لۃ و الجھمیۃ و من وافقھم و زعموا ان الا حا دیث مر دودۃ بقو لہ تعا لی و خاتم النبیین و بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی و باجماع المسلمین انہ لا نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ان شر یعۃ مو یدۃ الی یو م القیا مۃ لاتنسخ و ھذا استدلال فا سد لا نہ لیس المراد بنزو ل عیسی علیہ السلا م انہ ینز ل نبیاً بشرعٍ ینسخ شر عنا و لافی ھذہ ا لا حا دیث و لا فی غیر ھا شیء من ھذا بل صحت ھذہ ا لا حا دیث ھنا و ماسبق فی کتاب ا لا یمان و غیر ھا انہ ینز ل حکماً مقسطاً یحکم بشر عنا و یحیی من امور شر عنا ما ھجرہ الناس (شر ح مسلم ج دو م ص۴۰۳)

حضرت عیسی کا نازل ہو کر دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے اور عقلاً اور شرعاً کوئی امر مبطل نہیں پایا جاتا اور معتزلہ اور جہمیہ نے اس عقیدہ کا انکار کیا ہے اور احادیث نزول مسیح کا بحوالہ آیت خا تم النبیین ردکیا ہے اور کہا ہے کہ یہ عقیدہ صرف قرآن کے ہی مخالف نہیں بلکہ حدیث لا نبی بعدی اور اجماع امت کے بھی مخالف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت دوامی ہے جو تا قیامت منسوخ نہ ہوگی۔ اور یہ استدلال ہر دو کا فاسد ہے نزول سے یہ مراد نہیں کہ وہ شریعت محمدیہ کے ناسخ ہو کر نازل ہوں گے اور روایات باب وغیرہ میں ایسا تذکرہ نہ دیکھا گیا ہے نہ سنا گیا ہے بلکہ دوسری روایتوں سے جو کتاب الایمان میں گذر چکی ہیں یہ نتیجہ

پیدا ہوتا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کے مطابق انصاف سے حکم دیں گے اور سنن مہجورہ کو زندہ کریں گے۔

۳۔ حضرت مسیح نے یہ خود دعا کی تھی کہ اے خداوند مجھے امت محمدیہ میں انتخاب کر کے حضرت محمد ﷺ کی خدمت کا موقع عنایت فرما۔ چنانچہ انجیل برنباس میں موجود ہے کہ اے خداوند تو حضرت محمد کو اپنا ساتھ دے اور مجھے اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق کر یعنی مجھے آپ کے ادنی خادموں میں کر۔ سو خدا نے ان کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا اور آسمان پر مرفوع کر لیا تاکہ آخر زمان میں نازل ہو کر حضرت ﷺ کے خدام میں داخل ہوں۔ نواب صدیق حسن صاحب نے حجج الکرامۃ میں لکھا ہے:

بعضے گفتہ اند کہ چوں وے علیہ السلام صفت آنحضرت ﷺ وامت او دید آرزو کرد کہ از امت او باشد پس حق تعالی دعائے او را مستجاب کرد تا... آخر زمان باقی داشت و وے وقت نزول مجدد امر اسلام باشد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جون ۱۹۲۱ء ص ۵۔۸)

اعلان برائے طبع مباحثہ مالیرکوٹلہ

(از مہتمم اعلی مباحثہ)

مالیرکوٹلہ کے مباحثہ کی سہ روزہ روئداد اب مکمل ہو چکی ہے اور مطبع کو جا رہی ہے۔ عام حالات میں روئداد مذکورہ ایک عرصہ پیشتر مکمل ہو جانی چاہیے تھی لیکن خلاف توقع اس کا مجسم مجوزہ حدود سے تجاوز کر گیا اور اب وہ بصورت مطبوعہ ۲۵۰ صفحات سے کم پر محیط نہ ہوگی۔ علاوہ بریں رمضان المبارک کے باعث کام مسلسل نہ ہو سکا۔

روئداد ہذا میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ہمیں فریقین کے دلائل پر کوئی تنقید یا محاکمہ نہ ہو، اس کا آہنگ بیان سرتاپا غیر جانبدار ہو اور عوام اپنا ذاتی اجتہاد کر سکیں۔

مباحثہ مذکورہ کی شرائط قریباً دو ہفتے میں طے ہوئیں اور اس کے نتائج اور عواقب بھی نہایت دلچسپ ہیں۔ ان تمام امور کا تقاضا تھا کہ جملہ مراحل کو بہ تفصیل تمام بیان کیا جاتا۔ اس لئے روئداد متذکرہ میں واقعات ایک معرا صورت میں

بلا تبصرہ اپنے ربط طبعی کے ساتھ مرتب کئے گئے ہیں۔

فریقین کی تقریروں کی مکرر کتابت اور جداگانہ مراتب میں ان کی تقسیم ایک دوسرا مرحلہ تھا جس نے توقف میں اور اضافہ کردیا کیونکہ اگر تقریروں کو محض کاتب کے ترحم پر چھوڑ دیا جاتا اور انہیں ابتدائی مسودات کے مطابق نقل کرتا تو ان میں موجودہ دل آویزی پیدا نہ ہوسکتی۔

روئداد کی نسبت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ وہ اس امتیازی مباحثہ کی شان کے شایان ہو اور کتابت وطباعت میں ممتاز ہو۔

نظر بر امور بالا کتاب کے میعاد معینہ میں شائع ہونے کی توقع نہیں تخمینہ کیا گیا ہے کہ اہتمام مجوزہ کے ساتھ کتاب کی اشاعت ماہ ہذا کے آخر تک ہوسکے گی مجھے فریقین سے توقع ہے کہ وہ اس کی اشاعت تک اپنی رواداری کو قائم رکھیں گے اور کسی عجلت سے کام نہ لیں گے اگرچہ انہیں میعاد مقررہ کے بعد جداگانہ اظہار رائے یا منفردانہ روئداد کی اشاعت کا حق حاصل ہے لیکن میں جانبین اور ان کے صدور سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے استحقاق کو آخر جون تک محفوظ اور معلق رکھیں کیونکہ بصورت دیگر روئداد کی تدوین میں جو کاوش کی گئی ہے وہ یکسر باطل ہوجائے گی دوران مباحثہ میں بھی ہم فریقین کی سہولیت اور مباحثہ کی تکمیل کے لئے شرائط کے اوقات میں توسیع کرچکے ہیں (امر واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ توسیع ہوئی تھی وہ احمدیوں کے لئے ہوئی تھی محمدیوں کے نہیں، نہ محمدیوں کو ضرورت ہوئی نہ درخواست کی۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اور اب کامل توقع ہے کہ طرفین ایک جانبدارانہ روئداد کی اشاعت کیلئے میعاد مذکورہ کی توسیع کو جو حالات کے ناگزیر تقاضا سے پیدا ہوئی ہے گوارا کریں گے اور کسی عجلت کے اظہار سے اپنے ضعف واضطراب کا ثبوت نہ دیں گے۔

میں اسکی اطلاع فریقین کے صدور اور ان کے اخبارات کو بھیج رہا ہوں۔

والسلام، خان محمد احسان علی خان از مالیر کوٹلہ

اڈیٹر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں کہ:

یہ بھی ذکر ہو جانا چاہیے تھا کہ کتاب مفت ملے گی یا بقیمت۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جون ۱۹۲۱ء ص ۸)

متفرقات

مرزائیت سے توبہ:

مقام مالیر کوٹلہ میں ایک شخص محمد حسین راجپوت مرزا صاحب قادیانی تصنیف دیکھ کر مذبذب ہو رہا تھا۔ اس کو خواب میں مرزا صاحب قادیانی دکھائے گئے۔ مرزا صاحب نے خود اسکو فرمایا کہ میرے مریدوں کو کہدو کہ میرے دعاوی سے باز آ جائیں ورنہ ان کی بھی یہی حالت ہوگی۔

چنانچہ اس نے یہ خواب سنایا اور سن کر عبداللہ کنسٹیبل راجپوت تائب ہوا۔ اسی سلسلہ میں راجپوتان محلّہ توران بخشی نے صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور ترک شراب کا عہد کیا خدا استقامت بخشے۔ عبدالودود اپیل نویس از مالیر کوٹلہ۔

خلیفہ قادیان کی صحت:

خلیفہ قادیان کو دو ماہ سے برابر بخار آتا ہے انتہاء بخار کی ۱۰۵ تک بھی ہوتی رہی ہے اب بغرض علاج لاہور گئے ہیں۔ ناظرین دعا کریں اور مرزا ڈاکٹر یعقوب بیگ لاہوری دوا کریں۔

مقدمات قادیانی:

حکیم عبدالحق ابوتراب امرتسری نے ایک مقدمہ مولوی عبدالستار دہلوی وغیرہ پر کیا تھا۔ اس میں ۸۰ روپیہ پر راضی نامہ ہوا۔ دوسرا منشی قاسم علی وغیرہ قادیانیوں پر کیا ہوا ہے جس کی باوجود کئی تاریخیں گذرنے کے باقاعدہ پیشی ابھی تک نہیں ہوئی۔ ۱۸ جون سے ۵ جولائی مقرر ہوئی ہے۔ سنا ہے قادیانیوں نے بھی کئی مقدمات مقابل میں دائر کر دیئے ہیں۔ ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے مقدمات تو کبھی بھی خصوصاً آج کل کسی طرح زیبا نہیں۔ خاص کر ایسے لوگوں کو جو قومی مجالس میں جا کر عدم تعاون اور قطع تعلق پر تجویزات کی تائید کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جون ۱۹۲۱ء ص ۱۳)

مرزا قادیانی کے اخلاق اور تہذیب کا نمونہ

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں کہ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کہنا ہے کہ ان کا مشن یہ ہے کہ

آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت دنیا پر ظاہر کردوں

تاہم مرزا جی قادیانی نے اپنے ملک کی زبان میں فاش غلطیاں کر کے جس قدر آنحضرت ﷺ کی علوشان ظاہر فرمائی اس کا نمونہ تو میں دکھا چکا ہوں، آج میں مرزا جی کے اخلاق اور تہذیب کا نمونہ دکھا کر ناظرین سے انصاف چاہتا ہوں کہ کیا ان کو آنحضرت ﷺ سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۰۶)

۱۔ یہ مرہم بمعہ اس کی وجہ تسمیہ کے طب کی ہزارہا کتابوں میں موجود ہے (ست بچن۔ص ۱۶۴)

۲۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا (ضرورۃ الامام) (چالیس کروڑ میں سے کئی کروڑ)

۳۔ صدہا فرقے ہندوؤں میں ایسے پاؤ گے جو وید سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور ان سے انکاری ہیں (ضرورۃ الامام۔ص ۲۱)

۴۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اسقدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے (ضرورۃ الامام۔ص ۳۰)

۵۔ میں وہ ہوں جس کے بعض معجزات اور پیش گوئیوں کے کروڑ ہا انسان گواہ ہیں (نزول المسیح۔ص ۸۳ مطبوعہ ۱۹۰۹ء)

۶۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت کی اسقدر ترقی ہوئی ہے جیسے ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ (قادیان کے آریہ اور ہم۔صفحہ ۱۴) (پانچ لاکھ قطروں کے دریا شاید قادیان میں بہتے ہوں گے)

۷۔ اس غم سے محسوس نہیں کرسکتا تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا (قادیان کے آریہ اور ہم۔ص

(۳۳

۸۔خدا نے اپنے رسول کی پیش گوئی میں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آوے گا ایک منٹ کا فرق پڑنے نہ دیا (فتح اسلام۔طبع ۱۹۰۸ء ص ۹)

۹۔ایک دنیا جانتی ہے کہ کشمیر میں حضرت عیسی کی قبر ہے (قادیان کیا آریہ اور ہم)

۱۰۔ جس کو تم ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو (فتح اسلام ص ۴۷)

۱۱۔دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے اور کروڑ ہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں (کشتی نوح ص ۳۷ طبع ۱۹۱۸ء)

کروڑ ہا کے معنی ہیں، بہت کروڑ،

مگر ہم مرزا قادیانی کی خاطر دو کروڑ ہی مان لیتے ہیں۔رات دن میں چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں۔پس اس حساب سے ۴۸ کروڑ انسان ہر روز مرے، اور اتنے ہی یا کم و بیش بچے پیدا ہوئے۔

دنیا کی کل آبادی (۱۹۲۱ء میں)۱۵۲ کروڑ ہے۔

اب پھر ہم مرزا جی کی بڑی رعایت کر کے ایک حصہ نا بالغ بچے اور تین حصے بالغ مرد و زن یعنی کل دنیا میں ۳۸ کروڑ بچے اور ۱۱۴ کروڑ بالغ فرض کرتے ہیں۔

اسی تناسب سے جب ۱۲ کروڑ بچے اور ۳۶ کروڑ بالغ ہر روز مرے، تو ایک ہفتہ کے بعد کل بالغ فوت ہو کر بچے ہی بچے باقی رہ کر سلسلہ ولادت بند ہو گیا۔اور اب ۱۵۲ کروڑ بچے ۴۸ کروڑ روزانہ کے حساب سے مرنے شروع ہوئے تو چار یوم میں ان کا خاتمہ ہو گیا۔ واہ کا کا گنی صاحب آپ کے حقائق و دقائق کے کیا معنی۔

فضول اور یاوہ گوئی:

۱: سچے مسیح اور مہدی کا نہ آسمان پر کچھ پتہ چلتا ہے ہزار چیخیں بھی مارو، وہ دونوں گم شدہ جواب ہی نہیں دیتے کہ زندہ ہیں یا مردہ اور کدھر ہیں اور کہاں ہیں (ص ۳۴۔نزول المسیح)

۲۔تو پھر آپ لوگ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے انہی دنوں میں آسمان سے اتر آوے (ص ۱۵۴۔ازالہ اوہام)

۳۔خدا ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو

تباہ کر دیا ہے (دافع البلاء۔ص ۱۵)

۴۔ میرے دعوے کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے..آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں تو یہ دعا ضرور قبول ہوگی (ازالہ اوہام۔ص ۱۵۴)

(مرزاجی ! آپ نے صفحہ۲۰، آئینہ کمالات اسلام پر ملکہ وکٹوریہ کے واسطے جس کے اسقدر احسانات کے آپ مقر ہیں، گویا آپ کے مشن کی ہستی اور ترقی اسی کی حکومت کی وجہ سے ہے کس قدر زور سے دعا کی کہ آپ کی زندگی میں وہ اسلام قبول کر لے مگر یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ پس آپ حق پر تھے یا نہ تھے۔ حالانکہ اس معاملہ میں دعا کرنے والا مقبول الدعوۃ جس کے واسطے دعا کی گئی وہ خدا کے سب سے سچے دین والوں کی محسن اور دعا سب سے نیک کام یعنی اسلام لانے کے واسطے، تو پھر آپ کے یہ کلمات استخوان بے مغز کی طرح اگر کتوں کے آگے پھینکنے کے لائق نہیں تو اور کیا ہیں)۔

۵۔ آگ آگ کو معدوم کر دیتی ہے (قادیان کے آریہ اور ہم۔ص ۵۴)

۶۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے (حقیقۃ الوحی۔ص ۱۰، ۴۷)

۷۔ دمشق کے لفظ سے دمشق ہی مراد رکھنا دعوی بلا دلیل اور التزام ما لا یلزم ہے (ازالہ اوہام۔ ص ۶۱)

۸۔ ہم سزائے موت اٹھانے کے لئے تیار ہیں (نشان آسمانی طبع ۱۸۹۶ء۔ص ۳۳)

۹۔ درثمین طبع ۱۹۱۰ء میں لکھا:

گر کہے کوئی کہ یہ منصب تھا شایان قریش
وہ خدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار

۱۰۔ مجھے بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے (کشتی نوح۔ص ۱۵)

۱۱۔ صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی کا نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ دانستہ ایک جھوٹے مکار مفتری کے لئے اپنی جان دے (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۴۶)

(یا للعجب ! کیا مسیلمہ کذاب بھی یہی دعوی نہیں کر سکتا تھا جسکے واسطے سینکڑوں متبعین نے اپنے خون بہا دیئے ۔ یہاں مرزا جی نے الفاظ ، دیدہ دانستہ ، استعمال کر کے سوا اس کے کہ عبارت کو بے معنی کر دیا ہم نہیں جانتے کہ فائدہ کیا اٹھایا۔ کون کہتا ہے کہ عبداللطیف نے مرزا جی کو اور مسیلمہ کے معتقدین نے مسیلمہ کو جھوٹا سمجھ کر جان دی۔ ایسے مخطیوں کے جان دینے سے صرف یہ پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے اعتقاد میں پکے تھے نہ یہ کہ وہ اپنے اعتقاد میں سچے تھے ۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ہزار ہا بت پرستوں کے سر کٹوانے سے ثابت ہوگا کہ ان کے بت سچے تھے ۔ مرزا جی کی اس عبارت کا اگر ہمیں کوئی مطلب سمجھا دے تو ہم اس کو لنگر خانہ کی روٹیوں سے ایک ہفتہ کیلئے سبک دوش کر دیں گے)۔

۱۲ ۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماج کا خاتمہ ہے اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیش گوئیاں کر سکے ۔ (ص ۱۶۹ تتمہ حقیقۃ الوحی)

استہزاء :

۱ ۔ کیا حضرت عیسی کے لیٹنے کے واسطے آسمان پر کوئی چار پائی بھی ہے (ازالہ ۔ ص ۳۰۲)

۲ ، یہ تو نہیں کہ خدا کے واسطے بہشت سے باہر کوئی لکڑی یا لوہے یا چاندی کا تخت بچھایا گیا ہو (ازالہ اوہام حصہ اول ۔ ص ۳۵۰)

۳ ۔ حضرت جبریل ایسا تو نہیں آتا جیسا کہ انسان کسی گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر (ضرورۃ الامام ۔ ص ۱۶)

چالاکی :

۱ : بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ پادری آتھم والا آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آ گیا ہے تو پھر کیا آنحضرت ﷺ کے قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کر دیتے ۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ۔ ص ۱۳۱)

(بھلے مانس ! آنحضرت ﷺ کا ایک قول تو ایسا بتا کہ آپ نے فرمایا ہو کہ یہ کام اتنے دنوں میں ضرور ہو جائے گا ۔ اگر نہ ہو تو مرزا کے گلے میں رسہ ڈالو، مرزا کو پھانسی دو، اس کا منہ کالا کرو، اس کو ذلیل کرو ۔ اور لوگوں نے سمجھایا بھی ہو کہ اس ناحق کے اصرار سے باز آ جایئے فلانے نو مسلم حافظ صاحب کو اصل حال کا الہام ہو چکا ہے کہ ایسا کبھی ہونا نہیں)

۲: میں روحانی طور پر بغیر ماں اور باپ دونوں کے ہوں کیونکہ نہ کوئی مرشد رکھتا ہوں جو بجائے باپ کے ہو نہ خاندان نبوت جو بجائے ماں کے ہو (نزول المسیح ۔ص ۱۲۷)

شرمناک جھوٹ:

۱۔حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا (ازالہ اوہام) (حالانکہ حضرت عیسی نے فرمایا کہ تم کو ہرگز کوئی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا جیسا کہ دس لاکھ معجزوں کے مدعی نے نواب محمد علی خان اور پنڈت لیکھ رام وغیرہ کو جواب دیا)

۲۔ میں نے کہا تھا ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا (ضمیمہ ص ۱۰ تحفہ گولڑویہ)

حالانکہ جنگ مقدس کے صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹ پر آپ کے الفاظ یہ ہیں:

> اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے ...
>
> میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔

۲۔ چودھویں صدی میں مسیح موعود ظاہر ہو گا تمام اکابر اہل کشوف کا اس پر اتفاق ہے (ص ۱۴۸ تحفہ گولڑویہ)

اور شہادت میں نواب صدیق حسن خان صاحب کو پیش کیا ہے جن کی بابت آپ صفحہ ۳۴ تتمہ حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں کہ یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے ایسا لکھا ہے کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ ان کا کشف مہدی کے ظہور تیرھویں صدی کا غلط نکلا (

ازالہ اوہام۔ص ۵٦۵)

غیر کو نصیحت خود را فضیحت:

ا: سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کروان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے (حاشیہ ص ۳۷۔تحفہ گولڑویہ)

۲۔ لیکن ایک شخص بحث اور جھگڑا تو لوگوں سے کرے اور ناحق اپنی بے خبر اور بے گناہ بیویوں کو غصہ میں آکر طلاق دیوے۔ یہ امر وحشیانہ اور سراسر خلاف تہذیب ہے۔ کیا مناسب ہے کہ گناہ کسی کا ہو اور مارا کوئی جائے۔ کیا سنت رسول اللہ ﷺ میں اسکا کوئی نمونہ پایا جاتا ہے (ازالہ اوہام۔ص ۳۵٦)

۳۔ نیک آدمی کی یہی نشانی ہے کہ وہ ایسی نصیحت کسی دوسرے کو ہرگز نہیں دیتے جس کے آپ پابند نہ ہوں (ست بچن۔ص ۸۱)

مرزا جی نے اپنے بیٹے فضل احمد پر اس کی بے گناہ بیوی کو فوراً طلاق دینے کے لئے جس قدر زور دیا اور اس کی والدہ ماجدہ سے جس قدر روحانی اور جسمانی نیکی کی وہ کس کو معلوم نہیں۔

ملّا مصر، مشالچی ، سارے اکو چج
ہوراں کرن اجاولا آپ ہنیرے وچ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۷۔۹)

مرزائیوں کا قافیہ تنگ، ناطقہ بند

جناب ابو رشید ہنجلی ضلع شیخوپورہ سے لکھتے ہیں:

ہمارا خاص دوست چوہدری غلام محمد ہنجالوی مورخہ ۲۷ مارچ کو موضع لدھڑ ضلع سیالکوٹ میں اپنے کام کے واسطے گیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جس روز میں لدھڑ پہنچا شام کو مجھے معلوم ہوا کہ موضع کوڑیاں جو کہ موضع لدھڑ کے بہت قریب ہے، میں بحث کا بازار گرم ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابراہیم سیالکوٹی اور مرزائیوں کی

طرف سے حافظ غلام رسول وزیر آبادی مناظر ہیں۔ کئی آدمی علی الصبح کوٹ کوڑیاں میں پہنچے۔ مولانا کی زیارت سے مستفیض ہو کر باادب بیٹھ گئے اب مباحثہ کے اسطے شرائط طے ہونے لگے۔ مرزائیوں کی طرف سے حیلے بہانے ہونے لگے جیسا کہ عام طور پر ان کا شیوہ ہے۔ خدا خدا کر کے ایک بجے بحث شروع ہوئی۔ چار گھنٹہ بحث کے واسطے مقرر ہوا۔ دو گھنٹہ میں حیات و وفاۃ مسیح کا مسئلہ اور دو گھنٹہ میں صداقت و تکذیب کا فیصلہ۔ مرزائی مناظر نے ساری بحث میں یہی تنازع کیا کہ وقت تھوڑا ہے۔ مولوی ابراہیم صاحب نے فرمایا اچھا مجھ کو دس منٹ اور تم کو پندرہ منٹ دیئے جائیں گے۔ اس پر بھی جواب آیا کہ وقت تھوڑا ہے۔ بالآخر قرار پایا کہ مجھے آدھ گھنٹہ اور تم ڈیڑھ گھنٹہ لے لو۔ غرض کہ متوفيك کی بحث میں مرزائی مناظر فیل ہو گیا اور مولوی ابراہیم صاحب نے متوفيك کے صیغہ جات سب جمع کر دیئے تھے اور اسم فاعل کا مستقبل کے لئے ضروری ہونا سمجھایا۔ غرضیکہ سب لوگوں کی تسلی و تشفی ہو گئی کہ مرزا لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے جا بجا دورے کر رہے ہیں۔

مسلمان بہت مسرت سے مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کے حق میں درازی عمر کے لئے دست بدعا ہوئے اور جلسہ کا خاتمہ ہوا اور ان کا تانا بانا سب ادھڑ گیا اور روتے سر دھنتے بے چارے بے نیل و مرام واپس چلے گئے۔ اور جاتے وقت لوگوں نے تاڑی بجائی لیکن مولوی صاحب نے اس فعل کو ناجائز قرار دے کر لوگوں کو خاموش کرایا۔ یہ بحث ایک سرکاری آدمی کے زیر حفاظت ہوئی میدان مباحثہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ہاتھ رہا۔

خاکسار محرر عرض کرتا ہے کہ خدا کے واسطے خلیفۃ المسیح کیوں نہیں اس فیصلہ کو منظور کرتا کہ خود ذات شریف کسی اہل علم کے ساتھ گفتگو کریں اور اپنی آبائی سنت کو ترک کریں۔ کبھی غلام رسول راجیکی اور کبھی وزیر آبادی اور کبھی مولوی سرور شاہ بے چارا بغل میں منہ چھپاتا پھرتا ہے۔ جہاں مقابلہ کیا چاروں شانے چت۔ چنیوٹ کا مباحثہ دور نہیں، تمام ضلع جھنگ و لائل پور میں مشہور ہو رہا ہے کہ مرزائیوں کے فریب میں نہ آنا، تاوقتیکہ خلیفہ جی مسند سے اتر کر مولوی ثناء اللہ (کیوں لڑکوں کو تکلیف دیتے ہو۔ اڈیٹر اہل حدیث) یا مولوی ابراہیم صاحب سے گفتگوئے مباحثہ نہ کریں۔ ورنہ یہ دھوکہ کی

ٹٹی اب ٹوٹنے والی ہے۔

مرزائیوں کے سامنے جب منکوحہ آسمانی کا الہام رکھا جاتا ہے تو مولوی غلام رسول جیسے مرزائی جھٹ کہہ دیتے ہیں اجی صاحب پڑھو

ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك

دیکھو: نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

افسوس ان مرزائیوں کو معلوم نہیں کہ فسخ نکاح کے لئے کیا کیا شرطیں ہیں خلیفہ جی سن رکھیں:

الف۔ ناکح نامرد ہو۔

ب، ظالم جابر ہو اور عورت کو اپنی جان کا خطرہ ہو۔

ج۔ مفلس نادار ہو اپنے پیٹ کے لئے بھی نہ کما سکتا ہو۔

د۔ چوتھی شرط قابل تسلیم ہے یعنی شخص مرتد ہو جائے تو اس صورت میں نکاح فسخ ہو گیا۔

تاخیر کاہے کو ہوگا۔ بندہ خدا ذرا سمجھ کے قدم رکھا کرو۔ بات کو تول پھر بول۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۹)

قادیانی وفد شملہ میں

گذشتہ ۲۳ جون (۱۹۲۱ء) کو وائسرائے ہند نے قادیانی وفد کو شملہ میں شرف باریابی سے سرفراز کیا۔ وفد کے آنے کی غرض و غایت تو وہی جانتے ہونگے جو اس کے بھیجنے کے ذمہ وار تھے مگر عام خیال یہ ہے کہ چونکہ آج جکل ملک ہند میں آزادی کی ہوا سخت زور سے چل رہی ہے اور یہ ڈر تھا کہ اس کا اثر کہیں خلوت نشینان حرم قادیان تک نہ جا پہنچے، اسلئے یہ وفد روانہ کیا گیا تا کہ عہد غلامی کی از سر نو تجدید کرے جو امتداد زمانہ سے ڈھیلا ہو گیا ہے (خلیفہ قادیان کو شاں ہے کہ مجھ کو گردونواح قادیان کے لئے آنریری ڈپٹی بنایا جائے شاید اس کو ذریعہ کامیابی جانا ہو۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

اراکین وفد کل ۳۳ شخص تھے جن میں سے تقریباً آدھے انگریزی زبان سے

نا بلد تھے، مگر باوجود اس نا قابلیت کے ان کا باطنی علم اس قدر وسیع تھا کہ وائسرائے کے جواب کو ایسی اچھی طرح سمجھتے تھے۔ جیسے ان کے آقا و مولا مرزا صاحب قادیانی خود اپنی وحی والہامات انگریزی کو۔

وفد کے اڈریس میں بعض امور ایسے ہیں جو نہ صرف اپنی دلچسپی میں لا جواب ہیں، بلکہ ارباب فہم وفکر کے لئے عبرت وموعظت کا کافی ذخیرہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔

سب سے اول وفد نے حکومت انگلشیہ پر یہ احسان جتایا ہے کہ جس وقت مرزا صاحب قادیانی نے دعوے مسیحیت ومہدویت کا علم بلند کیا، اس وقت سارا ہندوستان جہاد کے غلط مفہوم سے گونج رہا تھا اور اگر مرزا صاحب اپنی روحانی فصاحت و بلاغت سے جہاد کی تعلیم کا بد اثر لوگوں کے دلوں سے دور نہ کر دیتے توامن کا چراغ کبھی کا بجھ گیا ہوتا اور انگریزی حکومت ہندوستان سے دم واپسیں کی طرح رخصت ہوگئی ہوتی۔

افسوس مرزا صاحب قادیانی کے اس عظیم الشان کارنامے کا کہیں اعتراف نہیں۔ وائسرائے نے بھولے سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا تاکجا کہ اس کے صلے میں خلیفہ قادیان کو کسی نوازش شاہی کا امیدوار کیا جاتا۔

اس سے آگے چل کر خود مسئلہ جہاد کا تذکرہ ہے جسے اڈریس میں بیوقوفانہ، احکام اسلام کے برخلاف اور فتنہ انگیز بتلایا گیا ہے۔ اور محض جس کی بیخ کنی کے لئے مرزا صاحب اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ وائسرائے نے تو گو احسان فراموشی کی مگر مسلمان ایسے نہیں وہ آپ کی اس دینی خدمت کے ہمیشہ معترف رہیں گے اور ان کی دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کو اسکا پورا پورا بدلہ دے۔ گذشتہ تیرہ سو سال میں یہ صرف آپ کی ذات بابرکات ہی تھی جس نے یہ نکتہ حل کیا اور باقی سب صغیر وکبیر ادنی واعلی اس فضیلت سے محروم رہے امید ہے اب آئندہ ان اللہ یحب الذین یقا تلون فی سبیل اللہ صفاً کا نھم بنیا ن مر صو ص کا ترجمہ یہ نہیں کریں گے کہ اللہ ان لوگوں کو پیار کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ ایک دیوار ہے سیسہ کی۔ کیونکہ بقول وفد مرزائیہ جہاد، فعل احمقانہ، ہے۔ ترجمہ یہ کریں گے کہ اللہ ان لوگوں کو پیار کرتا ہے جو قادیان میں چندہ باقاعدہ اس غرض سے بھیجتے ہیں کہ اس سے تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور خاندان نبوت پرورش پائے۔ یہی

معنی لغت قادیانی رموز الخرس، اوروحی مرزا کے مطابق معلوم ہوتے ہیں۔

پھر اڈریس میں گورنمنٹ کو اس بات کا بھی اطمینان دلایا گیا کہ قادیان کی غیور ہستیاں سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ تسلیم نہیں کرتیں۔،

خدا جانے اس اعلان کی کیا ضرورت نکل آئی ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ مسیح موعود جیسے امن کے شہزادے کی امت کسی غیر کی گلہ بانی کب منظور کرسکتی ہے۔ اس روحانی بادشاہ کے مقابلے میں جو حرم سرائے میں پڑے پڑے کسر صلیب کرسکتا ہے ایک دنیاوی سلطان کیا حقیقت رکھتا ہے جسے اپنے ملک کی حفاظت کیلئے جہاد (برخلاف احکام اسلام) کرنا پڑتا ہے۔ جس کی فوجیں آئے دن روحانی لنگر خانے میں امن سے خوردونوش کرنے کی بجائے چٹیل میدانوں میں خاک وخون میں لتھڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرزمین قادیان کے مقدس لوگ اس سے بہت ارفع ہیں کہ کسی ایسے شخص کو اپنا پیشوا مقرر کریں جس کی وجہ سے انہیں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا پڑے۔

ابھی تک تو ہم مسیح دوراں کے علمی کارہائے نمایاں اورروحانی فتوحات کے واقعات پڑھ پڑھ کر مجسم حیرت بنے ہوئے تھے اب ہمیں ایڈریس سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ خلیفہ دوم بھی اس میدان میں اپنے سلف صالح سے کم نہیں۔ چند بے علم لیڈر اٹھتے ہیں اور عدم تعاون کی تائید میں قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کی بیوقوف جماعت ان کے پیچھے ہولیتی ہے مگر جوں ہی خلیفہ صاحب اپنی سیف علم کا ایک وار کرتے ہیں سب لیڈر گھائل ہو جاتے ہیں اور مقابلہ میں آنے کے بجائے فوراً سپر ڈالتے دیتے ہیں۔ یہ منظر نہ گیلی پولی کے میدانوں میں نظر آتا ہے نہ عمارہ کی وادی میں، اس کے لئے ازل سے قادیان کی پاک سرزمین مخصوص تھی اب نہ کہیں عدم تعاون کا چرچا ہے نہ سرکار سے بغاوت کا اظہار ہے۔ ہر طرف امن ہے سارا ہندوستان شراب صلح وآشتی سے مخمور ہورہا ہے اور ہر ایک قادیانی نبی کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔

البتہ ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ جہاں قادیانی مذہب کے غیور پرستاروں نے اس بات کا اعلان کردیا تھا کہ وہ سلطان ترکی کو اپنا خلیفہ نہیں سمجھتے انہوں نے اس

امر کا اظہار کیوں نہیں کیا کہ ان کا شمول مسلمانوں میں نہ کیا جائے۔ ہم حیران ہیں کہ انہوں نے ایسی ہتک کیسے گوارا کی اور مسیح موعود کے دشمنوں کی فہرست سے اپنا نام کٹوانا کیوں پسند نہ کیا۔ مگر آفرین ہے وائسرائے بہادر کی باریک بینی پر جس نے اس کمی کو پورا کر دیا اور اڈریس کے موضوع کو بخوبی سمجھ کر ان کی اس فروگذاشت پر ان کو کنایۃً اطلاع دے دی کہ ان کا مذہب اسلام نہیں بلکہ ایک نیا مذہب ہے جس کے بانی مرزا صاحب تھے جو شخص ہندوستان کی عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے لئے ہزارہا میل کا سفر کر کے آیا ہو کیا وہ ایسی معمولی بات بھی نہیں سمجھ سکتا کہ جس مذہب میں جہاد فی سبیل اللہ حرام ہو جس کا حکم نہ صرف قرآن بلکہ انجیل و توراۃ میں بھی ملے اس کو اسلام سے کیا سروکار۔ آخر اسلام کوئی نیا مذہب نہیں اغیار بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ اور اطاعت خلیفۃ المسلمین اسکے بنیادی اصولوں میں شامل ہے

آخر میں ہم ارکان وفد کو ان کی اس غیر معمولی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہیں کیونکہ حضور وائسرائے نے نہ صرف ان کی گذشتہ خدمات کا اعتراف کیا بلکہ انہیں ایک نئے مذہب کے جواز کا لائیسنس بھی دے دیا جس کی قادیان کو ازحد ضرورت تھی۔

اللھم انی اعوذ بك من فتنة المسیح الدجال

راقم: نقاد از شملہ

اڈیٹر اہلحدیث امرتسر لکھتے ہیں:

مرزائی وفد نے سب سے بڑا کام اپنا یہی دکھایا ہے کہ ہمارے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) نے جہاد کو احمقانہ فعل قرار دیا ہے ہم بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے کارہائے نمایاں اور اسلامی خدمات میں بس یہی ایک کام ہے کہ آپ نے جہاد کو منسوخ قرار دیا چنانچہ آپ کا اشتہار بھی ہے جس کی پیشانی پر لکھا ہے:

جہاد کی منسوخی کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے۔،

اب اس کا فیصلہ آسان ہے کہ جب مرزا صاحب نے یہی بڑا کام کیا ہے تو اب ان کو مجدد اسلام کہنا زیبا ہے یا الد الخصام۔ اسکا فیصلہ کرنے کو صرف ایک حدیث کافی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں: الجهاد ماضٍ الی یوم القیامة جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ نیز فرمایا ذِروة سنامه الجهاد۔ اسلام کی سربلندی جہاد سے ہے۔

یہ دونوں حدیثیں حدیث کی کتابوں میں سے سب میں چھوٹی کتاب مشکوۃ میں بھی ملتی ہیں۔

ہمارے خیال میں قادیانی وفد بہت چوکا اس کو یہ خیال کرنا چاہیے تھا کہ ہم ایک ایسے وائسرائے کے پاس جاتے ہیں جو مذہب اور خاندانی حیثیت سے یہودی ہے اس لئے مرزا صاحب کے کاموں میں سے وہ کام دکھاتے جو یہودیوں کے مذہب کو مؤید ہیں مثلاً یسوع مسیح کی بدگوئی، چنانچہ مرزا صاحب یسوع مسیح کی بابت لکھتے ہیں کہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) کہ وہ حرام کار کنچنیوں سے تعلق رکھتا تھا اور ان سے سر میں تیل ملواتا تھا شراب بھی پیتا تھا اور اسکی کئی ایک نانیاں اور دادیاں بدکار تھیں (کتاب ضمیمہ انجام آتھم اور دافع البلاء مصنفہ مرزا)

سب سے بڑا کام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ تھا جو آج تک کسی مسلمان سے ہو سکا، نہ ہندو سے، نہ مجوسی سے، بلکہ نہ یہودی سے۔ بس یہی ایک فعل قابل قدر ہے دگر ہیچ۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۱۱)

ہائے تعصب

تعصب کے معنی کیا ہیں اور یہ کیوں برا ہے؟ اس کے اصل معنی تو ہیں مضبوط رہنا، مگر عرف عام میں اسکا استعمال ہوتا ہے فریق مخالف کی عیب جوئی بلکہ عیب سازی پر۔ جس سے قرآن شریف نے ان لفظوں میں منع فرمایا ہے

لا یجر منّکم شنآ ن قوم علی الّا تعد لوا

(کسی قوم کے رنج میں عدل وانصاف نہ چھوڑا کرو)۔

و اذا قلتم فاعدلوا (جب بولو عدل سے بولو)

مگر جن لوگوں پر قرآن مجید کی تعلیم کا اثر نہیں وہ اس کے برعکس وہی کرتے ہیں جو مولانا حالی مرحوم نے فرمایا ہے:

تعصب! کہ ہے دشمن نوع انساں
بھرے گھر کئے سینکڑوں جس نے ویراں

ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان
کیا جس نے فرعون کو غرق طوفان
گیا جوش میں بولہب جس کے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا
وہ یاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے
چھپا جس کے پردے میں اس کا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے
وہ آب بقا ہم کو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

اس کی نوعیت یہ ہے کہ ہمارا مخالف خواہ دنیا میں کوئی کام کرے یا دین میں، نہ صرف ہم اس کی تحسین کرنے سے خاموش رہیں بلکہ تعصب کے ماتحت ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم اس کام کی خوبی لوگوں کے ذہنوں میں نہ بیٹھنے دیں یہی مضمون اس سے آگے:

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے
کہ ہر کام دینی ہے یاد نیوی ہے
مخالف کی ریس اس میں کرنی بری ہے
نشاں غیرت دین حق کا یہی ہے
جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

بظاہر یہ کیسی عجیب بات ہے۔ ناظرین خیال کرتے ہوں گے کہ حالی مرحوم نے محض شاعرانہ خیال مذکورہ ابیات میں جمع کیا ہے بھلا ایسا کون شخص ہے جو محض ضد میں رائے ظاہر کرے جسکی وجہ سے پبلک کی نگاہ میں ذلیل ہو اور لوگ اس رائے کو تعصب پر مبنی سمجھیں۔ ایسے حضرات کو ہم اس کی زندہ مثال بتاتے ہیں ذرہ غور سے سنیں:

گذشتہ مارچ میں بمقام قادیان مسلمانوں کا جلسہ ہوا بانیان جلسہ نے بلا لحاظ اختلاف خیالات اس کام کے قابل عالم بلکہ غیر عالم لائقِ کار کو بھی بلایا۔ مگر علماء

دیو بند محض دینی غیرت سے کچھ زیادہ آئے۔ دیو بند، مراد آباد، میرٹھ، لکھنؤ، سیالکوٹ، امرتسر، لاہور وغیرہ مقامات سے علماء شریک جلسہ ہوئے بڑی کامیابی سے جلسہ ہوا۔ جن لوگوں نے وہ جلسہ دیکھا وہ حیران تھے کہ کیسا انتظام ہے اور کیسا امن وامان ہے کہ باوجود ہزار ہا دیہاتی آدمیوں کی شرکت کے کوئی شور نہیں، کوئی غل نہیں حالانکہ مرزائی لوگ بذریعہ تحریر وتقریر ان لوگوں کو اشتعال دیتے تھے مگر علماء اور منتظمان جلسہ کی روش نے لوگوں میں اشتعال پیدا نہیں ہونے دیا۔ کئی ایک آدمی مرزائیت سے تائب ہوئے جو وقتاً فوقتاً اظہار توبہ کرتے رہے اور خاص کر آخیر وقت جلسہ کے جب حسب خواہش مرزائیاں میں نے حیات مسیح اور کذب مرزا پر قسم کھائی تو جلسہ فوراً ختم ہوگیا۔ ختم ہوتے ہی کھانا کھا کر روانگی کا وقت تھا عین اس وقت جب علماء واپسی کو تیار ہو رہے تھے مختلف مقامات پر ڈیروں میں جا جا کر کسی نے اپنی کسی نے اپنے ساتھی کی توبہ کا اظہار کیا چنانچہ میں بھی جب بستر بندھوا رہا تھا میرے پاس بھی چند آدمی آئے اور کسی کسی کی توبہ کا اظہار کیا میں نے اس وقت میاں مہر دین صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان سے پوچھا کتنے مرزائی تائب ہوئے ہیں وہ بولے اندازاً ۳۵۔۴۰ ہوئے ہیں۔ قرینہ بھی ایسا ہی تھا مگر جن لوگوں کے ہاتھ میں تحریر کا کام تھا جلسہ کی برخواستگی کی وجہ سے ان تک یہ واقعات نہ پہنچ سکے اس لئے پورے پتے وغیرہ قلم بند نہ ہو سکے۔ اصلیت اس قصے کی صرف اتنی ہے۔ باقی رہا جلسہ کا اثر، سو اس کی بابت ہم ایک معتبر شہادت پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ قادیانیوں نے جو ہاتھ پاؤں اس جلسہ کا اثر مٹانے میں مارے ہیں وہ تو اس میں معذور ہیں۔ ان کی ایسی حرکات پر تعجب نہیں۔ تعجب تو اس شخص پر ہے جو باوجود مخالف مرزا کہلانے کے جلسہ قادیان اور علماء وشرکاء جلسہ کو کوستا ہے۔

ناظرین پہلے واقعہ کی شہادت سنیں پھر متعصب مذکور کا تعصب غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ شہادت ایک ایسے شخص کی ہے جو قادیان کے بالکل قریب کا رہنے والا پرانا مقبول واعظ یعنی مولوی میر محمد بھانبڑی۔ آپ نے جلسہ کے بعد گرد ونواح قادیان میں دورہ کیا اور ایک خط ہم کو لکھا جو درج ذیل ہے:

قادیان میں محمدی جلسہ کا اثر:

موضع کوٹ ارایاں وٹھیکری والا وچوہدری والا و تاڑی راجپوتان وکاہنووان وکیڑی... وموضع برائے وملک پور؟ بٹالہ وسری گوبند پور اور خصوصاً بھانبڑی اور اردگرد قادیان وغیرہ وغیرہ بعض گاؤں میں تو عاجز کا گذر ہوا اور بعض گاؤں کے لوگوں سے ملاقات ہوئی لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ قادیانی گروہ کو اب لوگ (بہ نسبت سابقہ)... کے سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے اوریاد کرتے ہیں اور بعد اس کے یہ عاجز قصبہ فتح گڈھ ضلع گورداسپور میں اسلامیہ جلسہ میں حاضر ہوا اور اس علاقہ کے لوگوں سے ملاقات ہوئی گفتگو سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ لوگ قادیانی گروہ کو اب بالکل باطل راستے پر خیال کرتے ہیں خاکسار کے خیال میں قادیانی گروہ کا اثر گردونواح قادیان میں روپیہ سے ایک آنہ باقی رہ گیا ہے اگر اسی دھوم دھام سے محمدی جلسے لوگوں کے نصیب ہوتے رہے اور علماء کرام خصوصاً جناب فاتح قادیان اور مولانا ابراہیم سیالکوٹی جلسہ میں تشریف لاتے رہے تو قادیانی گروہ کا اثر گردونواح قادیان میں دامن جھاڑ کر خیر باد کہہ کر آنسو گراتا ہوا رخصت ہو جائے گا۔ راقم: میر محمد واعظ بھانبڑی

اس حاشیہ کے گواہ کی گواہی کے بعد ایک غیر حاضر مگر متعصب کا بیان بھی سننے کے قابل ہے جس نے امرتسر کے حنفی اخبار الفقیہ میں ایک چٹھی چھپوائی ہے جو یہ ہے:

وہابی اور مرزائی: عام قاعدہ ہے کہ دنیا میں کسی وقت کسی کو اپنے دشمن کا بھی ساتھ دینا پڑتا ہے اور اس ساتھ دینے میں کوئی غرض وغایت ضرور ہوتی ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ اڈیٹر اہل حدیث بظاہر مرزائیوں کا سخت ترین دشمن ہے مگر ضروری بڑی چیز ہے آخر ان کو ایک ضرورت سے مرزائیوں کی حمایت کرنی پڑی۔ مثل مشہور ہے کہ ضرورت کے وقت انسان گدھے کو بھی باپ بنالیتا ہے (جیسے آپ نے یہ مضمون لکھ کر مرزائیوں کو۔ اڈیٹر اہل حدیث) تو ضرورت کے واسطے مولوی ثناء اللہ اگر مرزائیوں کی حمایت کر دیں تو کون سی تعجب کی بات ہو سکتی ہے۔

تھوڑے دن ہوئے وہابیوں نے قادیان میں ایک جلسہ کیا تھا اور اس میں یہ

خصوصیت رکھی گئی تھی کہ صرف وہابی مقلد (یعنی دیوبندی) اور وہابی غیر مقلد ہی اس میں شامل ہوں۔ اس میں مرزائیوں نے سنا ہے کہ چند اشتہارات شائع کر کے وہابیوں کا ناک میں دم کر دیا اور دیوبندی مولوی ایسے مبہوت ہوئے کہ الامان۔ غیر مقلد وہابیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے لکھ دیا کہ چالیس آدمی کے قریب مسلمان ہوئے (۲۰ جون ص۲)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس اقتباس میں مدعی کے تین دعوے ہیں ایک تو جلسہ میں علماء کا ناک میں دم ہونا۔ دوم سب علماء وشرکاء جلسہ کا وہابی ہونا۔ سوم، وہابیوں کو خصوصیت سے شامل کرنا۔

پہلا دعوی تو ایسا بدیہی البطلان ہے کہ اس کی تردید کی حاجت نہیں تاہم معترض کو معلوم ہونا چاہیے کہ باوجود مرزائیوں کے اشتہاروں کا اثر خاک ہونے کے ہر اشتہار کا عین جلسہ میں جواب دیا جاتا تھا حتی کہ مطالبہ حلف پر قسم بھی کھائی۔

دوسرے دعوی کی تردید یہ ہے کہ امرتسر کے عموماً علماء حنفیہ شریک تھے مولوی نور احمد صاحب مولوی محمد حسن صاحب مولوی نعیم صاحب مولوی عبدالعزیز وغیرہ وغیرہ۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مولوی نواب الدین جیسا مشہور پکا حنفی جس کو بریلی کی ٹکسال سے بھی سند مل سکے بلکہ ملی ہو، بھی شریک تھا بلکہ بزور وقت لے کر بولتا بھی رہا۔

تیسرا دعوی بھی جھوٹا ہے کہ وہابیوں کے سوا کسی غیر کو بلایا نہیں گیا کیونکہ معترض (غلام احمد اخگر سابق اڈیٹر اہل فقہ) کا پکا ہم مذہب بلکہ ہم پیر مولوی کرمدین جہلمی بھی مدعو تھا اور وعدہ شرکت بھی کیا تھا۔ اعتبار نہ ہو تو اس سے پوچھ لو۔ نیز قاضی حبیب اللہ لاہوری۔

ہاں ہم مانتے ہیں اور اس قصور کے معترف ہیں کہ ثانی مرزا قادیانی، حضرت حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری کو شامل نہیں کیا گیا (علاوہ اور مشابہت کے یہ لفظ یعنی محدث، بھی وجہ تشبیہ میں کافی ہے کیونکہ مرزا قادیانی بھی باوجود حدیث نہ پڑھنے اور نہ جاننے کے محدث بنتا تھا حافظ جماعت علی شاہ کے مرید بھی ان کو محدث لکھتے ہیں حالانکہ ان بے چاروں نے مشکوۃ بھی نہ پڑھی ہوگی۔ ہمارے دعوی کی تردید گندہ دہن گالیوں سے نہیں ہوگی بلکہ اس طرح ہوگی کہ جلسہ خاص علماء میں ہمارے پیش کرنے پر مشکوۃ میں سے ایک دو حدیثیں صحیح پڑھ دیں۔ حیرت ہے ان لوگوں کو القاب بخشی میں

کتنی جرأت ہے۔ ساری خطابات جمع کئے جائیں تو حضرت شیخ جیلانی اور مجدد الف ثانی بلکہ حضرت شبلی اور جنید رضی اللہ عنہم سے بھی بڑھ جاتے ہیں یہاں تک کہ خدا کی شان کو پہنچتے ہیں چنانچہ ایک مرید نے شاہ صاحب کو مخاطب کر کے یوں عرض کیا ہے:

تو وہ مسیح زماں ہے کہ قم اگر کہدے
رہے نہ گور میں مردے کو عذر بے جانی

نیز عرض کیا ہے:

دل کے بھیدوں سے تو واقف رازِ سینہ تجھ پہ وا
عرض مطلب یاں میرا محتاج گویائی نہیں

ناظرین! اسی لئے ہمارا دعوی ہے کہ حافظ جماعت علی ثانی مرزا قادیان ہیں۔ کیا کوئی ہے کہ مجمع علماء میں ہم سے اس کا ثبوت لے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

اس کی وجہ بھی ہم صاف صاف بتائے دیتے ہیں

منتظمان جلسہ قادیان سے پولیس نے تحریری اقرار نامہ لیا تھا کہ مرزائی جماعت کی کسی قسم کی دلآزاری صراحۃً یا اشارۃً یا کنایۃً نہیں کریں گے نہ ہونے دیں گے۔ مدعوین کی فہرست میں کسی نے ثانی قادیانی صاحب کا نام بھی پیش کیا تھا مگر منتظمان جلسہ نے عذر کر کے نامنظور کیا کہ ان کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے وہ قابو میں نہ رہیں گے تو جلسہ بگڑ جائے گا۔ یہ سن کر میں نے دل میں اس شعر کی تصدیق کی

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ
عارف کہ برنجد تنک آب ست ہنوز

تمثیل: کوئی آدمی خواہ کیسا ہی اچھا یا برا ہو وہ اپنی نیکی یا برائی میں بے نظیر نہیں ہوتا۔ بلکہ کوئی نہ کوئی اس کی نظیر ضرور مل جاتی ہے۔ الفقیہ کا مذکورہ نامہ نگار (اخگر) کا تعصب اور نفسانیت تو ناظرین اندازہ کر چکے اب ہم آپ کو ایک تاریخی واقعہ بطور نظیر اور تمثیل کے سناتے ہیں

دینانگر ضلع گورداسپور میں ایک دفعہ ایک اسلامی جلسہ تھا جس میں آریوں سے مباحثہ تھا۔ شامت اہل حدیث ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء اعمال سے قرعہ فال بنام من زدند۔ مضمون مباحثہ بہت نازک تھا یعنی نکاح ام المومنین زینبؓ۔

حسب لیاقت قاصرہ میں جواب دے رہا تھا۔ عین مباحثہ میں ایک شخص ملقب بہ الدالخصام امرتسری کو جوش آیا۔ اس نے زور سے پکار دیا کہ جواب غلط دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر چلتے بنے۔

آریوں نے اس ہوائی آواز پر بہت خوشی کا اظہار کیا میں نے کہا سنو جی! ہمارے گھر کی .... لڑائی ہے تم اس سے خوش نہ ہو، تم میں بھی فلاں فلاں مثال ملتی ہے۔ تم میرے جواب کو کاٹو، ورنہ خاموش ہو جاؤ۔ خیر مباحثہ تو ختم ہوا۔

بعد مباحثہ مسلمانوں نے الدالخصام صاحب کو پکڑا۔ اتنے میں اس کا غصہ بھی اتر چکا تھا تو صبح کو مولوی محمد علی صاحب واعظ کے ساتھ خراماں خراماں جلسہ میں آئے مولوی محمد علی صاحب نے اعلان کیا کہ حکیم الدالخصام توبہ کرے گا۔

چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ جواب صحیح تھا مگر میں نے وقت مانگا تھا مجھ کو وقت نہ ملا اس لئے مجھے غصہ ہوا تو میں نے کہہ دیا خدا مجھے معاف کرے اور تم لوگ بھی معاف کرو۔

ناظرین! یہ ہے مثال انسانی عادت کی جس کی اصلاح کے لئے شریعت نے بڑی سختی سے حکم فرمایا ہے اعدلوا هو اقرب للتقوى

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۳۹ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۸ ص ۱۔۳)

سوالات مرزائیہ

جناب مولانا صاحب السلام علیکم۔

ایک مرزائی یہ سوال پیش کر کے بہت دق کرتا ہے۔ برائے مہربانی ان کے جوابات درج اخبار فرمائیں

نمبر ۱: حضرت عیسیٰ جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو کس حیثیت میں آئیں گے؟ آیا وہ امامت کی حالت میں آئیں گے یا نبوت کے ساتھ آئیں گے اور اگر وہ امامت کی حالت میں آئیں گے تو وہ نبوت سے کیوں معزول کئے گئے۔ ۲۔ اگر وہ نبوت کی حالت میں آئیں گے تو ختم نبوت کی آیت کا کیا ترجمہ کرو گے۔

نمبر۲: بقول آپ لوگوں کے جو آیت قرآنی حضرت مسیح کی حیات ثابت کرتی ہے اس وقت جب حضرت عیسی دوبارہ دنیا میں آکر وفات پا جائیں گے تو اس صورت میں لوگوں کے سامنے اس آیت کے کیا معنی پیش کیئے جائیں گے؟ جو قرآن مجید کے قیامت تک رہنے کے لئے دلالت کریں گے۔

نمبر۳: آیات قرآنی واحادیث سے دکھا سکتے ہیں کہ رفع کا لفظ جہاں اللہ فاعل ہو اور مفعول ذوالعقول ہو وہاں اٹھانے کے معنی ثابت ہوں قرآن واحادیث سے پیش کریں۔

نمبر۴: احادیث میں تو آتا ہے کہ حضرت عیسی کی طبعی عمر ۱۲۰ سال کی ہوئی مگر صلیب کے وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی باقی عمر انہوں نے کہاں گذاری؟

نمبر ۵: قرآن مجید میں آتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالی حضرت عیسی سے سوال کرے گا، کیا تو نے تعلیم دی تھی کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود مانو۔ تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں وہی کہتا رہا جو تو نے مجھ کو حکم دیا۔ مگر جب تو نے مجھے وفات دی تو نگہبان تھا، تو اس لحاظ سے آیا اس کی قوم کا عقیدہ قیامت کو بگڑے گا یا ان کی حیات میں بگڑ چکا تھا۔ اگر ان کی زندگی میں بگڑا تھا تو پھر حضرت عیسی نعوذ باللہ جھوٹ کیوں خدا تعالی کے سامنے کہیں گے۔

السائل: عثمان از شملہ

جواب نمبر۱: حضرت عیسی کی دوبارہ زندگی مثل حضرت ہارون کے ہوگی یعنی اسلامی احکام کی تبلیغ اور قرآنی اور حدیثی احکام کی بوحی الہی صحیح تفسیر کرکے اختلاف علماء کو دور فرماویں گے، نہ نبوت سے معزول ہوں گے نہ جدید نبوت سے ممتاز، بلکہ وہی سابقہ نبوت ہوگی جو قبل نبوت محمدیہ ان کو ملی ہوئی تھی

جواب۲: جو واقعات قرآن مجید کے نزول کے وقت آئندہ کو ہونے والے تھے جب وہ ہوگئے تو ان آیات کے معنی بدلے جاتے ہیں یا وہی رہتے ہیں مثلاً غلبت الروم، رومیوں کا مغلوب ہوکر غالب آنا۔ یا آئندہ زمانہ میں بحکم آیت لیستخلفنهم مسلمانوں کا ترقی کرنا۔ جب یہ واقعات ہوچکے تو اب آج کل ان آیات کے معنی کسی اور طرح کیئے جاتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اسی طرح کرکے یہ بتایا

جاتا ہے کہ جو واقعات ان آیات میں بوقت نزول قرآن مستقبل تھے آج کل وہ سب ماضی ہیں۔ اور یہ قرآن مجید کی صداقت ہے۔ اسی طرح جب حضرت عیسی آ جائیں گے تو ان آیات کے معنی بتائید واقعات صداقت کو پہنچ کر مستقبل سے ماضی ہو جاویں گے جیسے گذشتہ دو مثالیں۔ خدا جانے یہ لوگ قرآن فہمی کا کیوں دعوی کرتے ہیں۔

جواب ۳: جہاں رفع کے ساتھ حرف الی ملا ہوگا جیسے حضرت عیسی کی شان میں آیا ہے و رافعك الی وہاں یہی معنی ہوں گے جہاں بولیں گے رفعته الیّ وہاں یہی معنی ہوں (میں نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا) ایسی مثال کوئی قرآن مجید سے ملے جس میں رفع کے ساتھ حرف الی ملا ہو اور اس کے معنی ہمارے خلاف ہوں تو ہم مان لیں گے۔ ہماری مثال تو رافعك الیّ اور بل رفعه الله الیه میں موجود ہے

جواب ۴: ان معنی کی کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی بلکہ اس کی سند بھی آج تک کسی نے پیش نہیں کی ہم اس کے متعلق آئندہ بحث کریں گے

جواب ۵: کچھ شک نہیں کہ حضرت عیسی کے پہلی مرتبہ تشریف لے جانے کے بعد عیسائی خراب ہو گئے ہوں گے چنانچہ ہم آج کل مشاہدہ کر رہے ہیں۔ بداہۃً کا انکار کرنا جہالت اور ضلالت ہے لیکن یہ تو بتاؤ حضرت عیسی کا کون سا لفظ ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے ہیں۔ ان کو تو صرف یہ پوچھا جائے گا کیا تم نے ان کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ بس اصل سوال صرف اتنا ہے جس کا جواب دیں گے کہ میں نے نہیں کہا تھا۔ بتاؤ اس میں جھوٹ کیا ہے؟ پھر اس جواب کی تائید کرنے کو فرمائیں گے کہ جب تک میں ان میں تھا، میں ان کے عقاید کا نگران تھا۔ اس میں کیا جھوٹ ہے۔ جھوٹ کی بات کون سی ہے اور لفظ کون سا ہے۔ ساری آیت میں اس لفظ پر نشان رکھو تو جواب لو۔ ہاں یاد رکھنا ضروری ہے کہ جھوٹ کی تعریف بھی پہلے سن لو۔ کسی ایسے واقعہ کی خبر دینا جس کا وقوع نہ ہوا ہو۔ ایسا کوئی فقرہ اس آیت میں دکھاؤ تو ہم جواب کے ذمہ دار ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۳۹ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۸ ص ۳-۴)

کھلی چٹھی بنام منشی عبدالعزیز مرزائی

جناب ابورشید احمدالدین از پتوکی ضلع لاہور لکھتے ہیں:

عالی جناب مولانا صاحب زادفیضہ بعد تحفہ سلام۔
ان سطور کو کسی گوشہ اخبار میں درج فرما کر ممنون فرماویں
چھ مارچ ۱۹۲۱ء کو منشی عبدالعزیز صاحب مرزائی پتوکی منڈی میں آئے۔ بعد از گفتگو یہ لکھ کر دے گئے کہ میں بیس چیت کے اندر اندر کوئی تاریخ مباحثہ کی مقرر کر کے اطلاع دونگا اور دس روز پیشتر آنے کی اطلاع دونگا۔
بحث، اسلام مرزا، یعنی مرزا صاحب مسلمان ہیں یا نہیں، اور، نبوت مرزا، پر ہوگی اور منصف غیر مذہب ہوگا۔
تو مدت مذکور کئی دن سے گذر چکی ہے مگر منشی صاحب موصوف نہ یہ لکھ دیا ہے کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو میرا گریز سمجھا جائے۔ مگر ہم اتمام حجت کے طور پر منشی صاحب کو مطلع کرتے ہیں کہ اب بھی آپ کو اجازت ہے کہ کوئی تاریخ مقرر کر کے ان دونوں مسئلوں میں ہم سے آکر بحث کرلیں۔
آپ لوگ تو حق کے پھیلانے میں مامور ہیں اس سے بڑھ کر اشاعت حق کیا ہوگی جب آپ کے نبی اور رسول کا مسلمان ہونا ثابت ہوگیا تو پھر ان کے نبی و رسول ہونے پر بات ہوگی جب اسلام ہی ثابت نہ ہوا تو نبوت کیسی۔ امید ہے کہ منشی صاحب جواب سے جلدی سرفراز فرماویں گے مگر یہ یاد رہے کہ میعاد مباحثے کی ایک مہینے تک ہے، نہ کہ قیامت تک۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۳۹ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۸ ص ۴۔۵)

سنت مرزا

جناب مولوی نور محمد ممیانوی جہلمی لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث پر بخوبی روشن ہے کہ ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی عجیب قسم کے آدمی تھے کہ جب کبھی کسی مخالف کے حق میں اپنے کارخانہ الہام بافی سے کوئی الہام شائع کرتے اور نتیجہ ان کے خلاف نکلتا تو جھٹ کہہ دیتے کہ وہ دل میں ڈر گیا ہے اس لے عذاب موعودہ اس سے ٹل گیا آج ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی مسیح کے چیلے بھی اسی کے قدم بقدم چلتے نظر آرہے ہیں اس کے متعلق میں ایک تازہ واقعہ بیان کرتا ہوں امید ہے کہ ناظرین خوب قہقہہ لگا کر سنیں گے۔

برادران! شہر جہلم کا واقعہ ہے کہ بابو عبدالحق مرزائی لدھانوی ملازم محکمہ نہر اپنے مکان کے پاس چند آدمیوں میں کھڑے ذکر کر رہے تھے کہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری، مرزا صاحب کے مقابلہ میں ناکام رہے ہیں ان کے فوت ہونے کے بعد جلسوں میں جھوٹ موٹ تقریریں کرتا پھرتا ہے ان کی زندگی میں جرأت نہ رکھتا تھا کہ مقابل کھڑا ہو کر بات بھی کرتا۔ اب جھوٹی شیخی بھگارنا بے فائدہ۔

میں نے کہا بابو صاحب! آپ ایسا بدیہی انکار کر رہے ہیں کہ میں آپ کو کیا کہوں۔ تو بابو صاحب نے فرمایا کہ کون سا میں نے صحیح واقعہ بیان نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ کہتے ہیں مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ مرزا صاحب کی زندگی میں ان سے خائف رہے حالانکہ مرزا صاحب آنجہانی کے ساتھ برائے مناظرہ، فاضل امرتسری قادیان میں بھی تشریف لے گئے اور مرزا صاحب کو جا کر رقعہ لکھا کہ میں آگیا ہوں۔ آج ہی سے گفتگو شروع ہو جائے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ مولانا امرتسری ڈرتے رہے۔ بابو صاحب کہنے لگے کہ بیشک مولوی ثناء اللہ قادیان میں چوروں کی طرح بلا اطلاع گیا اور رات کو آریوں کے مندر میں رہ کر چپکے سے واپس چلا آیا۔ نہ وہاں جا کر اس نے مرزا صاحب قادیانی کو خط لکھا نہ مرزا صاحب نے انکار میں جواب دیا بلکہ قادیان سے صبح سویرے ہی بغیر اطلاع دینے کے چلا آیا۔ میں نے مرزا صاحب قادیانی کے ہر

سہ رقعوں کا ذکر کیا لیکن بابو عبدالحق نے ہرگز نہ مانا پر نہ مانا اور پھر خود ہی آخری فیصلہ والے اشتہار کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ مرزا صاحب نے جب وہ اشتہار آخری فیصلہ والا شائع کیا تو مولوی صاحب ایسے بے جوڑ مضامین اپنے اخبار اہل حدیث میں نکالنے لگے کہ ناظرین اہل حدیث سے پوشیدہ نہیں اور دل میں ایسے ڈرے کہ حضرت صاحب کا فیصلہ منظور نہ کیا جس سبب سے مولوی ثناء اللہ صاحب آج تک بچے رہے ورنہ اسی وقت ہلاک ہو جاتے ۔

میں نے کہا کہ ۲۶ ۔ اپریل والے اخبار اہل حدیث امرتسر کا پرچہ میرے پاس موجود ہے۔ اس میں مولوی صاحب کا کوئی ایسا مضمون نہیں نکلتا جس سے مولوی صاحب کا ڈر جانا مقابلہ مرزا میں ذکر ہو۔

تو بابو صاحب یوں فرمانے لگے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اگر دل میں اس وقت نہ ڈرتے تھے تو قسم اٹھاویں ۔ میں اسواسطے مولوی ثناء اللہ صاحب کا زیادہ واقف ہوں کہ میں شروع سے خریدار اخبار اہل حدیث کا تھا اور مولوی صاحب کا مرزا صاحب کے مقابلہ سے بھاگ جانا اس لئے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں ۔ آج تک میرے پاس فائل اخبار اہل حدیث کے موجود ہیں ۔ ان کے دیکھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب دل میں سخت ڈر گئے ، اور کہا تھا کہ مرزا جی میں مر گیا تو آپ کو کیا ملے گا بددعا نہ کیجئے ۔ جس سبب سے مولوی صاحب بچ رہے ورنہ بری طرح ہلاک ہوتے ۔

میں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس فائل اہل حدیث موجود ہیں تو مجھ کو وہ پرچے دکھلا دیں ۔ اگر خاص مہربانی کرو تو ۱۹۰۷ء کی کلھم فائل مجھ کو دکھا دیں مولوی صاحب کی کمزوری اخبار سے دیکھ کر میں تسلیم کر لونگا کہ مولوی صاحب دل میں ڈر گئے تھے ۔ بابو صاحب نے کہا کہ میرے فائل لودہانہ میں پڑے ہیں یہاں نہیں میں نے آخر یہ کہا کہ اگر آپ یا آپ کا کوئی ہم جماعت ثابت کر دے کہ فلاں پرچہ یا فلاں رسالہ میں مولوی صاحب نے ڈرتے ہوئے یہ لفظ لکھا ہے تو میں تسلیم کرنے پر تیار ہوں ۔ بابو صاحب میں آپ کو منہ انعام دینے پر مستعد ہوں کہ آپ مولانا فاضل امرتسری کا ڈر جانا مقابلہ مرزا میں ثابت کریں ورنہ یاد رکھیں اور زبان حال سے کہیں :

رسول قادیانی کی رسالت
جہالت ہے بطالت ہے شرارت

ناظرین ! یہ ہے ایک مرزائی کا سنت مرزا پر عمل کر کے دکھانا کہ مولوی صاحب دل میں ڈر گئے سبحان اللہ ! قادیانی امت کا کیسا دماغ عالی ہے شائد ان کے دماغوں میں کیا بھرا ہواہے ورنہ ایک بدیہی بات کا انکار کرنا لغو بات نہیں تو کیا ہے۔ اللہ تعالی ہر ایک مومن کو ان کے دجل سے بچاوے۔ آمین والسلام۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۱ء مطابق ۱۵ ذی قعد ۱۳۳۹ھ نمبر ۳۶ جلد ۱۸ ص ۵)

رافضی اور مرزائی

(گو ہم نے اہل حدیث مورخہ ۱۵ جولائی میں بروایت امام ابوعبداللہ ثابت کر دیا ہے کہ شیعہ کا اصل نام رافضی ہے جو خدا نے رکھا ہے تاہم ہم نے آج تک اس لفظ کو کسی وجہ سے استعمال نہیں کیا تھا مگر رافضی اخبار اثنا عشری دہلی میں اہل حدیث کو، وہابی، کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے تو ہم ان کو ان کے آسمانی مقررہ نام سے کیوں نہ مخاطب کریں۔ اگر ان کو یہ نام مکروہ معلوم ہو تو ہم اصل اڈیٹر اصلاح کو متوجہ کرتے ہیں کہ بجواب وہابی ان کو رافضی کہنا موزوں ہے یا نہیں۔ ثناء اللہ)

خوب گذرے کی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

عام طور پر یہ دستور چلا آیا ہے کہ ایک شخص کچھ کہتا ہے جس کو اول اس قول کی تہ معلوم ہوتی وہ تو اس کی تحسین کرتا ہے اور جو سطحی خیال کے ہوتے ہیں وہ اس کے برخلاف بدگوئی پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں یہی معنی ہیں

چو بشنوی سخن اہل دل بگو کہ خطا ست
سخن شناس نہء دلبرا خطا ایں جا ست

لیکن جب حقیقت حال کھلتی ہے تو وہ بدگو لوگ بحکم خروا له سجداً شرمندہ اور رسوا ہو جاتے ہیں۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ۱۷ جون کے اہل حدیث میں ملکی مطلع کی ذیل میں، اسلامی افق پر غبار، کا ذکر کرتے ہوئے ایک عربی شعر لکھا تھا

صبّت علیّ مصائب لو انّھا
صبّت علی الایام صِرن لیالیاً

اس شعر کو بعض کتب نحو میں حضرت فاطمہؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر ہم نے یوں لکھا تھا کہ عرب کے کسی مصیبت زدہ کا ہے۔ پھر اس کا حاصل مطلب یعنی مشرح ترجمہ کیا تھا۔

(وہ تحریر یوں ہے: یہ شعر عرب کے کسی مصیبت زدہ کا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھ پر وہ وہ مصیبتیں آئی ہیں کہ اگر وہ روشن دنوں پر آتیں تو وہ مارے تکلیف کے رات ہو جاتے، مگر میں ایسا سخت دل اور مضبوط گردے کا ہوں کہ مجھے کوئی بلا یا مصیبت کمزور نہیں کر سکتی بلکہ میری ہٹ بدستور قائم ہے یہ شعر آج اسلام اور اہل اسلام کی حالت پر بہت چسپاں ہے کوئی سال کوئی ماہ بلکہ کوئی ہفتہ یا کوئی دن ایسا نہیں آتا کہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے حق میں مجموعی طور پر اپنے سابق زمانہ سے بہتر ہو۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ عرب، عراق عرب، شام فلسطین حلب بقول مولانا ابراہیم سیالکوٹی جن بائیس مقامات پر اسلامی جھنڈا لہراتا تھا آج جو حالت ہم ان کی دیکھتے اور سنتے ہیں تو منہ سے نکلتا ہے: خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔ لے دے کے رہ گیا تھا ایک ایشیائے کوچک۔ وہ بھی اسّی فیصد کیونکہ یاروں کی مہربانی سے اس کا بھی بیس فیصد حصہ یونان نے دبا رکھا ہے کمال پاشا ایدہ اللہ بنصرہ کی سرگرمی سے وہ تھوڑا سا حصہ اغیار کی دست برد سے بچا تھا جس کی بابت آج تک کہا جاتا تھا کہ دول یورپ خاص کر انگریزی حکومت ے نانیوں اور کمالیوں کی جنگ میں کسی جانب کی مددگار نہیں جس پر اخبارات کو بدگمانی تھی کلا ھی کلمۃ ھو قائلھا۔ کہ یہ صرف کہنے کی بات ہے۔ حقیقت اس کے اندر نہیں۔ آج اس کی تصدیق ہوگئی کہ انگریزوں نے کسی مخفی غصے کی وجہ سے جنگی جہازوں کو کمالیوں کے سمندر میں پہنچنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے زخمی دلوں سے آواز آرہی ہے:

پھر بہار آئی تو میرے زخم دل آلے ہوئے

اب اگر ترکوں سے انگریزوں کی جنگ چھڑی تو مسلمانوں کے فرائض پہلے کی نسبت بہت کچھ مختلف ہونگے کیونکہ پہلی جنگ میں مسلمان ایک سخت غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں امید ہے کہ اب نہیں کریں گے۔ وہ غلطی یہ ہے کہ مسلمانوں کو کہا گیا تھا کہ ترکی جنگ مذہبی نہیں بلکہ ملکی ہے اس لئے ترکوں سے متعلق تمہارے احساسات کو ٹھیس نہیں لگنی چاہیے۔ مسلمانوں مے سے ایاز صفت غلاموں نے اسے مان لیا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں ہی کی مدد سے ان کے تمام مقامات مقدسہ اغیار کے ہاتھ میں چلے گئے جس کی وجہ سے مسلمان نالاں اور سینہ کوبی میں پریشان ہیں۔ اب اگر لڑائی چھڑی تو پھر یہی سبق دیا جائے گا جسکی حقیقت

مسلمانوں کو خوب معلوم ہے اس لئے وہ اسبات کو کسی طرح اور کسی صورت میں باور نہ کریں کیونکہ حدیث شریف میں ان کو ہدایت کی گئی ہے لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ مسلمان ایک بل سے دو دفعہ ڈنگ نہیں کھاتا۔ اس لئے اسوقت جب انگریزوں اور احرار ترکوں کی جنگ چھڑے گی مسلمان اپنے فرض کا فیصلہ خود کرلیں گے کسی کے کہنے سننے مین نہ آویں گے بلکہ ایسے ناصحوں کو یہ کہہ کر خاموش کرا دیں گے:

ناصحا! اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم۔ لاکھ نادان ہوں کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے۔ اہل حدیث ۱۰-۱۷ جون ۱۹۲۱ء ص ۱۹)

اس لکھنے پر رفض خانہ دہلی اور قادیان کے مہدی خانہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ بس کیا تھا طوفان بپا ہوگیا۔ پکڑو رے مارو رے، اہل حدیث نے حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنھا کی سخت توہین کی۔ ان سے تمسخر اور استہزاء کیا، اور کیا نہیں کیا۔ رافضی اخبار نے تو حسب عادت خاکسار ناکارہ کو چھوڑ کر خلفاء الراشدین رضی اللہ عنھم کے دشمنوں کو بھی خوب ہی کوسا، اتنا کوسا کہ خدا جانے واقعہ مشہد کے بعد سے آج تک ان کی زبان بند تھی کہ ایک دم ساری و جاری ہوگئی سچ ہے

دشنام بمذہبے کہ طاعت شد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

قادیانی اخبار الفضل کو خدا یہ موقع دے کہ وہ اپنی جہالت اور اہل حدیث پر کسی دشمن کے حملہ سے فائدہ اٹھاوے اس لئے وہ بھی بحکم:

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اپنی معمولی بے علمی سے رافضی اخبار کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے کو آکودا۔ بہت اچھا کیا ہم خوش ہیں کہ یہ دشمنان حق سب جمع ہو جائیں تو جس وقت حصحص الحق ہوگا ندامت سے ان سب کی گردنیں جھک جائیں

چونکہ رافضی اخبار کی ساری تقریر ہم کو بہت پسند آئی اس لئے نہیں کہ وہ شیریں کلام ہے بلکہ اس لئے کہ وہ رافضی راقم کے اندرونہ کا پتہ دیتی ہے کہ ایسے مضامین لکھنے والے کس قدر سیاہ باطن ...اور دشمن اصحاب ہیں لہذا ہم چاہتے ہیں کہ وہ ساری تقریر اپنے ناظرین تک پہنچائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ناظرین کو اس تقریر کے سننے سے رنج بلکہ سخت رنج ہوگا اس لئے ہم ان کو تسلی دیتے ہیں:

گل ست سعدی و در چشم دشمنان خارست

كذ لك جعلنا لكل نبی عدواً شيا طين ا لا نس و الجن يو حی
بعضهم الی بعضٍ زخر ف القول غروراً و لو شا ء ر بك ما
فعلوه فذر هم و ما يفترو ن (الا نعا م:۱۱۲)

ان کو رنج اس بات کا ہے کہ شعر مذکور کو ہم نے کسی عرب شاعر کا کہہ دیا۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا یہی خیال ہے کہ شعر مذکور حضرت فاطمہؓ کا نہیں ہے بلکہ کسی مضبوط دل شاعر کا ہے۔ ہم اس کا ثبوت آگے چل کر دیں گے پہلے ذرا رافضی کا مرثیہ اور دشنام آمیز عبارت ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کا علم کلام معلوم ہوسکتا ہے کہ بناء دعوی تو مضبوط نہیں اور نتیجہ پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں بناء فاسد علی الفاسد۔ خدا جانے ان لوگوں کو میدان مناظرہ میں آنے کی تکلیف کون دیتا ہے جنہیں تقریب تام کی بھی خبر نہیں، کیوں یہ لوگ میدان میں نکل کر جگ ہنسائی کرتے ہیں۔

اس کی تفصیل ہم آگے کریں گے پہلے رافضی کا دشنام آمیز مہذب کلام سنالیں رافضی مذکور لکھتا ہے:

خاتون محشر سے استہزاء یا عامیانہ مذاق

۱۷ جون (۱۹۲۱ء) کے اہل حدیث میں، افق اسلام پر غبار، کی سرخی سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان مندرجہ ذیل شعر سے شروع ہوتا ہے

صبّت علیّ مصائب لو انّها
صبّت علی الایام صِرن لیالیاً

اس شعر کو لکھ کر وہابی مولوی صاحب یوں ارقام فرماتے ہیں کہ یہ شعر عرب کے کسی مصیبت زدہ کا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس شعر کی مصنفہ علیا خاتون فخر مریم وحوا شفیعہ روز جزا بضعۃ الرسول حضرت فاطمہ الزہرا صلوۃ اللہ وسلامہ علیہا ہیں جنھوں نے اس شعر میں اپنی ان دو عظیم الشان مصیبتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو بعد وفات سرور کائنات فخر موجودات محمد ﷺ ان پر نازل ہوئیں حالانکہ وہابی مولوی صاحب اچھی طرح

جانتے تھے کہ یہ شعر سیدہ ءزنان عالمیان کا انشاء کردہ ہے اس پر بھی انہوں نے جان بوجھ کر تجاہل عامیانہ سے کام لیا اور ضمیر مذکر استعمال کی تاکہ عرب کے کسی مرد کا شعر معلوم ہو۔ اس سے بڑھ کر انہوں نے ترجمہ میں چالاکی برتی اور اپنی طرف سے ایک پوری عبارت ایزاد کر کے قرون اولی کی جدت طرازیوں میں ایک جدید اضافہ پیدا کر دیا جو حضرات صاحبان علم ہیں اور عربی سے تھوڑی بہت بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ خود انصاف سے کہہ اٹھیں گے کہ عربی شعر اور اس کے ترجمہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ تمام کا تمام ترجمہ ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کا مصداق ہے۔ وہابی مولوی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمانے کے بعد ہر شخص ان کے قسی القلب اور دشمن خاندان رسالت (ہائے توبہ!) ہونے کا یقین کر لے گا اور ہر عاقل و بالغ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہے گا کہ جس مولوی کو شافع روز جزا کی بیٹی سے اس قدر دشمنی ہو، آیا وہ اپنی نجات پر متیقن بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مولوی وہابی کا ترجمہ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

مجھ پر وہ وہ مصیبتیں آئی ہیں کہ اگر وہ روشن دنوں پر آتیں تو وہ مارے تکلیف کے رات ہو جاتے، مگر میں ایسا سخت دل اور مضبوط گردے کا ہوں کہ مجھے کوئی بلا یا مصیبت کمزور نہیں کر سکتی بلکہ میری ہٹ بدستور قائم ہے۔

اب وہابی صاحب یہ بتائیں کہ اس ترجمہ میں دل اور مضبوط گردہ کے مرادف عربی شعر میں کو سے الفاظ ہیں (بھلے آدمی! خدا تمہیں سمجھ دے، الفاظ کی تلاش لفظی ترجمے میں ہوتی ہے نہ کہ مرادی مطلب میں۔ یہاں مرادی مطلب کا اظہار ہے) اسی طرح، بلکہ میری ہٹ بدستور قائم ہے، یہ کن عربی الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اگر مولوی فالتو صاحب (یہ ہم نے مولوی فاضل کا ترجمہ مولوی فالتو کیا ہے) ہم کو عربی شعر میں وہ الفاظ دکھا دیں جن کا انہوں نے اپنی طرف سے من گھڑت ترجمہ کیا ہے تو ہم ان کو نقد انعام دینے کے علاوہ ان کی کمر ٹھونکنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کینہ دیرینہ کی بنا پر جو ان کو رسول اللہ ﷺ کی اکلوتی بیٹی سے تھا (کس وجہ سے؟ اڈیٹر) خاتون محشر رسول

اللہ ﷺ کی لخت جگر جناب فاطمہ زہراصلوۃ اللہ علیھا کی سیرۃ مطہرہ پر ناپاک حملہ کر کے اپنے دل کا بخار نکالا ہے اس طرح جہنم کے طبقوں کو شعلہ ور ہونے میں مدد دی ہے کہیں اس مظلومہ کو ضدن اور ہٹی کہہ کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے کہیں ان کو سخت دل اور مضبوط گردہ کا بتا کر لباس ناز زیب تن فرمایا ہے اور اس تمام غیظ وغضب کا اظہار اس لئے ہوا ہے کہ ان کو یہ شعر نقل کرتے وقت وہ واقعہ یاد آ گیا کہ بضعۃ الرسول ﷺ نے اپنے شفیق باپ کی وفات کے بعد کس طرح فدک کا دعوی کیا اور ظالمین وغاصبین امت نے کس طرح اس دعوی کو خارج، دستاویز کو چاک اور بیٹی کو باپ کے جائز ترکہ سے محروم کر دیا۔

اشرار امت نے بہت پاؤں پیٹے کہ کسی طرح جناب سیدہ اپنے دعوی سے دست بردار ہو جائیں لیکن اس معظّمہ نے اپنے جائز حقوق حاصل کرنیکے لئے مطالبات کو برابر جاری رکھا اور اسی واقعہ کی طرف دشمن خاندان رسالت مولوی وہابی صاحب اشارہ کرتے ہوئے، بلکہ میری ہٹ بدستور قائم ہے، اپنی طرف سے ترجمہ میں ایزاد کرتے ہیں بات یہ ہے کہ دشمن خدا ورسول اپنے کینہ دیرینہ کو لاکھ چھپائیں لیکن اس جہنمی عداوت کا جوان کے قلوب میں آل رسول کی طرف سے مکنون ومحزون ہے کبھی نہ کبھی انکشاف ہو ہی جاتا ہے اور اس طرح اظہار عداوت اہل بیت کر کے ایسے لوگ دائمی لعنت کا طوق پہن ہی لیتے ہیں۔ خیال کیجئے کہ کجا وہ عربی کا شعر اور کجا یہ غلط سلط ترجمہ (مگر آپ کا کیا ہوا ترجمہ مولوی فاضل کا، مولوی فالتو بہت صحیح ہے۔ اڈیٹر) ماروں گھٹنہ پھوٹے آنکھ اسی سے عبارت ہے۔ لیجئے اب اس شعر کا ترجمہ ہم سے سنئے اور ذرا کان کھول کر سنئے کیونکہ آپ کی طرز تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ اونچا بھی سنتے ہیں۔

جناب سیدہ ارشاد فرماتی ہیں کہ مجھ پر دو مصیبتیں ایسی سخت پڑی ہیں کہ اگر وہ دنوں پر نازل ہوتیں تو دن باوجود قدرتی روشنی کے تیرہ تار ہو جاتے ایک مصیبت عظمی تو وہ تھی کہ ابھی بانی اسلام محمد مصطفیٰ ﷺ کا کفن میلا بھی نہ

ہونے پایا تھا کہ اشرار امت نے اس گھر پر جس میں فرشتے بغیر اذن داخل نہ ہو سکتے تھے بغرض خانہ سوزی اور آگ اور لکڑیاں لے کر پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس بیت کو جس میں اہل بیت پناہ گزین تھے خاکستر کر دینے پر آمادگی ظاہر کی صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ شافع روز محشر کی اکلوتی اور چاہیتی بیٹی کے شکم اطہر پر دروازہ گرا دیا جس سے ایک معصوم کی شہادت ظہور میں آئی

اب مولوی فالتو صاحب اپنے اس کلیجہ پر جو پتھر سے زیادہ سخت سیسے سے زیادہ ٹھوس ہے ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ سخت دل اور مضبوط گردہ کا کون شخص تھا آیا وہ مظلومہ تھیں جنہوں نے ان صدمات کی تاب نہ لا کر دنیا سے رحلت فرمائی یا وہ شقی ترین امت تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی پارہء جگر کو اس قدر ایذائیں پہنچائیں کہ وہ معصومہ چھ مہینے کی قلیل مدت میں و بروایتے پچھتر دن کے اندر گھل گھل کر اپنے شفیق باپ کے پہلو میں جا سوئیں اور جس اپنے شفیق باپ کی دائمی جدائی کے بعد دلکھول کر رونا بھی نہ ملا ، اور اشرار مدینہ نے یہاں تک تنگ کیا کہ بالآخر اس مظلومہ کو اپنے لئے ایک مقام بیرون شہر تجویز کرنا پڑا جس کا نام بیت الحزن تھا اور جہاں یہ مصیبت زدہ خاتون تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتی تھیں ۔ مولوی فالتو صاحب کا یہ من گھڑت ترجمہ کہ مجھے کوئی بلا یا مصیبت کمزور نہیں کر سکتی نہایت کورا اور سفید جھوٹ بلکہ ان کی خباثت قلبی کا صاف وشفاف آئینہ ہے کیونکہ اسلامی تاریخیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ متراکم؟؟ اور پے در پے مصائب نے جناب سیدہ کو اس قدر کمزور ضعیف اور ناتوان کر دیا تھا کہ جب بعد انتقال تختہ پر لٹایا گیا تو ان کے شوہر نامدار شیر خدا وصی مصطفیٰ علی مرتضی ناقل ہیں کہ سوائے پوست اور استخوان کے جسم اطہر پر گوشت کا نام نہ تھا۔

مولوی فالتو صاحب! اب تو غالباً آپ مرتے مرتے نہ بھولیں گے کہ یہ شعر

صبّت علیّ مصائب لو انّها
صبّت علی الایام صِرن لیالیاً

اس شہزادی کونین کی تصنیف سے ہے جن کا اسم گرامی فاطمہ زہرا تھا اور جو پیغمبر اسلام کی اکلوتی بیٹی تھیں یہی وہ فاطمہ ہیں جن کی کنیزی کا شرف آپ کی دادی حوا اور حضرت عیسیٰ کی والدہ جناب مریم کو حاصل ہے قیامت کے دن جو شخص ان معظّمہ کی پیوند والی چادر کے تار سے لپٹ جائے گا بس وہی نجات یافتہ ہے ورنہ آپ جیسے دشمنان زہرا تو نہ معلوم اس وقت کون سے طبقہ میں ہوں گے۔ (اثنا عشری۔ یکم جولائی ۱۹۲۱ء ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس ساری تحریر کا مطلب یہ ہے کہ اہل حدیث بلکہ جملہ اہل سنت مع خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب حضرت خاتون جنت اور اہل بیت نبی علیہ السلام کے دشمن ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ اہل حدیث نے شعر مذکور کو حضرت فاطمہ سے سے غصب کر کے کسی اور عرب شاعر کو دے دیا (ہائے بڑا غضب کیا) اور جیسے خلفاء نے میراث نبی غصب کر لی یہاں تک کہ حضرت فاطمہ اسی غم میں گھل گھل کر انتقال کر گئیں۔ انا للہ

اصل بات یہ ہے کہ ال بیت کے واقعات جس رنگ میں یہ لوگ بیان کرتے ہیں ... ہم تو یہ کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ایسے واقعات تو ایک بڑے دنیا دار خاندان کے ہوتے ہیں کہ ہائے میرے شریکوں نے مجھ پر ظلم کیا مجھ کو وراثت آبائی سے اتنا کم کر دیا یہ ان لوگوں کا کام نہیں ہوسکتا جنہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر گذر اوقات کی ہو اور اف تک نہ کی ہو سنئے پہلے ہم اپنا جواب دیتے ہیں

شعر مذکور نحو کی کتابوں میں بطور تمثیل نقل ہوتا ہے

چنانچہ شرح ملا جامی میں بھی یہ شعر نقل ہے مصنف، حل ابیات شرح جامی، نے ایک شعر لکھ کر ان دونوں کی بابت لکھا ہے

هل هما من انشاء ها او من انشاء غير ها ففيه ا ختلا ف و الصحيح انهما من انشاء غير ها

یعنی یہ دونوں شعر (متنازعہ اور دوسرا) حضرت فاطمہ کی اپنی تصنیف ہیں یا کسی اور کی، صحیح بات یہ ہے کہ کسی غیر کی تصنیف ہیں جو حسب موقع آنحضرت ﷺ کے انتقال پر ملال پر

حضرت فاطمہؓ نے پڑھے تھے۔ بات بھی صاف ہے کیونکہ یہ دونوں شعر ایسے باقاعدہ موزوں ہیں کہ بڑے پکے مشاق شاعر کے معلوم ہوتے ہیں حضرت فاطمہؓ کے ہوتے تو ان کا کلام اور بھی نقل ہوتا حالانکہ حضرت فاطمہؓ کی شاعری معلوم نہیں ہوئی

اچھا ہم نے تو اپنے خیال کا ثبوت دے دیا کہ ہم اس شعر کو حضرت فاطمہ کا شعر نہیں جانتے اس لئے ہم نے جو لکھا سو لکھا، ہاں آپ جو اتنے خفا ہیں اور اتنا کچھ غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے تو کیا آپ یا آپ کے رفیق قادیانی کسی صاف اور صریح دلیل اور حجت سے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ شعر خاتون جنت کا ہے ھا توا بر ھانکم ان کنتم صادقین

بڑی سے بڑی دلیل آپ یہ پیش کریں گے کہ فلاں نحو کی کتاب کے حاشئے پر لکھا ہے۔ لکھا تو ہے لیکن دوسری طرف نفی بھی تو لکھی ہے، حالانکہ قرینہ نفی کی جانب قوی ہے۔

یہ تو ہوئی ہماری مدافعت، ان سنئے کی طرف سے میراث کا جواب۔ ہمارے خیال میں شیعوں نے ناحق اس جھگڑے کو بڑھایا ہے خود انہی کی کتابوں سے اتنا ثبوت ملتا ہے کہ شیعہ اور رافضی دونوں خدا کا خوف رکھ کر الگ الگ سوچیں تو کبھی اس مسئلہ کو زیر بحث نہ لاویں۔ مگر ان لوگوں کو خدا جانے کیا شوق ہے کہ بجائے خاموش رہنے کے ایسے دل آزار طریق سے اس کا ذکر چھیڑ کر اپنے نامہ اعمال میں ایسے فقرات کو لکھواتے ہیں جن کو دیکھ کر مجرم کہیں گے۔

ما لھذا الکتاب لایغادر صغیرۃ و لا کبیرۃ الّا احصا ھا

(ہائے یہ کیسا نامہ اعمال ہے کہ اس میں چھوٹا بڑا گناہ سب لکھا ہے)

سنئے ہم اعلان کرتے ہیں اور رافضیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جہاں چاہیں اس میں ہمارے ساتھ بتقرر منصف بحث کر کے فیصلہ کرالیں۔ ہم خوش ہیں کہ کہ دہلی میں جو رافضی مذکور کا مقام ہے یہ بحث ہو، عام ہو یا خاص، جیسا وہ انتظام کر سکیں ہم بحیثیت ان کے مدعو مہمان کے جلسہ میں پہنچ جائیں گے تحریری بحث ہو کر منصف مسلّمہ کو بغرض فیصلہ دی جائے گی باقی شرائط بعد منظوری طے ہوں گے۔ سنئے شیعہ کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید (ص ۵۳۸) میں لکھا ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ کے سامنے حضرت فاطمہؓ نے میراث پدری کا دعوی کیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس مال میں سے اپنے عیال کا گذارہ لے لیتے اور باقی کو فی سبیل اللہ خرچ کرتے تھے میں بھی ایسا ہی کرونگا، وراثت کے طور پر تقسیم نہ کرونگا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم نبیوں کی وراثت مال و دولت نہیں ہوتا بلکہ ایمان اور حکمت ہوتے ہیں۔ یہ سن کر (رضيت بذلك) حضرت فاطمہؓ راضی ہوگئیں۔

بتائیے جس فیصلے پر خاتون جنت راضی ہوگئیں اس پر ناراض ہونے والا رافضی ہے یا خارجی؟ تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔

ایسا ہی حضرت خاتون جنت کے گھر کو آگ لگانے کا ارادہ بھی افك مبين (بہتان صریح) اور گپ ہے کسی معتبر کتاب میں نہیں

افسوس ہے اس قسم کی بے ہودہ بے ثبوت روایات تاجداران اسلام اور فدایان نبی علیہ السلام کے حق میں بدگوئی کرتے ہیں جنہوں نے اپنی شبانہ روز محنت سے دنیا کے ہر حصے میں اسلام کا نام روشن کردیا رضی اللہ عنھم اجمعین

نوٹ: باقی باتوں کو فضول جان کر جواب نہیں دیا گیا خاص کر وہ باتیں جو ہماری ذات خاص کے متعلق فالتو وغیرہ الفاظ لکھے ہیں۔ کیوں؟

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہیں خود کام بھی ہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۱ء مطابق ۲۲ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۱۔۴)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مسلمانوں میں تعلیم قرآن و حدیث، نبوت جدیدہ کے لئے ایک روک تھی لیکن مرزا صاحب قادیانی نے ایک پردے میں اس روک کو اٹھا کر تھوڑا سا سوراخ کیا تو ان کی امت نے اس سوراخ کو اور بھی وسیع کرنا چاہا۔ کیوں نہ ہو:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

آج تک مرزائی امت میں دو گروہ تھے۔ایک قادیانی جو نبوت مرزا کا مدعی ہے۔دوم لاہوری جو نبوت مرزا کا منکر۔

مگر قادیانی گروہ باوجود دعوی نبوت کے باشرع نبوت سے منکر ہے۔یعنی اس کا خیال ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نبی اور رسول تو ہیں، مگر شریعت جدیدہ نہیں لائے تھے۔ لیکن ایسا کہنا ان کا ہم کو ہمیشہ کھٹکتا تھا کہ جس طرح لاہوری گروہ کا دعوی خلاف تعلیم مرزا ہے، قادیانی گروہ کا دعوی بھی دراصل مرزا غلام احمد صاحب کے لئے ہتک ہے۔

ہم اسی فکر میں تھے کہ ان دونوں پارٹیوں کو کس طرح سمجھاویں کہ تم لوگوں نے مرزا صاحب قادیانی کو مانا بھی تو صاحب شریعت جدیدہ نہ مانا، اس لئے تم پر یہ مثال صادق آتی ہے، تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا،

مگر ہمیں خیال تھا کہ اگر ہم یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی باشریعت ہونے کا ہے، تو کون مانے گا۔

شکر ہے کہ قادیانی امت ہی سے ایک شخص ہمت پاکر کھڑا ہو گیا۔ان حضرت کا نام ہے محمد ظہیر الدین۔ان کا دعوی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے میرے حق میں یوسف موعود کا الہام شائع کیا ہوا ہے۔

آپ ایک گاؤں اروپ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔آپ نے ایک اشتہار دیا ہے جس میں دونوں پارٹیوں پر اظہار افسوس کر کے مرزا غلام احمد صاحب کی اصل حیثیت ظاہر کی ہے۔چنانچہ ان کے اشتہار کا ایک حصہ درج ذیل ہے آپ لکھتے ہیں:

خطبہ الہامیہ مصنفہ حضرت مسیح موعود (مرزا) صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲،

اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی معنی سے سر نہیں پھیرتا۔کیا آخرین

منهم کی آیت میں فکر نہیں کرتے اور کس طرح منهم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہوا گر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے ۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے۔

اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی کریم کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسے کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے اور اس لئے ہم تلوار اور لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں

(حاشیہ از ظہیر اروپی : حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وقت میں جو شریعت خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی یعنی قرآن شریف ، اسمیں جنگ وقتال کے احکام بھی نازل ہوئے اور وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ مخالفین کے مقابلہ پر تلوار اٹھائی جاتی ۔ اور تلوار کا جواب تلوار سے دیا جاتا لیکن ایسی تمام تعلیم وقتی حالات کے ماتحت تھی مسیح موعود کے ظہور کے بعد وہ جلالی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور اب خدا تعالی نے جہاد کا حکم قطعی طور پر موقوف کر دیا ہوا فمن شاء فلیؤ من فمن شاء فلیکفر چنانچہ حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں :

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالی آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسی کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں ، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا ۔ اربعین نمبر ۴ ص ۱۳۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسی والی شریعت حضرت محمد ﷺ نہیں لائے اور حضرت محمد ﷺ والی شریعت حضرت مسیح موعود نہیں لائے بلکہ تینوں رسولوں کی علیحدہ علیحدہ تعلیمات الہیہ ہیں ۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود نے بار بار لکھا ہوا ہے کہ خود محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ پیش گوئی کی ہوئی تھی کہ مسیح موعود جب آئے گا تو جنگوں کو موقوف کر دے گا اور جہاد کو

حرام کردے گا جس سے اس بات کی اور بھی تائید ہو جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بھی مسیح موعود کوئی غیر تشریعی نبی نہ ہوگا بلکہ جہاد وقتال جو محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فرض ہے مسیح موعود کے ذریعہ حرام ہو جائے گا گویا مسیح موعود شارع نبی ہوگا۔ پس ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کو احمد سمجھ کر اس کی بیعت میں داخل ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لے آئے کہ جنگ و جہاد کی تعلیم ایک وقتی تعلیم تھی اور لونڈیوں اور غلاموں کے متعلق جو احکام ہیں تو وہ موجود ہ زمانہ کے لئے نہیں ہیں اب تو بجائے وحدت قومی کے وحدت اقوامی کا زمانہ ہے اور بجائے جنگ وقتال کے دلائل و براہین کا زمانہ ہے پہلوں کی روشنیاں اب کفایت نہ کریں گی اب تو احمدیت کے آفتاب سے ہی روشنی مل سکے گی اور کرشن بدھ مسیح اور محمد علیھم السلام کی تصویروں کے جلوے صرف احمد کی تصویر میں ہی دیکھنے پڑیں گے اور اس بات کو سمجھنا پڑیگا کہ اخلاقی تعلیم کا انتہائی مقصد جو ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا میں امن وامان ہو اور دلائل کا غلبہ ہو پس وہ ہدایت اور دین الحق اور اخلاقی تعلیم اور نشانات جو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس زمانہ میں نازل ہوئے وہ تمام سابقہ تعلیمات پر فوقیت رکھتے ہیں اور جس طرح حضرت مسیح موعود تمام انبیاء سابقین سے افضل ہیں اور سری کرشن حضرت مسیح اور حضرت محمد علیھم السلام کی بعثت ثانیہ ہیں اسی طرح سے وہ وحی جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئی انبیاء سابقین کی وحیوں پر فضیلت رکھتی ہے پس اس حقیقت کو سمجھ کر اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے نہ رکھے یا سبت نہ مناوے یا وراثت کے ان احکام پر جو توریت یا قرآن شریف میں موجود ہیں عمل نہ کرے اور بجائے شریعت محمدیہ کے ماتحت اپنے مقدمات کا فیصلہ کرانے کو اگر تمدنی امور میں پنچایت اور برادری کے قواعد کا ہی پابند ہے تو اس پر عنداللہ کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

یاد رکھو حضرت مسیح کی اعانت کرنے سے خدا کی طرف سے جس قدر فضلوں کی بارش ہوتی ہے، حج کرنے یا مروجہ نمازیں پڑھنے یا چندے اور زکاتیں دینے سے وہ فضل ربی کبھی حاصل نہیں ہو سکتا لیکن اس بات کو سمجھنے کے لئے رب زدنی علماً کی دعا کثرت سے مانگو۔ ایسا نہ ہو کہ خبیث نفس یا ریا یا تکبر تم کو یہ تعلیم دینے لگ جاوے کہ اعمال مقدم ہیں ایمان سے

پس ایماندار بن جاؤ اور جہاں تک ہو سکے دوسروں کا بھلا کرو کیونکہ یہ زمانہ توحید کی انتہائی تعلیم کا زمانہ ہے اور تمام اقوام کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کا وقت ہے جناب مہاتما گاندھی صاحب جو کچھ مدت سے عدم تشدد پر زور دے رہے ہیں اور ہندوستان میں اتحاد کی روح

پھونک رہے ہیں تو وہ بھی ایک حد تک احمدیت کا پرچار کر رہے ہیں صرف ان میں یہ غلطی ہے کہ وہ مسیح موعود پر ایمان لانے کا اقرار نہیں کرتے اور موجودہ گورنمنٹ سے عدم تعاون کرتے ہیں لیکن احمدیت یہ سکھاتی ہے کہ موجودہ گورنمنٹ کو اور بھی بہتر بنوانے کے لئے اور دنیا میں بہت زیادہ امن و امان قائم کرانے کے لئے موجودہ گورنمنٹ کی خصوصیت سے اعانت کی جائے اور لوگوں کو دکھوں اور تکلیفوں سے بچایا جاوے۔ظہیر)

اور اسی لئے خدا تعالی نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کیلئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا کہ وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے۔حضرت مسیح موعود (مرزا) کی مندرجہ بالا عبارت سے ہر عقل مند یہی سمجھے گا کہ وہ اپنی بعثت کو محمد ﷺ کی بعثت ثانی قرار دے کر نہایت حکیمانہ رنگ میں اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل سمجھتے تھے جیسے کہ وہ اپنے آپ کو مسیح ابن مریم کا مثیل اور بروز قرار دے کر اور اپنی بعثت کو مسیح ناصری کی بعثت ثانیہ قرار دے کر مسیح ناصری سے بھی افضل ہونے کے مدعی تھے ایسے حالات میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متبعین باہم فرقے بن گئے ہیں اور احمدی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور احمدی جماعت کے لوگ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عبارتوں سے یہ نتیجہ بھی نہیں نکال سکتے کہ ان کا اصل دعوی کیا تھا۔اگر مولوی محمد علی صاحب ایم اے والا گروہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دعوی نبوت کوئی نہ تھا تو میاں محمود احمد (خلیفہ قادیان) والا گروہ یہ ثبوت بہم پہنچا دیتا ہے کہ فی الحقیقت حضرت مسیح موعود (مرزا) کا دعوی نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا تھا تو ایسے تمام معترضین کو سوچنا چاہیے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کی وفات تک جب کہ یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ان کے ساتھی یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود نبی آخر الزمان ہیں اور خدا کے رسول ہیں اور یہی عقیدہ صاحبزادہ حضرت میاں محمود احمد صاحب کا بھی تھا تو پھر یہ کس

طرح صحیح سمجھا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اصل دعوی کا ہی پتہ نہیں لگ سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں، جو شخص تمام انبیاء کا بروز ہونے کا مدعی ہو اور اس کا دعوی ہو کہ وہ تمام انبیاء سابقین سے افضل ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے اصل دعوی کا ہی پتہ نہیں چلتا اگر حد درجہ کی کوتاہ فہمی نہیں تو کیا ہے۔ مرزا غلام احمد صاحب خدا کی مخلوق میں ایک بشر تھا انسان تھا عبداللہ تھا اس پر خدا نے اس قدر اپنا فضل کیا کہ اس کو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع بخشی اس لئے وہ نبی کہلایا وہ بعض حالات میں خدا کی ذات میں ایسا فنا ہوا کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلا وہ خدا کا کلام سمجھا گیا۔ اس پر خدا کی طرف سے اس قدر نشانات نازل ہوئے کہ ہزاروں نبیوں کی نبوتیں ان نشانات کی مدد سے صحیح تسلیم کی جاسکتی ہیں۔ پس یہ محض غلطی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے اصل دعوی پر ہی جماعت میں جھگڑا ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور میاں محمود احمد صاحب کا آپس میں جھگڑا ہے اور جماعت کے لوگ وصیت احمد سے روگردان ہو کر آپس میں دھڑا بندی کر کے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں وبس مسیح موعود کے دعاوی سے کسی کو غرض نہیں اور صداقت اور راستی کی کسی کو طلب نہیں۔ صرف اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے میاں محمود احمد صاحب نے جب مولوی نور الدین صاحب کی وفات کے بعد یہ مسئلہ اختراع کیا کہ ۱۹۰۱ء تک حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے اس لئے ایسی تحریرات در بارہ انکار نبوت منسوخ سمجھ لو، تو اس کے مقابلہ پر مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد کی تحریرات در بارہ نبوت میں تطبیق دکھا کر یہ عقیدہ بنالیا کہ حضرت مسیح موعود تو غیر نبی تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت احمدیہ میں ابتری پیدا ہوگئی اور بہتوں کے ایمان متزلزل ہو گئے۔ چنانچہ چند دن گذرے ایک احمدی جسکے متعلق مجھے یقین تھا کہ وہ سچے دل سے حضرت مسیح موعود (مرزا) کو رسول اللہ یقین کرتا ہے اور اپنے عقاید کا خلاصہ لاالہ الاّ اللہ احمد جری اللہ

بتلایا کرتا ہے لیکن اس کا تعلق قادیانی پارٹی سے ہے۔اس سے میں نے پوچھا کیا آپ حضرت مسیح موعود کی وحی کو قرآن شریف کی طرح خدا کا قطعی اور یقینی کلام یقین کرتے ہیں۔ کہینے لگا ہاں ۔تب میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق و تهذ یب الاخلاق ۔

کیا آپ مانتے ہو کہ حضرت مسیح موعود ایسے رسول اللہ ہیں جو ہدایت اور دین الحق اور تہذ یب الاخلاق لے کر آئے ہیں؟ کہنے لگا ہرگز نہیں ۔ مسیح موعود، رسول تو بے شک ہیں مگر کوئی ہدایت یا کوئی دین الٰہی لے کر نہیں آئے ۔قرآن شریف پر ہدایت اور شریعت اور دین ختم ہو چکا ہے، ہاں رسول ہو سکتے ہیں اور ہوتے رہیں گے ۔(ظہیر)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

بات بھی مزے کی ہے۔ رسول ہے تو پھر کسی ماقبل کی تابع کیا؟ آہ! یہ لوگ مرزا صاحب کا دعوی نہیں سنتے وہ (درثمین کے صفحہ ۲۶۷ پر) فرماتے ہیں:

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

یعنی جو چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہر ایک نبی کو ملی ہیں ان سب کا مجموعہ بڑا پیالہ مجھے ملا ہے۔ باوجود اس دعوی کے یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ کسی اور نبی کے ماتحت رہیں۔ ہمارا اس سے زیادہ دخل دینا مناسب نہیں ۔ ہم دیکھیں گے قادیانی اور لاہوری پارٹیاں اپنے اس سگے بھائی کو کیا جواب دیتی ہیں ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۵۔۷)

لاہوری اور قادیانی پارٹیوں کا مباحثہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اخبار الفضل میں قادیان میں ایک نوٹ نکلا ہے جو درج ذیل ہے:

خواجہ صاحب کا چیلنج منظور:

خواجہ کمال الدین صاحب نے مسئلہ نبوت پر کچھ خامہ فرسائی کی ہے اور وہی ذٹیل باتیں لکھی ہیں جن کا بار بار رد ہو چکا ہے آپ لکھتے ہیں:

میرے ساتھ بحث کرنے کا یہ طریق نہیں کہ میرے سامنے حضرت مرزا صاحب کا کوئی ایسا فقرہ یا سطر پیش کی جائے یا سیاق وسباق سے الگ کر کے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ مرزا صاحب نے یہاں دعوی نبوت کیا ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں۔ مسئلہ نبوت میں تو میں صرف قرآن و حدیث پر چلتا ہوں جو نبوت کو ختم کرتے ہیں اسلئے میں بہاء اللہ کی طرح ایسے شخص کی باتیں سننے کے لئے تیار نہیں جو مدعی نبوت ہو۔ میں حضرت مرزا صاحب کا اس دن تک عاشق و والا ہوں جب تک وہ میری سمجھ اور ایمان میں احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے نبی نہیں بلکہ امتی ہے۔ اس تحریر سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مدعی نبوت یا اس کا کوئی پرستار قرآن پر ایمان رکھتا ہے تو پھر صرف قرآن کے ماتحت وہ مجھ سے مسئلہ نبوت پر گفتگو کرے۔

میں نے یہ تمام عبارت اس لئے نقل کی ہے تا ہمارے احمدی بھائیوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود کا کتنا احترام اس قلب میں رہ گیا ہے جو کبھی اس برھذ یدہء ربانی کی محبت کے نور سے منور ہو رہا تھا۔ ہم صرف قرآن مجید کی رو سے مسئلہ ختم نبوت پر گفتگو کو تیار ہیں..

خواجہ صاحب پر اس وقت تک کھانا حرام ہے جب تک ہم سے تصفیہ نہ کر لیں۔ وہ فرمائیں کہ بالمشافہ تقریری بحث چاہتے ہیں یا تحریری؟ تحریری ہی خوب رہے گی وہ طریق بحث لکھیں یا مجھے اجازت دیں میں پیش کروں۔

پھر فریقین کے پرچے پیغام اور الفضل میں چھپتے جائیں اگر ہمت ہے جرأت ہے ایمانی قوت ہے تو اٹھیں اور سامنے آئیں مگر مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے امیر کی مانند کبھی مقابل پر نہیں آئیں گے کہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

آپ کا نیاز مند قدیم۔ اکمل۔ (الفضل قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۹)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

واقعی آئے دن کا فساد مٹنا چاہیے۔ ہمارے خیال میں یہ مباحثہ بعینہ اسی طریق پر ہونا چاہیے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور پادری آتھم کے مابین بمقام امرتسر ہوا تھا۔ ہم بھی کا ثواب جان کر اس مباحثہ میں اپنی ناچیز خدمات پیش کرتے ہیں جو یہ ہیں کہ علاوہ اسباب آرام و آسائش حتی الوسع مہیا کرنے کے ہماری حیثیت اس میں یہ ہوگی کہ قادیانی پارٹی کو تو ہم مرزا صاحب قادیانی کے حوالے ان کو دکھا دیں گے اور لاہوری پارٹی کو قرآن و حدیث کے حوالے ان کی تائید کے دکھائیں گے اور اگر کوئی پارٹی ہماری اس خدمت کو قبول نہ کرے گی تو ہم الگ بیٹھ کر آرام سے مباحثہ سنیں گے اور نتیجہ پاویں گے۔

ہاں ان دونوں کے مباحثہ کے بعد دونوں کو ہمارا چیلنج ہوگا کہ ،مرزا صاحب مجدد تھے یا دجال، بے شک دونوں مل کر آویں اور ہم سے اس مضمون پر تحریری مباحثہ کریں بقول اکمل صاحب، ہمت ہے، جرأت ہے ایمانی قوت ہے تو اٹھیں اور سامنے آئیں مگر مجھے یقین ہے کہ وہ (دونوں گروہ) اپنے نبی مجدد کی طرح میرے مقابل نہ آئیں گے کیونکہ:

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۳۷ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۷)

محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ قرآن۔ قسط۴

ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث گذشتہ تین نمبروں میں مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے اس ترجمہ اور تفسیر کی مختصر کیفیت سے آگاہ ہو چکے ہوں گے جو آپ نے بزبان انگریزی شائع فرمائی ہے۔ مولوی صاحب نے پہلی دفعہ پانچ ہزار جلدیں ولایت سے تیار کرائی تھیں جو قریباً کل فروخت ہو چکی ہیں۔ اب آپ نے دس ہزار جلد کا انڈنٹ ولایت میں بھیجا ہوا ہے جس کی تعمیل امروز وفردا ہوا چاہتی ہے۔ ہمارے اسلامی بھائیوں کی بدمذاقی سے مولوی صاحب نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کو معلوم تھا کہ فیصدی اسّی گریجوایٹ و دیگر انگریزی دان مسلمان بوجہ مسلمان ہونے کے باوجود ریلش منڈ وانے کے انگریزی قرآن کو ضرور کم وبیش پڑھیں گے پس ترجمہ وتفسیر کے ذریعے سے اپنے جدید فرقہ کے عقاید سے ان کو متاثر کرنے کا بہتر موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ اگر تحقیق کی جائے تو انشاء اللہ پہلی پانچ ہزار جلد سے چار ہزار جلد ضرور محمدی مسلمان خرید چکے ہیں اس نتیجہ پر بعض شہروں میں محمدی مسلمانوں کے پاس مولوی صاحب کا انگریزی ترجمہ بچشم خود دیکھ کر پہنچا ہوں۔ ممکن ہے میرا یہ تخمینہ پورا صحیح نہ ہو مگر اس کے قریباً صحیح نہ ہونے میں شک نہیں مولوی صاحب نے اپنے ترجمہ وتفسیر میں ملائک کے متمثل ہونے سے صریح انکار کر دیا ہے درحالیکہ بخاری اور مسلم میں علاوہ دیگر کتب حدیث کے ملائک کا انسانی وجود متمثل ہونا ہونا بلا تاویل روز روشن کی طرح اکثر احادیث سے ثابت ہے۔ ایک طرف مولوی صاحب کا احادیث صحیحہ کو برسر وچشم قبول کرنا اور دوسری طرف ان سے صاف انکار کر دینا ایک ایسی بداصولی ہے جس کو جس قدر نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے کم ہے۔ قادیانی جماعت نے البتہ پہلے پارہ کے اردو ترجمہ میں اپنی تفسیر سے چند اصول شروع میں لکھے ہیں جن میں احادیث صحیحہ مرفوعہ کو تسلیم کر لیا ہے مگر آخر اس پر قائم نہیں رہی چنانچہ ناظرین مبصرین سے یہ راز پوشیدہ نہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشہ لاہوری اور قادیانی ہر دو جماعت

میں قابل دید ہے کہ احادیث صحیحہ کو ہر دو جماعت تسلیم کرتی ہیں مگر کم از کم تفسیر میں ان کو پس پشت ڈال کر اپنی رائے سے کام لیتی ہیں۔ اہل سنت سے ان ہر دو جماعتوں کے مناظرے ہوئے ہیں جن میں اہل سنت نے ان کا قافیہ ایسا تنگ کیا ہے کہ فرار کے سوا ان جماعتوں کے پاس بچاؤ کی اور کوئی صورت نظر نہیں آئی اس جماعت کے ہر دو فریق سے آئندہ اگر بحث کا موقع ہاتھ لگے تو احادیث صحیحہ کو قبول کروانے کا اصول ضرور قائم کروالینا چاہیے ورنہ ان کے چیلنج کی مطلقاً پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ شکست کی صورت میں یے لوگ اپنے اخبارات میں اپنی فتح کا ڈنکہ بجا کر اپنا سکہ جما لیتے ہیں۔

اس نمبر میں بخاطر ضیافت طبع ناظرین ایک دو مثالیں مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ قرآن انگریزی سے پیش کرنا ان کی قرآن فہمی اور عربی دانی کا سرٹیفیکیٹ خیال کرنا مناسب ہوگا۔ مولوی صاحب صفحہ ۱۲۳ پر بر ذیل آیت او کالذی مرّ علی قریۃٍ کے واقعہ کو خواب کا واقعہ بتلا کر فرماتے ہیں کہ قرآن ایسے واقعات کے متعلق جو خاص عبارت یا طرز واقعہ یا کسی ماقبلی تاریخ کے رو سے خود بخود خواب کا معلوم ہو، لفظ خواب کا بالعموم استعمال نہیں کرتا۔ اس اصول خانہ زاد کی تصدیق میں مولوی صاحب حضرت یوسف کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت یوسف نے گیارہ تاروں اور سورج چاند کو اپنے کو سجدہ کرنے کا تذکرہ اپنے والد کو سنایا تو خواب کا لفظ بالکل استعمال نہ کیا۔

اگر حضرت یوسف نے اپنے باپ سے اس تذکرہ کے وقت خواب کا لفظ استعمال نہیں کیا تو کیا ہرج تھا کیونکہ اس وقت وہ بالکل نابالغ تھے اور واقعہ بھی ایسا تھا جس کا ظاہری عالم ناسوت میں امکان نہ تھا۔ جب باپ نے یہ واقعہ سنتے ہی کہہ دیا

یا بنیّ لا تقصص رءیاك علی اخوتك فیکیدوا لك کیداً

یعنی اے بیٹا اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تیرے واسطے کوئی بری تجویز کریں گے۔

تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن نے اس واقعہ میں خواب کا لفظ استعمال کرنے سے کیونکر پہلو تہی کی۔ اگر ایک بچہ نے سہواً خواب کا لفظ ترک کیا تو دوسرے ہوشیار اور زیرک بزرگ نے اس بات کو واضح کر دیا لہذا مولوی صاحب کا اصول خانہ

زا د تار عنکبوت سے بھی کمزور ہے ۔ یہ جماعت قرآنی معارف کے خاص علم کی مدعی ہے۔ مگر مولوی صاحب اگر کچھ آگے چل کر قرآن کو دیکھتے تو اس آیت کو خود حضرت یوسف کی زبان سے سن لیتے

قال یا ابت هذا تأ ویل رؤیا ی من قبل قد جعلها ر بی حقاً

مولوی محمد علی صاحب نے تعجیل سے کام لے کر اپنا بنا بنایا کام بگاڑ دیا ہے۔ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ جو جو واقعہ خواب کا قرآن مجید میں مذکور ہے وہاں قرآن نے اس کو پردہ اخفا میں نہیں رکھا بلکہ صاف لفظ (منام) یا (رؤیا) کا استعمال کر کے کسی اہل ہوا کی دال نہیں گلنے دی ۔ حضرت ابن عباس نے اس اصول کو تاڑ کر اہل اسلام پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ (رؤیا) پورے سات دفعہ دیکھ کر صرف سورہ بنی اسرائیل والے رؤیا کو اس کے عام معنی سے مستثنیٰ کر دیا ہے چنانچہ امام بخاری نے پارہ ۱۹ اور ۲۷ میں دو دفعہ اس پر باب باندھا ہے

و ما جعلنا الرؤ یا الّتی ار یناك ا لّا فتنة للناس

جس رؤیا کا صحیح مفہوم واقعہ چشم دید ہے نہ کہ خواب کا ۔ حضرت ابن عباس رئیس المفسرین نے اس آیت میں لفظ فتنہ کے قرینہ کو دیکھ کر مطلب اور مفہوم کو بخوبی واضح کر دیا۔ مگر افسوس اہل ہوا نے اس سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اپنے آپ کو اس فتنہ کا مصداق ثابت کر دیا اور معراج نبوی کو خواب یا کشف سے منسوب کر کے اہل سنت کی جماعت سے علیحدہ ہو گئے ۔ قرآن کو قرآن سے سمجھنا قرآن فہمی کا سب سے پہلا اصول ہے دوسرا اصول حدیث مرفوع ذریعہ ہے۔ تیسرا اصول حضرت ابن عباس و دیگر جمہور صحابہ کا مفہوم ۔ چہارم تاریخ و عربی علم ادب ، بشرطیکہ یہ پہلے تین اصولوں کے خلاف نہ ہو۔ کچھ اور بھی اصول ہیں جن کا محل بیان یہ مضمون نہیں ۔

۲ ۔ فلما بلغا مجمع بینهما نسیا حو تهما فا تخذ سبیله فی البحر سر با ۔ (الکھف :۶۱) یعنی جب ہر دو شخص دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے پس مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر اپنا راستہ بنا لیا،

مولوی محمد علی صاحب کا مع قادیانی جماعت کے جب معجزہ سے صاف انکار کا عقیدہ ہے تو کس طرح ممکن تھا کہ ترجمہ میں تحریف نہ کرتے آپ نے صفحہ ۶۰۰ پر

یوں ترجمہ کیا ہے (اور مچھلی سمندر میں راستہ لے کر چلی گئی) مولوی صاحب نے سربا کو جو راستہ لینے کی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اپنے نوٹ نمبر ۱۵۱۳، اور ۱۵۱۴ میں اسی صفحہ پر اس طرح لکھتے ہیں:

بموجب حدیث بخاری مچھلی کا گم ہونا صرف منزل مقصود مل جانے کا نشان تھا۔ قرآن یا حدیث میں ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ بھولی ہوئی مچھلی تھی تعجب کا اظہار مچھلی کے دریا میں چلے جانے پر نہیں بلکہ اس امر پر ہے کہ صاحب موسی اس کا تذکرہ موسی سے کرنا بھول گیا۔

The loss of the fish was, according to a report, to serve as a sign that the goal had been attained (Bkh). There is nothing either in the Holy Quran or in the report to show, however, that this was a roasted fish.

The taking of refuge on the rock shows that they were staying as a place which was flooded by the river, and Moses' companion, when fleeing for refuge, forgot to take the fish along with him. The wonder is not expressed at the fish having gone down into the river, but because he had forgotten to mention the loss to Moses.

مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے بخاری کا حوالہ دینے سے اپنی حدیث دانی پر سخت دھبہ لگایا ہے۔ امام بخاری نے ۱۳ویں پارہ میں حضرت موسی اور خضر کے واقعہ کے متعلق ایک باب باندھ کر دو احادیث لکھی ہیں جن سے مچھلی کا عجیب طرح سے راستہ دریا میں بنانا میں ثابت ہوتا ہے۔

ناظرین خود بخاری کھول کر دیکھ لیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے کہاں تک دیانت داری سے کام لیا ہے۔ راقم بوجہ طوالت ان کی نقل سے معذور ہے۔

مچھلی کے عجیب طور پر راستہ بنانے پر ایک تو لفظ سرباً شاہد ہے۔ دوسرا حضرت موسی کے رفیق کا خود چشم دید واقعہ جس پر یہ آیت شاہد ہے

و اتّخذ سبیله فی البحر عجباً (الکهف: ٦٤)۔

باقی رہا مولوی محمد علی صاحب کا فرمانا کہ قرآن سے ثابت نہیں کہ یہ مچھلی

بھونی ہوئی تھی، سو ناظرین مولوی صاحب کی قرآن فہمی پر ضرور ہنسیں گے کہ جب موسی نے اپنے رفیق سے ناشتا طلب کیا (آتنا غداء نا) تو وہ گم شدہ مچھلی ناشتہ کا کیونکر ایک جزو نہ تھی؟ کیا کھانے کے ساتھ زندہ مچھلی رکھ لی تھی؟ اور بالفرض محال زندہ رکھ لی تھی تو جب بھی اتنا عرصہ بدون پانی کے وہ کیونکر زندہ رہ سکتی تھی؟ قرآن شریف سے مچھلی کا زندہ ہو جانا بہرصورت ثابت ہے اور مولوی صاحب کی تفسیر بالرائے باطل ہے۔مولوی محمد علی صاحب کو خاکسار نے اپنے انگریزی جدید رسالہ میں صادق توبہ کا اعلان کرنے کے واسطے ایک مودبانہ چٹھی لکھی ہے دیکھئے مانتے ہیں یا نہیں۔

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۳۸۔، ۵۔اگست ۱۹۲۱ء۔ ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۴۔۶)

لاہوری مرزائیوں کی مجلس شوری

جناب مولوی نور محمد ممیانوی جہلمی لکھتے ہیں:

خاکسار بتاریخ ۲۲ جولائی امرتسر جاتا ہوا لاہور میں اپنے ایک کام سے اترا اور دفتر اخبار پیغام صلح میں گیا۔اڈیٹر صاحب پیغام کی میز کے پاس بیٹھ کر پرچہ جات دیکھنے لگا۔کیا دیکھتا ہوں کہ اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۵ جولائی موجود ہے۔میں نے مولوی عبدالحق اڈیٹر پیغام سے آہستہ سے کہا کہ مولوی صاحب یہ کیا وجہ ہے کہ اخبار اہل حدیث میں کذبات مرزا کے چند نمبر نکل چکے ہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ اخبار میں دیر تک رہنے والا ہے لیکن آپ اس کے متعلق اپنے اخبار میں کچھ تحریر نہیں فرماتے، اور نہ قادیانی اخبار اس کے متعلق کچھ لکھتے ہیں۔ آپ کا یہ پہلا فرض ہے کہ ان الزامات مندرجہ اہل حدیث کو دلائل قویہ سے رد کریں کیونکہ اہل حدیث تو آپ کے امام و مسیح موعود کے جھوٹ کو ثابت کرتے ہوئے آپ کی مسیحیت کی بنیادیں کھوکھلی کر رہا ہے۔ بلکہ ایسی گولہ باری شروع کی ہے کہ آپ کے ہوائی قلعہ کا ستیاناس ہونے والا ہے۔

تو اڈیٹر صاحب پیغام صلح نے یہ جواب دیا کہ ہمارے امیر کے حکم سے مجلس شوری ہوئی ہے جس میں بتحریک خواجہ صاحب یہ ریزولیشن پیش کی کہ مولوی ثناء اللہ

صاحب امرتسری کے کسی مضمون وکلام کا جواب نہ دیا جائے خواہ کتنا ہی وہ خلاف سلسلہ اپنے اخبار میں مضامین لکھتا رہے۔ اور ساتھ ہی محمودیوں کو بھی متروک الکلام کی تجویز منظور ہوئی ہے۔ اسلئے مولوی ثناء اللہ صاحب کو جواب نہیں دیا جاتا، ورنہ وہ بے چارہ سوائے اڈیٹری کے کچھ علمی لیاقت رکھتا ہی نہیں۔ ہاں زبان کا چالاک آدمی ہے۔

میں نے کہا یہ تو کمزوری کی بات ہے کہ اشد دشمن کو متروک الکلام کیا جائے اگر آپ ان کے متعلق یہ تجویز پاس کر چکے ہیں تو اخبار بین اصحاب یہ تو ضرور خیال کریں گے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔

خیر اس گفتگو کے بعد بندہ واپس دفتر پیغام سے آ گیا۔ سو خاکسار آپ سے عرض کرتا ہے کہ آپ ان لوگوں کو کیوں تکلیف دیتے ہیں جب وہ خاموش ہیں تو آپ کیوں لکھتے ہیں امید ہے جناب اس سوال کا جواب اخبار میں دے کر ممنون فرمائیں گے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ تو ان لوگوں کی ہشیاری ہے کہ سخت گرفت کو یوں ہی ٹال دیتے ہیں۔ ان کے پیر مرشد آنجہانی کی بھی یہی کیفیت تھی کہ علماء کی طرف سے تنگ آتے تو لکھ دیتے کہ، بس اب ہم نے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ علماء کو مخاطب نہ کریں گے۔، انجام آتھم ص اخیر۔ مگر جوں ہی جوش فزوں ہوتا تو اسی کتاب کے ضمیمہ میں علماء کو عموماً اور مجھ خاکسار کو خصوصاً وہ وہ گالیاں دیں کہ بھنگڑ خانوں کے شہدے بھی شرمائیں۔ مجھے تو ان لوگوں کی دماغی قابلیت پر رحم آتا ہے جو مرزا صاحب قادیانی کو نبی یا مجدد بلکہ ایک قابل مصنف بھی مانتے ہیں۔ ہم تو ان میں نہ کوئی روحانی کمال دیکھتے ہیں نہ علمی لیاقت پاتے ہیں۔ یہ لوگ گو ہمارا ذکر نہ کریں ہم تو مرزا صاحب قادیانی کا ذکر نہ چھوڑیں گے جب تک ان کی کتابیں یا ان کی تعلیم دنیا میں موجود رہے گی اور ہمارا دم میں دم رہا گا بحولہ وقوتہ

محمودیوں کو نرم آسامی جان کر کوسے جاتے ہیں چنانچہ ۲۰ جولائی کے پیغام میں قادیان کے اخبار الفضل کا مفصل جواب چھپا ہے جس کا عنوان ہے،

اکمل کی خباثت،

اصل بات یہ ہے کہ اہل حدیث کا پنجہ آہنی سخت ہے اس لئے حسب ہدایت شیخ سعدی

اس طرف رخ نہیں کر سکتے کیوں؟

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعدِ سیمیں خود را رنجہ کرد

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۸ نمبر ۳۸۔، ۵۔اگست ۱۹۲۱ء۔ ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۶۔۷)

جھوٹ ہے تو قسم کھاؤ

ہم نے معتبر ذرائع سے معلوم کیا تھا کہ میاں محمود خلیفہ قادیان کوشش کر رہا ہے کہ آنریری ڈپٹی بنایا جاؤں۔ اس خبر کو سرسری طور پر اہل حدیث میں درج کیا گیا۔ اڈیٹر الفضل قادیان اس خبر کو جھوٹ کہتا ہے۔ ہمارے خیال میں اڈیٹر مذکور کو اس کا علم نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب آنجہانی بھی خطاب کی تمنا میں لك خطاب العزة کا الہام شائع کرتے رہے۔ اسی طرح ان کا صاحبزادہ بھی خفیہ کوشش میں لگا ہوگا جس کا علم ہر ایک حاشیہ نشین کو نہیں ہوسکتا اس کا فیصلہ آسان ہے کہ خلیفہ قادیان اپنا حلفیہ انکار شائع کر دے تو ہم بھی اس خبر کو غلط سمجھ لیں گے بس قصہ ختم، کسی اور آدمی کی ہاں یا نا معتبر نہ ہوگی کیونکہ ایسے راز و نیاز کی باتیں ہر ایک سے نہیں ہوا کرتیں۔ اس لئے اس کے متعلق اسی کا بیان ہونا چاہیے جس کے متعلق لکھا گیا۔

(اہل حدیث امرتسر۔ جلد ۱۸ نمبر ۳۸۔، ۵۔اگست ۱۹۲۱ء۔ ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۷)۔

قادیانیوں کی فتح بمعنی شکست

جناب مولوی محمد عبداللہ (مولوی فاضل) فتح گڑھی ضلع گورداسپور لکھتے ہیں:

اگست ۲۰ میں موضع سارچور ضلع گورداسپور میں مرزائیوں سے خاکسار کا مباحثہ ہوا مباحثہ میں حسب دستور کافی شکست کھا کر گئے تاہم اپنی شیخی بگھارنے کو اپنی فتح شائع کی۔ ہم نے اس بحث کو ایک مقامی مباحثہ جانا اور یہ سمجھا کہ جیسا مقامی مباحثہ تھا ویسا ہی اسکا نتیجہ بھی مقامی اچھا حاصل ہوگیا الحمدللہ سات کس مرزائیوں نے مرزائیت سے توبہ بھی کی (ان کی مفصل فہرست ہمارے پاس آگئی ہے، اڈیٹر) مگر مرزائی مولوی جلال الدین نے اپنی فتح کا اظہار کیا۔ ہم دعا کرتے ہیں خدا ان کو ہمیشہ ایسی ہی فتح نصیب کیا کرے جیسی ہمیشہ ہر مقام پر ہوتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔ جلد ۱۸ نمبر ۳۸ ۔، ۵ ۔ اگست ۱۹۲۱ء ۔ ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۷)

قادیانیوں پر ایک دوسری ضرب

ناظرین اہل حدیث و نیز جملہ مسلمانان ہند یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ایک ہندو بیرسٹر ساگر چند جس نے لندن میں تعلیم کے دوران کسی خاص وجہ سے جسے خواجہ کمال الدین جانتے ہیں مرزائیت اختیار کر لی تھی گذشتہ ہفتہ مرزائیت کو خیر باد کہہ کر اپنے آبائی مذہب میں داخل ہو گیا ہے ۔ ولایت سے اس کی واپسی پر اسے قادیانی نبی کا زبردست معجزہ قرار دے کر مرزائیوں نے سر پر اٹھا لیا تھا لیکن خلیفہ قادیان کی پندو نصیحت اور مرزائیوں کی قدر افزائی یہ رنگ لائی کہ قادیانی نبی کی تمام پیش گوئیوں اور معجزوں کی طرح اس معجزہ کا بھی وہی حشر ہوا جو کہ خدا پر افتراء کرنے اور نبوت کے جھوٹے دعوی کرنے والوں کے معجزات اور لغویات کا ہوا کرتا ہے ۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قادیانی مذہب کو ترقی دینے والے تنخواہ دار ملازموں نے یہ جان بوجھ کر بھی کہ مرزا آنجہانی غلط دعوی کرتے تھے روپئوں کے عوض لوگوں کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے ، بھلا جسے ڈاسن کا بوٹ ، اعلی سوٹ ، عمدہ خوراک ، سمندر اور ہوائی جہازوں کی سیر ، لندن کا پر لطف شہر اور اہل وعیال کا معقول گذارا مل جائے اسے کیا ضرورت ہے کہ مسلمان رہ کر غریبانہ زندگی بسر کرے ۔ رہی ان کی مبلغانہ لیاقت ، سو گذشتہ سے پیوستہ سال جب میں قادیانی جلسہ میں شامل ہوا تو ایک لندنی مبلغ کا لیکچر سنا جسے کا ، کے ، کی ، کی بھی خبر نہ تھی اور اٹک اٹک کر رک رک کر اس طرح بولتا تھا جس طرح کوئی بچہ اپنا سبق یاد کرتا ہے ۔

بہر حال اسلامی جلسہ قادیان کے بعد مرزائیت پر یہ دوسری ضرب ہے اور اس پر تو قادیانی اڈیٹر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس نے مفلسی کی وجہ سے ہندو مذہب اختیار کر لیا جیسا کہ میری نسبت کہتے تھے حالانکہ مرزائیت ترک کرنے کے ساتھ ہی میں نے ۲۰ روپئہ ماہوار کی رقم جو سرکاری ڈسٹرکٹ بورڈ محکمہ تعلیم سے ملا کرتی تھی ، عدم تعاون پر عمل پیرا ہو کر چھوڑ دی ۔

قادیانی دوستو! اب بھی وقت ہے خدائے جبار وقہار سے ڈرو اور سیدھی راہ اختیار کرو۔ و ما علینا الا البلاغ ۔

نیاز مند: سید میر بسمل از گوجرانوالہ۔

(اہل حدیث امرتسر۔ جلد ۱۸ نمبر ۳۸۔، ۵۔اگست ۱۹۲۱ء۔ ۳۰ ذی قعد ۱۳۳۹ھ ص ۷)

میاں صاحب دہلوی، مولانا بٹالوی اور مرزا قادیانی

بے حیائی! تیرا آسرا:

جس زمانہ میں یہ مثال بنائی گئی تھی اس وقت لوگ اس کے مصداق ہوں گے ہمارا خیال تھا کہ واقعات کی تبدیلی نے اس مثال پر بھی اثر کیا ہوگا۔ مگر بعض واقعات بھی ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ اس کہاوت کا صدق پایا جاتا ہے۔

مولانا محمد حسین بٹالوی کے حق میں مرزا صاحب قادیانی کی ایک پیش گوئی تھی کہ آخر کار وہ میری طرف رجوع کر آویں گے۔ آپ کے انتقال پر میں حسب طلب اہل بٹالہ اور ورثاء مرحوم جنازہ پر گیا تو قبرستان ہی میں میں نے مولانا کے ملنے اور قریب رہنے والوں سے شہادت فراہم کی کہ دم واپسیں تک مرزا صاحب کی مخالفت پر رہے۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب قادیانی کے خلاف ایک مضمون کاپی شدہ بھی ملا۔ وہ کاپی میں اٹھا لایا۔ چونکہ قادیانی جماعت کو خوب معلوم ہے کہ اہل حدیث ہمارے انجر پنجر سے ایسا واقف ہے کہ ہم بھی نہیں، اس لئے آپ کو ہر موقع پر اہل حدیث کی گرفت کا خطرہ رہتا ہے، رہنا بھی چاہیے۔ لہذا اڈیٹر اخبار الحکم نے ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں بطور پیش بندی مولانا محمد حسین مرحوم کے رجوع کا ذکر چھیڑ دیا جس کا جواب نوٹ۔ ۹۔ اپریل ۱۹۲۰ء کے اہل حدیث میں دیا گیا۔ اب اس کے چھوٹے بھائی پیغام صلح لاہور نے ۲۳۔ جولائی ۱۹۲۰ء کے پرچہ میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان ہے مولوی محمد حسین بٹالوی کا رجوع۔

اس دعوی پر کیا دلیل لائے ہیں۔ سبحان اللہ! مرزا صاحب آنجہانی کی روح بھی پھڑک جائے اور سمجھے کہ واقعی میری تعلیم نے ان لوگوں کو حقیقی فلسفہ سے محروم رکھ

کر سفسطہ پورا سکھا دیا ہے۔

عرصہ ہوا گجرانوالہ میں کسی چکڑالوی (اہل قرآن) کی بیوی نے فسخ نکاح کا دعوی عدالت میں دائر کیا تھا۔ اس میں مولانا بٹالوی کی شہادت بھی تھی۔ آپ نے اس میں یہ بھی کہا، ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے... کسی فرقہ کو ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔ (اس سے یہ تو پتہ چلا کہ مولانا احمدیوں کو الگ فرقہ سمجھتے ہیں اور خود کو الگ فرقہ، یعنی وہ مرزائی نہیں ہوئے۔ بہاء) کسی فرقہ میں تو فرقہ احمدیہ بھی ہے، لہذا نتیجہ نکلا کہ مولوی محمد حسین نے تکفیر مرزا سے توبہ کی اور یہی ان کا رجوع تھا۔ (جل جلالہ)

ہم اس بحث سے درگذر کر کہ، مولوی صاحب مرحوم کی اس شہادت کا کیا مطلب ہے، مرزا صاحب قادیانی کے اصل الفاظ سامنے رکھے دیتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اس پیش گوئی کا یہی مطلب ہے جو کیا گیا یا کچھ اور۔ غور سے سنئیے :

رؤیا: مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں (مرزا قادیانی نے) اپنے کسی آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطر داری سے کھانا کھلانا چاہیے ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم وہ دن نزدیک ہے کہ خدا تعالی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو خود رہنمائی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ بھی ایک الہام سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی آخر وقت میں ان کو سمجھا دے گا کہ انکار کرنا ان کی غلطی تھی اور یہ کہ میں اپنے دعوی مسیح موعود میں حق پر ہوں

۔(بدر قادیان ۱۶ مئی ۱۹۰۷ء)

اسی الہام کی تائید آپ کے اس شعر سے بھی ہوتی ہے

أ قلب حسین یھتدی من یظنه

عجیب وعند الله هین و ایسر

ترجمہ: کیا محمد حسین کا دل ہدایت پاوے گا عجیب بات ہے مگر اللہ کے نزدیک بہت آسان ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

او راستی کے دعیدارو! اور دنیا کے راست گووں کی بدگوئی کرنے والو! او صحابہ کرام کا نمونہ بننے والو! بتاؤ اور خدارا سچ بتاؤ کہ مرزا قادیانی نے خود اپنا الہام پیش کر

کے مولانا محمد حسین مرحوم کے حق میں کیا بتایا؟

یہی کہ اول ان کو میرا انکار کرنا غلطی ہے۔

ب۔ میں اپنے دعوی میں سچا ہوں

پس اس رجوع کا ثبوت دو کہ مولانا محمد حسین نے ان دونوں امور کو کب تسلیم کیا۔

ہاں ناظرین! آپ حیران ہوں گے کہ یہ راستی پسند جماعت کیسی پادر ہوا باتیں کرتی ہے، جو کوئی معقول پسند لکھنا تو کیا، سننا بھی گوارا نہ کرے۔ مگر میں آپ کو بتاؤں یہی طریق کار ان کے پکے احمدی یا فنا فی المرزا ہونے کا ثبوت ہے۔ بڑے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) خود بھی ایسے ہی ہوائی قلعے بنایا کرتے تھے ان کے اسی دعوی کی نظیر سنیئے

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین (میاں صاحب دہلوی) مرحوم نے دہلی میں مرزا صاحب کے برخلاف صرف آواز ہی نہیں اٹھائی تھی بلکہ باوجود ضعیفی اور پیری کے مرزا صاحب کے للکارنے پر بذات خود مباحثہ جامع مسجد دہلی میں تشریف لے گئے تھے مگر مرزا صاحب مقابلہ پر نہ نکلے۔ لیکن حضرت ممدوح جب فوت ہوئے تو مرزا صاحب نے ان پر بھی قبضہ جمانے کو فرمایا اور کیا خوب فرمایا:

اب میں یقین کرتا ہوں کہ وہ نذیر حسین ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ کئی مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی زندگی میں تو قائل نہ ہو مگر جب فوت ہو گیا تو ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ (بدر قادیان ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! اس سلطان القلم کا دعوی اور دلیل ملاحظہ ہو کہ زندگی میں ایک شخص تو قائل نہ ہوا، جو قائل ہونے کا موقع تھا، جس کی وجہ سے اس کو آپ پر ایمان نصیب ہوتا، مرا تو وہ بے اعتقادی میں، مگر مر کر آپ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ آپ کی جماعت میں بعض لوگ بے اعتقاد یا بالفاظ دیگر بے ایمان بھی ہیں یہ ہیں ہمارے زمانہ کے مسیح موعود اور یہ ہیں سلطان القلم جو آج کل کے علم کلام کے موجد اور پیغمبر ہیں جن کو لکھتے ہوئے یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ ہم کیا فرما رہے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔۲۶۔ اگست ۱۹۲۱ء ص ۱۔۲)

مرزا جی کی بروزیت یا تہافت ۔ ا

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزاجی قادیانی نے بروزی محمد بن کر جو کچھ آنحضرت ﷺ کی عظمت وشان دنیا پر ظاہر کی اسکا کسی قدر حال تو میں بقدر گنجائش اپنے پہلے دو مضمونوں میں بیان کر چکا ہوں ۔ آج کا مضمون ثابت کرے گا کہ مرزاجی بروز محمد نہیں بلکہ کسی ابن الوقت کے کامل بروز (نقل) تھے جو کچھ مفید مطلب پاتے تھے یا ضرورت وقت جس کی مقتضی ہوتی تھی کہہ دیتے تھے دیکھئے آپ کیا کیا لکھتے ہیں:

ا ۔ حاشیہ صفحہ ۱۵۲ ۔ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

مسیحی دم سے مرجانے کے حقیقی معنی ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس سے مراد حجت اور بینہ کی رو سے مرنا ہے ورنہ دور از ادب بات ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ کوئی زہرناک اور وبائی مادہ مسیح کے منہ سے نکل کر اور ہوا سے مل کر کمزور کافروں کو مارے گا مگر دجال کو نہیں مار سکے گا ۔

لیکن صفحہ ۱۷ ۔ ۱۸ دافع البلاء مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء پر لکھتے ہیں:

چونکہ مسیح موعود کی رہائش کے قریب تر پنجاب ہے اور مسیح موعود کی نظر کا پہلا محل پنجابی ہیں اس لئے اول یہ کاروائی (وبائی موت) پنجاب میں شروع ہوئی ۔ لیکن امروہہ بھی مسیح موعود کی حیط ہمت سے دور نہیں ہے اسلئے اس مسیح کا کافر کش دم امروہہ تک بھی پہنچے گا

(پہلی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دم عیسی سے مراد ہے غلبہ بدلیل نہ موت ۔ لیکن جن دنوں امروہہ ضلع مرادآباد میں مولانا احمد حسن مرحوم کا انتقال ہوا تو مرزاجی نے ان کی موت کو اپنے دم عیسی کا اثر بتایا تو ثابت ہوا کہ دم عیسی موت کا ذریعہ ہے لہذا ان دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے یا یوں کہیے کہ بپابندی دستور العمل ابن الوقتی اپنے اپنے محل پر دونوں کا وقوع ہے ۔ اڈیٹر اہل حدیث)

کشتی نوح مطبوعہ اگست ۱۹۱۸ء ص ۵ میں لکھتے ہیں:

لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں

ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل میں اس لئے نا پاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر فتح یاب ہو گیا۔

اس کتاب کے صفحہ ۶۳ پر مریدوں کو ارشاد ہے:

چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(پہلی عبارت میں کبوتر کو کمزور اور پست ہمت بتایا دوسری میں بلند پرواز کہہ کر اس کی ریس کرنے کا حکم دیا، سبحان اللہ۔ اڈیٹر اہل حدیث)

معجزات انبیاء کی نسبت فرماتے ہیں:

بدیہی نشانوں کے بعد اس قبول پر ایمان کا لفظ کیوں کر اطلاق کریں گے

(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ۔ ص ۱۹۸)

لیکن حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۱۸ پر فرماتے ہیں:

ہمارے نبی ﷺ نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزار ہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالی کے وجود کا قائل کر دیا۔ اور اب تک آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل پیروی کرنیوالے ان نشانوں کو دہریونکے سامنے پیش کرتے ہیں۔

صفحہ ۲۶ تتمہ حقیقۃ الوحی پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اسلام کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے۔

صفحہ ۲۰ ست بچن طبع ۱۹۱۱ء پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

اس خدائے پاک نے جو اپنے پاک نبی کے لئے پتھروں اور درختوں سے گواہی دلائی

(یعنی پہلی عبارت کا مطلب ہے کہ کھلے معجزے دیکھ کر ماننا کامل ایمان نہیں دوسری کا مطلب ہے کہ اسلام نے بڑے زوردار نشان دکھائے تو جن لوگوں نے وہ نشان دیکھ کر دین قبول کیا ان کو کامل ایمان نصیب ہوا یا نہ۔ اڈیٹر اہل حدیث)

۵۔ حضرت عیسی کی نسبت کشف الغطاء صفحہ ۱۱ پر ملکہ معظّمہ کو لکھتے ہیں:

بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیات جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا

لیکن صفحہ ۳۔ ازالہ اوہام پر ہمیں ارشاد ہوتا ہے:

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ کا جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔

(پہلی عبارت میں حضرت عیسیٰ کی صحبتوں کو حقیقی اور دائمی حیات کا حصہ دار بتایا ہے دوسری عبارت میں ان کی کمی اور صحبت یابوں کی ... بتائی ہے۔ اڈیٹر)

۵۔ صفحہ ۶۰۔ ازالہ اوہام پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیت کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو

لیکن حاشیہ صفحہ ۲۷ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ پر مریدوں کو ہدایت ہے کہ:

تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی منکر یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔

(پہلی عبارت کے مطابق کوئی شخص نزول مسیح کا سرے سے منکر ہو تو بھی اس کے ایمان میں ذرہ بھی نقصان نہیں دوسری کے مطابق جو خود بدولت سے منکر ہو جو نزول مسیح کی فرع ہے تو وہ بے ایمان ہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اگر یہی عبارت صحیح ہے تو دوسری صریح غلط۔ اس موقع پر مرزا صاحب کا یہ قول سونے سے لکھنے سے قابل ہے: خدا کی لعنت ان لوگوں پر جو تفرقہ پسند کرتے ہیں۔ ضرورۃ الامام۔ اڈیٹر) باقی دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، ۱۹۔۲۶۔اگست ۱۹۲۱ء ص ۲۔۳)

فتوحات حق

جناب مولوی ابوسعید محمد شریف، موضع بھٹیاں سے لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! آپ جانتے ہوں گے ہمارے پنجاب کی سرزمین جس طرح عرب کی زمین قبل زمانہ نبویہ، جاہلیت میں بڑھ کر تھی، ٹھیک اسی طرح یا اس کے قریب بری خصلتوں کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے۔

نبوت کے مدعی یہاں ہوتے ہیں، خدا یہاں بنتے ہیں، جھوٹ میں اس قدر ترقی کہ الامان والحفیظ۔ آج ہم اس فرقہ کا حال لکھ کر اپنی اخباری برادری کو مطلع کرتے ہیں۔ اس فرقہ سے ہماری مراد قادیانی گروہ ہے یعنی پیروان مرزا غلام احمد متنبّی۔

اس مشن کے مبلغ چند ایک ہمارے موضع بھٹیاں ضلع گورداسپور میں پہنچے۔ حافظ محمد

جمال، مولوی چراغ دین، مولوی عبدالرحمٰن، مولوی سکندر علی وغیرہ۔

شب کو ایک شخص کے ہاں ٹھہرے۔ اپنے فرائض ادا کرنے کو مولوی عبد الرحمٰن قادیانی وعظ کرنے کو کھڑے ہوئے اور جھوٹی سچی ہانکنے لگے۔

ادھر سے ہم لوگ بھی مع مولوی محمد ابراہیم ٹھیکیدار چپکے سے بیس پچیس قدم کے فاصلہ پر بیٹھ گئے۔ مرزائی مبلغ اپنے فخر اور تعلیات سے علامہ زمان بنا بیٹھا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

ہم لندن میں اسّی ہزار کی مسجد ملکہ معظّمہ کے محلات کے پاس بنوا رہے ہیں۔ ہم نے افریقہ میں چار ہزار مرزائی بنائے۔ عیسائیوں کا مقابلہ ہم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے مقابلہ سے تنگ آ کر لکھ دیا کہ اس گروہ سے مقابلہ نہ کرو۔ ہم لوگ آٹھ آنہ سے شادی کر سکتے ہیں (مرزا صاحب قادیانی نے اپنی لڑکی کا مہر میاں محمد علی خان سے پچاس ہزار روپیہ کیوں لکھوایا۔ اڈیٹر اہل حدیث) فضول خرچی ہم میں نہیں۔ دنیا کے عیش چھوڑ کر محض دین کی خاطر تکلیف اٹھاتے ہیں۔ (میں تو سمجھتا ہوں کہ گوشت حلوے کے واسطے)

لطیفہ: تھوڑے روز کا ذکر ہے کہ ایک وفد مبلغین مرزائیہ کا قیام قصبہ کاہنووان کی مسجد میں تھا۔ میں نماز پڑھنے کو اتفاقاً گیا۔ مولوی صاحبان آپس میں بزبان عربی گفتگو کر رہے تھے۔ نہ معلوم میرے سے پردہ پوشی تھی یا اس لڑکے سے جس کے ہاں رات کو قیام کرنا تھا۔ ان مولوی صاحبان کا نام میں نہیں جانتا، صرف ایک کا نام عبد السلام ہے۔ ایک بولا

انّی ارید ان اقول للغلام ان یطعمنا اللحم۔

مولوی عبدالسلام بولے

والحلوی فقل له فی الطریق علی احسن الطریق

(آپ نے کہا ہوتا، حلوہ خوردن را روئے بائد۔ اڈیٹر اہل حدیث)

آمدم برسر مطلب، پھر مولوی عبدالرحمٰن نے کہا، میں نے پچھلے دورہ میں محمد شریف کے سامنے موت عیسیٰ کے بارے میں آیت

ورسولاً الی بنی اسرائیل

پیش کی، جواب نہ دیا، دندن پڑ گئی۔ ہمارا وہ فرقہ ہے جس کے بارے میں حضرت محمد

ﷺ فرما چکے ہیں تقسم امتی .. آگے عربی عبارت چھوڑ کر ترجمہ ادا کیا یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت کے بہتّر فرقے ناری اور ایک جنتی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ جنتی فرقہ کون ہوگا۔ فرمایا وہ امام مہدی کے زمانہ میں پیدا ہوگا لہذا وہ ہم ہیں۔

اتنا کہنا ہی تھا کہ مولوی ابراہیم صاحب نے شیر کی طرح بلند آواز سے کہا لعنت الله علی الکاذبین ،مولوی صاحب یہ حدیث دکھایئے جس میں تہتر واں فرقہ جو ناجی ہے وہ امام مہدی کے زمانہ میں پیدا ہوگا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ مولوی صاحب دائیں بائیں جھانکنے لگے۔ حلق خشک ہوگیا۔ کھانسی زور پر آ گئی۔ مولوی سمجھے بیٹھے تھے کہ یہاں کون ہوگا جو میرے منہ کی بات کو پکڑے گا۔ مگر یہ نہ سمجھے سعدی مرحوم ہمیں نصیحت کر گئے ہوئے ہیں:

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

خیر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، تاویل کرنے لگے کہ میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے یہ کہا ہے، مہدی کے زمانہ کے لوگ اچھے ہوں جو رسومات بد نہیں کرتے، گویا ناجی فرقہ میں داخل ہیں۔

ادھر سے الفاظ حدیث کی طلبی ہوتی رہی کہ تم نے کہا ہے کہ تہتر واں فرقہ امام مہدی کے زمانہ میں پیدا ہوگا اور یہ صحابہ کے سوال پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث دکھاؤ۔

تقریباً دس بجے شب سے لے کر ۱۲ بج گئے مگر مرزائی حدیث نہ بتلا سکے ۔آخر یہ بھی کہا گیا ادعوا شهداء کم ،مگر کہاں؟ جاء الحق و زهق الباطل ۔

آخر مولوی صاحب نے سوچا کہ اس حدیث سے انکار ہی کیوں نہ کر دیں کہ میں نے کہی ہی نہیں۔ سو کہہ دیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔

مگر سامعین نے کہا، مولوی صاحب! آپ نے ضرور کہا۔ آخر مولوی ابراہیم نے کہا کہ اگر آپ نے نہیں کہا تو قسم کھایئے اور کہیے کہ اگر میں نے کہا ہے تو مجھ پر اور میری اولاد پر ایک سال تک عذاب الٰہی نازل ہو مگر مولوی صاحب نے قسم نہ کھائی اور مجلس سے فرار ہو گئے۔

ہم خلیفہ قادیان سے گذارش کرتے ہیں کہ مبلغین کو خاص ہدایت کر دیا کر

یں کہ اپنے پاس سے حدیث نہ گھڑا کریں (یہ عادت نہیں چھوڑیں گے یہ تو ان کے ہاں سنت مرزا ہے وہ بھی گھڑ لیا کرتے تھے۔اڈیٹر اہل حدیث)

یہاں سے نکل کر وفد قادیانی موضع بگول گیا۔ وہاں جا کر کہا کہ ہم بحث کو تیار ہیں۔ وہاں سے چوہدری طالعمند آیا۔ ان کو رقعہ لکھ کر دیا گیا کہ ہم آنے کو تیار ہیں اور رات گذشتہ میں جو مصنوعی حدیث آپ نے بتائی تھی وہ طلب کریں گے۔ مگر اس رقعہ کو دیکھ کر مولوی عبدالرحمٰن (مرزائی) کو بگول بھی چھوڑنا پڑا۔ اور ایک مولوی چراغ دین رہ گیا۔ خاکسار مع چند احباب کے جا پہنچا مولوی صاحب بوقت عشاء وعظ فرمانے لگے آیت و من اظلم ممن افتری علی اللہ .. الخ تلاوت فرما کر وفات مسیح کی طرف آپ چلے گئے۔ میں نے اٹھ کر حدیث افتراق امت کا حوالہ طلب کیا جو مولوی صاحب کے ہمراہی مولوی عبدالرحمٰن نے شب گذشتہ کے وعظ میں فرمائی تھی۔

مگر مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں سویا ہوا تھا میں نے نہیں سنی۔ بعد چند اصرار کے میں نے کہا کہ آپ مرزا صاحب کو صادق مانتے ہو، مگر ہمارے نزدیک وہ سچے نہ تھے۔ مرزا صاحب ہمارے سامنے مجدد بنے، محدث بنے، خدا بنے، خدا کے بیٹے بنے اور ہمارے سامنے پیش ہوئے۔ ہمارا حق ہے کہ مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو پرکھ لیں۔ اگر سچے ثابت ہوں تو سچے ورنہ جھوٹے۔ لہذا مرزا صاحب کے کذبات پیش کرتا ہوں۔ آپ ان کا حوالہ دیجئے۔ مرزا صاحب شھادۃ القرآن صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں:

صحیح بخاری میں لکھا ہے آسمان سے آواز آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی

حالانکہ میں بخاری شریف میں یہ کہیں بھی نہیں، صرف لوگوں کا اعتبار جمانے کو صحیح بخاری کا نام لکھ دیا اگر سچے ہو تو نکال کر بتاؤ۔

اس کے جواب میں کہا کہ قادیان پہنچ کر بتاؤنگا (مگر آج ایک مہینہ ہونے کو ہے جواب ندارد)

مگر بار بار آپ حضرت عیسیٰ کے مارنے کو زور دیتے تھے میں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ ایک وقت پورا کر رہے ہیں اور اپنی ندامت مٹا رہے ہیں کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ مولوی صاحب خاموش ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا سوال یہ پیش کیا گیا کہ مرزا صاحب اپنی کتاب، مسیح ہندوستان میں، حضرت عیسی کی عمر معتبر روایتوں سے (روایت بمع سند ایک بھی نہیں لکھی) ایک سو پچیس برس لکھتے ہیں، اور راز حقیقت، اور تذکرۃ الشہادتین، کی عبارت ملانے سے ۱۵۳ سال بنتی ہے۔ کل ۲۸ سال کا ہی فرق ہے۔

پھر مرزا صاحب نے اپنی بعثت کا زمانہ کبھی تو پورے ۱۳۰۰ ختم، اور چودھویں صدی کے شروع پر فرمایا کیونکہ چودھویں صدی کا مجدد بننا تھا، اور کبھی ۱۲۹۰، اور کبھی ۱۲۷۴۔ غرض کہ ایک منہ اور کتنی باتیں۔ ہم کس طرح مجدد مانیں ہاں جھوٹ کے لحاظ سے مانتے ہیں کیونکہ اس میں البتہ ہو سکتے ہیں۔ پھر مولوی چراغ دین مرزائی نے فرمایا کہ ایسے اختلافات تو قرآن شریف میں موجود ہیں جیسا کہ سورہ نجم میں فرمایا

ما ضل صاحبكم و ما غوى،

اور دوسری جگہ سورہ والضحی میں فرمایا

ووجدك ضالًا فهدى

اس کا جواب جو خاکسار نے دیا وہ یہ ہے کہ اس دوسری آیت میں جو ضلالت کا ذکر ہے اس سے گمراہی کفر و شرک کی نہیں بلکہ یہ حالت قبل زمانہ نبوت سے دور پہلے کی ہے یعنی آپ نے ہوش سنبھالتے ہی شریعت معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ دین ابراہیمی برائے نام رہ گیا تھا سو اللہ تعالی نے آپ کو کامیاب بھی کر دیا جیسا کہ فہدی سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ہر جگہ ضلالت کے معنی کفر شرک کے ہی نہیں۔ مثال اس کی قرآن میں موجود ہے جیسا کہ اولاد حضرت یعقوبؑ نے اپنے باپ سے کہا

انك لفى ضلالك القديم۔

آخر پر مولوی صاحب کا ناطقہ بند ہو گیا کھانسی شروع ہو گئی۔ آپ میدان چھوڑ کر چل دیئے۔

افسوس یہ مولوی فاضل تھے اسی دوران حافظ محمد جمال مرزائی سے ہمارے دوست منشی عبدالحق صاحب نے پوچھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے کہا ہے:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

اسکا کیا مطلب ہے۔

آپ نے فرمایا اس کے معنی ہیں کہ میں ایسا رسول نہیں جو کتاب لایا ہو، کیونکہ واؤ تفسیری ہے۔

منشی صاحب نے کہا اس کا ترجمہ صحیح لکھ دو تا کہ کسی ثالث سے اس کا فیصلہ کرا لیں۔ تس پر مرزا صاحب نے کہا بہت خوب۔ منشی صاحب نے کہا در حالت معنی غلط ہونے کے آپ کو توبہ کرنی ہوگی۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ ہم خلیفہ صاحب سے اس کی اجازت لے لیں۔ مگر یہ دعوی مرزا صاحب کے توڑنے کو کتاب، آسمانی فیصلہ، مصنفہ مرزا صاحب کا الہام پیش کیا جو کہ مرزا صاحب کو اس کتاب کے بارے میں ہوا، کتاب سجلناہ من عندنا ، حاضرین مجلس کو دکھا کر ان کی تسلی کی گئی اور جلسہ برخواست ہوا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔۲۶۔اگست ۱۹۲۱ء ص ۳۔۵)

قادیان میں نماز عید:

میں اپنا فرض تبلیغ ادا کرنے میں مشغول ہوں نماز عید قادیان میں پڑھی الحمدللہ قریباً پانچ سو لوگ شریک ہوئے (خاکسار عبدالرحیم واعظ اہل حدیث کانفرنس) (اہل حدیث امرتسر ۱۹۔۲۶۔اگست ۱۹۲۱ء ص ۲۰)

الفضل جواب دے:

ہمیں معتبر ذریعہ سے خبر ملی ہے کہ قادیانی مرزائیوں میں بعض تیز مزاج ایسے بھی ہیں جو مخالفین مرزا پر دست درازی کر گذرتے ہیں چنانچہ قاضی عنایت اللہ حملہ ہوا، اور اب میاں مہرالدین پر ایک پٹھان نے حملہ کیا جس پر ارکان احمدیہ نے معافی طلب کی۔ کیا یہ واقعات صحیح ہیں؟

اگر صحیح ہیں تو جہاں احمدیوں کے مقابلے میں محمدیوں کی اکثریت اور غلبہ ہے وہاں اگر کوئی محمدی، احمدی پر حملہ کرے تو محل شکایت تو نہیں: آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔۲۶۔اگست ۱۹۲۱ء ص ۲۰)

مولوی محمد علی کا انگریزی ترجمہ قرآن۔نمبر ۵

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب اپنے ترجمہ قرآن میں زیر آیت

وما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبّه لهم ، و انّ الّذين ا ختلفوا فيه لفى شكّ منه ما لهم به من علم ا لا اتّباع الظّن و ما قتلوه يقيناً ، (النساء:۱۵۷)

یہ بیان تحریر فرماتے ہیں کہ لفظ صلبو سے مسیح کے صلیبی عذاب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ نفی صرف صلیبی عذاب سے موت کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ اور بیان بھی درج ہے جس کا مفہوم یہ ہے مسیح صلیب پر عذاب ضرور دیئے گئے مگر وہاں وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ بعد ازیں قدرتی موت سے مر چکے ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری صاحب، مسیح کے صلیبی عذاب میں نصاری کے مقلد ہیں اور ان کی قدرتی موت کے وقوعہ میں اپنے خیالات کے پابند ہیں۔مولوی محمد علی صاحب نے قرآن کی چار آیات ذیل کو بالکل نظر انداز کر کے قرآن فہمی کے ایک اعلی اصول کو پس پشت ڈال ہے۔

۱۔ و جيهاً فى الد نيا وا لآ خرة و من المقر بين (پ۳) یعنی فرشتوں نے مریم کو بطور خوش خبری کے سنایا کہ مسیح دنیا اور آخرت ہر دو میں باعزت ہوگا اور خاص الخاص بندوں میں سے ہے۔

۲۔ و مكروا و مكر الله و الله خير الما كرين (پ۳۔ع ۱۳) یعنی یہود نے مسیح کے بارہ میں بری تدبیر سوچی اور اللہ نے بھی تدبیر سوچی اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں پر غالب رہتا ہے۔

۳۔ و اذ كففت بنى اسرا ئيل عنك (پ۷ع۵) اے مسیح تم اللہ کا احسان یاد کرو جب اس نے تم کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے بچا لیا۔

۴۔ و جعلنى مبار كاً اين ما كنت۔(پ۱۶ع۵) اور حضرت مسیح نے بالہام الہی مہد میں کہا کہ اللہ نے مجھ کو بابرکت کیا ہے جہاں کہیں میں رہوں۔

اگر کوئی باانصاف عربی سمجھنے والا مذکور بالا چار آیات کی صحیح مراد پر غور کرے

تو ہرگز ممکن نہیں کہ وہ اس امر کو قبول کرنے کے واسطے تیار ہوگا کہ یہود نے حضرت مسیح پر قابو پا لیا اور ان کو پکڑ کر ذلیل بھی کیا اور آخر صلیب پر چڑھا کر کیل کانٹے ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ٹھونک دیئے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے چار آیات مذکورہ میں سے صرف دوسری آیت کی تاویل اس طرح ہے کہ یہود کا مکر یہ تھا کہ وہ مسیح کو صلیب پر لعنتی کی موت ماریں اور اللہ تعالی کا یہ مکر تھا کہ مسیح کو لعنتی موت سے بچا لیا۔ مولوی صاحب احادیث مرفوعہ کے رد کرنے میں تو مولوی عبداللہ کے قریباً ہم پلہ تھے ہی مگر نصوص قرآنی کو بھی رد کر کے ان کی ایسی تاویل کرنے کے عادی ہیں جسکی دیگر آیات مانع ہیں۔ نہیں معلوم اللہ تعالی نے اس ناچیز خاکسار کو مولوی محمد علی کی قرآنی تفسیر کی تردید پر بالخصوص کیوں مامور کیا جب کہ ملک میں خاکسار سے بڑھ کر انگریزی اور عربی دان مسلم اصحاب موجود ہیں جن کی شاگردی کو میں اپنا فخر خیال کرتا ہوں۔ مجھ کو اس میں یہی حکمت الہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالی قرآن فہمی میں میرا خاص معاون ہونا پسند کرتا ہے۔

ناظرین ایک کرشمہ قدرت کی مثال اس کے متعلق ملاحظہ فرما کر میرے حق میں دعا کریں تاکہ آئندہ بھی اس اسلامی خدمت کو خلوص باطنی سے انجام دیتا رہوں۔ وہ کرشمہ قدرت یا رحمت الہی یہ ہے کہ تدبر سے قرآن کی ایک ایسی آیت میرے سامنے لائی گئی ہے جو مذکورہ چاروں آیات کی پوری اور صحیح تفسیر ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی مردود تاویل کا پورا قلع قمع کر دیتی ہے۔

قرآن شریف کے پارہ۔ ۹۔ رکوع ۱۸ میں آیت ذیل نے ہر قسم کی باطل تفسیر بالرائے کو رد کر دیا ہے اور مسیح کے یہود کے قابو میں ہرگز نہیں دیا اور جب یہود کو ان پر قابو ہی نہیں دیا تو ان کی گالوں پر طمانچے مارنا منہ پر تھوکنا اور کانٹوں کا تاج پہنانا اور آخر سولی پر چڑھا کر کیل کانٹے ہاتھوں اور پاؤں میں ٹھونک دینا کیونکر قابل تسلیم ہے؟

و اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك اویخرجوك و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین۔

یعنی اے محمد علیک السلام، ہمارے احسان کو یاد کرو جس وقت کافروں نے تمہارے گرفتار کرنے یا قتل کرنے یا شہر سے نکال دینے کی یدبیر کی اور وہ تدبیر کرتے تھے اور اللہ بھی تدبیر کرتا تھا اور

اللہ سب کی تدبیروں پر غالب آنے والا ہے۔

اس جگہ تعجیل سے شائد کوئی میرا بھائی اس طرح نہ کہدے کہ یہ آیت تو جناب سرور کونین ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت مسیح کا اس سے کیا تعلق؟ ہاں تعلق تو ایک طرف رہا بلکہ بعینہ یہی آیت حضرت مسیح کی حفاظت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ مسیح کا زمانہ چونکہ قرآن کے نزول کے وقت گذر چکا تھا اس واسطے اس آیت میں ہر دو افعال ماضی میں ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو ذکورہ آیت ہے اس کے ہر دو افعال مضارع میں ہیں۔ کیونکہ آپ نزول آیت کے وقت موجود تھے مگر واللہ خیر الماکرین ہر دو آیات کے اخیر میں مساوی مذکور ہے و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین یعنی آیت نمبر ۲ اور آیت و یمکرو ن و یمکر اللہ واللہ خیر الاکرین مذکورۃ الصدر ایک ہی قبیل اور مفہوم کے ماتحت ہیں اور تمام قرآن میں دو دفعہ یہ آیت واقع ہوئی ہے اور صرف دو پیغمبروں کے واسطے۔

اب خاکسار کو ظن غالب ہے کہ اہل سنت مسلمان تو ایک طرف رہے لاہوری اور قادیانی ہر دو فریق بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ پر کفار قریش قابو نہ پا سکے۔ جب انہوں نے ایک رات آپ کے مکان کا محاصرہ گرفتاری یا قتل کے ارادہ سے کر لیا تھا مگر آپ حضرت علی کو اپنی چار پائی پر لٹا کر بہمراہ حضرت صدیق چپکے سے الوپ ہو کر غار ثور میں جو مکہ شریف سے قریب ہی واقع تھا جا چھپے تھے اور محاصرین اس غیبی اور اعجازی فرار کو معلوم کر کے باوجود گرما گرم تعاقب کے آپ کو گرفتار کرنے میں سخت ناکام اور مایوس ہوئے تھے۔ یہ ایک متواتر تاریخی واقعہ ہے جس سے انکار کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی غالب تدبیر کو جسکا اظہار اور ثبوت خیر الماکرین میں موجود ہے بالکل باطل کر دینے کے مساوی ہے۔ اب اہل باطل کی کل تاویلات باطلہ کو اس آیت نے بالکل ہباءً منثوراً کر دیا ہے۔

نہایت تعجب اور حیرت ہے کہ وہی آیت جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے وارد ہو تو وہاں یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ آپ کفار کے قبضہ میں بموجب وعدہ الٰہی ہرگز نہ آسکے لیکن جب بعینہ وہی آیت حضرت مسیح کے بارہ میں وارد ہو تو یہ نتیجہ

برآمد کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ بن مریم کو گرفتار کرلیا راستہ میں ہر طرح کی ناگفتنی بے عزتی بھی کی اور آخر سولی پر چڑھا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیل کانٹے بھی ٹھونک دیئے (نعوذ باللہ من هذه البهتان العظيم) ایک ہی قسم کی ہر دو آیات دو مختلف نتیجے پیدا کرنا اہل حق اور اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے۔

اب خاکسار اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا راز بیان کرتا ہے کہ اس نے صرف دو پیغمبروں کے واسطے ہی کیوں ایک ہی قبیل کی آیت نازل فرمائی؟ عالم الغیب جل جلالہ کو معلوم تھا کہ مسلمانوں سے بھی ایک فرقہ کسی وقت بتقلید اہل کتاب حضرت مسیح جیسے برگزیدہ پیغمبر کو باوجود مذکور پانچ آیات ان کی شان میں پڑھنے کے ان کی تاویل باطلہ کر کے حضرت مسیح کو یہود کے حوالہ کر کے بڑی بے آبروئی سے آخر صلیب پر چڑھائے گا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیل کانٹے ٹھونک دینا تسلیم کر کے کم علم مسلمانوں کو گمراہ کرے گا جب سے مرزائی فرقہ کا ظہور ہوا ہے اور اہلسنت نے اس سے مناظرے بھی کیئے اس کی تاویلات باطلہ کی اپنی اکثر تصنیفات میں خوب قلعی بھی کھولی مگر جناب رسول خدا ﷺ کے متعلق خير الماكرين والی مذکورہ آیت کو حضرت مسیح کے متعلق خير الماكرين والی آیت سے تطبیق دے کر اس مرزائی فرقہ پر کسی نے اب تک حجت پوری نہیں جناب سرور کونین ﷺ کے متعلق خير الماكرين والی آیت ہمیشہ قرآن میں ہر زمانہ میں زیر تلاوت رہی سلف کے علماء اور مفسرین کو حضرت مسیح والی خير الماكرين کی آیت سے تطبیق دے کر صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی اس واسطے ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ ان کے عہد میں مرزائی خیالات کی اس قدر چرچا نہ تھی انہوں نے دیگر آیات محولہ بالا صدر کو مسیح کے عدم صلیب اور عدم ذلت پر کافی نصوص خیال کیا چنانچہ اہل سنت کے ایک بھی باعلم مصنف یا مفسر نے حضرت مسیح کا یہود سے گرفتار ہو کر صلیب پر چڑھایا جانا تسلیم نہیں کیا حتیٰ کہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح ابن مریم بنانے کی خاطر جدید عقاید کی بنیاد ڈالی اور قرآنی آیات کی تاویلات باطلہ کا دروازہ ایسا فراخ کر دیا کہ بموجب پیش گوئی حضرت مسیح اچھے پڑھے لکھے بعض مسلمان اس چار دیواری میں داخل ہو گئے۔ خاکسار بالفعل احادیث صحیحہ کو نظر انداز کر کے جن کی رو سے مرزا صاحب مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے، ہر دو لاہوری اور قادیانی جماعت کو

اس آیت کی طرف متوجہ کرتا ہے و یمکرو ن و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکر ین ۔پ ۹ ع ۱۸۔ یہ آیت متعلق جناب رسول اللہ ﷺ ، حضرت مسیح والی آیت و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین (پ۳۔ع۱۳) کی مرادف ہے ۔اندریں صورت خاکسار نہایت اشتیاق سے اس امر کا منتظر رہے گا کہ ہر دو مرزائی جماعتوں میں کوئی فرد باانصاف قرآن شریف کو اللہ تعالی کا بے مثل بلیغ کلام یقین کر کے اس قرآنی نص کے سامنے جو کسی تاویل کی متحمل نہیں ، اپنے تقلیدی عقیدہ سے توبہ کر کے اہل سنت کے زمرہ میں شامل ہونے کے واسطے آمادہ ہے یا نہیں مگر

ابو جہل از کعبہ مے آید و ابراہیم از بت خانہ
کار بالعنایت است باقی بہانہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ص ۵۔۷)

احمدیہ وفد کی موت

جناب محمد عبدالکریم صاحب میرٹھ سے لکھتے ہیں:

مثل مشہور ہے کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف بھاگا کرتا ہے اسی طرح احمدیہ تبلیغی وفد بھاگا ہوا ہانپتا کانپتا میرٹھ پہنچا۔۱۳۔اگست ۱۹۲۱ء کو لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔۱۴ ، اگست کو ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک کا وقت اپنے مشہور منہ زور نبرد آزما غلام رسول آف راجیکی کو دیا مناظرہ کا وقت رکھا۔مضمون مناظرہ متعلق دعاوی مرزا قادیانی مقرر ہوا۔ ادھر سے ہم نے سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ سے وقت کی تعین کی بابت تحریری مطالبہ کیا۔جواب ملا تشریف لے آئیں ۔غیر احمدی علماء کیلئے ڈیڑھ گھنٹہ وقت رکھا گیا ہے ۔جواب آتے ہی جناب مولانا عبدالوہاب صاحب آروی مدرس اول مدرسہ دارالحدیث میرٹھ اور جناب حافظ عبدالجبار (ملا فاضل) مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ معہ دیگر احباب کے جلسہ گاہ میں ٹھیک ۹ بجے جا پہنچے ۔مولوی ابراہیم بقاپوری صداقت دعاوی مرزا قادیانی پر گوہر افشانی فرما رہے تھے تقریر کیا تھی ماشاءاللہ جعفر زٹلی اور ملا دو پیازہ بھی پھڑک اٹھتے ۔ ہر ہر لفظ لوہے کے قلم سے

نوٹ کرنے کے قابل تھا۔ سب کچھ ہوا مگر افسوس:

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی

چند منٹ بعد گھبرا کر بیٹھ گئے اور فوراً ہی زین العابدین ولی اللہ شاہ ناظر صیغہ تالیف و اشاعت قادیان نے بحیثیت صدر حسب پروا کرام مناظرین کی تحریک کی۔ سب سے پہلے سہارن پور دیوبند اور مظفرنگر کے مسلمانوں کے اخلاق پر ناجائز حملے کئے گئے۔ پھر ہمیں مخاطب کر کے وقت کی تقسیم کے متعلق یوں گویا ہوئے کہ آپ لوگ اپنا اعتراض یا سوال پیش کریں مولوی غلام رسول راجیکی اسکا جواب دیں گے۔ لیکن ان کے واسطے وقت کی کوئی حد مقرر نہیں کی جا سکتی کیونکہ سائل کی نسبت مجیب کو زیادہ وقت کی ضرورت ہے۔، ہماری طرف سے کہا گیا کہ شروع مناظرہ میں ہم لوگوں کو یقیناً بحیثیت ایک سائل کے کم وقت کی ضرورت ہے لیکن جس وقت ہم جواب الجواب کے لئے کھڑے ہونگے تو ہمیں ان سے زیادہ وقت کی ضرورت ہوگی اسلئے مناسب یہی ہے کہ ہر دو فریق کو برابر وقت یعنی ۵۔۵ منٹ دیئے جائیں۔ ہر مناظرہ اور مباحثہ میں فریقین کو برابر وقت دیا جاتا ہے۔

امرت سر کے مباحثہ میں جو مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان اور غلام رسول راجے کی کے درمیان اسی مضمون پر ہوا تھا اس میں بھی فریقین کو برابر کا وقت دیا گیا تھا۔ ہماری انجمن اہل حدیث میرٹھ کے سالانہ جلسہ پر ہم نے آپ لوگوں کو اپنے برابر وقت دیا تھا۔ بعض اوقات ایک دو منٹ میں جواب دے کر اپنا باقی وقت بھی آپ لوگوں کو دیا تھا۔

علاوہ اس کے آپ نے دعوتی رقعہ میں تین گھنٹہ میں سے ڈیڑھ گھنٹہ ہمارے لئے رکھا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ک برابر کا وقت دیا جائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حسب وعدہ ہم کو برابر کا وقت نہیں دیا جاتا۔

مختصر یہ کہ بہت زور دیا بے حد حوالے دیئے مگر مرزائی صدر نے جو کہ اپنے مناظر کی کمزوری سے خوب آگاہ تھے ایک نہ مانی اور اسی پر اڑے رہے کہ ہم اپنے وقت کو محدود نہیں کر سکتے۔ ہم نے کہا کہ اگر آپ ہم کو اپنے برابر وقت نہیں دے سکتے تو ہم تیار ہیں کہ ہم کو تین منٹ دیئے جائیں اور آپ پانچ منٹ لے لیں۔

لیکن صدر صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے، جب ہم نے زور دیا تو فرمانے لگے ہم پبلک کو منصف مانتے ہیں جس طرح پبلک فیصلہ کرے ہمیں منظور ہے۔

یہ سنتے ہی مولانا عبدالوہاب آروی نے پبلک کو مخاطب کیا سب نے با آواز بلند ایک زبان ہو کر کہا برابر وقت ملنا چاہیے۔ مرزائی فرار کرتے ہیں حیلے کرتے ہیں جھوٹے ہیں وغیرہ۔ یہ باتیں سن کر مرزائی بہت گھبرائے اب مولانا عبدالوہاب نے مرزائی صدر کو مخاطب کر کے فرمایا، کہیے اب کیا دیر ہے پبلک نے اپنی رائے دے دی مناظرہ شروع کیجئے۔ ہر چند تقاضا کیا مگر مرزائی صدر کی وہ حالت ہوئی کہ فبھت الذی کفر کا جلوہ صاف عیاں ہو گیا بالکل ساکت اور مبہوت ہو گئے۔ تقاضے پر تقاضا کیا مگر وہاں کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ گویا سانپ سونگھ گیا۔ ناطقہ بند اور قافیہ تنگ ہو گیا۔ ادھر مرزائی مناظر کی حالت متغیر ہونے لگی اور دلہی دل میں کہنے لگے:

قفس میں لا کے ڈالا ہے مجھے صحن گلستان سے
کہاں سے کھینچ کے لائی ہے میری قسمت کہاں مجھ کو

وفد کی بے کسی اور جان کنی کی حالت دیکھ کر تمام حاضرین کی درخواست پر جناب مولانا صاحب نے پھر تقاضا کیا مگر وہ اپنی ہٹ سے کب ہٹتے تھے صم بکم کا نقشہ کھنچ گیا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کا جلوہ عیاں ہوا۔ گویا مرزائی وفد زبان حال سے بہشتی مقبرہ کی طرف نہایت بے کسی اور مایوسی کی حالت میں آنسو بھر کر درد بھرے دل سے اپنے مسیح موعود سے یوں کہتا تھا:

ترے بیمار فرقت کو اجل یسین سناتی ہے
مسیحا لے خبر مرنے کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

مگر وہاں کیا تھا۔ خود ہی اپنے کذبات اور مزخرفات کی بدولت مقہور اور مقید ہیں۔ جائے دم زدن نہیں بالآخر مرزائی وفد نے یوں ہی تڑپ تڑپ کر جان دی اور تمام مجمع نعرہ اللہ اکبر لگا کر رخصت ہوا۔ ہم لوگ نہایت کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۷، ۸)

چیلنج مباہلہ

میں نے مرزائیوں کو مباہلہ کے واسطے چیلنج دیا تھا ان کے مالیرکوٹلہ والے چیلنج کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ جس جگہ چاہو اور جن شرائط کے چاہو مرزا کے متعلق مباہلہ کرلو۔صرف پانچ صد روپیہ بعداز دعا دینا ہوگا جو کہ خلافت فنڈ میں دیا جائے گا۔ مولوی غلام رسول آف راجیکی نے جواب دیا کہ ہمارے خلیفہ صاحب کو لکھو ہم علیحدہ علیحدہ مباہلہ نہیں کرتے اور یہ بھی لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو لکھو کہ تمہیں اپنے ساتھ شامل کرلے وغیرہ وغیرہ۔غرضیکہ راہ گریز اختیار کی۔

آپ براہ مہربانی اپنے اخبار گہربار میں میری طرف سے چیلنج مباہلہ کے متعلق چھاپ دیں یا کم سے کم اس واقعہ کا ذکر کردیں

فقط والسلام ،مولوی عزیز الرحمٰن خان بی اے از لاہور لکڑ منڈی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے ساری عمر میں ایک ہی دفعہ مباہلہ مولوی عبدالحق غزنوی مرحوم سے کیا تھا جس میں وہ بے چارے نامراد رہے اور اپنے مدمقابل کے سامنے دنیا سے سدھارے، اور وہ ان کے بعد عرصہ تک زندہ رہا۔اس لئے مرزائی آپ کو مباہلہ کرنے سے ٹلا دیں تو آپ بھی ان کو معذور جانیں۔

کیا ضرورت ہے کہ آپ ، بدرا بدر باید رسانید، پر عمل کریں۔بھلا کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ ایک گریجوایٹ تعلیم یافتہ نوجوان آپ سے مباہلہ طلب کرتا ہے، تو آپ اس کو دوسروں سے شریک ہونے کو کہتے ہیں۔کیا مولوی عبدالحق غزنوی اکیلے کے ساتھ آپ کے پیرومرشد مرزا صاحب قادیانی نے مباہلہ نہ کیا تھا؟ پھر آپ کیوں کسی اکیلے کے ساتھ نہیں کرتے۔

کنجے گرفت وترس خدارا بہانہ ساخت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ص ۸)

دیو بند میں مرزائی

کسی استاد کی رباعی ہے

محفل رنداں میں واعظ جو کبھی آئے گئے
خو سے لاچار تھے کچھ وعظ بھی فرمائے گئے
آخرش اس طرح سے وہ واں سے نکلوائے گئے
پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

اسی طرح مرزائی وفد کو جوش تبلیغ ہوا تو انہوں نے (شاید جلسہ قادیان کا بدلہ لینے کے لئے) دیو بند میں قصد کیا۔ سب سے پہلے ریل سے اترتے ہی قلیوں اور یکہ والوں نے مرزا صاحب کی پیش گوئی کی تصدیق کی جو حضرت ممدوح نے فرمایا ہے:

انّی مهین من اراد اهانتك

(اے مرزا جو تمہیں ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا میں (خدا) اسے ذلیل کرونگا)

نہ کسی نے ان کا اسباب اٹھایا، نہ کسی یکے والے نے سوار کیا۔ شہر میں گئے تو ایک مرزائی کی کوشش سے ایک مکان میں رہے۔ الفضل شاکی ہے کہ علماء دیو بند نے جو شر من تحت ادیم السماء ہیں، اپنی شرارت کا ثبوت دیا کہ ہمارے دروازہ پر ایک گدھا بھیج دیا کہ اسپر سوار ہو جاؤ۔ نہ وعظ میں کسی کو آنے دیا۔ وغیرہ

وفد مبلغین کی اس قدر ہتک میں ہم کو ہمدردی ہے ہمارا خیال ہے کہ علماء دیو بند نے تو گدھا نہیں بھیجا ہوگا، ان کو کیا دردسری۔ البتہ کسی شہری نے سنا ہوگا کہ مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو جو الہام ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں انگریزی ولایت میں گیا ہوں اور سفید سفید چڑیاں میں نے شکار کی ہیں۔ مرزا صاحب کے مرید ولایت میں جا کر جو تبلیغ کر کے انگریزوں کو اپنا بنا رہے ہیں یہی مطلب ہے مرزا صاحب کے خواب کا یعنی مریدین کا کام درحقیقت پیر کا ہوتا ہے اس واقعہ سے کسی سمجھ دار کو غلط فہمی ہوئی کہ حضرت عیسیٰ جو گدھے کی سواری کیا کرتے تھے جس کی بابت مشہور ہے:

خر عیسی اگر بمکہ رود۔ چوں بتائد ہنوز خر باشد

اس لئے عیسی زمان مرزا صاحب قادیان کے مرید بھی شاید گدھے کی سواری پسند کرتے ہوں پس بطور تواضع ایسا کیا ہوگا۔ ایسا کرنے میں اہل دیوبند سے کچھ غلطی ہوئی ہے تو اجتہادی اور فہم کی غلطی کی ہے شائد کسی بدنیتی سے نہیں لہذا قابل معافی ہے۔ باوجود اس کے ہم کو قادیانی وفد کی ہتک میں ہمدردی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۴)

امرتسر میں تین لکیریں۔۱

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس ہفتے امرتسر میں ایک تاریخی واقعہ ہوا۔ بتاریخ ۲۹۔ اگست ۱۹۲۱ء، عصر مغرب کے درمیان ایک احمدی جنٹل میں وجیہ صورت گوری چٹی شکل جماعت احمدیہ میں کسی اچھے عہدے کے افسر شیخ خیرالدین مرحوم کی جامع مسجد میں آ نکلے۔ دیکھتے ہی ایک طالب علم نے دست بوسی نہیں بلکہ بازو گیری کر کے نہایت ترش لہجے میں کہا، تم یہاں کیوں آئے ہو؟ احمدی مذکور نے بڑی نرمی اور منت سے کہا میں نماز پڑھنے آیا ہوں۔ طالب علم مذکور نے جلسہ قادیان میں ان کی زیارت کی ہوئی تھی، کہا، کیا تم کو معلوم نہیں کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہے؟ تم مرزائیوں کا یہاں کیا کام؟ احمدی جنٹل مین نے خوف اور رعب سے کانپتے ہوئے کہا، پھر آپ کیا کتے ہیں؟ اجڈ طالب بولا ہم چاہتے ہیں کہ تم ناک سے تین لکیریں زمین پر نکالو تو چھوٹو گے۔ احمدی جنٹل مین نے نہایت شرافت سے پوچھا کہ منہ کدھر کو کروں۔ طالب علم نے کہا جنوب کو۔ چنانچہ جوتوں کی منڈیر پر ناک سے تین لکیریں نکلوا کو جنٹل مین کو چھوڑ دیا

اب اس واقعہ پر شہر میں مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ عام رائے میں کہا جاتا ہے کہ جنٹل مین مذکور نے کمال درجہ بزدلی دکھائی پٹتے مر جاتے مگر یہ ذلت گوارا نہ کرتے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ الزام کچھ بے جا ہے۔ احمدی جنٹل مین نے اپنی کمال شرافت کا ثبوت دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ امرت سر میں ہال بازار ایسی جگہ ہے

جہاں حضرت مرزا صاحب کی بھی خاطر ہوئی تھی جس کو وہ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مرتے دم تک نہیں بھولے۔ ان سے بعد ان کے صاحبزادہ میاں محمود سے بھی سنت آبائی ادا ہوئی کہ لیکچر دیتے ہوئے مولوی عطاء اللہ (شاہ بخاری) نے روک دیا اور سخت مقابلہ کیا۔ ان واقعات کا نقش جنٹل مین مذکور کے دل میں ہوگا۔ پھر کیوں کہا جائے کہ انہوں نے بزدلی کی بلکہ وقت شناسی سے کام لیا جو ابن الوقت کا فرض ہے۔

ہاں اس بزدلی نے ایک بڑی مثال قائم کر دی اس واقعہ سے تیسرے روز ایک اور مرزائی آ نکلا تو اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا حالانکہ مرزا صاحب کا الہام ہے

لا نبقى لك من المخزيات ذكراً

اے مرزا ہم (خدا) کوئی واقعہ تیری بے عزتی کا نہ چھوڑیں گے

احمدی دوستو! یہ واقعہ اس الہام کے خلاف تو نہیں

نوٹ۔ یہ احمدی کون تھے اس کا جواب ہمارے سہ صدی دوست منشی قاسم علی صاحب دیں کہ یہ جنٹل مین مذکور وہی تھے یا کوئی اور۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۴۔۵)

مرزا جی کی بروزیت یا تہافت ۔۲

(بقیہ از شمارہ ۔۱۹۔۲۶۔ اگست)

(اس مضمون میں قابل نامہ نگار نے مرزا صاحب کے اختلافات دکھائے ہیں جن میں سے بعض پرچہ مذکور میں درج ہو چکے ہیں اور بعض درج ذیل ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

۶۔ گرونانک صاحب کے چولہ کی بابت صفحہ ۷ ست بچن پر لکھتے ہیں:

درحقیقت وہی آسمانی چولہ قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ازلی ہادی کے فضل سے ان کو ملا تھا،

اور فرماتے ہیں:

ہوا غیب سے ایک چولہ عیاں۔ خدا کا کام اس پہ تھا بے گماں (ص ۴۳ درثمین)

لیکن صفحہ ۴۰۷ نزول المسیح پر یوں رقم طراز ہیں:

اسلام میں چولہ رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا تھا۔

اور صفحہ ۴۰۶ پر یوں لکھتے ہیں:

باوا صاحب کا اپنے چولہ پر یہ لکھنا کہ اسلام کے بغیر کسی جگہ نجات نہیں، اگر سکھ لوگ اسی ایک فقرہ پر توجہ کرتے تو وہ مدت سے وہی پاک رنگ اختیار کر لیتے۔

۷۔ پادری آتھم کی بابت حاشیہ صفحہ ۱۹، استفتا پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

پادریوں نے یہ تدبیریں بھی کیں کہ کسی طرح آتھم نالش کر کے عدالت کے ذریعہ سے مجھ کو سزا دلائے لیکن چونکہ آتھم درحقیقت حق کے رعب سے مرچکا تھا اسلئے اس نے اس طرف رخ نہ کیا۔

اور صفحہ ۱۶۴۔ نزول المسیح پر مرزا صاحب یوں رقم طراز ہیں:

چنانچہ میں نے آتھم سے ایک دستخطی تحریر بھی اس غرض سے لے لی تھی تا وہ پیش گوئی کے وقت تمام عیسائیوں کی طرح میری آزار دہی کے لئے کسی عدالت کی طرف نہ دوڑے۔ (نہ معلوم اس اقرار نامہ میں کیا کیا لکھوالیا ہوگا)

۸۔ طاعون کی بابت مرزا قادیانی لکھتے ہیں

حمامۃ البشری میں میں نے لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

صفحہ ۲۲۳ حقیقت الوحی اور صفحہ ۱۸۶، ایام الصلح پر لکھتے ہیں:

ہمارہ در نماز پنجگانہ دعاے کنیم حق تعالی شانہ این بلا از سر مردم رفع کند

(اسکا جواب تو آسان ہے مرزا جی نے ابتداء میں طاعون کی درخواست کی کہ میرے مخالفوں پر آئے لیکن جب بحکم لا یحیق المکر السیء الا با ھلہ مریدوں کو بھی ہڑپ کرنے لگا تو پھر اس کے دفعیہ کے لئے بھی دعا کی۔ آپ جیسے معترض مانیں نہ مانیں، ابن الوقتی کے اصول سے تو بالکل موافق ہے۔ اڈیٹر)

۹۔ دافع البلاء صفحہ ۱۵ پر حضرت عیسی کی بابت مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح

دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جسکے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

لیکن صفحہ ۳۸، ازالہ اوہام میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

اور اگر یہ کہا جاوے کہ وہ اسلئے اس تنزل کی حالت میں بھیجے جاویں گے کہ بعض لوگوں نے انہیں ناحق خدا بنایا تھا تو یہ ان کا قصور نہیں لاتزر وازرۃ وزر اخری۔ ماسوا اس کے ..قرآن شریف حضرت مسیح کی طرف سے یہ عذر پیش کرتا ہے کہ عیسائیوں نے جو انہیں اپنے زعم میں خدا بنا دیا تو اس سے مسیح پر کوئی الزام نہیں کیونکہ وہ اس ضلالت کے زمانہ سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔

۱۰۔ برکات الدعا طبع ۱۳۱۰ھ صفحہ ۲۳ پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور یہ بات کہ گووہ قادر ہے مگر کرنا نہیں چاہتا یہ عجیب بے ہودہ الزام ہے جب کہ اس کی صفات میں کل یوم ھو فی شان بھی داخل ہے اور ایسے تصرفات کہ پانی سے برودت دور کرے یا آگ سے خاصیت احراق زائل کر دیوے اس کی صفات کاملہ اور واعید صادقہ کے منافی نہیں ہیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۵ پر ہے:

اللہ جل شانہ قادر ہے کہ آگ سے پانی کا کام لیوے یا پانی سے آگ کا۔

اور صفحہ ۴۴ توضیح مرام پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

سب ذرات اپنے رب کریم کی آواز سنتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا گیا ہو۔

اور صفحہ ۲۲ کشتی نوح پر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

تمہیں چاہیے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔

لیکن صفحہ ۲۰، ازالہ اوہام پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اسبات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر ثابت ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔

ناظرین! اہلحدیث مورخہ ۱۹۔ ۲۶۔ اگست بھی سامنے رکھ کرغور فرماویں کہ:

۱۔ حضرت عیسیٰ کے دم سے کفار کا ہلاک ہونا جو حدیث شریف میں آیا ہے وہ غلط ہے اور خود مسیح بننے کے لئے فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دلیلوں اور حجتوں سے قائل کرنا ہے، جو مذہبی معاملہ مے ناممکن نہیں تو اس سے درجہ دوم پر ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازی راز دارِ دین بدے

لیکن مولوی احمد حسن صاحب کو لکھتے ہیں کہ میرا طاعونی دم امروہہ تک بھی پہنچے گا

۲۔ عیسائیوں پر ایک بالکل بے وقعت اور صرف جہلاء کو خوش کرنے والا اعتراض جڑ دیا کہ چونکہ روح القدس حضرت عیسیٰ پر کبوتر جیسے کمزور جانور کی شکل میں ظاہر ہوا، اس لئے اس مذہب پر شیطان کا تسلط ہو گیا، لیکن مریدوں کو ہدایت ہے کہ تم کبوتر بنو۔

۳۔ بدیہی نشان دیکھنے کے بعد جو ایمان لایا جاوے اسے ایمان نہیں کہہ سکتے، لیکن آنحضرت ﷺ نے اسلام نشانوں کے ذریعہ پھیلایا۔

۴۔ ملکہ معظّمہ کو لکھتے ہیں کہ آپ کے مسیح کے ہاتھ سے لوگوں نے ہمیشہ زندگی اور سچی نجات حاصل کی۔ ہمیں کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے (خواہ وہ کوئی بھی تھے) مر گئے لیکن میرے ہاتھ کا جام پینے والے ہمیشہ زندہ رہیں گے

۵۔ تفرقہ پسند کرنے والوں کو لعنتی کہتے ہیں لیکن اسی زبان سے مریدوں کو ہدایت ہے کہ متردد مسلمانوں کے پیچھے بھی نماز پڑھنی قطعی حرام ہے۔ یعنی ایسے مسلمان کے پیچھے جو مرزا جی کی نسبت ابھی تردد میں ہے۔ نہ اس نے ابھی ان کو قبول کیا اور نہ انکار کیا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ تفرقہ پسند کرنے والا لعنتی کس کو کہتے ہیں۔

۶۔ گرونانک صاحب کا چولہ پہلے قدرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا آسمان سے اترتا ہے، پھر مرشد کا عطیہ قرار دیا جاتا ہے اور آخر میں گرو صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا۔ یہ حال ہے حکم عدل صاحب کے حافظہ اور ایمان کا۔

۷۔ پادری آتھم صاحب سے عدالت میں نہ جانے کا اقرار نامہ بھی لکھوا لیتے ہیں اور پھر اس کے عدالت میں نہ جانے کو اپنا معجزہ بھی قرار دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ مر چکا،

۸۔ مسلمان آنحضرت ﷺ کے فرمودہ کے مطابق اگر عقیدہ رکھیں کہ امام مہدی قرب قیامت تشریف لاکر گمراہوں کو ہدایت بخشیں گے منکروں اور مفسدوں کے ساتھ جنگ کریں گے تو ایسے مہدی کا نام مرزا جی خونی مہدی رکھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ تک اس کی زد پہنچنے سے حیا نہیں کرتے اور تفرقہ پسند لوگوں پر لعنت بھیجنے والے امن کے شہزادے صاحب گورنمنٹ کو لکھتے ہیں کہ مسلمان باغی ہیں اور خونی مہدی کے منتظر ہیں ۔لیکن جس طاعون نے خدا کے لاکھوں بندوں کو بلالحاظ نیک وبد پیرو جوان مرد وزن مسلم غیر مسلم مرزائی غیر مرزائی معصوم غیر معصوم موت کے گھاٹ اتار دیا اس کو آپ اپنے مستجاب الدعوات ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ، اور ان بندگان خدا کی ہلاکت کی علت اپنی ذات شریف کو قرار دیتے ہیں کہ طاعون میری دعا سے آیا اور طرفہ یہ کہ پچیس سو روپیہ مریدوں سے وصول کر کے طاعون کے علاج کی دکان کھول بیٹھتے ہیں اور یہ سمجھ کر کہ آخر طاعون کب تک رہے گا سال دو سال چار سال کے بعد اس کو رفع ہو جانا چاہیے لوگوں کو کہتے ہیں کہ میں پانچ وقت نماز کے بعد دعا کرتا ہوں کہ یہ بلا لوگوں کے سر سے رفع ہو جائے مدعا یہ تھا کہ ان پڑھ ہی نہیں بلکہ لکھے پڑھے جاہل باور کر لیں کہ طاعون آپ کی ہی دعا سے پڑا اور آپ کی دعا سے ہی رفع ہوا مگر پچھلی کاروائی نے پہلے دعوی کی قلعی بھی کھول دی یعنی ثابت کر دیا کہ جس کام کے واسطے مستجاب الدعواۃ ہونے کے مدعی صاحب نے سترہ ہزار نو سو پندرہ دفعہ دعا مانگی (تاریخ طبع ایام الصلح اگست ۱۸۹۸ء، تاریخ وفات مستجاب الدعوات صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء، ۳۵۸۳ دن رات کی نمازیں) اور مانگتے مانگتے قبر میں تشریف لے گئے یا یوں کہو کہ اپنے الہام کرنے والے اور دعائیں قبول کرنے والے کی گود میں جا بیٹھے اور اس پر تیرہ سال اور بھی گذر گئے لیکن طاعون اتک رفع نہیں ہوا حالانکہ بعث اول میں جب عرب میں ہوا آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالی نے لکھ رکھا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اب اس سے بڑھ کر جہالت اردیوانگی کیا ہوگی کہ ہم یہ باور کریں کہ طاعون مرزا جی کی دعا سے آیا۔ کیا اس میں کچھ شک ہے کہ طاعون نے اس پینتھ کے ساتھ ساتھ ترقی کی اور اب اسی کے ساتھ ساتھ تنزل پر ہے۔

۹۔ دافع البلاء میں تو حضرت عیسی کی کونچیں کاٹنے کو مرزا جی ان کو اس قدر فتنہ انگیز یا

باعث فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ان کے دوبارہ دنیا میں لانے کی خدا میں سکت (طاقت) ہی نہیں رہی مرزا جی کو پرواہ نہیں کہ اس طرف غور کریں کہ مفسد جو دنیا میں آتے ہیں خدا ہی ان کو لاتا ہے یا خدا کی لاعلمی میں اس سے چھپ کر خود بخود چلے آتے ہیں لیکن ازالہ اوہام میں اپنا ایک دوسرا مطلب سدھ کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ بالکل بے قصور تھے اور خدا ایک کے قصور میں دوسرے کو نہیں پکڑتا۔

۱۰۔ خدا قادر مطلق ہے ہر وقت ایک نئے رنگ میں ہے یعنی یہ نہیں کہ جو پہلے نہیں کیا وہ بعد میں نہ کرے۔ ہر ایک ذرہ پر اسکا تصرف ہے فلسفیوں کی پیروی نہیں کرنی چاہیے خدا آگ سے پانی کا کام اور پانی سے آگ کا کام لے سکتا ہے مگر جونہی حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا سوال آتا ہے مرزا جی اپنے ان سب اقوال سے رجوع کرتے ہیں اگر کوئی مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی کلام میں ایسا تناقض یا تخالف ثابت کر دیں گے تو ہم مان لیں گے کہ مرزا جی کا وجود درمیان نہ تھا بلکہ آنحضرت ﷺ ہی خاکم بدہن غلام مرتضیٰ کے گھر پیدا ہوئے تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۵۔۷)

نبی بننے والوں پر مرزا صاحب کا احسان

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

چودھویں صدی ہجری میں بہت سے لیڈران قوم کے کارنامے دنیا نے دیکھے لیکن جو کارنامے مرزا غلام احمد قادیانی نے دکھائے ان کی نظیر اوروں میں ہم نہیں پاتے مثلاً ایک تو انہوں نے نبی بننے کا رستہ بالکل سیدھا اور صاف کر دیا۔ فرماتے ہیں

۱: ہمارے صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۸۸)

۲۔ توریت اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئی قرار دیا ہے (بہت خوب! لیکن یہ بھی فرماتے ہیں)

پیش گوئیوں پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے (نزول المسیح۔ص ۴۰)

۳۔اجتہادی غلطیاں انبیاء سے بھی ہو جاتی ہیں (ازالہ اوہام۔ص۴)

یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محدثوں کی تمام پیش گوئیاں عوام کی نظر میں صفائی کے ساتھ پوری ہوتی رہیں بالکل جھوٹ ہے (کتاب البریہ۔ص۲۲)

پیش گوئیوں کے اوقات معینہ قطعی الدلات نہیں ہوتے بسا اوقات ان میں ایسے استعارات بھی ہوتے ہیں کہ دن بیان کئے جاتے ہیں اور ان سے برس مراد لئے جاتے ہیں (ازالہ اوہام۔ص۲۳۴)

وعید کی پیش گوئیوں کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں (حقیقۃ الوحی، ص۳۸۹)

سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد و لا یوفی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اسکا ایفاء نہیں ہوتا (حاشیہ۔ص۱۷۷)

لیکن اگر خدانخواستہ (مرزا جی اپنے اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۳۰ستمبر ۱۸۹۷ء کے ص ا پر جس ڈپٹی کمشنر (ڈگلس) کی نسبت بے دار مغز محنت کش منصف مزاج حق پسند خدا ترس پاک ضمیر لکھتے ہیں وہی ڈپٹی کمشنر اپنے فیصلہ میں لکھتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ یہ پیش گوئیاں ڈیلفک Delphic....الہاموں کی طرح دو پہلو رکھتی ہیں اور اسی میں فائدہ ہے کہ وہ ایسی ہوں مرزا صاحب کچھ بیان کرتے ہیں اور ڈاکٹر کلارک کچھ۔ دیکھو کتاب البریہ ص ۲۶۰) نبی کے منہ سے کوئی پیش گوئی ایسے صاف صاف الفاظ میں اور تحدی کے ساتھ نکل جاوے جو مذکورہ تاویلات کے نیچے نہ آسکے اور مخالفین قہقہہ لگانے سے باز نہ آویں تو ان کو خاموش کرنے کی مرزا جی نے یہ ترکیب بتائی:

گرونانک صاحب نیوگ والوں کو سخت بے حیا اور دیوث اور ناپاک سمجھتے تھے (ست بچن۔ص۴)

ان بے غیرتوں اور دیوثوں کو۔ (سرمہ چشم آریہ۔ص۱۹۹)

اب سوچنا چاہیے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے۔(حقیقۃ الوحی ص۲۱۳)

عمادالدین مرتد نصرانی چہ براز ہا خوردہ و چہ نجاست ہا فرو بردہ (ایام الصلح ص ۹۲)

ملا یانِ خبیث طینت خنزیر سرشت (ایام صلح۔ص۱۳۴)

جھوٹوں اور بے ایمانوں اور بدزبانوں اور بخیلوں اور متعصبوں کی گردن کا ہار کر رکھا ہے (سرمہ چشم آریہ۔ص ۱۹۵)

اور اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی کہ کوئی نجاست خور جانوران کا مقابلہ نہیں کر سکے گا (نزول المسیح ص ۸)

یہ کس قدر خیانت اور بے ایمانی ہے (نزول المسیح۔ص ۱۱)

یہ صرف گو کھانا ہے اے جاہل بے حیا۔ (ص ۶۳۔نزول المسیح)

اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی (ص ۷۰۔نزول المسیح)

اس عیسائی قوم میں سخت بدذات اور شریر پیدا ہوتے ہیں۔ (انجام آتھم ص ۹)

یہ لوگ جو پادریانہ مشرب رکھتے ہیں اکثر وہ جھوٹ کے پتلے اور نجاست خوری کے کیڑے ہیں (ص ۱۷۔انجام آتھم)

اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے (انجام آتھم ص ۲۱)

اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے (انجام آتھم۔ص ۳۲)

یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا (انجام آتھم۔ص ۴۳)

چند کمینہ اوباش جمع شدند (انجام آتھم ص ۲۷۴)

از لئیمان مرد کے بدکار را مے بینم کہ شیطان ملعون از نطفہ سفیہان ست (انجام آتھم۔ص ۲۸۱)

مگر شاید بعد بدذات موںہہ سے اقرار نہ کریں (ص ۶ ضمیمہ انجام آتھم)

بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں...

اے مردار خور مولویو، اور گندی روحو! ..وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی (ص ۲۱، ضمیمہ انجام آتھم)

مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی (ص ۲۲ ضمیمہ انجام آتھم)

ابھی ایک پلید ذریت شیطان فتح مسیح نام (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۴)

سو چاہیے تھا کہ یہ ہمارے نادان مخالف پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ

کرتے ... کیا اس دن (یعنی جس دن محمدی بیگم کا خاوند فوت ہو کر محمدی بیگم مرزا جی کے حرم سرا میں داخل ہو جاوے گی) یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے کیا اس دن ... سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے نہائے صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

اب جائے غور ہے کہ جب سچے نبی ہونے کا ثبوت اس کی پیش گوئیوں کا پورا ہونا ہے اور اس قاعدہ کے لئے اس قدر مستثنیات ہیں کہ کبھی ان پر استعارات کا رنگ غالب ہوتا ہے جیسے قادیان کے لفظ کی جگہ دمشق کا لفظ استعمال ہونا، کبھی دنوں سے سال مراد ہونا، جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب مرحوم ومغفور کی موت مرزا کے ہاتھوں مقدر تھی مگر وہ مرزا جی کو مار کر بھی ۱۲ سال بعد فوت ہوئے کبھی ان کے سمجھنے میں اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے جیسے شا تا ن تذ بحا ن سے مراد عبداللطیف تھا لیکن نبی صاحب نے مرزا احمد بیگ اور ان کا داماد سمجھا۔ کبھی عذاب کی پیش گوئی بوجہ ڈر جانے کے پوری نہیں ہوتی جیسے مرزا سلطان محمد مرزا جی سے مارے خوف کے اب تک زندہ ہے اور مرزا صاحب ۱۲ سال ہوئے فوت ہو چکے۔ کبھی بصیرت والوں کی نظر میں پوری ہو جاتی ہے اور عوام کی نظر میں پوری نہیں ہوتی جیسے نکاح آسمانی حکیم نورالدین کی نظر میں ہو گیا لیکن مولوی محمد علی لاہوری کی نظر میں نہیں۔ کبھی خدا وعدہ خلافی بھی کر جاتا ہے جیسے بشیر موعود (عنموائیل) کے پیدا ہونے کے ہم آج تک بے فائدہ منتظر رہے اور پھر ان سب مستثنیات کے ساتھ گالیاں بھی منکر کیلئے سیل رواں کی طرح موجود ہوں تو کس سے ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کی نبوت سے انکار کرے اور حماقت ہو گی اگر اس کو مرزا جی پر ختم کیا جاوے کیونکہ خلافت اور امیری سے اس قحط سالی میں کیا بنتا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء۔ص ۷۔۸)

قادیانی امت کی حدیث دانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

سچ تو یہ ہے کہ باپ کا جسمانی اثر بیٹے میں اور مرشد کا روحانی اثر مرید میں کم وبیش ضرور ہوتا ہے مرزا صاحب قادیانی ماشاء اللہ حدیث سے کورے اور ایسے بے خبر تھے کہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مشکوۃ بھی نہیں پڑھی ہوگی مثال کے لئے کافی ہے کہ آپ ایک مشہور حدیث کو یوں لکھتے ہیں:

ما زنی زان و هو مومن و ما سرق سارق و هو مومن

حالانکہ یہ حدیث مشکوۃ کے شروع میں موجود ہے جس کے الفاظ بزبان طلباء مشہور ہیں

لا یزنی الزانی حین یزنی و هو مومن

اسلئے ان کی امت بھی اس فن میں محض یتیم ہو تو تعجب نہیں۔ کسی پنجابی فلاسفر کا قول ہے: گروجنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ

آج ہم قادیانی امت کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کی حدیث دانی کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

مرزا صاحب آنجہانی نے کئی دفعہ لکھا ہے کہ حضرت عیسی کے نزول والی حدیث کے کسی طریق میں من السماء (آسمان) کا لفظ موجود نہیں یعنی حضرت عیسی کے آسمان سے اترنے کا مذکور کسی حدیث میں نہیں ملتا چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے اصلی الفاظ یہ ہے:

و العجب من القوم انهم یفهمون من نزول عیسی نزوله من السماء و یزیدون لفظ السماء من عندهم و لا تجد اثراً منه فی حدیث (حمامة البشری۔ ص۱۸)

مباحثہ مالیرکوٹلہ میں میں نے یہ مرزائی انکار ذکر کر کے کہا کہ امام بیہقی نے اپنی کتاب الاسماء والصفات میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ مع سند یوں ہیں

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال انا ابو بکر بن اسحاق

قال انا ا حمد بن ابراهیم قا ل ثنا ابن بکیر قا ل حد ثنی اللیث عن یو نس عن ابن شها ب عن نا فع مو لی ابی قتاده الانصاری قا ل ان اباهریره قا ل قا ل رسو ل الله ﷺ کیف انتم اذا نز ل ابن مر یم من السماء و اما مکم منکم۔

(ص۳۰۱) (یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں گے)۔

اس روایت میں صاف لفظ آسمان سے اترنے کا ہے۔مباحثہ مالیرکوٹلہ میں میں نے یہ حدیث پیش کی تو چونکہ یہ صریح تردید تھی مرزائی عقاید کی اور بیخ کن تھی مرزائی علم لدنی کی، اس لئے مرزائی مناظروں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ اس کی روایت کے ساتھ ہی یوں الفاظ ہیں

رواه البخاری فی ا لصحیح عن یحی بن بکیر و ا خر جه مسلم من و جه آ خر عن یو نس

یعنی (بقول ان کے) امام بیہقی اس روایت کو امام بخاری اور مسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہم بخاری و مسلم کو دیکھیں، جب ہم ان کو دیکھتے ہیں تو ان میں یہ لفظ (من السماء) نہیں ملتا، تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکایت غلط ہے۔

پھر اسی مضمون کو انہوں نے اخبار الفضل میں بھی درج کیا اور بڑے زور سے اہل حدیث کو للکارا کہ جواب دے۔ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے پاس الفاظ نہیں جن سے ہم ان حوار یان مسیح کی حدیث دانی پر افسوس کریں۔ اصطلا ح محدثین سے اتنی بے خبری ہے جتنی اعلیٰ حضرت (بڑے حضرت) قادیانی کو حضرت مسیح کی قبر سے تھی کبھی گلیل میں لکھتے تو کبھی کشمیر میں بتاتے۔

سنئے صاحب! ہمیں بخل آتا ہے کہ بغیر اقرار کرائے شاگردی کے تم کو فن حدیث پر خبر دار کریں مگر خیال آتا ہے کہ بہت سے بے خبر لوگ تمہاری خود غرضی کا شکار ہوئے ہوں گے شائد ان کو تمہاری اور تمہارے مسیح موعود کی ہمارے جواب سے حقیقت معلوم ہو جائے۔پس سنئے! کتب حدیث دو قسم ہیں ایک قسم مسند ہے دوسری مخرج۔ مسند اس کو کہتے ہیں جس میں مصنف اپنی سند سے حدیث بیان کرے جیسے بخاری مسلم ترمذی وغیرہ

۔ ان کتابوں کے مصنف ہر حدیث کو اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کسی دوسری کتاب سے نقل نہیں کرتے ۔ دوسری قسم مخرج میں مسند کتابوں سے روایات نقل کر کے اصل کتاب کا نام ذکر کیا جاتا ہے جیسے مشکوۃ بلوغ المرام منتقی الاخبار وغیرہ

کتاب الاسماء و الصفات قسم اول یعنی مسند ہے مخرج نہیں ۔ اس میں جو روایت اس کی اصل سند سے ہو اس کی تلاش دوسری کتاب مین کرنے والا درحقیقت یا تو اصطلاح حدیث سے بے خبر ہے یا اپنی غرض سے دفع الوقتی کرتا ہے ۔ اہل علم جانتے ہیں کہ امام بیہقی نے جو اپنی مکمل سند سے پہلی روایت بیان کی ہے وہ بالکل مستقل ہے اس کو وہ بخاری مسلم کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ بخاری اور مسلم کا نام لینے سے اس کی غرض اپنی سند کو قوت دینا ہے یعنی بقاعدہ محدثین جس راوی سے دو شاگرد حدیث بیان کریں وہ بہ نسبت ایک کے قوی ہو جاتی ہے اس لئے بیہقی نے بتایا ہے کہ اس سند میں یونس سے مسلم اور سند سے روایت کیا ہے اور بخاری نے یحی سے (جس کو بیہقی کی سند میں ابن بکیر کہا گیا) روایت کیا ہے ۔ یہ تو ہے تقویت سند، باقی رہے الفاظ موجودہ بیہقی اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کے قدرے مختلف ہیں، یعنی بیہقی کی سند سے من السماء کا لفظ آیا ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں نہیں آیا، اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بیہقی کی روایت مذکورہ موقوف ہے بخاری مسلم پر فن حدیث سے ناواقفی کا ثبوت دینا نہیں بلکہ اقرار کرنا ہے

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

لاہوری پارٹی:

گو ان میں باہمی خیالات کا فرق ہے مگر جہاں تک مسیح قادیانی سے تعلق ہے دونوں (قادیانی اور لاہوری) ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں ۔

گذشتہ ایام میں اہل حدیث میں کذبات مرزا کا سلسلہ جاری ہوا تھا اسی سلسلہ میں یہ ذکر بھی آگیا تھا کہ یہ روایت جو بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عیسی ایک سو بیس برس زندہ رہے اس حدیث کی سند آج تک ظاہر نہیں ہوئی یہ تو محدثین کا مسلّمہ اصول ہے کہ جس

حدیث کی سند ہی معلوم نہ ہو اس کو دلیل میں پیش کرنا کسی طرح صحیح نہیں ۔ اس کے جواب میں لاہوری پارٹی کا آرگن پیغام صلح لکھتا ہے اور کیا ہی معقول لکھتا ہے۔

مولوی (ثناء اللہ) صاحب کا یہ عذر کہ اس کی سند آج تک ظاہر نہیں ہوئی یہ بھی صریح جھوٹ ہے اور اس میں آپ نے دیدہ دانستہ بطالت آرائی سے کام لیا ہے۔ حجج الکرامہ آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں موجود ہے اور اس میں آپ نے یہ حدیث پڑھی بھی ہے اس کتاب کا صفحہ ۴۲۸ نکال کر دیکھ لیجئے ۔ اس میں صاف لکھا ہوا موجود ہے

و اخبرنی ان عیسی ابن مریم عاش عشرین و مأة سنة ولا ارانی الّا ذاهباً علی رأس الستین و رجاله ثقات و له طرق

آنحضرت ﷺ نے صاف طور پر اس میں ۱۲۰ سال عمر حضرت عیسیٰ کی بتائی ہے اور اپنی کم وبیش (۶۰) سال ۔ اور اس کے بعد نواب صاحب لکھتے ہیں و رجاله ثقات و له طرق ۔ کہ اس کے راوی ثقہ ہیں اور یہی حدیث مختلف طرق سے روایت کی گئی ہے ۔ آہ اہل حدیث کہلا کر علم حدیث سے اس قدر بے خبری ہے کہ خود رجالہ ثقات کو آنکھوں سے پڑھتے ہیں اور اسکے بعد و له طرق بھی پڑھتے ہیں مگر کہتے یہ ہیں کہ آج تک اس کی سند ظاہر نہیں ہوئی ۔ جاؤ دیکھو طبرانی اور مستدرک حاکم کو کہ اس میں اس کی سند مذکور ہے اور اسی کی بنیاد پر نواب صدیق حسن خان صاحب

و رجاله ثقات و له طرق

بیان کرتے ہیں اگر اس کی کوئی سند نہیں تو رجالہ ثقات کس طرح ہو گئے ۔ اوت اس کے طرق جہاں سے آ گئے اور محققین محدثین کے نزدیک کسی حدیث کا مختلف طرق سے بیان ہونا ہی اس کی صحت اور ثقہ ہونے کی دلیل ہے اور جو بطور خبر واحد کے مزکور ہو وہ اسقدر معتبر نہیں ہوتی ۔

(۱۳۔ اپریل ص ۳ کالم ۲)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

ہم نے تو اس کو لڑکوں کی بات بلکہ دیوانوں کی بڑ سمجھا تھا مگر ۳۔ اگست کے

پیغام میں جب اس جواب پر فخر کیا گیا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان لوگوں کی حدیث دانی کا حال بھی پبلک پر ظاہر کیا جائے

اے جناب! اپنے محدث امروہی سے پوچھئے کہ سند کسے کہتے ہیں۔ سنئیے ہم ہی بتلائے دیتے ہیں، سند راویوں کے اس سلسلے کو کہتے ہیں جس میں ایک راوی

حد ثنا فلا ن کہتا ہے

تو دوسرا خبر نا فلان عن فلا ن بولتا ہے

یہاں تک کہ اس کا سلسلہ آنحضرت ﷺ تک منتہی ہو جاتا ہے۔ اسی سند کی فضیلت ظاہر کرنے کو مولانا ذوالفقار علی دیو بندی مرحوم نے فرمایا ہے:

العلم ما کان فیه قال حدثنا
و ما سوا ذاك وسواس الشیاطین

کیا آپ نے یا نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اس قسم کی کوئی سند بتائی ہے؟ ہم نے یہی لکھا کہ اس حدیث کی سند ظاہر نہیں ہوئی، تم نے کون سا تیر مارا، جو یہ لکھ دیا کہ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں ر جا له ثقا ت۔

ارے بندہ خدا! ہم انہی رجال کو روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں خدا معلوم ان لوگوں کو ایسے فن میں دخل دینے کی ضرورت کیا ہوتی ہے جسے نہ انہوں نے پڑھا۔ نہ ان کے مسیح موعود نے، نہ ان کے امیر نے۔ نہ ان کے خلیفہ ثانی نے (پڑھا ہے تو استاد کی سند دکھا دیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) ایسی بے خبری میں دخل دے کر، در معقولات کی مثال سچی ثابت کر رہے ہیں۔ کیا ہی ناز سے کہتے ہیں جاؤ طبرانی دیکھو، جاؤ مستدرک حاکم دیکھو، سبحان اللہ! کیا ہی ناز و نخرے ہیں۔ محل استدلال میں اس طرح ناز سے جاؤ جاؤ کہنا اپنے لڑکپن اور جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ او نادانو! استدلال تو تم کرو اور جاؤ ہم کو کہو۔ یہ کس علم کا اصول ہے۔ ہاں ہم کہہ سکتے ہیں جاؤ طبرانی لاؤ، جاؤ مستدرک حاکم لا کر دکھاؤ۔ ہمارا ایسا کہنا معقول ہے نہ کہ تمہارا۔

سنو! ہم تم کو سند کی ایک مثال بتاتے ہیں جس سے اصل میں بھی تمہاری تردید کافی ہوگی۔ انشاءاللہ

قا ل ابو بکر بن ابی الد نیا حد ثنا القاسم بن ھا شم حدثنا

صفوا ن بن صا لح حد ثنا روا دا ابن الجرا ح العسقلا نی حدثنا ا لاوزاعی عن ھارو ن بن ذبا ب عن انس قا ل قال رسو ل اللہ ﷺ ید خل اھل الجنۃ علی طو ل آ دم ستین ذراعاً بذراع الملک علی حسن یوسف و علی میلاد عیسی ثلاث و ثلا ثین ۔(تفسیر ابن کثیر مصری ۔ج ۹ص ۳۸۰)

اس عبارت میں ابو بکر سے لے کر انس تک سلسلہ روایت ہے اس سے آ گے الفا ظ حد یث ہیں یعنی انس کہتے ہیں رسو ل اللہ ﷺ نے فر مایا جنتی جنت میں ایسی حالت میں جا ئیں گے کہ قد ان کا آ دم کے برا بر ہو گا حسن ان کا یوسف جیسا ہو گا اور عمر حضرت عیسی جنتی یعنی ۳۳ سال ہو گی ۔

سنو! تمہارے ہی پیش کر دہ گواہ مو لا نا نواب صدیق حسن مرحوم کا بیان ہے ۔ ذرہ گوش ہوش سے سنئے ۔فر ما تے ہیں:

حضرت عیسی وقت رفع سی و سہ سالہ تھے جس طرح صحیح میں آ یا ہے ۔

تفسیر تر جمان القرآن زیر آیت ان من اھل ا لکتا ب ..)

بتاؤ تسلی ہو ئی یا نہیں ۔ یہی ہمارا مطلب ہے کہ تمہاری پیش کردہ روا یت تمہارے ہی گواہ نے متروک کر دی ۔

احمدی دوستو! سنو ۔محد ثین کا اصول ہے ادہار سے نقد بہتر ہے یعنی سند مجہول سے سند معلوم مقدم ہے ہم نے سند معلوم ابن کثیر سے تمہارے سا منے رکھ دی ہے جب تک تم کو سند مجہول نہ ملے بقاعدہ محد ثین اسی معلوم کو قبول کرو جب ملے گی تو پیش کر نا پھر مقا بلہ میں تنقید کی جاوے گی ۔ ہماری بات نہیں ما نتے تو مرزا صا حب کے آ سمانی فر شتہ مولوی محمد احسن امروہی سے محد ثین کا اصول در یافت کرو گو وہ عقاید و مذہب میں ہمارے مخا لف ہیں لیکن اتنا تو ہے کہ انہوں نے اکا بر اہل حد یث کی شا گردی میں زا نو ئے ادب تہ کئے ہو ئے ہیں آ ئندہ تمہارا اختیار:

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کارِ آسان کن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۔۳)

امرت سر میں تین لکیریں۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۱ء میں یہ واقعہ لکھا گیا ہے کہ ایک قادیانی بزرگ محنّی ریش کو امرتسر کی جامع مسجد ہال بازار میں ناک سے لکیریں نکلوائی گئیں اس واقعہ پر اخبار الحکم کا نامہ نگار مسلمانوں پر بہت خفا ہے کہ یہ ظالم فاسق بدمعاش ایسے اور ویسے ذریت کفار عرب ہیں یہ انہی کا طریق تھا جو مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز کے لئے گھسنے نہیں دیتے تھے۔

اس خفگی میں ہم بھی نامہ نگار کے شریک ہیں کہ واقعی نماز پڑھنے سے کسی کو روکنا جائز نہیں۔ مگر اس پارٹی کے ایک رکن نے اس کا ایک جواب ایسا دیا کہ ہم اس کے سامنے ساکت ہو گئے اس نے کہا کہ ہم جب قادیان میں مسلمانوں کے جلسہ پر گئے تھے تو ہم کو انہوں نے مسجد کلاں میں گھسنے نہیں دیا تھا اس لئے ہم نے اس آیت پر عمل کیا اخرجوهم من حيث اخرجوكم یعنی جہاں سے تم کو مخالفوں نے نکالا ہے تم اس سے ان کو نکال دو

انہوں نے ہم کو اپنی مسجد سے نکالا ہم ان کو اپنی مسجد سے نکالیں گے تلك بتلك۔

یہ تو ہوا ان دونوں فریقوں کا سوال و جواب مگر اہل حدیث کے سوال کا رخ ہی اور ہے۔ اہل حدیث کہتا ہے کہ ایسا بزدل شخص جس نے ایک معمولی مخالف کے خوف سے ایسی بزدلی دکھائی کہ نیچے جھک کر ناک سے تین لکیریں نکالیں، اس پر قادیانی حکومت میں کورٹ مارشل کیوں نہ قائم کیا جائے۔ آج اخباری دنیا میں ھسپانیہ کے جرنیل کا قصہ مشہور ہو رہا ہے کہ اس نے مع اپنے عملہ کے بڑی بزدلی دکھائی کہ خودکشی کر لی جو ایک بہادر سپاہی کے لئے لک کی سیاہی سے بدتر ہے۔ ہمارے نزدیک ایک مذہبی عہدہ دار اور پیشرو کے لئے اس سے زیادہ بزدلی نہیں ہو سکتی جو قادیانی معزز نے دکھائی ہے۔ کیا ہوتا وہ ایک دو گھونسے رسید ہو جاتے پگڑی یا ٹوپی اتر جاتی، دھکے دیئے جاتے، یہ سب فعل ایسے تھے کہ مخالفوں کے سر تھوپے جاتے۔ مگر یہ فعل کہ سربسجود

ہو کر لکیریں نکالیں، یہ تو بزدلی ہے آہ! یہ واقعہ اس لحاظ سے بہت ہی حیرت انگیز ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزاجی لکھتے ہیں:

من دخل فی جماعتی دخل فی صحابة خیر الوری ﷺ

(خطبہ الہامیہ) جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ آنحضرت ﷺ کے اصحاب میں داخل ہو گیا

آہ! اصحاب کی یہ حالت تھی کہ حضرت خبیب کو کفار مکہ نے پکڑا ہے کہ قتل کر دیں کچھ پروا نہیں اور کس دلیری سے یہ شعر پڑھے

لست ابالی حین اقتل مسلماً
علی ای شق کان فی الله مصرعی
و ذلك فی ذات ا لا له و ان یشاء
یبارك علی اوصال شلو ممزع

یعنی جب میں اللہ کے رستے میں مرتا ہوں تو مجھے کیا پرواہ ہے کہ قتل ہو کر کس کروٹ گروں خدا کی راہ میں جب گرتا ہوں تو کٹے ہوئے جوڑوں میں بھی برکت ڈال دے گا۔

پولیٹکل قیدی:

ان مقدس بزرگوں کی مثال تو بہت دور کی ہے آج کل بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ لوگ سخت سے سخت سزائیں برداشت کرتے ہیں مگر اپنی آن نہیں چھوڑتے کیا حال میں سید حبیب اڈیٹر سیاست، مولوی عطا اللہ، مسٹر اختر علی، راجہ غلام قادر وغیرہ کی دلیری نہیں سنی کہ کس طرح ان لوگوں نے جرأت دکھائی اور کیسی کیسی کٹھن سزائیں برداشت کیں مگر غیر اللہ کے آگے سر نہیں جھکایا۔ آہ! ایک یہ لوگ (آپ کی نگاہ میں) دنیادار ہیں اور ایک آپ مقدس حوار یان مسیح اور اسلام کا زندہ نمونہ اور اصحاب رسول میں داخل ہونے کے مدعی ہیں:

شیر قالین دگر است شیر نیستاں دگر ست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۳۔۴)

مجدد صاحب کا اندرونی معلم

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ ما علیہ کا دعویٰ تھا کہ علم و فضل اور کرامت میں کوئی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ یہ انہی کا شعر ہے:

بعلم و فضل و کرامت کسے بمن نرسد
کجاست آنکہ ز ارباب ادعا باشد

دیکھوان کے قیمتی موتیوں (درثمین) کا صفحہ ۱۳۹

اور صفحہ ۵۶ نزول المسیح پر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔

مرزا صاحب کی کرامت تو اشتہار: خدا سچے کا حامی ہو، نے کھول دی کہ آپ اسی موت مرے جس کو آپ نے ذلت کی اور آگے پیچھے لعنت لے کر جانے کی موت قرار دیا تھا یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے الہاموں کے مطابق اور اپنے الہاموں کے خلاف فوت ہوئے اور آپ کے علم و فضل پر لڑکے ہنس رہے ہیں۔

یہ کسکو معلوم نہیں میرا مطلب ہے کہ پڑھے لکھے آدمیوں سے پوشیدہ نہیں کہ غیر ممکن یا غلط العام ناممکن اس کو کہتے ہیں جس کا وجود ممتنع ہو جیسے خدا کا شریک غیر ممکن ہے لیکن مرزا جی نے اس اصطلاح کو جس طرح استعمال کر کے لڑکوں کو اپنے اوپر ہنسایا ہے۔ اس کی چند مثالیں یہ ہیں

۱۔ آنحضرت ﷺ کے وقت تکمیل اشاعت ہدایت غیر ممکن تھی۔ (تحفہ گولڑویہ طبع ۱۹۱۴ء ص ۱۶۴)

۲۔ میرے وقت میں بری اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۱۶۴) (علم غیب کے گھوڑے کے سوار کو کیا خبر کہ ایک تیسرا ہوائی مرکب بھی ایجاد ہوگا اور موٹریں اور لاریاں گھر گھر ریل کردیں گی)

ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ان الہامات کو خدا کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا کی طرف سے ہیں حالانکہ ان میں اس عاجز کا اس قدر اکرام کیا گیا ہے کہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں (اربعین اول۔ص ۸)

۴۔ ہم لندن کے بازاروں میں دین اسلام کی تائید کے لئے وہ وعظ کر سکتے ہیں جس کا خاص مکہ معظّمہ میں میسر آنا ہمارے لئے غیر ممکن ہے (ست بچن ص۱۵۳)

۵۔ میرے نزدیک تکبر سے پاک ہونے کا یہی عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر اور کوئی طریق مل سکے (ص ۲۰۔ تقریریں)

۶۔ جب کہ اس کو اور اس کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ہماری طرف سے اس قدر دکھ اور صدمہ پہنچ چکا تھا جس سے زیادہ دنیا میں پہنچنا غیر ممکن ہے تو ایسا مظلوم کس طرح خاموش رہ سکتا تھا۔ (انجام آتھم۔ص ۲۵)

۷۔ اور جو خبر تواتر کے درجہ کو پہنچ جائے ممکن نہیں کہ اس میں کذب کا شائبہ ہو (کتاب البریہ۔ص ۱۷۶۔۱۷۷ حاشیہ)

۸۔ اور ممکن نہیں کہ اس کے منہ سے (حضرت عیسی کے) کی مثال غلط نکلے (کتاب البریہ ص ۲۵۰ حاشیہ)

۹۔ اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں (کشتی نوح۔ص ۵)

مرزائی مترو! اور لکھے پڑھے جاہلو! ایمان سے کہو کہ کیا مذکورہ بالا مثالوں میں غیر ممکن اپنے معنوں میں استعمال ہوا ہے؟ اگر نہیں ہوا تو معاملہ دو حال سے خالی نہیں یا تو مرزا جی غیر ممکن کے معنی جانتے نہ تھے اور اس صورت میں ان کا یہ فرمانا کہ، علم و فضل میں کوئی میری برابری نہیں کر سکتا، جھوٹا ہوا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے کو بروزی نبی صاحب براز کھانے کے برابر فرما چکے ہیں ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی ص ۳۰۶۔

اور ان کے قیمتی موتیوں میں سے ایک موتی یہ بھی ہے: (ص ۱۹۰)

سر کشیدن طریق شیطانی ست
بر خلاف سرشت انسانی ست

اور یا مرزا جی غیر ممکن کے معنی تو جانتے تھے لیکن مضمون کو قوی بنانے کے لئے دیدہ دانستہ ایسا کرتے تھے تو اس حالت میں ان کے ایمان کی خیر منانی پڑتی ہے اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرتے ہوئے رجل فارس کا ایمان کہاں کی سیر کیا کرتا تھا

اچھا آؤ آج ہم تم ایک بات پر اتفاق کر لیں اور وہ یہ کہ آپ تو مانتے ہی ہوں گے کہ جب مرزا صاحب عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتے تھے تو انہیں کوئی اندر سے تعلیم دیتا تھا اس بات کو میں بھی مانے لیتا ہوں کیونکہ میرے خیال میں دشوار اور مشکل اور غیر اغلب وغیرہ کی جگہ لفظ غیر ممکن کا استعمال ہرگز ہرگز کسی بیرونی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ اور بیرونی معلم کی کیا ہستی ہے کہ ایسے فرشتہ سیرت کو تعلیم دے۔ اس پر بھی اگر آپ صاحبان مجھ سے گلے ملنے کو تیار نہیں تو میں آپ کی خاطر مرزا جی کو ان کے اپنے الفاظ میں مجدد بھی مانے لیتا ہوں مرزا صاحب غلام احمد قادیانی حاشیہ صفحہ ۲۶۳، کتاب البریہ پر فرماتے ہیں:

> اور فقرہ یجدد لها جو حدیث میں موجود ہے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ ہر ایک سدی پر ایسا مجدد آئے گا جو مفاسد موجودہ کی تجدید کرے گا مفاسد کی تجدید اسی طرح ہوسکتی ہے کہ مرور زمانہ سے جو مفاسد مثلاً شرک بدعت نفاق افتراء علی اللہ وغیرہ وغیرہ کہنہ اور کمزور ہو گئے ہوں ان میں تازہ روح پھونک کر اپنے پیروں پر کھڑا کر دیا جائے۔

مرزائیو! تمہیں عنموائیل (بشیر) کی قسم جو قیدیوں کو چھڑا رہا ہے۔ سچ کہو! اب ہمارا تمہارا جھگڑا ہی کیا باقی رہ گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۴۔۵)

کیا یہ قادیانی امت کی مسلّمہ شکست نہیں

مرزائے قادیانی موجد مرزائیت نے اپنی ذات شریف سے صداقت کو اس طرح ہٹایا ہوا ہے جس طرح قدرت نے گدھے کے سر سے سینگ اڑا دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کہیں مرزائی مبلغ اپنا کام شروع کرتا ہوا دھوکہ میں ڈالتا ہے اور

مرزائیت کا جال پھیلا کر مرزا کو نبی وغیرہ منوانا چاہتا ہے تو فریق مخالف (محمدی) کی طرف سے سوال ہوتا ہے کہ پہلے مرزا جی کی تعلیم کو پیش کیا جائے کیوں نہ پہلے مرزا جی کو مومن اور پختہ مسلمان ثابت کر لو ہمیں مرزا جی یا ان کے ہوا خواہان کی تحقیقات اسلامی کے نتائج ماننے میں یہی امر مانع ہے کہ مرزا صاحب نہ مومن تھے نہ مسلمان بلکہ ان کا ان ہی غیر اسلامی عقاید و دعاوی پر خاتمہ ہوا جن کی تبلیغ مین قادیانی جماعت مصروف ہے۔

مرزا صاحب کو مسلمان یا سچا آدمی ماننا بھی بے انصافی ہے جسکے مصداق مرزائے قادیانی آنجہانی ہو کر ہماری ہاں میں ہاں ملاتے ہیں کہ: جب کوئی کسی ایک بات میں جھوٹا ہو جاتا ہے تو اس کی دوسری باتوں پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔

یہی ایک کسوٹی ہے جس پر آنے سے دونوں مرزائی پارٹیوں (لاہوری وقادیانی) کے دل کانپتے ہیں سوائے خاموشی کے اور کوئی دوسرا ذریعہ بچاؤ کا نظر نہیں آتا مزے کی بات ہے کہ مولوی نور محمد صاحب ممیانوی نے ۲۲ جولائی کو منشی عبدالحق اڈیٹر پیغام صلح لاہور سے کذبات مرزا کے متعلق چند استفسار کیئے جن کا جواب پیغام صلح کے ہوشیار اڈیٹر نے (بقول مولوی صاحب) ان الفاظ میں دیا کہ:

ہم نے بتحریک خواجہ صاحب یہ امر مجلس شوری میں پاس کر لیا ہے کہ آئندہ مولوی ثناء اللہ کے کسی مضمون یا کلام کا جواب (کیوں صاف یہ نہیں لکھ دیتے کہ ان کی گرفت کا جواب ہو ہی نہیں سکتا) نہ دیا جائے (جان بوجھ کر جواب نہ دینا اور مواخذات ثنائی کو خاموشی سے تسلیم کر لینا ہی تمہاری شکست کی بین دلیل ہے۔ کیا، الخاموشی نیم رضا، کا مقولہ نہیں سنا) خواہ کتنا ہی مخالف سلسلہ کے وہ مضامین اپنے اخبار میں لکھتا رہے اور ساتھ ہی محمودیوں کو بھی متروک الکلام منظور ہوئی، (اخبار اہل حدیث جلد رواں نمبر ۳۸۔ آخر جولائی ۱۹۲۱ء کا شمارہ ہو سکتا ہے کیونکہ زیر نظر شمارہ نمبر ۴۶ ہے۔)

اے لاہوری مرزائیوں! ہمت نہ ہارو۔ سنت مرزا کے مخالف نہ چلو جب تک ناک میں دم ہے اور جہالتِ مرزا کا عکس تمہارے دل ودماغ پر پڑتا ہے باز نہ آؤ بلکہ مرزا جی کی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کو نہ چھوڑنا۔ غور کرو مرزا صاحب نے آخری دم تک مولانا موصوف کو اپنا رفیق بنایا یعنی آخری فیصلہ لکھ کر اپنی صداقت میں

مولانا کا وجود مسعود چھوڑ کر چلتے بنے اور دنیا میں مولانا ممدوح کا زندہ رہنا قبولیت دعائے مرزا کا نشان بن گیا۔ بقول مرزا صاحب قادیانی، اے خدا میں تیری جناب میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ صادق کی زندگی میں کاذب کو اس دنیا سے اٹھا لے اے خدا ایسا ہی کر۔ آمین

آہ! آج تم ہو کہ سپوت مرزا ہونے کے مدعی ہو کر مولوی ثناء اللہ سے جان چھڑانے کے لئے محفل شوری ...(فوٹو کاپی مسودے میں ص ۶ موجود نہیں اسلئے مضمون نامکمل ہے اور پتہ نہیں چلتا کہ یہ کس کا مضمون ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۱۸ نمبر ۴۶ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۵ ...)

پٹیالہ میں مرزائیوں سے مباحثہ

مرزائیوں کا وفد بسر کردگی مولوی غلام رسول راجیکی پٹیالہ میں بھی پہنچا وہاں کے مسلمانوں خاص کر حکیم منہاج الدین دہلوی اور بابو محمد یعقوب کلرک نے مولوی غلام رسول سے چند سوال کئے خصوصاً مرزا صاحب کی نبوت کے فوائد پر بحث کی۔ مولوی صاحب راجیکی کو کوئی جواب نہ آیا۔ افسوس اتنے بڑے دعوے اور یہ ثبوت۔ (نامہ نگار) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۴)

قادیان اور علی پور

انعام دینے سے حیلہ بہانہ

آج کل حافظ جماعت علی شاہ علی پوری کو بھی شوق غالب ہو رہا ہے کہ ہم بھی مرزا صاحب قادیانی کی طرح الہامی مشہور ہوں چنانچہ جلسہ لائل پور میں آپ نے بڑے دعوی سے پکار کر کہا کہ ہم نے مرزا قادیانی کی موت کے لئے پیش گوئی کی تھی چنانچہ وہ ہماری پیش گوئی کے مطابق مر گیا۔

اس پیش گوئی پر اخبار اہل حدیث امرتسر میں کچھ لکھا گیا تھا۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے ایک مرید عبد العزیز کو ہاٹی سے الفقیہ میں ایک ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار دینے کا اعلان کرایا کہ جو کوئی وہابی یا مرزائی ثابت کر دے کہ شاہ صاحب

نے جھوٹ بولا تو میں اسکو ایک ہزار روپئہ انعام دونگا۔ پیر و مرید بے چاروں نے سنا ہوگا کہ قادیان سے ایسے انعاموں کے اشتہار نکلتے تھے نہ کسی نے دیا نہ لیا کون پوچھے گا چلو ہماری بات بن جائے گی مگر انہیں معلوم نہیں تھا کہ خدا کے فضل سے ایک ایسی ہستی بھی ہے جس نے مرزائیوں سے بھی انعام وصول کرلیا تھا اس لئے اہل حدیث مورخہ ۳ ستمبر میں لکھا گیا کہ انعامی رقم کسی امین کے پاس جمع کراؤ اور فیصلہ کیلئے کوئی مسلّمہ منصف مانو تو ہم اس دعوی کی تردید کو تیار ہیں ۔ بس یہ سنتے ہی پیر و مرید دونوں کے چھکے چھوٹ گئے اپنے پیشرو (قادیانی) کی طرح ادھر اودھر جھا نکنے لگے چنانچہ الفقیہ مورخہ ۲۰ ستمبر میں بہت سی دل آزار باتوں کے بعد لکھا ہے کہ ہائے غضب ہوگیا کہ وہابی ہمارا فقرہ کا گیا حالانکہ وہ ضروری تھا۔ وہ فقرہ یہ ہے:

اخبارات و اشتہارات و رسالہ انوار الصوفیہ والمجدد میں جھوٹ لکھا گیا۔

اس فقرہ کی بابت لکھا ہے کہ، یہ فقرہ محذوف نہیں، ہوگا۔

بہت اچھا صاحب منظور۔ پھر دوسری شرط لکھی ہے کہ:

مجلس میں وہابی معترض پہلے وجہ بتائے گا کہ مئی ۱۹۰۸ء میں جو پیش گوئی شائع ہوئی تھی اس وقت معترضین کو کیوں سانپ سونگھ گیا تھا۔ اس کا اختیار ہوگا کہ جو وہ چاہے گھڑے مگر انشاء اللہ اس کی اپنی تحریریں ہر قسم کی وجہ کو رد کرنے کے لئے کافی ہونگی:

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

(الفقیہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۴)

بہت اچھا! یہ شرط بھی منظور

تیسری شرط یا وجہ فرار آپ لکھتے ہیں:

۳۔ اگر وہابی معترض وجہ نہ بتا سکا یا اس کی بتائی ہوئی وجہ اسی کی تحریر سے مردود ہوگئی تو فیصلہ اسی کا ہوگا لیکن اگر حاضرین کی رائے میں ثبوت لینا بھی ضروری ہوگا تو ہم ثبوت طلب کرنے سے پہلے مبلغ ایک ہزار روپئہ اسی مجلس میں حاضرین میں سے کسی ایک معزز کے پاس امانت رکھ دیں گے اور ساتھ ہی ایک تحریر اس مضمون کی امین کے حوالے کر دیں گے کہ میں عبد العزیز

سوداگر کو ہاٹی مبلغ ایک ہزار روپیہ آپ کے پاس اس غرض سے امانت رکھتا ہوں کہ اگر ثناء اللہ وہابی (مگر بباطن مرزائی) (جھوٹوں پر.. ہزار، کھو بیش باد۔ اڈیٹر) یہ ثابت کر دے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ علی پوری دامت برکاتھم نے مرزا قادیانی کے مرنے سے چند یوم پہلے مجلس شاہی لاہور میں جمعہ کے دن پیش گوئی کے الفاظ بیان نہیں فرمائے تھے اور یہ کہ اس وقت اشتہار و رسالہ جات میں پیش گوئی شائع ہوئی تھی ان میں جھوٹ لکھا گیا تھا تو رقم الامانت وہابی باطنی مرزائی کو دے دی جائے ورنہ وہابی مذکور اس مجلس میں عقاید باطلہ وہابیہ سے تائب ہو کر ملت حنفیہ حنیفیہ میں داخل ہو جائے۔ (الفقیہہ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں؛

ناظرین! ان تصوف مآبوں کی چالاکی دیکھئے کہ اپنے پیش رو (قادیانی) کی طرح اصل نزاع کو کس طرح گم کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اس اقتباس میں کئی چالاکی یا دجل سے کام لیا ہے۔

ا۔ فیصلہ اسی پر ہوگا۔۲۔ فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا۔

ابھی ایک بات رہ گئی کہ کثرت کن لوگوں کی؟ وہ بھی سن لیجئے:

۴۔ حاضرین میں انشاء اللہ تعالی معززین تعلیم یافتہ اور وکلاء موجود ہوں گے وہ سب اس امر میں منصف ہوں گے کہ وہابی واقعی ثابت کر سکا یا نہیں۔ فیصلہ کثرت رائے سے گا (الفقیہ)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

کیا کسی دانش مند کو ہمارے دعوی کی تصدیق میں شبہ ہے کہ حضرت علی پوری اور ان کے مریدوں کے دل میں اس پیش گوئی کی تکذیب نے جگہ پکڑ لی ہے اور خوب جان گئے ہیں کہ جو قادیانیوں سے روپیہ وصول کر چکا ہے وہ ہم سے نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے وہ بجائے ایک مسلّمہ منصف کے یہ شرط لگاتے ہیں کہ جلسہ میں کثرت رائے سے فیصلہ ہوگا، کیونکہ جانتے ہیں کہ ایسے جلسہ میں ہمارے مرید بہت گھس آئیں گے۔ پھر جب پیر ایک طرف سر ہلائیں گے تو وہ کیوں نہ ہلائیں گے۔ لیجئے صاحب ہم آپ کی یہ شرط بھی منظور کئے لیتے ہیں مگر اس تفصیل سے کہ چار آدمی ہمارے اور چار

تمہارے اور چار غیر مسلم آریہ سکھ عیسائی اور ہندو۔ کل بارہ آدمیوں کا مجمع ہوگا سب سے پہلے حسب قاعدہ مدعی (شاہ صاحب) کا حلفی بیان ہوگا پھر شہادت لی جائے گی بعد ازاں ہم تردید کریں گے فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا پریذیڈنٹ اس جلسہ کا کوئی غیر مسلم منتظم ہوگا جلسہ امرتسر میں ہوگا۔

جناب شاہ صاحب! کہیے کیا رائے ہے؟ او دنیا دارو! کیا تم نے دنیا کو احمق سمجھ رکھا ہے؟ کہ ایسی تمہاری چال بازی سے ڈر کر تم کو چھوڑ دیں گے۔ پھر لطف یہ کہ فرقہ اہل حدیث کے حق میں لکھتے ہیں:

جھوٹ بولنے میں یہ فرقہ (اہل حدیث) اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ (ص ٦)

تمہارا تو زبانی دعوی ہی دعوی ہے ہم تم کو ثبوت دیتے ہیں کہ تمہارے شاہ صاحب نے مسلم یونیورسٹی کے چندہ کے موقع پر کہا تھا کہ میں لاکھوں روپیہ یونیورسٹی کو دونگا۔ بتائے کتنے لاکھ دیا؟ آہ!

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

لکھا ہے کہ، یہ فرقہ اپنے مطابع میں کتابوں کی تحریف کر دیتا ہے۔،

اے جناب! ایک مثال تو دی ہوتی۔ جب تک کوئی معقول مثال نہ دیں ہم مجبور ہیں کہ آپ کے اس بیان کو بھی لاکھوں کے چندے والی فہرست میں درج کر دیں۔ سچے ہو تو آؤ اس نزاع کا فیصلہ بھی مجلس میں ہی کریں گے۔ ہم تمہارے مجدد بریلوی کا فتاوی پیش کر کے دکھا دیں گے کہ جو کچھ اس میں ہماری کتابوں کے حوالے سے لکھا ہے وہ ہماری کتابوں میں دکھا دو۔ فیصلہ پر جھوٹوں کے لئے لعنت کا ووٹ پاس کیا جائے گا۔ مرد میدان ہو تو سامنے آؤ۔ یہ شرط ضرور ہوگی کہ جن کی طرف سے جن کے ارشاد سے تم نے انعامی اعلان کیا ہے وہ (شاہ جی) مجلس میں ضرور ہوں اور خاموش بیٹھے رہیں کسی امر میں ان کا بولنا تمہاری شکست تصور ہوگا جس پر بلا کسی حجت کے ہم انعامی روپیہ لے لیں گے۔

المختصر ہم شاہ صاحب علی پوری کے دعوی متعلقہ پیش گوئی بابت موت مرزا کو محض گپ جانتے ہیں اور اسکا ثبوت دینے کو تیار ہیں بشرطیکہ شاہ صاحب اپنے اعلان

مندرجہ الفقیہ مورخہ ۲۰۔ اگست ۱۹۲۱ء ص ٦ کالم ۲ کے مطابق ایک ہزار روپیہ کسی امین کے پاس جمع کرا دیں اور فیصلہ کے لئے منصف منظور کریں یا ہماری پیش کردہ صورت کی منظوری کا اعلان کریں ۔ یہ مجلس امرتسر میں ہوگی ۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۳۔۴)

قادیانی دروغ فتنہ انگیز

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں ؛

بقول شیخ سعدی کسی بادشاہ کے وزیر مجہول الحال نے دروغ مصلحت آمیز کو راستی فتنہ انگیز سے بہتر کہہ دیا تو ان پر آج تک اعتراض ہے کہ انہوں نے جھوٹ کو سچ سے بہتر کیوں کہہ دیا۔ لیکن قادیانی حلقہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دروغ فتنہ انگیز پر عمل کرنے والے کو مجدد مہدی مسیح اور بروزی طور پر آنخضرت ﷺ مانا جاتا ہے اور کل نبیوں کا نچوڑ ۔ اگر علماء اسلام اس کا ضرر بھانپ کر انسداد نہ کر دیتے تو ایسے نبی کے امتی بن کر مسلمانوں کو کہیں منہ دکھانے کی جگہ تھی؟ ہرگز نہیں ۔

صفحہ ۲۹ کشف الغطاء پر زیر عنوان قابل توجہ گورنمنٹ آپ تحریر فرماتے ہیں :

محمد حسین اور اس کے دوسرے ہم جنس مولوی کیوں مجھے جھوٹا کہتے ہیں اور کیوں اس قدر دشمنی کرتے ہیں سو بھی میں اس رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہے کہ میری تعلیم ان کے اغراض و مقاصد کے بر خلاف ہے یعنی اس عقیدہ کے بر خلاف کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا اور مہدی کے ساتھ شامل ہو کر نصاری سے لڑائیاں کرے گا اور میں جانتا ہوں کہ یہ عقاید نہایت خطرناک ہیں کیونکہ اس عقیدہ کا آدمی ہمیشہ اپنے دل میں خلاف امن منصوبے رکھتا ہے مگر میں ان عقاید کے برخلاف ہوں میں ایسے کسی مسیح اور مہدی کو نہیں مانتا جو کافروں سے لڑائیاں کرے گا اور ان کے مال مولویوں کو اور ان کے گروہ کو دے گا سو میں اس لئے ان کی نظر میں جھوٹا ہوں کہ میرے عقیدہ سے ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری اس تعلیم سے ان کے خیالی منافع کو بڑا ہی نقصان ہوا ہے۔

کیسا مکروہ بہتان اور شر انگیزی ہے کہ مولوی لوگ اس لئے میرے مخالف ہیں کہ ان کو اپنی امید میں محرومی نظر آتی ہے۔

مرزائیو! تمہیں اسی مجدد اور نبی کے پیدا کرنے والے کی قسم ہے سچ کہنا تم میں سے کتنے ایسے ہیں جن سے مولویوں نے یہ وجہ بتائی ہو۔ یاد رکھو

راستی موجب رضائے خداست

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۹)

تفنن تبلیغ قادیانی

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

قادیانی امت کی داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ عوام دلفریبی میں ان کو کمال ہے تبلیغ خیالات کے ڈھنگ نکالنے میں عیسائی مشنریوں سے بھی سبقت رکھتے ہیں دلائل منقولہ سے بحث ختم ہوئی اخبار غیبیہ کمال کو پہنچ گئیں نبوۃ مرزا کا ثبوت ہو گیا۔ اب ایک نیا طریق ایجاد ہوا ہے۔

علماء منطق اور متکلمین کہتے گئے کہ اثبات مدعا میں اصول یہ ہے کہ بدیہی سے نظری اور مسلّمہ سے غیر مسلّمی کو ثابت کیا جائے مگر قادیانی امت نے ایک نئ ایجاد کی ہے کہ نظری سے نظری اور غیر مسلّمہ بلکہ متنازعہ بلکہ مردودہ سے غیر مسلّمہ کو ثابت کیا جائے۔ اس کی مثال مندرجہ اقتباس سے ناظرین کو ملے گی

رسالہ ریویو آف ریلی جنز قادیان بابت ستمبر ۱۹۲۱ء میں ایک مضمون نکلا ہے جس کا عنوان ہے: حضرت مسیح موعود اپنے مولا کے حضور میں۔ اس میں پہلے مرزا صاحب کی ایک نظم لکھی ہے جس کے دو ابتدائی شعر یہ ہیں:

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
ایکہ از تو نیست چیزے مستتر

ان اشعار کو لکھ کر اڈیٹر صاحب ریویو نہایت چالاکی اور ہشیاری سے تمام نظریات بلکہ مردودات کو بدیہی اور مسلّمی فریقین بنا کر بطور نتیجہ کے لکھا ہے اور کیا خوب لکھا ہے ناظرین بغور ملاحظہ کریں اور اس کے جواب کو بھی ملاحظہ کرتے جائیں۔ فاضل اڈیٹر ریویو لکھتا ہے:

ریویو: اے خدا تعالی کے بھیجے ہوئے مسیح کی مخالفت کرنے والے! میں تجھے اللہ تعالی کا واسطہ دیتا ہوں کہ کچھ وقت کے لئے مخلّی بالطبع ہو کر اور تعصب کی بجائے خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر اور اس دن کو یاد کر کے جس کی سختی کے تصور سے انبیاء کے دل پر بھی لرزہ پڑ جاتا ہے اور اسوقت خیال کر کہ جب تجھ سے داور محشر کی عدالت میں خدا کے راستباز مسیح کی مخالفت اور انکار کے سبب باز پرس ہو رہی ہوگی

اور اشرقت الارض بنور ربها و وضع الکتاب و جیئ بالنبیین و الشهداء وقضی بینهم بالحق و هم لا یظلمون

کا سماں بندھ رہا ہوگا اور تو اپنی پیدائش کے دن پر افسوس کر رہا ہوگا اس بات کو تو سوچ کہ ایک شخص بڑھاپے کو پہنچا ہوا مدتوں سے ایسی سخت اور مہلک امراض سے ہم کنار کہ جو ایک قلیل عرصہ میں بڑے بڑے صاحب قوت و طاقت نوجوانوں کو گور میں اتار دیتی ہیں اپنی چھوٹی سی کوٹھڑی میں اکیلا بیٹھا ہوا اپنے مولی کریم سے یوں مخاطب ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے، اے میرے قادر مطلق خدا، اے وہ جس سے دنیا کی کوئی شئے پوشیدہ نہیں اور جو انسان کے سنے کے بھیدوں سے بھی واقف ہے، دنیا کہتی ہے کہ میں مفتری ہوں، جھوٹا ہوں کذاب ہوں میں باعث شرارت و فساد ہوں۔ میرے اللہ! اگر تو دیکھتا ہے کہ میں ایسا ہی ہوں جیسا دنیا

مجھے کہتی ہے اور میں نے واقعی ایک عظیم الشان فساد برپا کر کے دنیا کے آرام کو تلخی سے بدل دیا ہے اور میں تیرا نہیں بلکہ اپنے نفس کا بندہ ہوں اور جو کچھ میں کہتا ہوں تجھ سے نہیں بلکہ اپنے نفس سے کہتا ہوں تو تو اپنے بندوں کو میرے مکروفریب سے بچانے کیلئے مجھے عبرت ناک سزا دے، اور مجھے ریزہ ریزہ کر تا کہ میرے دشمن میری ذلت ورسوائی تباہی و بربادی پر خوش ہوں میرے در و دیوار پر آگ برسا اور میرا دشمن ہوکر میرے تمام کاروبار کو فنا و برباد کر دے لیکن برخلاف اس کے اگر میں تیرا پیرا بندہ ہوں اور تیری خاطر دنیا کی لعن طعن کا نشانہ بنا ہوا ہوں اور تو نے خود مجھے دنیا کی ہلاکت کی راہوں سے بچانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور میں روئے زمین پر شیطان کی سلطنت کی بجائے تیری بادشاہت قائم کر رہا ہوں اور میں تیرے بندوں کو کچھ نہیں کہتا مگر وہی کچھ جو تو مجھے حکم دیتا ہے اور میں نے ابتداء سے تیری گود میں پرورش پائی ہے تو خود میری مدد کو اٹھ اور میری قبولیت کو دنیا میں پھیلا۔ (ص ۳۵۵۔۳۵۸۔ ریویو مذکور)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری جواباً لکھتے ہیں:

اے خدا کے ماننے والے اور اس کے سچے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے مسیح موعود پر ایمان رکھنے والے! اے مسیح موعود کے نام سے کسی مدعی مسیحیت پر اعتقاد کرنے والے! خدا سے ڈر کر الگ بیٹھ تعصب کو چھوڑ کر اور اس دن کو تصور میں لا کر سوچ جس دن کی شان یہ ہے

یجعل الولدا ن شیباً (مارے غم اور فکر کے بچوں کو بوڑھا کر دے گا)

جس کی کیفیت یہ ہے یو م ینفخ فی الصور فلا انسا ب بینھم (جس روز سوائے صدقت پسندی اور راست گوئی کے کوئی عمل کام نہ آئے گا)

ھذا یو م ینفع الصادقین صدقھم (اس روز تیرا کیا حال ہوگا اور تو اس سوال کا کیا جواب دے گا جس کے تصور سے اس وقت پتہ پھٹتا ہے)

اے مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی مسعود ماننے والے اور اس کو خدارسیدہ جاننے والے! فرض کر لے کہ خدا کی طرف سے تجھ پر یہ سوال وارد ہو کہ:

مرزا نے ۱۶۔اپریل ۱۹۰۷ء کو دعا کی تھی کہ اے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما جو تیری نگاہ میں جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں موت دے۔
میں (خدا) نے اس کی دعا کی قبولیت کا اس کو الہام بھی کیا تھا جس کو اس نے ظاہر بھی کر دیا چنانچہ وہ پہلے مر بھی گیا پھر تم نیکیوں اس کو نہ چھوڑا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل اور وجہ ہے؟ بتاؤان کنتم صادقین۔

آہ، اس وقت اس سوال کا اثر کیا ہوگا؟ روئیں روئیں سے خون جاری ہو جائے گا سوائے اپنے نفس کے اور کوئی بھی نظر نہ آئے گا جو اس سوال کے جواب میں مدد دے۔ایسے نازک وقت کے پیش آنے سے پہلے اس سوال کا جواب سوچنا چاہیے مگر نہ ایسی طرح جس طرح دنیاوی عدالتوں میں جواب دیئے جاتے ہیں جن میں سچ کے ساتھ جھوٹ کی آمیزش بھی ہوسکتی ہے بلکہ ہر روز ہوتی ہے لیکن اس روز سوائے سچ کے اور کچھ نہیں چلے گا۔ حاکم عالم الغیب ہوگا جو دل کے بھید سے واقف واقعات کا عالم، پھر اس کے سامنے جھوٹی بات چلے گی رو کیونکر؟ اے مرزا کو ملہم و مسیح موعود ماننے والے! اسکے علاوہ یہ سوال کتنا دل خراش ہوگا جو خدا فرمائے گا:

اے مرزا کے معتقد تو نے غور کیا تھا کہ وہ (مرزا) جس بات کو ہمارا (خدا کا) نام لے کر شائع کرتا تھا، ہم (خدا) اسی میں اس کو جھوٹا ثابت کرتے تھے۔

اس نے کہا تھا پادری آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا ہم نے مدت مقررہ سے دو سال بعد اس کو مارا۔

اس نے کہا تھا پنڈت لیکھ رام پر خرق عادت عذاب آئے گا۔اسپر کوئی عذاب نہ آیا بلکہ معمولی طور پر چھرے سے مارا گیا

اسنے کہا تھا تقسیم بنگال منسوخ نہ ہوگی، وہ بادشاہ انگلستان نے خود آکر کر دی

اس نے باوجود بڈھا ہونے کے ایک باکرہ لڑکی سے نکاح کا الہام دیا شائع کیا تھا جو باوجود صد کوشش کے آخر تک نہ ہو سکا۔

اس نے کہا تھا کہ بڑے زلزلے کے بعد اور عظیم الشان زلزلہ آئے گا ہم نے اس سے بھی دنیا کو بچایا۔

اس نے کہا تھا قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا ہم نے قادیان کو طاعون سے تباہ کر دیا۔

اس نے کہا تھا ڈاکٹر عبد الحکیم میرے سامنے مرے گا، وہ اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہا۔

اس نے کہا تھا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرنے سے پہلے مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ بھی غلط ہوا۔

بتا کب کوئی اس کے کہنے سے مرا؟ او اپنے نفس پر ظلم کرنے والے! یہ بھی بتا کہ بجائے اس کے کہ تو شرمندہ ہوتا، الٹا تو کہتا پھرتا تھا کہ لیکھ رام ڈاکٹر ڈوئی آتھم پنڈت دیانند سر سید احمد خان منشی الٰہی بخش مولوی غلام دستگیر مولانا رشید احمد گنگوہی مولوی اسماعیل علی گڑھی وغیرہ مرزا کے الہام کی زد میں آکر مرے ہیں۔ تجھے ایسا کہنے سے کوئی شرم وحیا دامن گیر نہ ہوئی؟ کیا تو اس کا کچھ ثبوت رکھتا تھا؟ لا تو بھلا ہم بھی اسے دیکھیں۔ او نادان! تو یہ بھی کہتا تھا کہ مرزا کی دعا اپنی اولاد کے حق میں پوری ہوئی، کیا تجھے مبارک احمد پسر مرزا کی موت یاد نہ رہی، کہ کس تمنا سے اس کا نکاح کیا اور اس کی آئندہ زندگی کی بابت کیا کیا لکھا تھا مگر ہم نے ان سب الہاموں اور وعدوں کو غلط کر دیا۔ او نادان! تو اتنی بات پر ناز کرتا ہت کہ مرزا علیحدگی میں خدا کو یاد کرتا ہے۔ یہ تیرا سراسر دھوکہ ہے کہ تو ایک ایسی نظم کو پبلک سے علیحدہ خلوت کی مناجات جانتا ہے جس کو مرزا اپنی کتاب میں لکھ کر پبلکی کرتا ہے تو اس کو خلوتی کہتا ہے۔

آہ! تو نہیں جانتا کہ ایسے لوگ خلوت میں کچھ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے بلکہ:

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

پس ان سوالات کو ابھی سے غور کرو ورنہ عاقبت میں پچھتاویگا:

پھر پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۴۔۵)

پیغام صلح کی لعنت کا مصداق کون ہے؟

ہمارے بزرگ دوست ماسٹر غلام حیدر صاحب پنشنر انگریزی ترجمہ مرزائی کی اصلاح کرتے ہیں۔ پیغام صلح ان کو جواب دیتا ہے مگر عنوان میں اخبار اہل حدیث کو مخاطب کرتا ہے جو فن اڈیٹری سے اس کی ناواقفی پر دال ہے۔ خیر یہ تو اسکی مرضی ہے جو چاہے لکھے۔ مگر ایک کام ضرور کیا کرے کہ جس پرچہ میں جواب لکھے وہ ماسٹر صاحب کو بھی بھیجے۔ وہ چاہے تو اس پرچہ کی قیمت دفتر اہل حدیث سے لیا کرے، دفتر ہذا دینے کو تیار ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر

جناب ماسٹر غلام حید پنشنر سرگودھا لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدی لاہور کے انگریزی ترجمہ کا اردو میں یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء سے سلسلہ ریویو شروع ہے جس پر پیغام صلح نے اڈیٹر نے ایسی سکوت اختیار کی ہے کہ گویا ان کی دوات سے سیاہی نے جواب دے دیا ہے۔ آٹھ ماہ کے بعد اب ذرا بیدار ہو کر موت عیسی کے متعلق مندرجہ نمبر ۴ مطبوعہ ۵۔ اگست ۱۹۲۱ء اہل حدیث کا جواب لکھا ہے مگر باقی اعتراضات کے نزدیک آنے سے آپ کا قلم کانپ گیا ہے ہم شروع سلسلہ سے ہی ہر دو مادی جماعت پر معجزہ کے انکار کا الزام عائد کر رہے ہیں جس پر پیغام صلح مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۳ پر مرزا صاحب قادیانی کا شعر نقل کرے لعنت اللہ علی الکا ذبین کا فتوی سناتا ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے قرآنی معجزات کو ملعون کہا ہے مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ درحقیقت اس لعنت کا مصداق کون ہے۔ اصول عمل کی خاطر وضع کیا جاتا ہے مگر باوجود معجزہ ثابت ہو جانے کا اس کو تسلیم نہ کرنا منکر کو لعنت اللہ علی الکا ذبین کا واقعی مصداق بنا دیتا ہے

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء و مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۲۰ء نمبر ریویو ا و ۲ میں ہم نے متعلق تین معجزات کے بحوالہ احادیث صحیحہ تفسیر کی تھی جس سے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمہ میں بالکل انکار کر دیا ہوا ہے۔ ایک

توحضرت ابراہیم کا واقعی آگ میں ڈالا جانا، دوسرا حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونا، تیسرا حضرت عیسی کا بحالت رضاعت الہام سے غیب کے متعلق کلام کرنا۔
اب پیغام صلح کے اڈیٹر صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ یا تو حتی الوسع جلد ثابت کردیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ واقعات کے متعلق ہماری بیان کردہ تفسیر نہیں کی، بلکہ آپ (ﷺ) پر محض بہتان ہے یا اس لعنت کو واپس لے کر حسب مراتب ہردواحمدی جماعت میں تقسیم فرمادیں

باقی پیغام صلح کی مہذبانہ تحریر کی بابت ہم قلم کو روک لیتے ہیں کیونکہ ان کی سنت موکدہ ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ص ۵۔۶)

مناظرہ کپورتھلہ

کپورتھلہ کا مناظرہ وسط ستمبر ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسری نے کیا تھا جس کی کارروائی مولانا ہی کے قلم سے ذیل میں منقول ہے۔ بہاء
وسط ستمبر میں دو جگہ سے ایک ہی تاریخ پر طلبی آئی ۔ایک کپورتھلہ دوسرے کندیاں، دونوں کا مطالبہ تھا کہ مرزائیوں سے مباحثہ ہے آیئے ۔اتفاق حسنہ سے کپورتھلہ کا پیغام پہلے پہنچا، اور پیغام بھیجنے والہ اور لانے والا بھی خاص مخلص آدمی تھا۔ اس لئے میں نے کپورتھلہ کی منظوی دی۔ کپورتھلہ پنجاب میں ایک ہندو ریاست ہے، جہاں کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہاں کے راجہ صاحب کو اپنی رعایا میں کسی طبقے سے کمی بیشی کی نسبت نہیں، مدار المہام (وزیراعظم) ایک مسلمان (میاں عبدالمجید صاحب) ہیں، میں بپابندی وعدہ خود کپورتھلہ گیا اور کندیاں سے منظوری لے کر مولوی محمد امین صاحب کو ادھر بھیجا۔ کپورتھلہ میں جناب مدار المہام صاحب کی کوٹھی میں مباحثہ ہوا، موصوف خود سوال کرتے اور حسب سوال جواب طلب فرماتے ۔سب سے پہلا سوال آپ نے یہ کیا کہ خلافت کے متعلق دونوں صاحب اپنا اپنا عبدیہ بیان کریں ۔ یہ بھی

اجازت دی کہ اس گفتگو میں مرزا صاحب کی شخصیت کا ذکر بھی آ جائے تو کوئی حرج نہیں، میں نے تو چند لفظوں میں عرض کر دیا کہ صحیح بخاری میں حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے بھی انبیاء آتے تھے، جو قوموں کی سیاست (انتظام ملکی) کرتے تھے، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ باسیاست خلیفہ ہوں گے، اخیر میں یہ فقرہ بھی کہہ دیا کہ جو شخص بے سیاست ہو کر خلافت کا مدعی ہو (جیسے مرزا صاحب قادیانی) شیر قالین ہے شیر نیستاں نہیں۔

اس تقریر کے جواب میں مولوی محمد غلام رسول راجیکی والے مرزائی نے اتنا لمبا وقت لیا کہ اہالیان مجلس اور خود جناب وزیر صاحب مدار المہام بھی تنگ آ گئے، بمشکل ان کو چپ کرایا گیا، اور میں نے دس پندرہ منٹ میں ان کا جواب دیدیا، اتنے میں رات کے گیارہ بج گئے، پھر دوسرے روز بھی مباحثہ ہوا۔ سارے مباحثے کا اختصار یہ تھا کہ خلیفہ کا باسیاست ہونا ضروی ہے۔ (ہمارا دعوی) ہم نے اس پر آیت حدیث اور خود مرزا صاحب کا قول وغیرہ پیش کیا تھا، فریق ثانی کہتا تھا کہ خلیفہ باسیاست بھی ہوئے ہیں، مگر اس زمانہ کا خلیفہ مرزا بے سیاست ہے، جناب وزیر صاحب نے ایک سوال نہائت عالمانہ کیا (مرزائی مناظر کو مخاطب کر کے) آپ یہ تو مانتے ہیں خلیفہ باسیاست ہوتے ہیں، گو آج کے خلیفہ (مرزا قادیانی) کو بے سیاست کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ کوئی فرقہ یہی عقیدہ رکھے کہ آج بھی وہی خلیفہ ہے جو باسیاست ہے تو اس کا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث غلط ہے یا صحیح؟ اس کا جواب مولوی غلام رسول مرزائی مناظر نے بہت صاف اور خوب دیا، فرمایا۔ چونکہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے خلیفہ ہو کر آ گئے ہیں اور ان کے برخلاف جتنے فرقے ہیں سب کافر ہیں، کافروں کا کسی بات پر اتفاق یا اعتقاد رکھنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔

یہ جواب اہالی مجلس اور جناب وزیر صاحب نے تو شائد تعجب سے سنا ہوگا، مگر ہم کو کوی تعجب نہیں ہوا، کیونکہ ہم تو بار بار سن چکے ہیں کہ مرزا صاحب کے قدوم نحوست لزوم کا نتیجہ یہی ہے کہ سوائے چند اشخاص کے جن کا شمار ان میں ہو سکے باقی سب کافر ہیں۔ چنانچہ موجودہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود) جو اپنی کتاب انوار خلافۃ کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے کہ:

ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر جانیں

جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ مرزا صاحب آئے ہی اس لئے تھے کہ مسلمانان دنیا کی تعداد کثیرہ کو کافر بنا کر کم کریں۔

شکر ہے خدا کے فضل سے مسلمان ہیں اور مرزا صاحب قادیانی کو اس مقصد میں کامیابی نہیں ، جس کی تفصیل مباحثہ میں سنائی گئی تھی۔آہ!

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نا مرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

الحمدللہ مباحثہ میں حق کی بین فتح ہوئی، مذبذبین اور غیر جانبداروں کو بہت فائدہ ہوا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۸۔۹)

مناظرہ کندیاں ۔ ۱۹۲۱ء

مولوی محمد امین امرتسری مبلغ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے ۱۹۲۱ء میں کندیاں پنجاب میں مرزائیوں سے ایک مناظرہ کیا جس میں دراصل مولوی ثناء اللہ صاحب کو دعوت دی گئی تھی لیکن اپنی دیگر مصروفیات کے باعث انہوں نے مولوی امین کو اپنی جگہ روانہ کر دیا تھا۔اس مناظرے کے حاضرین میں مولوی احمد دین صاحب سکنہ واں بچھراں ، مولوی فضل کریم سکنہ بندیال اور امام مسجد کندیاں مولوی نور محمد بھی شامل تھے۔مناظرہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۱ء کو ہوا۔

مسلمانوں کی طرف سے بوقت مناظرہ درعنوان صداقت مرزا مولوی امین مناظر تھے اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی شہزادہ صاحب تھے۔

اور مناظرہ برموضوع حیات مسیح موعود پر مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد امین اور مرزائیوں کی طرف سے حافظ غلام رسول وزیر آبادی اور مولوی شہزادہ صاحب تھے ۔

اسلامی مناظر نے ازروئے قرآن وحدیث مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کو جھوٹا ثابت کیا اور بدلائل حق واضح کر دیا ۔ چند لوگ جن کے دلوں میں مباحثہ سے پیشتر کچھ شبہات تھے ۔ مباحثہ اور مولوی محمد امین کی تقریر نے ان کے سب شبہات

دور کر دیئے ان کے نام واحد بخش، فیروز دین اور نظام دین بتائے جاتے ہیں۔
کاروائی مرسلہ : عبدالرحمٰن کلرک کندیاں جنکشن پنجاب۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۹)

مولوی محمد علی کا انگریزی ترجمہ قرآن۔ نمبر ۶

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

ناظرین کرام سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت ایوب کا ذکر قرآن مجید میں صرف دو موقعہ پر ہے ایک دفعہ تو سورہ انبیاء پارہ ۱۷ رکوع ۶ میں دوسری دفعہ سورۃ ص پارہ ۲۳ رکوع ۳ میں۔ ہر دو موقعہ پر حضرت ایوبؑ کی ایک سخت مصیبت یا ابتلاء کا ذکر ہے جس سے مخلصی پانے کے واسطے آپ نے بارگاہ ایزدی میں نہایت عجز سے دعا کی اور ہر دو موقعہ پر آپ کی دعا قبول ہونے کا ذکر ہے۔ پہلے موقع پر دعا کے الفاظ یہ ہیں

انی مسّنی الضر و انت ار حم الرا حمین۔

اور موقعہ ثانی میں دعا اس طرح مذکور ہے

انی مسنی الشیطان بنصبٍ و عذا ب

پہلی دفعہ اجابت دعا کا اظہار بدیں الفاظ ہے

فکشفنا ما به الضر۔

اور دوسری دفعہ یوں ہے

ار کض بر جلك هذا مغتسل بارد وشرا ب

باقی عنایات ایزدی کا ذکر ہر دو مقامات میں مساوی بایں الفاظ ہے:

و آ تینا ه اهله و مثلهم معهم ر حمة من عند نا و ذکری للعابدین۔ و و هبنا له ا هله و مثلهم معهم و ذکر ی لا و لی الالباب

مولوی محمد علی صاحب لاہوری اس کے متعلق اپنے قرآن کے صفحہ ۸۸۶۔۸۸۷ پر اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

جس مصیبت کی حضرت ایوب شکایت کرتے ہیں وہ کسی ریگستانی سفر کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جس میں آپ کو تھکان اور پیاس سے تکلیف محسوس ہوئی، اس قیاس کی معاون بہت سے دلائل ہیں ایک تو لفظ نصب جس کے معنی تھکان کے ہوتے ہیں۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بطور علاج یا تلافی کے آپ کو ایسی جگہ بتلائی جاتی ہے جہاں پینے اور غسل ہر دو کے لئے ٹھنڈا پانی موجود ہے۔تیسرا قرینہ اس تکلیف کے ساتھ شیطان کا ذکر ہے کیونکہ، شیطان الفلا، حسب قاموس اور عربی لغات مصنفہ لین صاحب پیاس ہے حضرت ایوب کے اس مصیبت ناک سفر میں بلاریب وہ اس طویل سفر کی طرف اشارہ ہے جو نبی ﷺ کو خاص مصیبت ناک حالات میں مکہ سے مدینہ تک پیش آنے والا ہے ارکض برجلک یعنی اپنے گھوڑے کو ایڑی لگا کر دوڑاؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ایوب وہاں جا پہنچتے ہیں جہاں پینے اور غسل کے واسطے ان کو پانی مل جاتا ہے۔ ایوب کو خیال ہوا کہ وہ ایک بے آب ریگستان میں وارد ہے اور اس نے تھکان اور پیاس کی شکایت کی تو اس کو جواب ملتا ہے کہ اپنے گھوڑے یا سواری کے جانور کو تیز چلاؤ پھر تم کو آرام مل جائے گا۔ یہ ایک نصیحت ہے کہ مشکلات میں ناامید نہ ہونا چاہیے

خذ بیدك ضغثاً و لا تحنث

اس آیت میں تین الگ الگ الفاظ ہیں ان کے مفہوم کے متعلق عموماً غلط فہمی واقع ہوئی ہے اس کے قصہ میں کل مفسرین ایک دوسرے کے مقلد ہیں۔ مفسرین کا بیان ہے کہ ایوب نے اپنی بیوی کو سوکوڑے مارنے کی حلف اٹھائی تھی اور اس نے اپنی حلف کو آخر اس طرح پورا کر دیا کہ تنکوں کا ایک مٹھا لے کر اس کو مار دیا قرآن شریف یا کسی صحیح حدیث میں اس قصہ کا کوئی نشان نہیں ملتا (ضغث) کے معنی اگرچہ ٹہنیوں کا مٹھا بھی ہے مگر اس کے دوسرے معنی بھی ہیں اور مترجم کا فرض ہے کہ اصل عبارت کے موقعہ کو مدنظر رکھ کر مناسب معنی تجویز کرے اور صاف الفاظ کی تشریح کے واسطے قصہ ایجاد کرنے سے پرہیز کرے حدیث ا خذ الضغث کے معنی دنیاوی

اسباب کے لینے والا ہے ۔قرآن میں بھی ان دوالفاظ کا یہ مفہوم ہے کہ ایوب کو کچھ دنیاوی مال ومتاع دیا گیا تھا۔اب صرف لا تحنث کی تشریح باقی ہے ۔پس اس کا حقیقی مطلب سمجھنے کوئی بڑااشکال نہیں کیونکہ قاموس اور لین صاحب کی لغت میں حنث کے معنی درج ہیں کہ فلاں شخص حق سے باطل کی طرف مائل ہوگیا۔اب اس آیت کا مفہوم حاصل یہ ہوا کہ ایوب کو نصیحت کی جاتی ہے کہ حصول دولت پر بدی کی طرف راغب مت ہونا،۔

مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر متعلقہ حضرت ایوب کے جس قدر تھے وہ خاکسار نے ان کے انگریزی قرآن سے اردو میں ترجمہ کرکے ناظرین کے سامنے رکھ دی ہے۔ارکض بر جلك کے متعلق مولوی صاحب دوامثلہ

رکضت الفرس بر جلی یعنی میں نے گھوڑے کواپنے پاؤں سے مارا کہ وہ تیز چلے

رکض الدا بۃ بر جلٍ یعنی اس نے گھوڑے کو تیز چلانے کے لئے پاؤں سے مارا۔

ان کی تفسیر میں بحوالہ لغات مذکور ہیں جوسہواً مجھ سے رہ گئی ہیں اوراب بیان کردی گئی ہیں تاکہ مولوی صاحب کا حق میرے پر باقی نہ رہے۔

مولوی محمد علی لاہوری صاحب حضرت ایوب کے تذکرہ میں تین افسوس ظاہرفرماتے ہیں ایک یہ کہ مترجم حسب منشاء متن قرآن ترجمہ نہیں کرتے۔

دوم یہ کہ کل مفسرین ایک دوسرے کی تقلید بلاتحقیق کرتے ہیں۔

سوم، یہ کہ سب مفسرین نے بدوں کسی صحیح روایت کے یہ قصہ خود بخود گھڑ لیا ہے کہ ایوب نے اپنی بیوی کوسو درہ لگانے کی قسم کھائی تھی جس کوانہوں نے اس طرح پورا کردیا کہ سوتنکوں کا ایک مٹھ لے کراپنی بیوی کو ماردیا۔

اب کون پوچھے کہ مولوی صاحب ! کسی اہل زبان فاضل نے گذشتہ صدیوں میں اگرقرآن کے اس مقام پرآپ کی طرح تفسیر نہیں کی تو آپ کی تفسیر کل کے مقابلہ میں کیونکرقابل اعتبار ہے؟ حالانکہ نہ آپ کواہل زبان ہونے کا فخر حاصل ہے نہ عرب اورمصر میں رہ کرعلماء سے عربی علم ادب سیکھنے کا۔آپ نے اسی پنجاب میں کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی سیکھ کراہل زبان مفسرین کی عربی دانی پرنکتہ چینہ شروع کردی۔ کیا سلف کے اہل زبان فضلاء سے کوئی بھی اس لائق نہیں تھا کہ قرآن شریف کوسمجھ سکتا

؟ جو کچھ آپ کے ترجمہ کا معہ اکثر دیگر مقامات کے ترجمہ کے مفہوم ہے وہ حدیث ذیل کا مصداق ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اخیر زمانہ میں فریب دینے والے جھوٹے ایسی باتیں بنائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا نہ تمہارے باپ دادوں نے۔ پس ان سے بچو اوران کو آپ سے بچاؤ مبادا وہ تم کو گمراہ کر کے فتنہ میں ڈالدیں (مشکوۃ باب اعتصام بالکتاب والسنہ۔ رواہ مسلم)

اس زمانہ میں قرآنی معارف کے علم کی ہر دو احمدی جماعتیں (لاہوری اور قادیانی) مدعی ہیں مگر بموجب حدیث مذکورہ آپ کے معنی باطل ہیں کیونکہ سلف کے کسی اہل زبان مفسر نے اس طرح ترجمہ نہیں کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ مفسرین نے قصہ خود گھڑ لیا ہے جس کی بنا کسی حدیث صحیح پر نہیں۔ سبحان اللہ! مولوی صاحب کی جرأت! علماء سلف سے مطالبہ حدیث! ایسا مطالبہ محض اس شخص کا حق ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کی بموجب شہادت قرآن شریف یعلمھم الکتاب و الحکمۃ، تعلیم قرآنی کا قائل ہو مگر جو شخص احادیث صحیحہ متعلقہ تعلیم کو پس پشت ڈال کر تفسیر بالرائے یا لغت غیر متعلقہ کو ترجیح دیتا ہو وہ چہ دلاور است کہ بکف چراغ دارد کا صریح مصداق ہے۔ مولوی صاحب! اگر بعض مفسرین نے بوجہ عدم ضرورت قصہ زیرؒ بحث کے متعلق حدیث کا حوالہ نہیں دیا تو اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ واقع میں بھی کوئی صحیح حدیث نہیں۔ ہمارا سارا رونا اسی بات کا ہے کہ آپ تفسیر میں احادیث صحیحہ کو رد کر کے اپنی من مانی تفسیر کرتے ہیں جس کی مثالیں گذشتہ نمبروں میں اہل حدیث کے کالموں میں خاکسار پیش کر چکا ہے کیا ان مثالوں کو دیکھ کر اور میری کھلی چٹھی مندرجہ جدید انگریزی رسالہ پڑھ کر آپ نے احادیث کو پس پشت ڈالنے سے اپنی توبہ کا اعلان شائع کر دیا ہے؟ اگر نہیں کیا تو اب اس قصہ کے متعلق حدیث پیش ہونے پر کیا آپ اپنی تفسیر بالرائے سے توبہ کرنیکا اعلان شائع کرنے کو صدق دل سے آمادہ ہیں؟ مگر آپ میں تحقیق حق کی سچی پیاس ہرگز نہیں کیونکہ سائنس اور تقلیدی مذہب آپ کو اپنے محدود دائرہ سے ایک بال بھر بھی باہر قدم رکھنے کی جب ہرگز اجازت نہیں دیتے تو مطالبہ حدیث چہ معنی دارد

آئندہ نمبر کے لئے تیار ہونے تک خاکسار آپ کے عہد کا انتظار کرے گا

جب کہ غالباً پندرہ یوم لگیں گے۔ اگر اس عرصہ تک آپ نے حلفاً عہد کا اعلان شائع فرما دیا تو چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ناظرین کی خاطر آپ کا مطالبہ انشاء اللہ پورا کر کے آپ پر حجت تمام کی جائے گی۔ آپ نے ارکض برجلك کا ترجمہ (اپنے گھوڑے کو ایڑی مار کر دوڑا لے چلو) قرآن مترجمہ مولوی عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث سے لیا ہے مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے بھی وہیں سے لیا تھا۔ نیچری تفسیر نے اور مولوی مذکور کی تفسیر نے آپ کو بڑی مدد دی ہے۔ یہ ہر دو تفاسیر اہلسنت کی تفاسیر کے بالکل خلاف ہیں تفسیر بالرائے کا نظارہ اور پورا فوٹو ہیں جن سے بموجب فرمان رسول اللہ ﷺ بچنا لازم ہے جیسا کہ بحوالہ مشکوۃ اوپر مذکور ہو چکا۔ آئندہ نمبر میں انشاء اللہ مولوی صاحب کے ترجمہ وتفسیر کا بطلان احادیث وعقلی دلائل سے ثابت کیا جائے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ ۱۸۔ صفر ۱۳۴۰ جلد ۱۸ نمبر ۴۹ ص ۳۔۴)

قادیان میں زدوکوب

نامہ نگار از قادیان اطلاع دیتا ہے کہ حاجی عبدالواحد صاحب لاہور سے قادیان میں آئے آپ نے اعلان کیا کہ کوئی مرزائی، مرزا صاحب کو ان کی کتابوں سے ان کا مسلمان ہونا ثابت کر دے تو میں اس کو سو روپیہ انعام دوں گا۔ نیز کوئی یہ ثابت کر دے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے تو اس کو بھی سو روپیہ انعام دونگا۔ حاجی صاحب کو مرزائیوں نے بہت مارا۔ جب ان کی چیخیں بلند ہوئیں تو میاں محمود احمد (خلیفہ قادیان) نے چیخیں سن کر جھروکے سے دیکھا اور چھوڑو چھوڑو کی آوازیں دیں۔ حاجی صاحب نے بازار میں تقریر شروع کر دی، تو ان کے مقابلہ میں ایک شخص معروف فلاسفر آ کھڑا ہوا جس نے بہت کچھ برا بھلا کہا۔ غیر مسلم لوگ حاجی صاحب کی تعریف کرتے ہیں۔ نامہ نگار۔

اس خبر پر اڈیٹر اہل حدیث امرتسر کا نوٹ یوں ہے:

الفضل اس پر روشنی ڈالے۔ اگر یہ سچ ہے تو میاں محمود احمد بتا دیں کہ جہاں احمدیوں کی تعداد آٹے میں نمک سے بھی کم ہے وہاں اگر محمدی جماعت ان کے ساتھ

یہی برتاؤ کرے تو مقام افسوس تو نہ ہوگا۔ اسی لئے پنجابی فلاسفر نے کہا ہے:

بنّے جٹ نہ چھیڑ یئے تے ہٹی تے کراڑ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۱۳)

قادیانی مبلغ:

اہل حدیث کانفرنس نے کو خدمت قادیان کے لئے مبلغ رکھا ہوا ہے اسکے دورے کی اطلاعیں آتی ہیں میاں مہرالدین سکرٹری انجمن اسلامیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی عبدالرحیم شاہ مبلغ قادیان کا مباحثہ مولوی عطار بی مرزائی سے موضع ڈلہ میں ہوا مضمون نبوۃ مرزا تھا۔ الحمد للہ مولوی عبدالرحیم صاحب نے نمایاں غلبہ پایا

اطلاع: گردونواح کے دیہات میں مولوی صاحب کی ضرورت ہو تو مولوی صاحب کو بلا سکتے ہیں۔ پتہ مولوی عبدالرحیم شاہ معرفت میاں مہرالدین انجمن اسلامیہ قادیان۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۱۳)

موریشس میں قادیانیوں کی حالت

موریشس ایک جزیرہ ہے انگریزوں کے ماتحت۔ وہاں بھی مرزائی مبلغ گئے ہوئے ہیں وہاں کی کیفیت پیشتر بھی اہل حدیث میں چھپ چکی ہے۔ اب نئی کیفیت ہمارے نامہ نگار نے بھیجی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر

موریشس میں باوجودیکہ دو مبلغ چھ سال سے اشاعت کے لئے مقیم ہیں کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ ان کے ہاتھ پر کیوں مسلمانہیں ہوا؟ کیا احمدی جماعت اس کی تکذیب کرسکتی ہے۔ چونکہ ماریشس کی حالت ہمیں اچھی طرح معلوم ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر جماعت احمدیہ اپنے اس اشتہار دینے میں سچی ہے تو وہ ہمیں بجائے چار ہزار کے صرف چار ایسے شخصوں کا نام بتادے جنہوں نے موریشس میں ان دو مبلغوں کے چھ سالہ قیام کی مدت میں عیسائیوں ہندوؤں یا آریوں میں سے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو۔ یا کم ازکم ان تین چار سالوں جب سے لوگ قادیانیوں کی مذہبی حالت سے واقف ہوگئے ہیں یعنی جب سے مولانا حکیم عبدالرشید صاحب

امام جامع مسجد نے ان کا رد کرنا شروع کیا اور وعظ میں ان کے مذہب کی حقیقت لوگوں پر واضح کی اور جناب مولانا مونگیری کے رسائل تقسیم کیئے اور مقدمہ چلا ان دو مبلغوں نے مل کر کتنے ناواقف اور ناخواندہ مسلمانوں کو قادیانی بنایا۔

نامہ نگار از موریشس

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اکتوبر ۱۹۲۱ص ۵)

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

جناب محمد بشیر صاحب، چنیوٹ پنجاب سے لکھتے ہیں:

۱۴ جولائی کے الفضل قادیان میں مرزائیوں کے قبلہ یعنی خلیفہ محمود احمد صاحب کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے اس کا عنوان ہے، مکہ مکرمہ میں احمدیت۔

اس کا ملخص یہ ہے کہ،

مولوی محمد سعید صاحب امسال حج پر تشریف لے گئے اور ان کی کوششیں بارآور ہوئیں چنانچہ ۱۳ شخصوں نے بیعت کرلی اور پچاس کے قریب بیعت کیلئے تیار ہیں۔

اس خبر کے پڑھنے کے بعد ہم نے اخبار مذکور کا وہ ورق جدا کرلیا اور اپنے قریبی رشتہ دار مسمی شیخ محمد حیات صاحب جو امسال حج پر گئے ہوئے ان کی خدمت میں بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا۔ الحمد للہ کہ ان کو وہ لفافہ عین ایام حج میں ملا اور انہوں نے پوری کوشش اور محنت سے تلاش کیا مگر وہاں ہرگز کسی ایسے مرزائی شخص کا پتہ نہ چلا کہ جس نے کسی شخص کو بیعت کیا ہو۔ ایک جگہ چار شخص ایک مکان میں پائے گئے جو ترکی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ ان پر اشتباہ کیا گیا مگر استفسار کرنے پر وہ شخص کہنے لگا کہ ان پر مرزائیت کا گمان کیوں کیا وہ مرزا صاحب کے وجود تک سے ناواقف ہیں۔

ہمارے شیخ صاحب میاں محمد حیات صاحب نے اپنا ترجمان ساتھ لیا اور شریف مکہ کے پاس پہنچ گئے اور تمام ماجرا اس کے سامنے بیان کیا اس نے جواب میں کہا کہ جو شخص اس جگہ آکر کسی خلاف اسلام مذہب کا اظہار نہ کرے ہم ان اس کے تلاش کرنے کے درپئے ہوتے ہیں نہ اس کے واسطے کوئی سزا تجویز کر سکتے ہیں۔

اسی سلسلہ کلام میں شریف مکہ نے کہا کہ مجھے ایک تار جدہ سے آیا تھا کہ احمدی مولوی اور ایک عیسائی پادری جہاز پر سے اترے ہیں مکہ شریف میں آنا چاہتے ہیں ان کو داخلہ مکہ کی اجازت ہے؟ جس کا جواب دیا گیا تھا کہ عیسائی پادری کو روکا جائے اور احمدی مولوی کو اس شرط پر آنے دیا جائے کہ وہ کسی جگہ پر اپنے عقیدہ کا اظہار یا تبلیغ نہ کرے اگر اس شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو مجرم ٹھہرے گا۔ نیز حج کے بعد اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ہمارے شہر کے امسال ۲۵۔آدمی حج پر گئے تھے سب نے تصدیق کی

یہ ہے اصل کیفیت خلیفہ قادیانی مرزا محمود احمد کے خطبہ جمعہ کی اور مکہ مکرمہ میں احمدیت کی۔ ناظرین دیکھ کر حیران ہوں گے کہ قادیانی امت کے لوگ اپنے خطیب کے واسطے کیا کچھ کر گذرتے ہیں مگر ان کو حیران نہ ہونا چاہیے وہ رسول قادیانی کی سچی پیروی کرتے ہیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۱ص ۵، ۶)

باب نبوت مفتوح

جناب محمد عمر الدین مدرس بیرم پور تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیار پور پنجاب لکھتے ہیں:

عرصہ سے حسب تعلیم اسلام نبوت کا دروازہ بند تھا مگر اب قادیانی نبی کی برکت سے کھل گیا۔ ہمارے ہاں ایک مرزائی مسمی عبداللطیف تھے۔ اس نے ۱۱ رمضان گذشتہ (یعنی ۱۳۳۹ھ) کو مدعی نبوت ہونے کا اعلان روبروئے جماعت مرزائیہ کر دیا ہے۔ مدعی مذکور بیرم پور ضلع ہوشیار پور میں اپنے سسرال کے اکثر رہائش رکھتا ہے۔ باشندہ موضع گناچور ضلع جالندھر کا راجپوت ہے۔

اس کا بیان ہے کہ عرصہ سہ سال سے بذریعہ خواب وکشف والہام میں نبی اللہ کر کے پکارا جارہا ہوں۔ اب اسی ہفتہ کے دوران میں مجھے فرشتہ نے کہا ہے کہ تم دعوہ نبوۃ کر کے اعلان کیوں نہیں کرتے ہو؟ اب اگر کاہلی کرو گے اور فوراً اپنا نام نبی ہونے میں مشہور نہ کرو گے تو تمہارا نام زمرہ نبوت سے خارج کر دیا جائے گا۔ اب

مجھے نبی سمجھو اور ذرا بھی شک نہ کرو۔ عنقریب میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی وفات ہے ۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ بعد از وفات میاں صاحب (خلیفہ) سلسلہ بیعت شروع کروں ۔

مدعی کے اس بیان کو بیرم پوری مرزائی تسلیم کر گئے ۔ یہ خبر آہستہ آہستہ قادیان میں پہنچی تو وہاں سے امیر احمد راجپوت مرزائی مبلغ ساکن اہرانہ اور دوسرا عبد السلام مرزائی ساکن کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار ہور اور تیسرا شخص جس کا نام یاد نہیں رہا باشندہ لائل پور ہے اور ڈاکٹر ہے اور چوتھا حاجی غلام محمد مرزائی ساکن کریام ضلع جالندھر اور پانچواں شخص عبدالحی مرزائی سب پوسٹ ماسٹر گڑھ شنکر اور اور مرزائی بغرض تشخیص ایک وفد کی صورت میں بیرم پور میں آئے اور منادی کروا کر اول وعظ مرزائیہ کی پھر مدعی سے بدیں گونہ سوال و جواب ہونے لگے

و۔ آپ کس غرض سے نبی بنائے گئے؟

ج۔ جو کو کام مرزا غلام احمد قادیانی نامکمل رہ گئے ان کی تکمیل کے لئے خدا تعالی نے مجھے نبی کر کے بھیجا ہے

س۔ ایسی جلدی نبی کی ضرورت کس طرح پیش آئی

ج۔ خدا تعالی کو اپنے نبی کی ہتک منظور نہیں تاکہ نامکمل کام تکمیل پا جاویں

س۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے جس سے آپ کو نبی کہا جائے

ج: مرزا صاحب کی طرح میری ڈائری میں پیش گوئیاں ہیں جو پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ یہ دیکھو ڈائری میں آپ کا میری شناخت کے لئے آنے کی پیش گوئی بھی ہے (یہ خوب کہی۔ مرزا صاحب سے بڑھ کر کہی، مین حسب دعت مرزا صاحب جب ۱۹۰۳ء میں قادیان گیا تھا تو مرزا نے کہا تھا تم بلا اطلاع آ گئے ہو۔ یعنی مرزا صاحب کو میرے پہنچنے کی اطلاع بذریعہ الہام نہ ہوئی تھی۔ مگر اس جدید نبی کو ہو گئی تو مرزا صاحب سے بڑھ گئے، یہی معنی ہیں پنجابی مثل کے۔ گرو جنہاں دے ٹپڑیں چیلے جان شڑپ۔ ثناء اللہ)

غرض کہ مجمع عام میں شناخت کنندوں نے اسے کہا کہ ہم تجھے نبی نہیں مانتے بلکہ تیرے پیچھے نماز پڑھنا حرام قرار دیتے ہیں اور تو ہماری جماعت سے خارج ہے۔ مدعی نے کہا کہ ہر ایک نبی کو کافر کہا گیا ہے مرزا صاحب کی مثال موجود ہے۔ جو جو باتیں خدا نے مجھے الہام یا وحی کے ذریعے بتلائیں میں نے تم کو سنادیں۔ اگر اب تم

سب میری بیعت نہ کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور جھٹلانے والے بنو گے (قادیانی آواز کا جواب یہی ہے: ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے)

اس جدید دعوی نبوت کا چرچہ عام مرزائیوں میں ہے۔ قادیانی پارٹی اسے اپنی جماعت سے خارج کرچکی ہے اور کافر قرار دے چکی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء۔ ۱۸۔ صفر ۱۳۴۰ جلد ۱۸ نمبر ۴۹ ص ۴۔ ۵)

کذب مرزا

جناب منشی عبدالحی صاحب کوہاٹی لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر کے پرچہ ۹ جولائی ۱۹۲۰ء کے صفحہ ۳ پر میرا ایک مضمون زیر عنوان: دو احمدیوں میں کذب معلق، چھپا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب: قادیان کے آریہ اور ہم، کے صفحہ ۷ کے حاشیہ پر لکھا ہے:

> اس رسالہ کے لکھنے کے وقت ملک مصر سے یعنی اسکندریہ سے کل ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا لکھنے والا ایک معزز بزرگ اس شہر کا ہے یعنی اسکندریہ کا جس کا نام ہے احمد زبیری بدرالدین۔
>
> خط محفوظ ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے، کہ میں آپ کو یہ خوش خبری دیتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کے تابع اور پیروی کرنے والے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ جیسے بیابان کی ریت اور کنکریاں۔ اور لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں کوئی ایسا باقی نہیں جو آپ کا پیرو نہیں ہو گیا۔،

اور اس مضمون پر بہت سی خامہ فرسائی کے بعد صفحہ ۴ پر میں نے ناظرین اخبار سے درخواست کی تھی کہ اس پر روشنی ڈالیں کہ اس معزز بزرگ کا لکھنا کہاں تک صحیح ہے۔ مرزا جی کو کیا خبر تھی کہ اس تحریر کے چند سال بعد دنیا میں فساد مچ جائے گا اور ہندوستان کے سینکڑوں ہزاروں لوگ مصر جائیں گے۔ مدت دراز تک وہاں رہ کر واپس آویں گے اور اس خوش خبری کی قلعی کھول دیں گے۔ آج میں ایسے دو شخصوں کا بیان ذیل میں

درج کرتا ہوں۔ وھو ہذا

ا۔ جناب مولوی صاحب السلام علیکم:

آپ نے استفسار فرمایا ہے کہ آیا مصر میں عموماً اور شہر اسکندریہ میں خصوصاً قادیانی عقائد کے مصری لوگ موجود ہیں یا نہیں؟ پس آپ کی آگاہی کے لئے مندرجہ ذیل سطور لکھی جاتی ہیں۔

پیشتر ازیں کہ میں امر مطلوب کی طرف متوجہ ہوں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں بحیثیت کلرک شہر اسکندریہ میں اوائل ستمبر ۱۹۱۸ء سے اواخر مئی ۱۹۲۵ء تک مقیم رہا اور مقام رہائش و دفتر وغیرہ شہر میں ہونے کی وجہ سے حالات باشندگان سے آگاہ ہونے کے لئے کافی موقع دست یاب ہوتا رہا۔ اس دوران میں مجھے کئی ایک شہروں مثلاً قاہرہ، ینھیا اسماعیلیہ اور ابوکیر وغیرہ میں جانے کا اتفاق ہوا اور اس وسیع عرصہ میں کئی ایک معزز و قابل قدر اصحاب کی صحبتوں کا بارہا شرف حاصل ہوا مہذب و تعلیم یافتہ مصری باشندے غیر ممالک کے حالات دریافت کرنے میں بہت دلچسپی لیتے ہیں بنا بریں اکثر دفعہ اثنائے گفتگو میں باشندگان ہند کے مذہبی عقاید کا تذکرہ آیا اور ان کے سامنے ہندوستان کے مختلف مذاہب کے عقائد (جس قدر مجھے یا میرے دوستوں کو معلوم تھے) بیان کرتے ہوئے جب کبھی ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیم اور آپ کے مدعی نبوت و مہدویت وغیرہ ہونے کا دعوی بیان کیا تو وہ نہایت متعجب ہوتے تھے اور خدا کا شکر بجا لاتے تھے کہ مصر اس قسم کے عقائد سے پاک ہے۔ ان اصحاب کے بیانات (جن میں تعصب کی بو تک نہیں تھی) اپنے ذاتی تجربہ کی سند پر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مرزائی صاحبان کا یہ دعوی (بقول آپ کے) کہ

مصر میں عموماً اور اسکندریہ میں خصوصاً مرزا آنجہانی کے تابعین بکثرت موجود ہیں مرغی کی ایک ٹانک کے فلسفہ کی طرح بے بنیاد اور سرتا غلط ہے

لعنت اللہ علی الکاذبین۔

راقم الحروف شیدائے شاہ زمن محمد حسن معین الدین پور۔ ضلع گجرات پنجاب

۲۔ بخدمت جناب مولوی عبدالحی صاحب سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم۔
بجواب آپکے استفسار مفصلہ ذیل چند سطور آپ کی آگاہی کے واسطے ارسال خدمت ہیں

میں شروع جون ۱۹۱۸ء میں اسکندریہ گیا اور ڈی اے جی صاحب کے دفتر میں بحیثیت رجمنٹل کلرک ستمبر ۱۹۲۰ء تک کام کرتا رہا دفتر خاص شہر اسکندریہ میں تھا اس وجہ سے شہر میں اپنے فرائض منصبی کے اختتام پر ہر وقت آنا جانا ہوتا تھا اور اس عرصہ دراز کے دوران میں بہت سے مصری اصحاب سے دوستی ہوگئی تھی، میں نے اسکندریہ میں کسی مصری صاحب کو مرزا قادیانی کی پیروی میں نہیں دیکھا مجھے قاہرہ پورٹ سعید اور سویز میں جانے کا اتفاق ہوا لیکن وہاں بھی مرزا صاحب کا کوئی مرید نہیں دیکھا۔ ہاں البتہ ہمارے دفتر میں ایک لیس نائک مسمی حسین بخش مرزا صاحب کا پیروکار تھا اور وہ بھی ایک انگریز کا اردلی تھا۔ ورنہ اس کے سوائے اور کوئی مرزائی صاحب اسکندریہ میں نہیں دیکھا گیا۔

والسلام آپ کا مخلص میر عالم بیرون تحصیل دروازہ شہر کوہاٹ

ان دو بیانات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب نے جو کچھ تحریر کیا وہ جھوٹ کا طوفان تھا....

اب باقی رہا یہ سوال کہ یہ جھوٹ کس نے گھڑا؟ مصری احمد نے یا قادیانی نے؟ اس کو حل کرنے کے لئے میری عقل تو یہ کہتی ہے کہ اس نے گھڑا جس نے کچھ فائدہ اٹھایا (فائدہ میں حظ نفس شہرت نیک نامی وغیرہ شامل ہیں) بلاغرض کسی کو کیا ضرورت کہ ایسا جھوٹ گھڑے جس سے دنیا میں بھی منہ کالا ہو اور آخرت میں بھی۔

اڈیٹر اہل حدیث لکھتے ہیں: ممکن ہے قادیانی اصطلاح میں سچ اور جھوٹ کی تعریف ہی الگ ہو یعنی سچ وہ ہے جو کسی غرض سے بولا جاوے اور جھوٹ وہ ہے جو بے غرض بولا جائے۔ غالباً یورپ میں بھی یہی اصطلاح مروج ہے پھر تو مرزا صاحب کا قول جھوٹ نہیں؟ امت مرزائیہ کے قابل ممبرو! کیا کہتے ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث ۴ نومبر ۱۹۲۱ء۔مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ۔نمبر ایک جلد ۱۹ ص ۲۔۳)

چار ہزار اشتہاری مرزائی کاغذی پیرھن میں

کاغذی ہے پیرھن ہر پیکر تصویر کا

جناب محمد حسین صاحب ماریشس سے لکھتے ہیں:

بخدمت جناب مولانا اڈیٹر صاحب اہل حدیث زادعزتکم

جناب نے جو مراسلہ ۳ جون کے اخبار میں درج فرما کر مسلمانوں کو اصل حقیقت سے واقفیت کا موقع مرحمت فرمایا، اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور حسب ذیل مضمون بھیج کر شائع کرنے کا امیدوار رہوں۔

مغربی افریقہ میں چار ہزار مرزائی کس نے دیکھے اور کس نے سنے؟ صرف مرزائی اشتہار کی روایت ہے وہاں کی اصلی کیفیت بھی کبھی نہ کبھی طشت از بام ہو ہی جائے گی۔سردست بطور نمونہ موریشس کی تبلیغ ناظرین کرام کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ہر مضمون شئے کے معلوم کرنے میں معروف اشتہار سے مدد لی جاتی ہے اسلئے یہاں کی حالت سے مغربی افریقہ کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

واضح ہو کہ اخباری دنیا میں مرزائیوں کی ہر دو جماعتوں کا غل مچانے سے اہم مقصد یہ ہے کہ عوام کو اپنی کامیابی سے مرعوب کر کے اپنی مسیحیت منوانے کے لئے آمادہ کیا جائے۔عوام سے تجاوز کر کے خواص پر بھی بعض دفعہ اس کا اثر ہو جاتا ہے

اس مضمون کے شائع ہونے سے قادیانیوں کی اس خامہ فرسائی کی حقیقت جو وہ اشاعت اسلام کے نام سے اخباروں میں آئے دن کرتے رہتے ہیں آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گی

موریشس میں تقریباً بیالیس ہزار مسلمان پھیلے ہوئے ہیں اور مسجدیں بھی تقریباً چالیس بیالیس ہوں گی آج چھ سال سے زیادہ عرصہ گذرا جب سے مرزائی مبلغ مرزائیت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔پہلے ایک تھا اب دو ہو گئے۔اس طویل مدت میں ایک عیسائی ایک ہندو یا ایک آریہ ان کے پھندے میں نہیں آیا۔کسی عیسائی یا ہندو

نے ان کے ہاتھ پر ان کا مفروضہ اسلام قبول نہیں کیا ابتداء میں کچھ مسلمان مرزائی ہو ئے تھے اور جس طریق سے مرزا نے اپنے مذہب کی اشاعت میں تدریج سے کام لیا اور تجدید سے نبوت تک کھسکتے کھسکتے پہنچ گئے بالکل ان مبلغین نے بھی ان ناواقفوں کو جو اپنے اور مرزائی دونوں مذہبوں کی خصلتوں سے ناواقف تھے تدریجاً ان دعووں کو پیش کر کے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا تھا لوگوں کی دعوتیں کی جاتی ہیں اور امام بن کر بہت سے ناواقفوں کو اپنے پیچھے نماز پڑھوائی جاتی تھی اور دل ہی دل میں مرزائیت کی فتح پر نازاں ہوتے تھے۔ شاہ جارج کو دنیاوی خلیفہ مان کر اس عقیدہ سے حرز جان کا کام لینے میں مدد لی جاتی تھی اور عام مسلمانوں کو جو خلافت عثمانیہ کے معتقد ہیں اپنی سحر سازی اور فتنہ اندازی سے ہر ارضی وسماوی آفت کا منتظر رہنے کے لئے کہا جاتا تھا کچھ بے چارے ان کے اس فریب میں آ گئے تھے اور قادیانی یا مرزائی رجسٹر میں ان کے نام درج بھی کر دیئے گئے تھے ان کی ظاہری حالت اور زبانی لفاظی اور چشم گریاں کی گھر باری اور عشق محمدی کی زبانی تعلّٰی نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اور اس وقت بہت سے اس زلف سیاہ فام کے دام بلا میں گرفتار ہو گئے تھے خدا کی شان ہے کہ اس کامیابی کو جو بالکل فرضی تھی بہت مدت نہیں گذری تھی کہ غیرت حق جوش میں آئی اور اس نے ایک بندے کو بھیج دیا جس نے تحریری رد لکھ کر ان کے مکائد واضح کر دیئے اور لوگوں کو ہمت دلائی ۔ پھر تو وہ تمام لوگ جو دل میں ان سے متنفر تھے علانیہ انہوں نے ان کی مخالفت کی اور رفتہ رفتہ اب وہی مرزائیت ہے جس سے ذرہ ذرہ موریشس کا واقف ہو گیا ہے اب بجز معدود اشخاص کے مرزائیت کا وجود مفقود ہے اور مبلغین کی حالت یہ ہے کہ ان کا قیام دیہات کے دو محدود مقامات میں محصور ہے موریشس کے کسی مقام پر ان کی آزادانہ آمدورفت نہیں ہے لوگ چونکہ ان سے واقف ہو گئے ہیں اس لئے یہ ان سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں خود ان دونوں مقامات پر بھی زاویہ خمول اور گمنامی میں پڑے رہتے ہیں شہر کی جامع مسجد اور اس کے گردونواح میں سرکاری طور پر ان کی آمدورفت ممنوع قرار دی گئی ہے ایک مرتبہ یہ آئے تھے تو ان کو پولیس گرفتار کر کے لے گئے اور آئندہ اس حکم عدولی پر ان کو متنبہ کیا گیا

اس وقت سے شہر کی جامع مسجد اور اس کے چاروں طرف کی سڑکوں پر

قادیانی مبلغین کا آنا جانا بند ہے صرف روز ہل میں جہاں مسجد کا متولی بوجہ کبرسنی کے ان کے پھندے میں آ گیا تھا یہ مسجد کی امامت کرتے تھے۔ روز ہل کے دوسرے مسلمان اس ضعیف العمر متولی کی کبرسنی کا لحاظ رکھا کرتے تھے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ اگر ان کو باجماعت نماز پڑھنی ہے تو مرزائی مبلغ کے پیچھے پڑھیں مرزائی مبلغ کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ نظر بحالت زمانہ لوگوں نے مسجد میں جانا ترک کر دیا۔ اور تقریباً پانچ سال سے زیادہ یہی ایک مسجد قادیانی قبضہ میں بواسطہ متولی رہی۔ مسلمانوں کی طرف سے مقدمہ دائر کیا گیا اور بالآخر مسجد مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی جس کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں بتاریخ ۳ جون دی جا چکی ہے فیصلہ مع کل کاروائی مقدمہ کتابی صورت میں شائع ہوا ہے جو مرسل ہے (پہنچ گیا اچھی ایک ضخیم کتاب انگریزی زبان میں ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) امید کہ براہ مہربانی نظر برفاہ عام اس کا ترجمہ اہل حدیث میں شائع کر دیا جائے گا۔

اس مسجد میں اہل اسلام اب اپنے امام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں چنانچہ ایک جمعہ کو امام شہر حکیم عبداللہ رشید نواب نے وہاں جا کر جمعہ پڑھایا اور عربی میں زبانی فی البدیہہ خطبہ حسب حال پڑھا۔ بعد از نماز جمعہ عصر کے قریب تک وعظ کہا اور اس کے بعد روز ہل کے مسلمانوں نے ایک جلسہ کر کے بیرسٹروں کو ہار پہنائے اور تمام مسلمانوں کو کھانا کھلایا گیا شہر اور قرب ونواح کے تمام مسلمان اس میں شریک تھے شب کو پھر امام صاحب حکیم مولوی عبداللہ رشید نواب کا بعد از نماز عشا وعظ ہوا گیارہ بارہ بجے تک بڑا پر لطف منظر رہا۔ اس عرصہ میں مرزائی خائب وخاسر اپنے گھروں میں غائب رہے۔ عام ذلت ان پر طاری تھی پولیس کا انتظام کافی تھا خدا کا فضل ہے کہ جلسہ بامن وامان ختم ہوا تاہم حیرت ہے کہ مرزائی اس ذلت کو بھی اپنی عزت ہی سمجھتے ہیں ان کی طرف سے اپیل کی درخواست کی گئی ہے اور مہلت بھی طلب کی گئی تھی۔ پھر بھی وہ اسے ہزیمت نہیں فتح سے تعبیر کرتے ہیں (کیا آپ کو معلوم نہیں لودہانہ کے شکستی مباحثہ کو مرزائی دوست فتح نام رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں خدا ان کو ہمیشہ ایسی فتح نصیب کرے۔ کیا آپ آمین نہ کہیں گے۔ اڈیٹر اہل حدیث)۔ اگر آفتاب کی روشنی کا انکار ہو سکتا ہے تو یہ واقعہ بھی جھٹلایا جا سکتا ہے۔

میں نے ۳ جون کی اشاعت میں دس بارہ آدمیوں کا توبہ کرنا لکھا تھا تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ مع متعلقین کے تائب ہوئے ہیں جن کی مجموعی تعداد ستائیس ہے تفصیل حسب ذیل ہے

عثمان احمد اوران کے متعلقین کل ۸۔آدمی۔ رمضان ابن محمد جملہ متعلقین ۷ آدمی۔ سلیمان نورا مع جملہ متعلقین ۴۔آدمی۔ نام غالبًا پیرو۔ایک آدمی۔ نام نامعلوم (دیات میں)۲۔آدمی

خلیفہ قادیان اورالفضل کے قابل اڈیٹر اپنے تنخواہ دار مبلغین کے بیانات پر مست نہ ہوا کریں۔ ذرا ہم سے بھی حقیقت حال دریافت کرلیا کریں۔امام صاحب سے جو گفتگو یا مناظرہ مبلغ مرزائیت کا ہوا تھا، اس کی غلط بیانی سے ناظر اشاعت قادیانی کو دھوکہ نہ کھانا چاہیے مرزائیت کا اصل حال یہاں لوگوں کے سامنے ہے... اسی سے ان کا غذہ افریقی چار ہزار مرزائیوں پر بھی روشنی پڑتی ہے ناظرین اس کا فیصلہ کرلیں کہ یہاں دودو مبلغین اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگانے پر بھی ناکام رہے ہے،تو جہاں صرف ایک ہی مبلغ گیا ہے وہاں ہزاروں کس طرح مرزائی ہوسکتے ہیں۔اگر یہ اشتہار غلط نہیں ہےتو کاش یہ مبلغین ہمیں ہماری آنکھوں کے سامنے دو چار ایسے مرزائی دکھا دیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر ان کا مفروضہ اسلام قبول کیا۔ ورنہ ان سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں یا تو وہ اشتہار غلط ہے اور یا مبلغین مذکورین اس خدمت کے اہل نہیں..

(اہل حدیث ۴ نومبر ۱۹۲۱ء۔مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ۔نمبرایک جلد ۱۹ ص ۴۔۵)

قادیان میں اسلامی جلسہ کا اثر:

چند دن کا عرصہ ہوا کہ میں قصبہ کاہنووان ضلع گورداسپور میں گیا وعظ ہوا لوگوں نے دل چسپی سے سنا۔ بعد وعظ کے خاکسار نے حکیم صاحب اور دیگر لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ کے قصبہ میں کس قدر احمدی لوگ ہیں۔انہوں نے جواب دیا کہ ہم بیس آدمی مستقل تھے اور مذبذب کئی تھے لیکن بعد جلسہ محمدی کے تمام نے توبہ کی مگر ایک مذبذب رہا امید ہے وہ بھی توبہ کرجائے گا۔ یہ حکیم صاحب وہ ہیں جنہوں نے قادیان جلسہ محمدی میں قادیان میں کھڑے ہوکر توبہ کا اعلان کیا تھا۔راقم میر واعظ بھانبڑی متصل قادیان

(اہل حدیث ۴ نومبر ۱۹۲۱ء۔مطابق ۳ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ۔نمبرایک جلد ۱۹ص ۱۳)

قادیانی امت نے کیا پایا؟

(تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کا دعوی تھا کہ میں چونکہ بروز (عکس) محمد ﷺ ہوں اسلئے جو میری جماعت میں داخل ہوا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں داخل ہو گیا۔

من دخل فی جماعتی دخل فی صحابة محمد ﷺ (خطبہ الہامیہ)

اسی دعوی کی فرع یہ دعوی بھی مرزائیوں کا ہے کہ ہمارے سوا سب لوگ خدا کے ہاں مردود ہیں، مقبول صرف ہم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے سوا باقی لوگوں کو حسب تعلیم مرزا قادیانی، کافر جہنمی جانتے ہیں و ان صلوا وصاموا (چاہے نماز پڑھیں یا روزے رکھیں)

آئے ہم اس دعوی کی جانچ کریں کہ یہ بھولے بھالے بے چارے احمدی جو مال بھی دیں اور وقت بھی دیں اور سب کی تف تف بھی سنیں۔ یہ بارگاہ قادیان میں کہاں تک مقبول ہیں۔

سب سے پہلے ہم مرزا صاحب کی شہادت پیش کرتے ہیں آپ نے اپنی زندگی میں اپنی امت کی نسبت اظہار رائے کیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالی بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیز اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز کی بیعت کر کے اور توبہ نصوح کر کے پھر بھی ایسے ہی کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کر سکتے چہ جائے کہ خش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں

اور میں انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنی خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینہ پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کے قصوں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔ (اشتہار ملحقہ بہ شہادۃ القرآن۔ص۲)

یہ مضمون ۱۸۹۳ء میں نکلا تھا ہم سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تو ۱۵ سالوں کے عرصہ میں قادیانی امت روحانی کمالات میں بہت کچھ ترقی کر گئی ہو گی لیکن جب ہم نے اس سال ۱۹۲۱ء میں یعنی ۲۸ سال بعد خلیفہ قادیان کی شہادت سنی تو یقین ہو گیا کہ جو رائے مرزا صاحب نے اپنی امت کی بابت قائم کی تھی وہی آج بھی صحیح ہے خلیفہ قادیان کے الفاظ یہ ہیں:

اصحاب قادیان سے خطاب: اس کے بعد میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ بیماری اور کمزوری صحت اور ڈاکٹروں کے مشورہ کے ماتحت میں پہاڑ پر انشاء اللہ جاؤنگا۔ میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا اور اب بھی سمجھاتا ہوں کہ اپنے اخلاق کو درست کرو بات بات میں جھگڑے پیدا نہ کرو۔ ابھی معلوم ہوتا ہے کہ نفس غالب ہے اور خدا کا خانہ کم ہے میں نے دیکھا ہے کہ خصوصیت سے فتنے اس وقت رونما ہوتے ہیں جب میں باہر جاتا ہوں۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ یہ آسمانی رو؟ کا نتیجہ ہے بلکہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر اب کوئی نگرانی نہیں میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب انہوں نے سلسلہ کو قبول کیا اور صداقت کے نشانوں کو دیکھا ہے اور پھر ایک آدھ نہیں سینکڑوں نشانات کو دیکھا ہے (منجملہ آسمانی نکاح اور ثناء اللہ کی زندگی۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اور پھر حضرت مسیح موعود کے وقت ہی میں نشان نہیں دیکھے بلکہ آپ کے بعد سے اب تک دیکھ رہے ہیں پھر اب وہ وقت کب آئے گا جب اپنے اخلاق کو درست کریں گے اپنے اخلاقکو درست کرنا ایمان کی ترقی کی طرف پہلا قدم ہے دوسرے قدم اس کے بعد ہیں۔ اخلاق کی درستی سے ایمان کا کوئی کم درجہ نہیں (اس فقرے کو خلیفہ جی ہی سمجھے ہوں گے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

بے شک ایمان کے مدارج ہیں اور ایمان گھٹتے گھٹتے اتنا تھوڑا ہو جاتا ہے کہ اسکو کفر کے نام سے موسوم کرتے ہیں کیونکہ کفر میں ایمان کا ایک جزو ہوتا ہے خالی کفر دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ایسے کافر ہوتے جن میں ایمان کا کوئی حصہ نہ ہوتا تو دنیا پر آسمان سے یک لخت بجلی گرتی اور اسکو تباہ کر دیتی۔ بدترین کافر بھی ایمان کا ایک رکھتا ہے (قادیانی امت میں اسکا ثبوت ملتا ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) ابوجہل، نمرود، شداد، فرعون وغیرہ بڑے کافر تھے لیکن صرف ایمان کا ایک حصہ نجات نہیں دلا سکتا بلکہ نجات کے لئے ایک خاص مقدار ایمان کی ضرورت ہے پس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق میں ترقی کرے کہ اس سے اقل مقدار نجات کے لئے ایمان کی ہو ہی نہیں سکتی (اس فقرے کو حاشیہ نشین ہی سمجھے ہوں گے۔ اخلاق کی ترقی اقل مقدار ہے تو اکثر کیا ہے۔ قادیانی امیر المومنین کے مومنو! اس فقرے کی ذرہ تشریح کر دو۔ اڈیٹر اہل حدیث) اور ضروری ہے کہ اپنے فوائد کو قربان کریں۔ اگر اس درجہ سے انسان ایک خشخاش کے دانے کے برابر بھی ہٹ جائے تو وہ ایمان کے درجے سے ہٹنے لگتا ہے۔

(الفضل قادیان ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء ص ۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس عبارت کا اگر کچھ مفہوم ہے تو یہ ہے کہ قادیانی جماعت اخلاق سے بہت گری ہوئی ہے اس لئے ان میں ایمان کی رتی ہے وہ ابوجہل، نمرود، شداد اور فرعون کے ایمان کے برا ہے، جس کا ہمیں افسوس ہے۔

خلیفہ کا دوسرا بیان: قادیانی جماعت میں خرابیاں کچھ جاگزین ہو گئی ہیں کہ خلیفہ صاحب کو بار بار انہیں تنبیہ کرنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ ۷۔ اکتوبر کے جمعہ کے خطبہ میں آپ نے جو فرمایا وہ یہ ہے:

ہر احمدی کے سوچنے کی بات:

پس خوب یاد رکھو کہ خدا تب ہی مل سکتا ہے جب خدا کے مقرر کردہ ذرائع کے مطابق عمل کیا جائے مگر بہت ہیں جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اس پر غور کیا ہے۔ زبان پر تو ان کے احمدیت ہے مگر دل میں نہیں۔ ایسے

بہت کم ہیں جن کے چہروں پر مجھے ایمان نظر آتا ہے (ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) ان کے دل یقین سے خالی ہیں وہ یقین جس سے خدا ملتا ہے میں نے تمہاری حالت پر اس وقت بھی غور کیا جب کہ مجھ پر تمہاری قسم کی ذمہ داری نہ تھی اور اس وقت بھی غور کیا جب کہ تمہاری تمام تر ذمہ داری مجھ ہی پر پڑ گئی۔ لیکن میں نے تمہیں دونوں زمانوں میں کچا پایا۔

مسیح موعود کیا فرماتے ہیں: اور اس بات کو مشاہدہ کیا کہ جو مسیح موعود کے منہ سے تمہارے متعلق نکلی تھی کہ میں جدھر تمہیں لے جانا چاہتا ہوں ابھی تو تم نے ادھر منہ بھی نہیں کیا۔ بعض نادان کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس پیش گوئی کو پورا کریں گے میں کہتا ہوں کہ مومن کے حق میں جو بری پیش گوئی ہو مومن کا فرض نہیں ہوتا کہ اس کو پورا کرے۔ مومن کا تو یہ فرض ہوتا ہے کہ اگر اس کے متعلق یہ پیش گوئی ہو کہ وہ خدا کی راہ میں روپیہ دے گا تو وہ اس کے دینے میں سستی نہ کرے اور اس وقت کا منتظر نہ رہے کہ آسمان سے فرشتہ آئے اور اس سے جائداد چھوڑا وے۔ چاہیے کہ خود چھوڑ دے تا کہ اس کو دو ثواب ملیں۔ اول یہ کہ اس نے خدا کے دین کی مدد کی اور دوسرے یہ کہ اس نے اچھی پیش گوئی کو پورا کیا۔

لیکن ایسی پیش گوئی اگر اسکے متعلق ہو کہ یہ فلاں کو قتل کرے گا یا اس سے اور کوئی بدی یا گناہ کا کام سرزد ہوگا، تو اسکا فرض ہے کہ اس کو ٹلانے کے لئے خدا کے حضور میں سر رکھ دے اور اپنی ناک کو اس قدر رگڑے کہ خواہ وہ گل جائے یا گھس جائے مگر اس وقت تک سر نہ اٹھائے جب تک کہ خدا تعالی کا یہ وعید اس سے ٹل نہ جائے۔ پس اگر کوئی نادان کہہ دے کہ ہم اس پیش گوئی کو پورا کریں گے تو ایسا کہنا اس کی جہالت اور نادانی ہوگی۔ نیز میں یہ کہتا ہوں کہ مسیح موعود کا یہ فرمان کہ جدھر میں بلاتا ہوں یا لے جانا چاہتا ہوں تم میں سے بہتوں نے ادھر منہ بھی نہیں کیا بطور پیش گوئی نہیں ہے بلکہ آپ نے پچھلا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ تم نے ابھی ادھر منہ بھی نہیں کیا۔ یہ تو تمہاری اس وقت کی حالت کا اظہار ہے۔ اب دیکھو مسیح موعود کا زمانہ

گذر گیا۔ اب تم دوسرے خلیفہ کے زمانہ میں سے گذر رہے ہو تم نے اب بھی ادھر منہ نہیں کیا۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ اگر اب تک تم نے ادھر منہ نہے کیا تو وہ کون سا وقت آئے گا جب تم ادھر منہ کرو گے اور جب کہ ابھی تم نے منہ بھی ادھر نہیں کیا تو نہیں معلوم وہ کون سا زمانہ آئے گا جو تم اس راستہ پر چلو گے (جب سورہ زمر کی آیت الی جھنم زمرا، ان پر صادق آئے گی۔ اڈیٹر اہل حدیث) کیا تم لوگوں نے زندگی کا ٹھیکہ لے لیا ہے کہ تم نہیں مرو گے جب تک کہ تم اپنے مقصد کو نہ پا لو۔ اس لئے تم سستی کرتے ہو کہ موت کے وقت اپنا کام کر لیں گے۔ تمہاری غفلتیں کب دور ہوں گی تم کب اپنے مقصد کو پاؤ گے۔ وہ کیا تبدیلی آئے گی اور کب آئے گی جب تم مسیح موعود کے بتائے ہوئے راستے پر چلو گے۔

کیا ہم مومن اور مسلم ہیں؟

مومن اور مسلم کے الفاظ سے ہی تمہارے فرائض کا پتہ لگتا ہے مگر تم اس پر غور نہیں کرتے۔ مسلم کہتے ہیں فرمان بردار کو ایسا فرمان بردار جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ مومن اس کو کہتے ہیں جس کو خدا پر کامل یقین ہو جو امن میں ہو اور دنیا کو امن دینے والا ہو۔ لیکن تم میں سے ہر ایک اپنی حالت غور کرے کہ کیا تم میں یہ حالت ہے، تم ان صفات کو اپنے اندر پاتے ہو۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تم کو ابتلا آجاتا ہے ترقی نہ ملے تو تمہارا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے (یہ فقرہ ثابت کر رہا ہے کہ قادیان میں حواریان مسیح کا اجتماع تو ے کی گرمی کے باعث ہے ورنہ اگر نوکری سے بالکل برطرف کئے جائیں تو بقول خلیفہ صاحب سارے خلافت کمیٹیوں کا کام کرنے لگ جائیں۔ مخالفوں کا عرصہ سے یہی خیال تھا جس کی آخر تصدیق ہوگئی۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) معمولی باتوں پر جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کو ابتلاء آ گیا، وہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ابتلاء برداشت نہیں کر سکتے اگر کہیں کہ بڑی بڑی ٹھوکریں انہوں ے کھائیں اور سلامت رہے تو میں کہونگا کہ وہ ٹھوکریں ان کے لئے ابتلاء نہ تھیں ان کے لئے یہی ابتلاء تھا جس کو برداشت نہ کر سکے۔ کیا ترقی کا نہ ہونا یا کسی اور معاملہ میں ان کی خواہش کا

پورا نہ ہونا ایسا ہے جس سے ان کا ایمان متزلزل ہو جائے ۔ میں دیکھتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے جن کا مسیح موعود کی آمد یا صداقت سے کوئی تعلق نہیں تم میں سے بڑے بڑوں کو یعنی ان کو جو دوسروں کو بڑے اور اہل الرائے نظر آتے ہیں (ہیں! ایسا غضب! ایسے لوگ جن کو قادیانی امت میں ہم اہل الرائے جانتے ہیں یہی چند اصحاب ہیں، نانا ناصر صاحب، میاں محمد علی خان صاحب. مولوی شیر علی حافظ روشن علی مولوی غلام رسول، سہ صدی دوست قاسم علی، مولوی سرور شاہ، افسوس خلیفہ صاحب نے قادیانی اہل الرائے کے حق میں ہمیں یہ کہنے پر مجبور کیا:

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا۔ وہ سب رند خرابات اپنے نکلے ہمنوا نکلے۔

اڈیٹر اہل حدیث) مسیح موعود پر شک پیدا ہو جاتا ہے۔

صحابہ میں ثابت قدم بہت تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایسی کمزوریاں ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہیں تو اس قسم کی تو صحابہ میں بھی تھیں ۔مگر میں کہتا ہوں بعض صحابہ نے بھی کمزوریاں دکھائیں لیکن کمزوریاں دکھانے والوں کے مقابلہ میں ثبات اور جرأت ایمانی دکھانے والوں کی تعداد بہت اور بہت زیادہ ہے تم میں سے تو کمزوریاں دکھانے والوں کی تعداد زیادہ ہے اور صحابہ میں جرأت ایمانی دکھانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔تم میں ثبات دکھانے والے ایک دو ہیں اور وہ بھی ہندوستان سے باہر ہیں ۔تم میں کم ہیں جن کے متعلق میرا دل گواہی دیتا ہو کہ وہ خواہ کیسے ہی حالات میں سے گذریں ان پر کوئی ابتلاء نہیں آ سکتا۔

تم میں سے بہت اب تک مؤلفۃ القلوب کے سے سلوک کے متوقع ہیں:

تم میں سے ابھی ایسے لوگ ہیں جو توقع رکھتے ہیں کہ ان سے مؤلفۃ القلوب والا معاملہ کیا جائے۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں ایک شخص جو کئی برس سے مسلمان ہو چکا تھا مجھے کہنے لگا مؤلفۃ القلوب سے مدد دو ۔حالانکہ مؤلفۃ القلوب وہ لوگ ہوتے ہیں جو بعض دنیاوی رکاوٹوں سے اسلام کا اظہار نہ کر سکتے ہوں ان روکوں کے دور کرنے میں ان کی مدد کی جائے تاکہ وہ جرأت سے اظہار اسلام کر سکیں ۔اگر تم باوجود زبان سے اقرار اسلام و ایمان

کرنے کے پھر بھی مولفۃ القلوب کے سے سلوک کے متوقع ہو تو مومنوں میں کب شامل ہو گئے (جب شاہ مصر ہوا تھا۔ ایڈیٹر اہل حدیث) ایسے لوگوں سے مؤلفۃ القلوب اچھے ہیں کیونکہ ان کی امید ہے اور یہ اقرار کے باوجود پھر پیچھے ہٹ رہے ہیں اور ایمان پر مضبوط نہیں اور ان کے قدم لڑکھڑا رہے ہیں ابھی تو تمہاری وہ حالت بھی نہیں جو تم دعوی کرو کہ تم مومن ہو مگر خدا کہے کہ ت مومن نہیں بلکہ مسلم ہو۔ گویا ابھی خدا سے مسلم کا خطاب پانے کے لئے ایک اور زمانہ کے امیدوار ہو (لو فیصلہ ہو گیا موجودہ جماعت قادیان نہ باطنی مومن نہ ظاہری مومن ۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

پس ابتلاء وہی ہے جس کو انسان محسوس کر سکے ...لڑکھڑوانے لگیں اور پھر ایمان پر ثابت قدمی ہو۔ یہ نفس کا دھوکہ ہے کہ کہا جائے ہم نے فلاں فلاں ابتلاء کو برداشت کیا اصل بات یہ ہے کہ جس کو برداشت کر لیا وہ ابتلاء تمہارے لئے نہ تھا بلکہ اوروں کے لئے تھا۔

تمہیں کیا حاصل ہوا:

تمہاری حالت بہت خطرناک ہے (بے شک آپ سچ فرماتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) تم نجات کے دروازے سے ابھی بہت دور ہو تمہارے اچھے لیکچرار جو بہت اچھا بیان کر سکتے ہیں (جیسے مولوی غلام رسول منشی قاسم علی وغیرہ۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اور خوب دلائل دے سکتے ہیں ان کی حالت بھی ایسی ہی ہے کہ وہ اس پیاسے کی مانند ہیں جس نے لق ودق بیاباں میں پانی کا چشمہ پالیا اور اس پر پہنچ کر بجائے پانی پینے کے ناچنے لگ گیا۔ تم اپنی تقریروں میں حقانیت اسلام کے دلائل دیتے ہو جس کے معنی ہیں کہ تم نے چشمہ پالیا لیکن اپنی تشنہ لبی تم نے نہیں بجھائی۔ مسیح کی وفات کی دلیل دینا مسیح موعود کی صداقت کے دلائل بیان کرنا ہی بتاتا ہے کہ حق کیا ہے شیریں پانی کا چشمہ کہاں ہے مگر اس سے کیا جب کہ تم پیاسے کے پیاسے ہی رہے تمہارے دلائل سے یہ تو معلوم ہوا کہ تمہیں صحیح راستہ معلوم ہو گیا مگر جب تم پر اس پر چلتے نہیں تو کیا حاصل ۔ (الفضل قادیان ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۵۔ ۷)

یہ دونوں شہادتیں اپنا مطلب بتانے میں صاف ہیں ان کا مطلب واضح ہے کہ مرزائی فرقہ جس کو خلیفہ مخاطب کرتا ہے نہایت بدترین اخلاق کا مالک ہے بلکہ یہ کہنا بھی بے جا نہیں کہ ان کا ایمان نمرود شداد اور فرعون کے ایمان کے قریب قریب ہے و اللہ یشھد انھم لکا ذبو ن

ہم حیران تھے کہ وہ بے چارے تو جان سے فدا ہیں مگر خلیفہ کہتا ہے کہ تم بڑے بداخلاق ہو کہیں وہی قصہ تو نہیں:

پڑھی نماز جنازہ کی میری غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

لیکن اس مہینے میں اخبار الحکم قادیان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کی شکایت بے جا نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مرزائی امت کی بڑی پارٹیاں دو ہیں قادیانی پارٹی اور لاہوری۔ ان دونوں میں باہمی گو اختلاف ہے مگر غیروں سے تو رشتہ اخوت ان کا قریب ہے کیونکہ دونوں مرزا صاحب کو بجائے دجال کے مسیح موعود اور مہدی مانتے ہیں ان دونوں کا قرب ملاحظہ کیجئے اور برتاؤ دیکھئے

گذشتہ مارشل لاء کے دنوں میں قادیانی اخباروں نے لاہوریوں کے برخلاف اتنے مضامین لکھے تھے کہ وہ اپنی قسمت سے بچ گئے ورنہ ان کی کوشش میں کمی نہ تھی پچھلے قصے کو جانے دیجئے تازہ واقعہ یہ ہے کہ قادیان کے اخبار الحکم نے حال ہی کی اشاعت میں لاہوری پارٹی کے امیر کو پھانسی دلانے کی تجویز نکالی ہے جس کی صورت یہ ہے۔ لکھا ہے:

کیا امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھائیں گے: پچھلے مہینہ میں جناب امیر المنکرین (مولوی محمد علی لاہور) صاحب اور مولانا محمد احسن کے درمیان کوئی اس قسم کی خط وکتابت کا ہمیں علم ہوا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانے کی ضرورت محسوس کررہے ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز انکشاف ہے جو حال ہی میں ہوا ہے جس نے پیغام پارٹی اور ان کے امیر کے تمام خفیہ حالات کو واضح کردیا اور ایسا

کوئی منصوبہ کرنا ان لوگوں سے بعید نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک وقت تھا جب کہ خلافت اول کے زمانہ میں اسی پارٹی کے بعض سرکردہ لیڈروں نے اظہار الحق نامی ٹریکٹ گمنام شائع کیے جن پر مطبع تک کا نام درج نہ تھا۔ وہ ٹریکٹ روحانی گورنمنٹ سلسلہ حقہ احمدیہ کے درمیان شقاق اور فساد کی بہت بڑے بنیادی تھے اور خود حضرت خلیفۃ المسیح اول کے متعلق بھی اس میں بہت بکواس کی گئی تھی اس وقت اڈیٹر الحکم نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ اس خفیہ جماعت کا پتہ لگائے جس نے اس قسم کا گمنام ٹریکٹ شائع کیا ہے اور جن پر مطبع تک نام نہیں ہے کیونکہ یہ تمام سوسائٹیاں جو کام کرتی ہیں خواہ وہ کسی ایک شخص کے خلاف ہوں یا کسی خاص جماعت کے آخر وہ ملک اور گورنمنٹ کے لئے بھی سخت مضر اور نقصان رساں ثابت ہوتی ہیں جماعت کے اندر شقاق اور فساد ڈالنے کے لئے ایک خفیہ سوسائٹی بنائی گئی آخر قدرت کے ہاتھ نے اسے ظاہر کر دیا اور وہ بری طرح سے ارض مقدس سے نکالے گئے اور اس پاک جماعت سے اخرج منه الیز ید یو ن کے ماتحت یزیدی کہلائے اس کے چند ہی سال بعد اسی سوسائٹی نے اب گورنمنٹ کے خلاف خفیہ منصوبے تجویز کرنا شروع کر دیئے اور اس منصوبہ کا راز اس خفیہ خط وکتابت نے کھول دیا جو مولوی محمد علی اور مولوی محمد احسن کے درمیان ہو رہی ہے۔ اس خط وکتابت میں سے ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے جسکو ابھی ہم محفوظ رکھیں گے اور ضرورت کے وقت اسکو شائع کریں گے

یہ خط خواب واضح کر دیتا ہے کہ جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی مثل ہے بالکل اسی طرح یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں اور اصل قدم کسی اور طرف اٹھاتے ہیں۔ اخباروں اور تقریروں میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم سرکار عالیہ کے وفادار ہیں ہم تارک ...نہیں مگر ..طور پر ایک دوسرے کو... تلوار اٹھانے کا وقت آیا ہے کہ نہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جب ان بھائیوں کا باہمی یہ برتاؤ ہے تو دوسروں سے جو کچھ بھی کریں بجا

ہے۔ایسے ہی واقعات کی بنا پر یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ نومبر ۱۹۲۱ء مطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۲ ص ۱-۴)

ختم نبوة

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مسلمانوں میں مسئلہ ختم نبوة بنیادی اصول کی طرح مسلّمہ ہے اسلئے کہ یہ مسئلہ نہ قیاسی ہے نہ استنباطی بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے صاف لفظوں میں اس مسئلہ کا اظہار کیا گیا ہے۔تصویر اس مسئلہ کی یہ ہے: بعد آنحضرت ﷺ کے کسی شخص کو منصب نبوت حاصل نہیں ہوسکتا نہ اصلی نہ ظلی اور نہ بروزی نہ نقلی

اس دعوی پر دلیل آیت قرآنی ہے

ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ۔ (الاحزاب:۲۱) (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)۔

اس آیت کی تفسیر میں خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لا نبی بعدی (بخاری ومسلم)۔(میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)

حکمت ختم نبوة:

امت کو ایک درخت سے مثال دیں جس کے ٹہن اور شاخیں جدا جدا ہوکر دور دور تک جاتی ہیں لیکن اس درخت کی وحدت اس کے تنہ کی وحدت پر موقوف ہے یعنی کسی درخت کو ایک کہنا اس کی فرع ہے کہ اس کا تنہ ایک ہے اس کی تفریع یہ ہے کہ اگر تنے بھی دو ہیں تو درخت بھی دو کہلائیں گے۔

اسی طرح کسی قوم کی وحدت اس کر مرشد اعظم کی وحدت پر موقوف ہے اسلامی اصطلاح میں مرشد اعظم نبی ہے اسلام میں گو بہت سے فرقے ہیں جن میں آسمان و زمین جتنا اختلاف ہے یہاں تک کہ ایک مشرق کو جاتا ہے تو دوسرا مغرب کو، تاہم یہ سب فرقے ایک ہی دین کے کہلاتے ہین کیونکہ ان سب کی نبوت ایک ہے

یعنی نبوۃ محمدیہ۔ یہی فلسفہ ہے ختم نبوۃ کا چونکہ خدا کو منظور تھا کہ مسلمان باوجود اختلاف کے ایک ہی دین پر وحدت پذیر رہیں اس لئے نبوۃ کو انکے رسول پر ختم کر دیا (جل جلالہ) اسی لئے سب فرقوں کے علماء قاطبۃً متفق ہیں کہ بعد آنخضرت ﷺ کے نبوت ختم ہے۔ یہ مضمون ایسا صاف ہے کہ ہمارے زمانہ کے مدعی نبوۃ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اس کی صحت پر دستخط کئے تھے آپ فرماتے ہیں:

و اما ذکر نزول عیسی بن مریم فما کان لمو من ان یحمل هذا الاسم المذکور فی الاحادیث علی ظاهر معناه ، لأنه یخالف قول الله عز و جل ۔ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین۔ الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضّل سمّی نبینا ﷺ خاتم الانبیاء بغیر استثناء، و فسّره نبینا فی قوله لا نبی بعدی ، بیان واضح للطالبین ؟ و لو جوّزنا ظهور نبی بعد نبینا ﷺ لجوّزنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها ، و هذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین و کیف یجیء نبی بعد رسولنا ﷺ وقدانقطع الوحی بعد وفاته و ختم الله به النبیین (حمامة البشری۔ ص ۲۰)

کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء بغیر استثنا کے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے حق کے طالبوں کے لئے واضح لفظوں میں اس کی تفسیر فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر ہم کسی نبی کا آنا جائز رکھیں تو وحی نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد کھولنے کے قائل ہوں گے کوئی نبی بعد آنخضرت ﷺ کے کیسے آسکتا ہے حالانکہ وحی نبوت کی ختم ہو چکی ہے اور اللہ نے آنخضرت کے ساتھ نبی ختم کر دیئے ہیں

یہ عبارت بآواز بلند اپنا مدعا صاف لفظوں میں بتا رہی ہے کہ بعد آنخضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اب رہی یہ بات کہ جو کوئی دعوی نبوت کرے اسکو مرزا جی کیا جانتے ہیں اس کا جواب مندرجہ ذیل عبارت سے ملتا ہے:

وما کان لی ان ادّعی النّبوّة و اخرج من الاسلام و الحق

بقوم کافرین ۔(حمامۃ البشری ۔ص ۷۹) (مجھے یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعوی کرکے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے جا ملوں)

یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ دعوے نبوت مرزا جی کے نزدیک بھی کفر تھا جس کتاب کی یہ عبارتیں درج ہیں وہ ۱۳۱۱ھ میں چھپی تھی باوجود اس تصریح اور تشریح کے کہ نبوۃ ختم ہے اور مدعی نبوت خارج از اسلام کافر ہے آ کر وقت اپنا جی چاہا کہ نبی بنوں تو اس کی تمہید یوں رکھی کہ ختم نبوت کی تشریح یوں فرمائی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی شخص آپ کی وساطت اور اتباع کے بغیر نبی نہیں ہوسکتا۔ جس طرح سابق زمانہ میں نبوت براہ راست خدا کی طرف سے ملا کرتی تھی اب وہ صورت نہیں بلکہ اسی کو نبوت ملے گی جو اتباع محمدی میں کامل ہوگا چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو، سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہوسکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جایے کہ آنحضرت ﷺ کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے (حقیقۃ الوحی ۔ص ۲۸)

اس تشریح کے بعد اپنے لئے کھلے لفظوں میں اظہار خیال کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں اس کو حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔

(حقیقۃ الوحی ۔ص ۳۳۰)

پس قادیانی اصطلاح میں نبوت دوقسم کی ہے ایک وہ جو براہ راست بلا وسیلہ کسی نبی کے ملتی تھی دوم باتباع محمدی ملتی ہے چنانچہ خلیفہ محمود احمد قادیانی کے الفاظ درج ذیل ہیں:

میں پھر بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں جیسا کہ متعدد بار اعلان کر چکا ہوں کہ میں مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتا لیکن نہ ایسا کہ وہ نئی شریعت لائے ہیں اور نہ ایسا کہ ان کو آنحضرت ﷺ کی اتباع کے بغیر نبوت ملی ہو اور ان معنوں سے آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں اگر حقیقی نبی کے یہ معنی ہوں کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو میں کہونگا کہ اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جائے تو مین آپ کو حقیقی نبی مانتا ہوں ایک جو شریعت لانے والے ہیں ،دوسرے جو شریعت تو نہیں لائے لیکن ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان ذکریا یحی علیہم السلام ،اور ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں اور سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گذرا کہ اس کے اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔ (الفصل۔ص۱۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

یہ عبارت بھی اپنا مضمون بتانے میں صاف ہے کہ مرزا صاحب قادیانی طفیلی نبی ہیں اسی کا نام ظلی یا بروزی نبوت ہے۔ یعنی گاتے گاتے گویئے بن گئے۔ ہم شروع میں کہہ آئے ہیں کہ نبی بمنزلہ تنے کے ہوتا ہے جس سے امت میں وحدت پیدا ہوتی ہے اور رہتی ہے جب نبوت میں اثنیت (دوئی) آئی تو امت میں بھی دوئی پیدا ہو جائے گی اسی لئے قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد نے حسب تعلیم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فتوی شائع کیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالی کے ایک نبی کے منکر ہیں۔

(انوار خلافت۔ص۹۰)

فرقہ بہائی:

یہ تو ہے قادیانی آواز کا مختصر ذکر ان کے مقابلہ میں دوسری آواز بہائی ہے جو

ایران سے اٹھی تھی جس کی تفصیل یہ ہے

گذشتہ صدی (یعنی تیرھویں) صدی ہجری میں ایران سے ایک شخص شیخ بہاء اللہ اٹھا۔ اس نے نبوت کا دعوی کیا اس کے مریدوں نے اس کے دعوی کو صحیح تسلیم کیا۔ چنانچہ آج بھی وہ لاکھوں کی تعداد میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ چونکہ قرآن مجید کو الہامی کتاب مانتے تھے اس لئے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرنے کی ان کو بھی ضرورت محسوس ہوئی۔ بقول ان کے پہلے زمانہ میں جتنے انبیاء آئے وہ بطور وراثت کے نبوت کے مستحق ہوتے تھے اب جو ہوں گے وہ براہ راست استحقاق نبوت رکھنے والے ہوں گے۔ بہائیوں کا دعوی مرزائیوں کے دعوی کے بالکل برعکس ہے کیونکہ وہ گذشتہ سلسلہ کو ارثی کہتے ہیں اور مرزائی آئندہ کو بروزی مانتے ہیں۔

اس مقام پر بہائی رسالہ کے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ بہائی مضمون نگار آیت ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین لکھ کر لکھتا ہے:

> مقصود ازیں آیہ مبارکہ واضح ست کہ می فرماید نہ تنہا زید بلکہ از رجال مسلمین ہیچ کدام فرزند جسمانی آنحضرت نیست لکن رسول خدا ست و رجال مسلمین با آنحضرت ہستند نہ اولاد جسمانی وہ نہ وارث درنبوت رسول کریم چوں نہ اولاد آنحضرت اند؟ و نہ وارث و زنبوتش لہذا اگر یکے از آنہا زن خود را طلاق بدہد وپس از مدتے حضرت آن زن را نکاح کند، این نکاح مخالف ہیچ قانونے نیست۔ پس دریں آیہ مبارکہ دو مطلب و مقصد مذکور و موجود اول نفی باعتراض معترضین و ثانی منع وراثت آں رجال درنبوت رسول کریم بعکس رجال وخلفائے رسل سابقین کہ ورّاث رسول خود بودند حتی درنبوت و وراثت بر رجال و خلفائے مسلین ختم شد۔ یعنی قبل از محمد رسول اللہ ﷺ و نزول قرآن نظر با قتضائے از منہ سابقہ خلفاء ہر نبی مرسل و پیغمبر شارعی وارث نبوت و کتاب و صاحب وحی وخطاب بودند.. و ایں نحو وراثت و نبوت کہ در سلسلہ خلفاء و رجال ہر امتی پس از ہر نبی شارعی بود، در بین خلفاء و رجال مسلمین نبود زیرا قبل از کور فرقان در ہر زمان ملت و دایانت محتاج ایں

نحو وحی و نبوت ..اما در عصر قرآن چون آں کتاب الٰہی حفظش بعلم اللہ مسلّم بود وتا ثیر ونفوذش محتوم لہذا بعد از رسول اللہ لزوم وحی و نبوت برائے رجال وآئمہ مسلمین نماند وایں دلیل برکمال بود کہ باوجود اشرف بودن علماء اسلام برانبیائے بنی اسرائیل ابداً محتاج وحی و نبوت در زمان خود نبو دند و وراثت در نبوت برائے آئمہ وخلفائے مسلمین مقرر نگشت ۔ایں بود معنے کلمہ خاتم النبیین کہ ختم نبوت در بارہء رجال مسلمین بعو دند در خصوص ظہور موعود و سدّ ابواب و فیوضات سلطان سریر فضل و جود زیرا در قرائن و سیاق وسباق ایں آیہ مبرکہ بیان حدود وشئون رجال مسلمین است نہ تعیین رتبہ و مقام موعود آئندہ ۔این بودہ موضوع آیہ خاتم النبیین و بغیر ایں ادنی اشارہء درایں آیات در بارہء ظہور موعود و ختم وحی و دیانت نیست وا حادیث معتبرہ فرق اسلامیہ کہ اول مبیّن آیات قرآنیہ است نیز شاہد برایں معنی و دال برایں مقام است واز جملہ احادیث مسلّمہ بین مسلمین بخطاب رسول اللہ ﷺ بحضرت علی علیہ السلام است کہ مے فرماید یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الّا انہ لا نبی بعدی یعنی اے علی تو با من بمنزلہ ہارون ہستی کہ با موسی بود مگر پس ازمن نبی نیست و واضح تر ازیں چہ میشود کہ میفرمایدا ے علی ہر مقام و منزلتے کہ ہارون در زمان موسی داشت تو در زمان من داری باستثنائے نبوت کہ پس از حضرت کلیم آئمہ دین نبی بودند و لے پس ازمن نبی نیستند ۔پس موضوع ایں حدیث وقرائن آں راجع بائمہ مسلمین است نہ بظہور موعود و اشارات آیات قرآنیہ دلیل بر ختم نبوت در سلسلہ رجال وخلفاء مومنین است نہ سدّ فیض قدیم وختم وحی و دیانت رب رحیم ھذا ھو الحق و ما بعدالحق الا الضلال (البشارات جلد ا نمبر ۵ ص ۴۳۔۴۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

اس ساری عبارت کا مطلب اتنا ہی ہے جو ہم نے پہلے بتا دیا ہے کہ زمانہ سابق میں نبوت بطور وراثت کے ملتی تھی اب اس کی ضرورت نہیں رہی لہذا وہ ختم ہوگئی آنحضرت ﷺ اسی سلسلہ کے خاتم ہیں، مطلق سلسلہ نبوت کے خاتم نہیں ۔مستقل نبی

آتے رہیں گے یہاں تک کہ ایسے بھی آ سکتے ہے جو قرآن اور شریعت محمد یہ کے ناسخ ہوں چنانچہ (بقول بہائیاں معاذ اللہ) قرآن اور شریعت محمد یہ کو شیخ بہاء اللہ نے آ کر منسوخ کر دیا جو ان کے نزدیک رسول تھے۔

بہائی لوگ قرآن مجید کو الہامی اور قابل عزت جانتے ہیں مگر بوجہ منسوخ ہونے کے قابل عمل نہیں کہتے۔ (نوٹ: اس مسئلہ پر الگ کبھی بحث ہوگی۔انشاء اللہ۔)

ہمارے نزدیک یہ دونوں مذہب (مرزائی و بہائی) غلط ہیں قرآن مجید کی نص صریح ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس آیت کے جتنے اجزاء ہیں سب ہم تینوں گروہوں کو مسلّم ہیں۔اول خاتم کا لفظ جس کا ترجمہ ہے ختم کرنیکا آلہ۔ النبیین، نبی کی جمع ہے اور جمع پر الف لام ہے جس سے اس کی جمعیت کو استغراق ہو جاتا ہے یعنی سب نبیوں کا خاتم۔ہم تینوں گروہوں کا اس تشریح پر بھی اتفاق ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ یہ دونوں گروہ اس لفظ (نبیین) کو ایک صفت سے موصوف کرتے ہیں اور ہم اس کو معرّا چھوڑتے ہیں جیسا کہ وہ بالہام ربانی معرا ہے۔ قادیانی گروہ اسکی صفت بتاتا ہے، مستقبل اور براہ راست، اور بہائی گروہ کہتا ہے،... نبی، پس اس دعوی کی دلیل پیش کرنا ان کا فرض ہے۔

قادیانی گروہ اس دعوی پر آیت مندرجہ ذیل پیش کیا کرتا ہے

یا بنی آدم امّا یأتینکم رسل منکم یقصّون علیکم آیاتی فمن اتّقی و اصلح فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون(الاعراف:۳۵) اے بنی آدم اگر تمہارے پاس میری طرف سے رسول آویں جو میرے حکم تم کو پڑھ کر سناویں تو جو لوگ پرہیزگاری اور صلاحیت اختیار کریں گے ان پر کوئی خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

کہتے ہیں یہ آیت آنحضرت ﷺ کے وقت اتری ہے اور اس میں تمام بنی آدم کو مخاطب کر کے آئندہ کو رسول آنے کی خبر دی گئی ہے، تو ثابت ہوا کہ بعد آنحضرت ﷺ رسول آ سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

اہل علم تو کوئی اس آیت کو اس دعوی پر دلیل نہیں لا سکتا کیونکہ اس میں قضیہ

شرطیہ ہے اور شرطیہ میں مقدم کا امکان بھی ضروری نہیں محال بالذات اور محال بالغیر دونوں شرط بن سکتے ہیں اس کی مثال خود قرآن مجید میں موجود ہے

قل ان کان للرحمان ولد فانا اول العابدین ۔

اور اے نبی کہہ دے کہ اگر خدا کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرونگا۔

جس طرح اس آیت میں ولد خدا محال کو شرطیہ کے لئے مقدم بنایا ہے اسی طرح اس آیت میں رسل اللہ محال کو شرطیہ میں مقدم بنایا ہے۔ فافہم۔ نہ اس آیت سے ولد خدا کا اثبات ہوتا ہے نہ اس سے رسل اللہ کے آنے کا ثبوت ملتا ہے۔ دونوں برابر ہیں و اندفع ما اورد

اچھا اگر اس آیت سے رسل اللہ کے آنے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ظلی یا بروزی کیوں کہتے ہو؟ آیت مذکورہ میں کوئی لفظ نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ حقیقی رسول نہ آئیں گے اور بروزی رسول آویں گے۔ بہائیوں کی طرح صاف کہو کہ مرزا صاحب قادیانی مستقل رسول ہیں۔ دگر ہیچ

پس جس طرح آیت خاتم النبیین اور حدیث صحیح لا نبی بعدی نفی نبوت میں صاف اور صریح ہیں اس طرح کی کوئی آیت یا حدیث اثبات نبوت کے لئے صریح ہے تو پیش کرو۔

قادیانی دعویٰ عجیب ہے تو بہائی دعویٰ عجیب تو۔ حیرانی پر حیرانی ہے کہ صاف اور صریح آیت کیسامنے دلیری کی جاتی ہے۔ الی اللہ المشتکی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸ نومبر ۱۹۲۱ء ص ۱۔۴)

الجواب الصحیح

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں

گذارش ہے کہ لاہوری احمدی جماعت کے، پیغام صلح، ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۸۔۱۰ پر صوفی عبدالرحمٰن صاحب احمدی ساکن مالیر کوٹلہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان صوفی صاحب نے یہ رکھا ہے:

حیات مسیح کے قائلین سے ایک استفتا

جمیع علماء ہند اہل حدیث واہل سنت و جماعت سے سے ایک ضروری استفتاء۔

اس عنوان کے نیچے صوفی صاحب لکھتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے بارے میں جو اس صدی میں یا اس سے پیشتر گذشتہ زمانے میں اس بات کے قائل ہوں کہ حضرت عیسی مسیح ناصری دیگر گذشتہ انبیاء کی طرح انتقال فرما چکے ہیں اور زندہ بجسم عنصری آسمان پر نہیں اٹھائے گئے اور نہ آج تک (۱۹۲۱ء) آسمان پر زندہ بجسم عنصری موجود ہیں اور جب موجود نہیں تو آسمان سے زندہ اسی زمین پر فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا باطل ہے اور آنے والا مسیح موعود اس امت میں سے ایک شخص بطور امام پیدا ہوگا بینوا و توجروا

(پیغام صلح لاہور ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۱ص ۸)

اس کے بعد صوفی عبدالرحمٰن صاحب نے چند ایک کتابوں کے حوالے دے کر اس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ ان کے مصنف حضرت عیسی کی موت کے قائل تھے اور اخیر میں صوفی صاحب نتیجہ کے طور پر یوں لکھتے ہیں:

یہ صاحبان مذہب اہل سنت و الجماعت کے مشہور و معروف امام و مقتدا ہیں۔ باقی فرقہ ہائے معتزلہ جہمیہ کا تو ذکر نہیں وہ سب کے سب حضرت عیسی کی موت کے قائل ابتداء سے چلے آئے ہیں، (پیغام صلح مذکور۔ص ۹)

میں حبیب اللہ عرض کرتا ہوں کہ جن کتابوں کے حوالے صوفی صاحب نے خود نہیں دیکھا، حکیم خدا بخش احمدی کی کتاب عسل مصفی پر بھروسہ کر کے وہاں سے یہ تحریریں نقل کر دی ہیں۔ اس لئے اب میں ذیل میں صوفی صاحب کی تحریروں کا جواب دیتا ہوں۔

قولہ: امام مالک۔ دیکھو مجمع البحار جلد اول صفحہ ۸۶ جس میں لکھا ہے:

و الاكثر على ان عيسى لم يمت و قال مالك مات۔ (اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسی نہیں مرے لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ عیسی فوت ہو گئے)۔

صحیح مسلم کی شرح اکمال العلم جلد اول صفحہ ۲۶۵ میں بھی لکھا ہے

فی العتبیه قال مالک مات عیسی ابن مریم۔(عتبیہ میں لکھا ہے کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم مرگئے)(ص ۸)

ان حوالہ جات سے جو مالکی مذہب کے آئمہ کی مشہور و مستند کتب میں سے ہیں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امام مالک نے اپنی کتاب عتبیہ میں شائع کیا ہے کہ حضرت عیسی نبی ناصری وفات پاچکے ہیں۔(عسل مصفی ج اص ۵۱۰)

اقول: واضح ہو کہ حکیم صاحب کا کہ یہ لکھنا (کہ امام مالک نے اپنی کتاب عتبیہ میں شائع کیا ہے کہ حضرت عیسی نبی ناصری وفات پاچکے ہیں) سراسر جھوٹ ہے، اس لئے کہ عتبیہ نامی کتاب اندلس کے فقیہہ محمد بن احمد بن عبدالعزیز العتبی القرطبی کی تصنیف ہے (وفات اس فقیہہ کی ۲۵۴ھ میں ہوئی ہے) دیکھو کشف الظنون جلد۲ صفحہ ۱۰۶۔۱۰۷ اور شرح شفا، ج ۲ ص ۱۵۷۔ اس کتاب عتبیہ کو امام مالک کی طرف منسوب کرنا سراسر غلطی اور دھوکہ دہی ہے۔ امام مالک کی مشہور و معروف کتاب موطا نامی علم حدیث میں موجود ہے اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ حضرت عیسی وفات پاچکے ہیں۔

اب رہا محمد بن طاہر گجراتی کا مجمع البحار میں یہ لکھنا کہ و قال مالک مات سو اس کی بابت گذارش یہ ہے کہ اس جگہ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس جگہ مالک سے مراد مدینہ کے مشہور و معروف حضرت ابوعبداللہ امام مالک بن انس ہیں۔ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب جلد ۱۰ میں چالیس سے زیادہ شخصوں کے نام مالک لکھے ہیں۔ افسوس ہے کہ احمدی صاحبان بغیر تحقیق کرنے کے بھیڑ چال کے طور پر اسی بات کو لکھتے چلے آئے ہیں۔

قولہ: امام ابن حزم۔ دیکھو حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۰۹ میں لکھا ہے تمسک ابن حزم بظاهر الآیة فقال بموته ،ترجمہ: ابن حزم نے ظاہر آیات قرآنی پر تمسک پکڑا ہے اور کہا کہ عیسی فوت ہوگئے (ص ۸)

اقول: واضح ہو کہ جو کچھ صاحب کمالین نے امام ابن حزم کی نسبت لکھا ہے یہ قول خود دلیل کا محتاج ہے۔ اسلئے کہ تفسیر جلالین کے حاشئیے کمالین نامی پر ابن حزم کی کسی تصنیف کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ امام ابن حزم کی مشہور و معروف تصنیف

کتاب الفصل فی الملل و الاهوا والنحل ،

یا ان کی کسی اور دوسری کتاب میں یہ بات نہیں پائی جاتی کہ انہوں نے آیت فلمّا توفیتنی سے وفات مسیح پر استدلال کیا ہو۔ تعجب کی بات ہے کہ صوفی صاحب نے یہ قول عسل مصفی جلد اول صفحہ ۵۱۸ سے نقل تو کر دیا مگر تحقیق سے کام نہیں لیا۔

قولہ: شیخ المتصوفین ابن عربی۔ دیکھو فتوحات مکیہ و تفسیر عرائس البیان مطبع نولکشور ج ا ص ۲۶۲ و جب نزولہ بتعلقه ببدن آخر۔ ترجمہ۔ مسیح ابن مریم کا نزول آخری زمانے میں کسی دوسرے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کر کے ہوگا یعنی بروزی رنگ میں۔ (ص ۹ کالم ۱)

اقول: واضح ہو کہ یہ عبارت صوفی صاحب نے عسل مصفی جلد اول صفحہ ۵۲۱۔۵۲۲ سے نقل کی ہے اور مرزا خدا بخش عسل مصفی صفحہ ۵۲۱ پر لکھتے ہیں:

شہادت محی الدین ابن عربی کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح فوت ہو گئے اور ان کا نزول بروزی طور سے ہوگا۔

اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جس تفسیر سے مولف عسل مصفی اور صوفی صاحب نے مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے یہ تفسیر حضرت محی الدین ابن عربی کی نہیں ہے، بلکہ اصل میں یہ تفسیر عبدالرزاق کاشی کی ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ عسل مصفی کا مولف خود بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے دیکھو عسل مصفی جلد اول صفحہ ۱۰۱ کا حاشیہ۔ پس اس تفسیر کو ابن عربی کی تفسیر قرار دینا مسلمانوں کو سخت دھوکہ دینا ہے اور عبدالرزاق کاشی مذہب اہل سنت والجماعۃ کے اماموں میں سے نہیں ہے۔

اس جگہ صوفی صاحب کا یہ لکھنا (دیکھو فتوحات مکیہ و تفسیر عرائس البیان) مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اس لئے کہ تفسیر عرائس البیان، ابی محمد روز بھان، بن ابی نصر نقلی صوفی شیرازی (ف ۶۰۶) کی تفسیر ہے نہ کہ حضرت ابن عربی کی۔ اور جو عبارت صوفی صاحب نے پیش کی ہے وہ عبارت عبدالرزاق کاشی کی تفسیر کی جلد اول کے صفحہ ۲۶۲ کی ہے، نہ کہ تفسیر عرائس البیان کی۔ ذرا اپنے ماخذ عسل مصفی کی جلد اول صفحہ ۵۲۱۔۵۲۲ کو غور سے پڑھیئے

۳۔ صوفی عبدالرحمٰن احمدی صاحب کا اس مقام پر فتوحات مکیہ کا نام لینا بھی ان کی غلط فہمی کی دلیل ہے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ میں سے کوئی احمدی شیخ اکبر کا یہ عقیدہ نہیں دکھلا سکتا کہ وہ عیسی مسیح کی وفات کے قائل تھے

اور بروزی نزول کو مانتے تھے۔ بلکہ اس کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ عیسی بن مریم جسد عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور اب تک نہیں مرے، (دیکھو فتوحات مکیہ ج۳ باب ۳۶۷۔ ص ۳۴۱۔ اور جلد ۲ باب ۷۳)۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آخری زمانے میں حضرت امام مہدی کے وقت میں عیسی بن مریم نازل ہوں گے۔ دیکھو فتوحات مکیہ جلد۳ باب ۳۶۶ صفحہ ۳۲۷

لمبی عبارتیں ہونے کی وجہ سے میں ان کو یہاں نقل نہیں کرتا جن صاحبوں کو تحقیق کا شوق ہو وہ فتوحات مکیہ کے مندرجہ بالا حوالوں کو غور سے پڑھیں۔

قولہ: حافظ ابن قیم جو ساتویں صدی کے مجدد ہیں سردار کے لقب سے مشہور ہیں کتاب زاد المعاد صفحہ ۱۹ مطبع نظامی میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: مسیح کی نسبت جو یہ ذکر مشہور ہے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے اور اس وقت ان کی عمر ۳۳ برس کی تھی سو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا (ص ۹ کالم ۱)

نوٹ: عسل مصفی جلد اول صفحہ ۵۱۷، امام ابن قیم اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسی آسمان پر نہیں گئے اور نہ اس کا کہیں ثبوت ملتا ہے۔ پس وہ زمین پر ہی رہے اور فوت ہوئے۔

اقول: واضح ہو کہ ابن قیم کے قول مندرجہ زاد المعاد سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ آپ حضرت مسیح کے رفع آسمانی سے انکاری تھے بلکہ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زاد المعاد کتاب لکھتے وقت آپ مسیح کے ۳۳ برس عمر پانے والی روایت کی صحت سے انکاری تھے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ مرزا صاحب جن ۱۸۹۱ء میں دہلی گئے تھے اس وقت مرزا صاحب کی عمر ۵۰ سال کی تھی۔ دوسرا کہے کہ پچاس برس کی عمر میں مرزا صاحب کا دہلی کی طرف جانا سراسر غلط ہے۔ اب موخر الذکر کے اس قول سے یہ مراد نہیں لی جاسکتی کہ اسے مرزا صاحب کے دہلی جانے سے انکار ہے بلکہ اسے اتنی عمر پا کر دہلی کی طرف جانے سے انکار ہے۔ پس اسی طرح ہو سکتا ہے کہ زاد المعاد کتاب تصنیف کرتے وقت ابن قیم کو حضرت مسیح کے ۳۳ برس عمر پانے کی دلیل نہ ملی ہو اس وجہ سے انہوں نے اس وقت حضرت مسیح کی عمر ۳۳ برس پانے سے انکار کر دیا۔ امام ابن قیم اپنی دوسری کتاب ھادی الارواح کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۳۵۔۳۶ پر ایک

مرفوع متصل حدیث اس بارے میں لکھتے ہیں کہ مسیح ناصری کی عمر ۳۳ برس کی ہوئی ہے ۔اس روایت کو محدث ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت انس بن مالک سے نکالا ہے۔

۲۔ واضح ہو کہ حضرت عیسی کا ۳۳ برس کی عمر پانا مرفوع روایتوں سے ثابت ہے دیکھو فتاوی حدیثیہ لابن حجر کا ص ۵۔ تنبیہ الغافلین صفحہ ۲۴۔ مشارق الانوار صفحہ ۱۷۰۔ تفسیر ابن کثیر ج ۹ صفحہ ۳۸۰۔ ترجمہ بدور السافرۃ فی امور الآخرۃ صفحہ ۳۷۱۔ اور ان روایتوں کو طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس بن مالک سے اور ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک سے نکالا ہے اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھا ہے:

اٹھائے گئے حضرت عیسی ابن مریم درحالانکہ آپ ۳۳ سال کے تھے جس طرح صحیح میں آیا ہے اور حدیث صفت اہل جنت میں وارد ہوا ہے کہ وہ صورت آدم و میلاد عیسی پر سی و سہ سالہ ہوں گے۔

۳۔ حافظ ابن قیم اپنی مشہور و معروف کتاب ہدایۃ الحیاری، جلد ۲ ص ۴۳ پر لکھتے ہیں:

مسیح دمشق میں مشرقی منارہ پر نازل ہونے والے ہیں اس حال میں کہ اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوں گے آپ کو لوگ دیکھیں گے ساتھ اپنی آنکھوں کے آسمان سے اترتے ہوئے۔ پس حکم کریں گے حضرت عیسی ساتھ کتاب اللہ کے اور ساتھ سنت نبی ﷺ کے

دیکھئے کہ یہ عبارت اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ حضرت مسیح کے آسمان کی طرف بجسد العنصری اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں پھر تشریف لانے کے قائل تھے۔ (باقی) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء جلد ۱۹ نمبر ۴۔ ص ۲،۳)

بہتان عظیم

جناب مولوی نور محمد میانوی جہلمی لکھتے ہیں:

ناظرین و برادران! میں حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، اور آپ کی زیارت سے مستفید ہو کر اسٹیشن امرتسر میں پہنچا۔ ابھی گاڑی

چلنے میں ایک گھنٹہ دیری تھی، اسلئے مجھے اسٹیشن پر ٹھہرنا پڑا۔ میرے پاس پانچ چھ اشخاص آ بیٹھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے میرے ہاتھ میں تفسیر ثنائی جلد دوم اور پرچہ اہل حدیث دیکھ کر کہا آپکے ہاتھ میں کون سی کتاب ہے۔ میں نے کتاب و پرچہ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا آپ خود دیکھ سکتے ہیں۔ وہ صاحب تفسیر کا ملاحظہ کرتا رہا۔ بعدہ اخبار کا مطالعہ کیا۔ بعد مطالعہ کرنے کے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام نامی بے شک ہر ایک ملک میں مشہور ہو چکا ہے اور ان کی ملاقات کے واسطے دور دراز شہروں سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں لیکن مولوی صاحب میں ایک نقص ایسا پایا جاتا ہے جو ان کی شان سے بعید ہے۔ ان کا مذہب وعقیدہ دیکھ کر ہم لوگ ان سے سخت متنفر ہیں۔ ورنہ اس زمانہ موجودہ میں ان جیسا لائق آدمی نظر نہیں آتا۔ اگر یہ عقیدہ بدل دیں تو پھر کیا کہنے ہیں۔

میں نے کہا مجھ کو بھی تو آپ ان کا عقیدہ بتلاویں تو اس نے کہا کہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ آدمی اپنے اچھے عمل کرنے سے نبی یعنی پیغمبر ہو سکتا ہے۔ اگر ہزار ہا آدمی اپنا کیریکٹر اچھا رکھیں، تو یکدم وہ پیغمبر ہو سکتے ہیں۔ بس یہ عقیدہ مولوی صاحب کا سراسر غلط ہے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بیزار ہیں۔ میں نے کہا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ عقیدہ مہربانی کر کے مجھے بتلا ویں کہ ان کی کون سی کتاب میں ہے یا کس جگہ پر مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں یہ لفظ فرمایا ہے۔ اس صاحب نے کہا کہ ان کی کلھم کتابوں میں یہ درج ہے میں نے کہا کہ اگر آپ یہ دکھا دیں تو میں آپ کو منہ مانگا انعام دینے کو تیار ہوں اور جب تک آپ مجھ کو اپنے دعوی کا ثبوت نہ دیں گے تب تک میں آپ کا پیچھا نہ چھوڑونگا۔ اگر آپ سچے ہیں تو حوالہ دکھا کر انعام حاصل کریں ورنہ اس بہتان سے توبہ کریں۔ میں نے بیس پچیس بار کہا کہ حوالہ پیش کریں یا توبہ کریں۔ لیکن اس بندہ خدا نے ایک ہی زبان رکھی کہ اس وقت میرے پاس کتابان کی موجود نہیں ہے ورنہ دکھلا دیتا۔ میں نے کہا مولوی صاحب کا سکونتی شہر یہی ہے آپ مہربانی فرما کر صرف کتاب کا نام بتلا دیں کتاب کا مہیا کرنا میرا فرض ہوگا میں مولوی صاحب موصوف کی ہر ایک قسم کی تصنیف کردہ ذخیرہ کتب اور اٹھارہ سال کے فائل اخبار اہل حدیث کلھم آپ کے سامنے رکھ دونگا آپ صرف حوالہ دکھانے پر آمادگی ظاہر

فرما ویں ۔اسی اثنا میں گاڑی سٹیشن پر آ گئی لیکن میں بدستور بیٹھا رہا اور سوار ہونے کے لئے وہاں سے نہ اٹھا اور نہ اس شخص کو اٹھنے دیا ۔لا چار ہو کر اس نے ہنس کر کہا کہ اب تو گاڑی چلنے والی ہے میں نے کہا گاڑی کو جانے دیں آپ نے ایک ایسا طوفان ظاہر کیا ہے جس کے دفعیہ کے بغیر میں ہرگز امرتسر سے نہ جاؤنگا اور نہ آپ کو یہاں سے اٹھنے دونگا، یہی لفظ زبان پر تھا کہ گاڑی سٹیشن سے روانہ ہوگئی میں سٹیشن پر بدستور بیٹھا رہا اور وہ صاحب بھی معہ کئی اے اشخاص کے بیٹھا رہا اور کبھی کبھی ہنس کر کہدیتا کہ یار مجھ کو جانے دو، جب میں نے اس کو از حد دق کیا تو اس نے علانیہ مجلس میں کہا کہ میں نے سنی سنائی باتیں سن کر یہ کہدیا ہے حوالہ پیش کرنے سے عاجز ہوں ۔ جب اس نے اس قدر لفظ کہا تو میں نے اخبار اہل حدیث کا سامنے رکھ کر قادیانی مشن کی سرخی پیش کر کے کہا کہ آپ ذرا مہربانی فرما کر اس مضمون کو ملاحظہ فرمالیں ۔تب آپ کو یہاں سے جانے کی اجازت دونگا۔ جب اس کو اخبار کا صفحہ پڑھنے پر مجبور کیا تو اس نے اس مضمون کو پڑھ کر خود ہی مجلس میں سنا دیا جس میں لکھا تھا، پیغمبر ﷺ کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے گا یا کرے تو وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ یہ جو جزوی اورظلی اور بروزی نبوت کا مرزا دعوی کرتا ہے یہ سب تاویلات کفریہ ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والا بے شک کافر ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

جب یہ مضمون اس نے خود پڑھ کر لوگوں کو آواز سے سنایا تو لوگوں نے کہا کہ بابو صاحب آپ کا شور وغل کہاں گیا؟ میں نے کہا بابو صاحب ! اب توبہ کیجئے۔تو اس بندہ خدا نے معاً کہا کہ میں نے جو یہ مولوی صاحب پر بہتان لگایا ہے میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور رب العالمین سے معافی چاہتا ہوں ۔ حاضرین نے آمین کہا اور بابو صاحب اپنے کہنے سے نادم ہوئے اور ساری مجلس نے کہا شاباش بابو صاحب نے اپنی غلطی تسلیم کرلی۔ اسکے بعد بابو ساحب نے مٹھائی منگائی اور خاکسار کے سامنے رکھ دی۔ میں نے کہا کہ سب آدمیوں میں تقسیم کردیں سب آدمیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئیاور دوبارہ خاکسار کے لئے ہوٹل سے کھانا منگوایا اور خاکسار کا نام دریافت کر کے اپنا نام بابوا حمدالدین اسسٹنٹ گیرج اگزامینر امرتسر بتلایا۔ آثم ناچیز نے رب العالمین کاشکر یہ ادا کیا اور شام کی گاڑی پر بطرف جہلم سوار ہو کر روانہ امرتسر سے ہوا

اور دوسرے روز جلہم اتر کر غریب خانہ پہنچ گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۲۱ء جلد ۱۹ نمبر ۴۔ص ۳۔۴)

سیالکوٹ میں مرزائیوں کی خاطر تواضع۔۱

جناب مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

کہتا ہے کون نالہ بلبل ہے بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگر پاش ہو گئے

بعض اصحاب جو مذہبی مذاق نہیں رکھتے وہ مذہبی مناظرات کو بے سود خیال کرتے ہیں۔ان کو کیا معلوم کہ ان مذہبی مناظروں نے ملک کے مذہبی فتنوں پر کیا اثر کیا ہے اکتوبر ۱۹۲۰ء میں انجمن اہل حدیث گوجرانوالہ کا جلسہ تھا قادیانیوں کے مباحثہ کے لئے مضمون ،ختم نبوت ، رکھا تھا چنانچہ بیان ہوا لیکن کسی کو اعتراض کی ہمت نہ پڑی کیونکہ اس سے قبل گوجرانوالہ میں ان کو متواتر شکستیں مل چکی تھیں۔

اسی طرح اپریل ۱۹۲۱ء کو انجمن اہل حدیث جہلم کا جلسہ تھا وہاں بھی مضمون حیات مسیح کے بعد پکارا گیا لیکن صدائے برنخاست کیونکہ وہاں پر ان کو پچھلے عرصہ میں پے در پے ہزیمتیں ہو چکی تھیں۔

اسی طرح حال میں سیالکوٹ میں ہوا جس کی کیفیت درج ذیل ہے کہ وہاں تو قادیانیوں نے اپنی مرزائیت کا موٹو ہی بدل دیا

مورخہ یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی طرف سے اشتہار شائع ہوا کہ آج چودھری فتح محمد ایم اے جو ایسے اور ایسے ہیں اس امر پر بیان فرمائیں گے کہ اہل ہند کی مغلوبیت کے اسباب کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہوسکتا ہے اور حصول آزادی کا احسن اور یقینی طریق کیا ہے۔

چودھری صاحب اہل ہند کی بیماریوں کا جو علاج کرنے والے تھے وہ معلوم تھا کہ جس طرح عیسائی کا مقطع غزل یہی ہے کہ دنیا کی نجات کے لئے مسیح کفارہ ہوا اسی طرح یہ بھی کہیں گے کہ دنیا کی آزادی کے لئے مرزا صاحب تشریف لائے ،لیکن

چونکہ قومی وسائل سے معلوم ہو چکا تھا کہ مرزائیوں کا یہ لیکچر خلافت کمیٹی کے برخلاف اثر پیدا کرنے اور ہندو مسلمانوں کے موجودہ تعلقات کو بگاڑنے کے لئے کسی پوشیدہ مشورہ سے ہونا قرار پایا ہے اس لئے خلافت کمیٹی کے بعض بہی خواہوں نے میرے پاس آکر کہا کہ اس کا تدارک کرنا ضروری ہے میں نے کہا سیالکوٹ میں قادیانیوں کو حضرت عیسی کی وفات، اور دعوی مرزا (نبوت والہام) کے تعلق جو متواتر شکستیں ہوتی رہی ہیں ان سے ان کا دم ٹوٹ گیا ہے اور اب انہوں نے اس کو چھوڑ کر موضوع بدل دیا ہے۔ خیال کیا ہوگا کہ خلافت کا مسئلہ گو ملک میں نہایت جوش و سرگرمی سے مسلّم کل ہو چکا ہے لیکن اس کے دلائل و مشکلات پر مذہبی لٹریچر کے رو سے لوگوں کی واقفیت نہایت کم ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ کسی کو راہ راست سے بھٹکا کر اپنا کام بنا لیں۔ خیر خدا کا فضل شامل حال ہونا چاہیے آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ میں ان کی مجلس میں جاؤنگا اور اگر کوئی امر خلافت یا مسلمانوں کے کسی دیگر مسلمہ مسئلہ کے خلاف کہا تو اس کے متعلق گفتگو کرلیں گے کیونکہ اشتہار میں بتصریح لکھا ہے کہ:

اختتام لیکچر پر صرف نفس مضمون پر سوال کرنے کا حق حاصل ہوگا۔،

خبر میں یہ خبر فوراً شائع ہوگئی اور قادیانی لیکچر سننے کے لئے بلکہ اس خیال سے کہ آج قادیانیوں سے خلافت کے متعلق مناظرہ ہوگا لیکچر گاہ میں جمع ہونے لگے

لیکچرار کی شہرت اور قابلیت:

چودھری فتح محمد ایم اے کی شخصیت کی بابت قادیانیوں نے پبلک کو اشتہار میں کافی توجہ دلائی تھی اور زبانی بھی بہت مدح سرائی کی ہوگی کیونکہ وہ تو اپنے گروہ کے معمولی سے معمولی شخص کو بھی بام پر چڑھا لیتے ہیں اور علامہ عصر اور فاضل دہر قرار دے دیتے ہیں چودھری صاحب تو ایم اے تھے پھر ان کی نسبت کیا کسر چھوڑتے؟ لیکن افسوس دیکھنے پر تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ کا معاملہ ہوا مضمون کا اکثر حصہ ہندوؤں کے راج، ان کی قومیت ان کے رسوم اور ہندو مسلم اتحاد کی تردید میں تھا جس میں آمد ہرگز نہیں تھی جو کچھ بھی تھا آورد تھی۔ اور وہ بھی نہایت کمزوری سے۔ اس پر طرہ یہ کہ اول تو مضمون میں شرعی اقتباسات نہایت کم تھے اور جو کچھ بھی تھے وہ ان تینوں حالتوں سے خالی نہ تھے، آیت تھی تو اس کی قرأت غلط، ترجمہ و مفہوم غلط، اور

تاریخی امور تھے تو منقولہ نہیں، بلکہ اپنے قیاس سے تصنیف کردہ واقعات تھے جن کا سر نہ پیر۔ بلکہ امور تاریخیہ، واقعات نبویہ، احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے صریح خلاف۔ اس پر مزید لطف یہ کہ تقریر کی عبارت، محاورات زبان کے خلاف۔ اور سب سے آخر یہ کہ اس نہایت سادہ و معمولی اردو میں بھی فاضل لیکچرار کا تلفظ سخت غلط (اگر قادیانی جماعت ان امور سے انکار کرے گی تو ہم انشاء اللہ دوسری تحریر میں ان سب کی مثالیں خواندہ و اہل علم حاضرین کے دستخطوں سے شائع کر کے بیرونی پبلک کے سامنے ان کی اغلاط طشت از بام کر دیں گے۔ ابراہیم میر)

فاضل لیکچرار نے اپنا مضمون دانستہ یا بتقاضائے آوردِ مضمون سورج کے غروب ہونے کے متصل ختم کیا لوگ تاڑنے لگے کہ عمداً وقت تنگ کیا جاتا ہے کہ اعتراض کے لئے وقت نہ بچے چنانچہ بعض نے مجھے آہستہ آہستہ کہنا بھی شروع کر دیا میں نے ان کو تسلی دی کہ چاہے کچھ بھی ہو حسب اشتہار ان کو وقت دینا ہی پڑے گا خواہ مغرب کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

جب لیکچر ختم ہوگیا تو میں نے حافظ عبدالعزیز صاحب احمدی دفتر سنگر مشین سیالکوٹ سے کو اس وقت صدر جلسہ تھے اور سکول لائف میں میرے کلاس فیلو تھے اشتہار سامنے کر کے سوال کی اجازت چاہی حافظ صاحب نے نہایت خوشی سے اجازت دے دی لیکچرار صاحب نے بہت چاہا کہ نماز مغرب کے قبل جتنے بھی منٹ تک گفتگو کی گنجائش ہوسکتی ہے وہ وقت کی تعیین کے جھگڑے میں صرف ہو جائے مگر یہاں تو بلائے بے درمان کا معاملہ تھا پیچھا کس طرح چھوٹ سکتا تھا۔ اس اثنا میں چودھری صاحب نے مذاقاً یہ بھی کہا کہ میں تو مولوی صاحب کی کتابیں ہی دیکھ کر ڈر گیا تھا۔ خیر اصرار و تکرار کے بعد پانچ پانچ منٹ مقرر ہوئے اور سلسلہ گفتگو اس طرح شروع ہوا۔

خاکسار ابراہیم: حمد و صلوۃ کے بعد، آپ نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ وحدتِ قومی کے لئے ایک ہی سلطنت عظیمہ کا ہونا ضروری ہے جناب مرزا صاحب قادیانی بھی فرماتے ہیں کہ میں وحدت قومی کرنے آیا ہوں لیکن ساتھ اس کے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں امن کا شہزادہ (چشم بد دور) ہوں اور جنگ موقوف کرنے آیا ہوں۔

چونکہ سلطنت کا حصول و قیام بغیر جنگی شوکت کے نہیں ہوسکتا اس لئے دائرہ احمدیت (مرزائیت) میں سلطنت کیسے قائم ہوگی اور وحدت قومی کیسے ہو سکے گی۔

نیز آپ نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر فرمایا ہے کہ خدا تعالی ضعیف وذلیل قوموں کی آزادی وعروج کے لئے ان میں کامل مصلح بھیجا کرتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کو آزاد کرانے کے لئے موسی کو اور عرب کو عروج دینے کے لئے آنحضرت ﷺ کو بھیجا۔ اسی طرح ہندوستان کی آزادی وعروج کے لئے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھیجا ہے۔

اس پر سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور آنحضرت ﷺ ہر دو صاحب شوکت و سیاست ومجاہد وغازی نبی تھے، وہ تو قوموں کو آزاد کرا سکتے تھے چنانچہ کرا بھی گئے ۔لیکن مرزا صاحب قادیانی تو ویسے نہیں تھے، یہ کس طرح آزاد کرا سکتے تھے، چنانچہ نہیں کرا سکے۔اور آپ نے فرمایا کہ میں کتابیں دیکھ کر ڈر گیا تھا سو بہت درست ہے کیونکہ یہ کتابیں عربی میں ہیں۔اور آپ عربی نہیں جانتے لہذا ڈرمناسب ہے (چونکہ خیال تھا کہ مسئلہ خلافت ترکیہ کے متعلق بحث چل پڑے گی اس لئے خاکسار بہت سی کتابیں از قسم علم تفسیر و حدیث وتاریخ ساتھ لے گیا تھا۔ابراہیم)

چودھری فتح محمد صاحب قادیانی نے کتنا وقت تو ادھر ادھر کی باتوں میں لگا دیا اور کہا تو یہ کہا کہ آزادی وحصول سلطنت کے لئے جنگ ضروری نہیں جیسے کہ آنحضرت ﷺ کو جب آپ مدینہ طیبہ میں گئے تو وہاں کے باشندوں نے اپنا بادشاہ منتخب کر لیا تھا اور اسکے لئے کوئی جنگ نہیں کرنی پڑی۔اور جس طرح امریکہ کی ریاستوں نے آپس میں اتحاد کر کے اپنے آپ کو انگریزوں سے آزاد کرا لیا تھا۔ میں مولوی (ابراہیم) صاحب کی ملاقات سے بہت خوش ہوا ہوں اور مولوی صاحب میری نسبت کہتے ہیں کہ تم عربی نہیں جانتے میں عربی خوب جانتا ہوں اور اسلامی تاریخ تو مولوی صاحب سے بہت جانتا ہوں۔

خاکسار ابراہیم: صاحبان آپ نے سن لیا کہ چودھری فتح محمد صاحب نے میرے سوال کا جواب ہرگز نہیں دیا۔

سوال تو یہ ہے کہ آپ اتحاد قومی کے لئے کسی زبردست اور وسیع سلطنت کو ضروری سمجھتے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وحدت قومی کیلئے مبعوث ہونے کے مدعی ہیں اور ان کو بموجب ان کے دعاوی کے سلطنت نہیں مل سکتی اور نہ ملی، تو دائرہ

احمدیت میں سلطنت کیسے قائم ہوگی اور وحدت قومی کس طرح ہوگی۔

نیز یہ کہ مرزا صاحب قادیانی کس طرح موسوی اور محمدی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ ہر دو نبی مجاہد و غازی ہیں اور مرزا صاحب قادیانی اس سے منکر۔

اور یہ جو آپ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو بغیر تلوار کے بادشاہ منتخب کر لیا تھا، یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ آپ نے سیفی فتح حاصل کر کے شاہی اقتدار حاصل کیا جس کی تکمیل فتح مکہ پر ہوئی اور ہزاروں آدمی مسلمان ہوئے۔ مدینہ کے لوگوں نے کب سمجھوتہ کر کے آپ کو بادشاہ منتخب کیا تھا، اسکا کیا ثبوت ہے؟

بنی نضیر کون تھے اور کہاں کے رہنے والے تھے اور ان کا واقعہ کس طرح ہوا؟ بنی قریظہ کون تھے اور کہاں کے باشندے تھے اور ان کا معاملہ کس طرح ہوا؟ بنی قینقاع کون تھے اور ان کی سکونت کہاں تھی؟ ان کا حشر کیا ہوا؟ کیا اس شوریٰ میں یہ قبائل بھی شامل تھے؟

اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ امریکہ کی ریاستوں نے اتحاد کر کے آزادی لے لی تھی، تو اس اتحاد کے بعد کوئی جنگ بھی ہوئی تھی؟ جس سے وہ آزاد ہو گئے یا بغیر جنگ کے آزادی مل گئی تھی؟

اور یہ جو آپ نے کہا کہ آپ میری ملاقات سے خوش ہوئے، خدا آپ کو خوش رکھے، لیکن آپ نے اپنی نسبت جو یہ کہا ہے کہ میں عربی خوب جانتا ہوں، سو یہ بات آپ کے تلفظ مستقبل (بالفتح) اور آیات قرآنیہ کی قرأت سے واضح ہے، کہنے کی حاجت نہیں۔ اور آپکی تاریخ دانی تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کو بغیر جنگ کے صرف سمجھوتہ سے سلطنت ملنے کے قائل ہیں۔

چودھری فتح محمد صاحب: مولوی (ابراہیم) صاحب نے فتح مکہ کا بہت زور سے ذکر کیا کہ بزور تلوار ہوئی، حالانکہ قرآن کریم میں ایک جگہ جو مجھ کو بوجہ حافظ نہ ہونے کے یاد نہیں اور مولوی (ابراہیم) صاحب کو بوجہ حافظ ہونے کے یاد ہے (چونکہ خاکسار کو یقین ہو گیا تھا کہ چودھری صاحب دیکھ کر بھی قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے اس لئے میں نے بآواز بلند کہدیا کہ قرآن مجید کھول کر دکھاؤ۔ نیز یہ بھی غرض تھی کہ وہ آیت جس کی طرف چودھری صاحب اشارہ کرتے ہیں فتح مکہ کے متعلق نہیں بلکہ صلح حدیبیہ کے قصے میں ہے۔ علاوہ اس کے اس میں چھوٹی سے مڈبھیڑ

کا ذکر ہے۔ ابراہیم) خدا تعالی فرماتا ہے کہ میں نے مکہ میں اس لئے لڑائی نہیں ہونے دی کہ وہاں چند مسلمان مرد اور عورتیں ہیں، جو نادانستہ درمیان میں پس جائیں گے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ مکہ شریف بزور شمشیر فتح نہیں ہوا۔

نیز ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ ایک بلڈلیس وکٹری (فتح بغیر خون ریزی کے تھی (bloodless victory)۔ اگر سلطنت تلوار کے زور سے ضروری ہے تو نبی کریم ﷺ مدینہ شریف کے بادشاہ کیسے ہو گئے تھے؟ اہل عرب و اہل ایران تلوار سے مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ تبلیغ سے۔ یہ اسلام پر بہتان ہے کہ وہ بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ موسیٰ اور نبی ﷺ کے وقت تلوار کی ضرورت تھی اس وقت نہیں ہے

اتنے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا اور مرزائیوں نے بہت چاہا کہ گفتگو کا سلسلہ یہیں ختم ہو جائے، لیکن پبلک نے منوا لیا کہ مولوی (ابراہیم) صاحب کا سوال معقول ہے اور اس کا جواب ضروری ہے اسلئے بعد نماز مغرب پھر گفتگو ہونی چاہیے۔

نماز مغرب کے بعد خاکسار نے صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے حالات بتا کر ناظرین کے ذہن نشین کرا دیا کہ سورہ فتح جس میں وہ آیت ہے جس کی طرف چودھری صاحب نے اشارہ کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ کہاں ہے صلح حدیبیہ کے متعلق جو ۶ ھ میں ہوئی اور فتح مکہ رمضان ۸ ھ میں ہوئی یعنی سورہ فتح کے نزول اور صلح حدیبیہ کے دو سال بعد بایں ہمہ اس میں بھی چھوٹی سی جھڑپ ہوئی اور اس میں مسلمانوں کے غصہ کا ذکر ہے چنانچہ پوری آیت یوں ہے:

و هو الّذی کفّ اید یهم عنکم و اید یکم عنهم ببطن مکّة من بعد ان ا ظفر کم علیهم، و کا ن اللّٰه بما تعملون بصیرا ۔(فتح:۲۴)

اور فتح مکہ کا بیان اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان ۸ ھ میں دس ہزار لشکر جرار کے ساتھ مکہ شریف میں فاتحانہ داخل ہوئے اس میں وہ پیش گوئی پوری ہوئی جو قدیم صحیفوں میں مرقوم چلی آتی ہے کہ، وہ (نبی آخر الزمان) دس ہزار قدوسیوں کے درمیان جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔

مکہ میں داخل ہو کر آنحضرت ﷺ نے فاتحانہ امان عام کا اعلان کر دیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اسے امان ہے (کیونکہ ابوسفیان نے جو اکثر لشکر کفار کا

سردار تھا اطاعت قبول کر لی تھی) جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے گا اسے امان ہے۔ جو شخص مسجد حرام میں پناہ لے گا اسے امان ہے۔ لیکن آپ نے نو شخصوں کی نسبت یہ حکم صادر فرمایا کہ وہ قتل کئے جائیں گے اگرچہ وہ کعبے کے پردے کو بھی پکڑے ہوں۔ جن میں بعض بھاگ گئے یا انہوں نے امان مانگ لی اور پیچھے مسلمان ہو گئے اور بعض قتل کئے گئے۔ اس کے بعد آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور باب کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر خدا کا شکر کیا۔ اور قریش سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ قریش! تم کو مجھ سے کیسے سلوک کی امید ہے۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے صاحب کرم بھائی اور صاحب کرم بھائی کے بیٹے ہیں، اس لئے ہم کو آپ سے نیک سلوک کی امید ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا انتم الطلقاء یعنی آج تمہیں کوئی ملامت نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔ اس پر چند ہزار مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد آپ اسی سفر میں اپنے مدنی لشکر اور نو مسلمین فتح مکہ ساتھ لے کر حنین کو گئے۔ یہ سب امور ثابت کر رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ شریف شاہانہ لشکر و زور سے فتح کیا۔

اور چودھری فتح محمد صاحب نے جو ایران کے ایمان کا ذکر کیا تو کیا ایرانیوں نے حضرت عمرؓ کے ایران کو بزور شمشیر فتح کرنے کے بعد اسلام قبول کیا تھا، یا وہ حضرت عمرؓ کے کسی مبلغ کی وعظ سے مسلمان ہو گئے تھے، اور اس طرح سے وہ ملک حضرت عمرؓ کے حلقہ تصرف میں آ گیا۔ جناب آپ دھوکا نہ کھائیں یا مخلوق کو دھوکا نہ دیں۔ بزور مسلمان کرنا دیگر امر ہے اور کسی علاقہ کو بزور فتح کر کے اس میں تبلیغ سے اسلام پھیلانا دیگر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کسی کافر کی گردن پر تلوار رکھ کر کہا گیا کہ مسلمان ہو ورنہ مار دیا جائے گا آیۃ لا اکراہ فی الدین میں ایسے ہی فعل سے ممانعت ہے میں تو کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ غازی نبی تھے آپ نے جنگیں کیں اور دشمنوں پر فتح پائی۔ اگر مرزا صاحب قادیانی ہندوستان کی آزادی کے لئے اس طرح نبی ہو کر آئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰؑ، بنی اسرائیل کے لئے اور آنحضرت ﷺ عرب کے عروج و ترقی کے لئے آئے تھے، تو مرزا صاحب قادیانی، صاحب شوکت کیوں نہیں ہوئے۔ سوال کچھ ہے اور آپ جواب کچھ دیتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے جماعت مرزائیہ سے پوچھا کہ آگے کو سلسلہ جاری رہے گا؟ جس کا جواب نفی میں دیا گیا، کیونکہ اول تو سوال ہی ایسا تھا کہ چودھری صاحب اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے، دوم یہ کہ جو کچھ بھی انہوں نے کہا اس کی تردید ایسی ہو چکی تھی کہ چودھری صاحب کو پھر اٹھنے کی ہمت نہ رہی تھی۔ لشکر اسلام نے مظفر و منصور تکبیریں پکارتے ہوئے مسجد کلاں دو دروازہ میں قرار دیا کہ پرسوں خاکسار ابراہیم مسئلہ خلافت پر ایک بسیط مضمون بیان کریگا (جس کی کاروائی انشاء اللہ آئندہ پرچے میں بھیجی جائے گی)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق یکم ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۵۔ ص ۱۔۴)

الجواب الصحیح

(یہ مضمون گذشتہ پرچہ کا بقیہ ہے۔ مرزائی اخبار پیغام صلح نے قائلین حیات مسیح سے سوال کیا تھا، اس کا جواب یہ ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہ کلرک نہر اپر باری دواب، امرتسری لکھتے ہیں:

قولہ (یعنی قول عبدالرحمٰن احمدی): امام شعرانی فاضل اہل عارف ربانی کتاب طبقات جلد دوم کے صفحہ ۴۴ میں لکھتے ہیں:

ان علی بن ابی طالب رفع کما رفع عیسی۔

ترجمہ۔ علی بن ابی طالب بھی اسی طرح اوپر اٹھائے گئے جس طرح حضرت عیسیٰ اٹھائے گئے

اقول (یعنی حبیب اللہ): واضح ہو کہ اہل تشیع میں ایک فرقہ رجعیہ نامی گذرا ہے ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب شہید نہیں ہوئے، بلکہ زندہ ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور آخری زمانے میں پھر نازل ہوں گے۔ کتاب طبقات الکبری کی جلد دوسری میں امام عبدالوہاب شعرانی ایک ایسے شخص کا ذکر کرتے ہیں جس کا اہل تشیع کے فرقہ رجعیہ کی طرح یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ امام موصوف کی ساری عبارت یوں ہے:

و کان یقول ان علی ابن ابی طالب رفع کما رفع عیسی و

سینزل کما ینزل عیسی ۔(ترجمہ۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ تحقیق حضرت علی اٹھائے گئے جس طرح حضرت عیسی اٹھائے گئے اور حضرت علی نازل ہوں گے جس طرح عیسی نازل ہوں)(طبقات الکبری طبع ۱۳۱۵ مطبع عامرہ۔ ج ۲ ص ۳۹)

ناظرین! ذرا نظر انصاف سے دیکھئے کہ کتاب میں اصل عبارت کس طرح ہے اور اسکا سیاق وسباق کیا کہتا ہے، مگر صوفی عبدالرحمٰن اس میں تحریف کر کے اسکا درمیانی ٹکڑا نقل کر کے شور مچا رہے ہیں کہ امام شعرانی وفات مسیح کے قائل تھے حالانکہ اس جگہ امام صاحب کسی دوسرے شخص کا عقیدہ لکھتے ہیں اہل سنت والجماعۃ کا تو یہ عقیدہ نہیں ہے جو اوپ بیان ہوا ہے۔

۲۔ امام عبدالوہاب شعرانی کا اپنا مذہب جو کچھ تھا اس میں ذیل میں درج کرتا ہوں ذرا غور سے سنئیے امام صاحب وصوف: الیواقیت والجواہر کی جلد ۲ کی بحث ۶۵ ویں کے صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲ پر لکھتے ہیں:

اگر تو سوال کرے کہ عیسی کے نزول پر کیا دلیل ہے، تو جواب یہ ہے کہ اس کے نزول پر آیت و ان من اھل الکتا ب الّا لیو منن بہ قبل مو تہ ہے یعنی جس وقت عیسی نازل ہوگا اور لوگ اسپر اکٹھے ہوں گے اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود اور نصاری عیسی کے جسم کے ساتھ آسمان پر جانے کے منکر ہیں اور حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے و انہ لعلم للسا عۃ یعنی عیسی قیامت کی نشانی ہے اور قرآن کے لفظ علم کو عین اور لام کے زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے جو علامت کے معنی دیتا ہے اور ہ کی ضمیر عیسی کی طرف رجوع کرتی ہے حق یہ ہے کہ عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اسکے ساتھ ایمان لانا واجب ہے اللہ نے فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ بلکہ اس کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

دیکھئے کہ اس جگہ امام صاحب موصوف نے اپنا عقیدہ یوں ظاہر کر دیا ہے کہ حق یہ ہے کہ عیسی اپنے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے کیا اب بھی کوئی احمدی یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ امام صاحب موصوف وفات مسیح کے قائل تھے۔

قولہ: خواجہ محمد پارسا کتاب فصل الخطاب صفحہ ۴۷۴ پر لکھتے ہیں:

و ان عیسی و موسی لو ادرکاہ لز مہا الد خو ل فی شریعتہ ۔

ترجمہ: اگر عیسی اور موسی، رسول خدا ﷺ کے زمانے میں زندہ ہوتے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا پابند ہونا ہونا پڑتا۔ (ص ۹ کالم ۱)۔

نوٹ: عسل مصفی جلد اول اول صفحہ ۲۶۸ خواجہ محمد پارسا اسی کتاب کے صفحہ ہذا پر دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں

و قال ﷺ لو ادرکنی موسی و عیسی فما وعھما ا لا اتباعی

اقول: واضح ہو کہ یہ روایت پیش کر کے مرزائی صاحبان مسلمانوں کو دھوکا دیا کرتے ہیں۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصر طور پر اس کی بابت کچھ لکھوں۔ سو گذارش ہے کہ مشکوۃ، (کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنہ) کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے

روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے نقل کی پیغمبر خدا سے اسوقت کہ آئے آپ کے پاس حضرت عمر پس کہا تحقیق میں سنتا ہوں حدیثیں یہودیوں کی اچھی لگتی ہیں ہم کو، آیا پس دیکھتے ہوے کہ لکھیں ہم بعض ان میں سے۔ پس آپ نے فرمایا کیا حیران ہو تم جیسے حیران ہیں یہود اور نصاری اور تحقیق لایا ہوں میں تمہارے پاس شریعت روشن صاف اور اگر ہوتے موسی زندہ نہیں لائق تھی ان کو مگر پیروی میری (روایت کی یہ امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان نامی کتاب میں)

دیکھئے اس روایت میں صرف یہ آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

لو کا ن موسی حیاً ما وسعہ ا لا اتباعی

(اگر ہوتے موسی زندہ، نہیں تھی لائق ان کو مگر پیروی میری)

اور میں دعوی سے کہتا ہوں کہ جو روایت احمدی صاحبان بعض کتابوں کے حوالے سے پیش کرتے ہیں یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کی سند اور صحابی کا نام کہیں درج ہے۔ پس معلوم ہوا کہ فصل الخطاب میں اس روایت میں عیسی کا لفظ الحاق ہے اور کسی اور حضرت کی زیادتی ہے

قولہ: خواجہ محمد اکرم صابری کتاب اقتباس الانوار صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں:

بعضے برآنند کہ روح عیسی در مہدی بروز کند نزول عبارت ازیں بروز است

(ترجمہ: بعضے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی روح مہدی علیہ السلام میں بروز کرے گی اور عیسی بن مریم کے نزول سے بھی بروز مراد ہے) (ص ۹)

اقول: واضح ہو کہ یہی مغالطہ مرزا صاحب قادیانی نے ایام الصلح فارسی کے صفحہ ۱۸۸ اور مولف عسل مصفی کی جلد اول کے صفحہ ۵۲۲ پر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کتاب اقتباس الانوار کے صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے:

وبعضے برآنند کہ روح عیسی در مہدی بروز کند ونزول عبارت ایں بروز است مطابق ایں حدیث لا مھدی الا عیسی ابن مریم۔

حالانکہ اسی کتاب میں اس کے بعد مصنف یہ کہہ کر کہ:

این مقدمہ ضعیف است،

بروزی نزول کے خیال کی تردید کرتے ہیں مگر احمدی صاحب اس عبارت کو چھوڑ جاتے ہیں مزید تائید کے لئے دیکھو اس کتاب کا صفحہ ۷۲ جہاں مصنف لکھتے ہیں:

یکے فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزمان عیسی بن بن مریم است وایں روایت بہ غایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیحہ ومتواترہ از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود وعیسی باو اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد وجمع عارفان صاحب تمکین براین متفق اند۔

اس عبارت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت محمد اکرم صابری رفع و نزول مسیح ناصری کے قائل ہیں اور آخری زمانے میں امام مہدی کے ظاہر ہونے کے بھی قائل ہیں۔

قولہ: گیارھویں صدی کے مجدد یعنی مجدد صاحب الف ثانی مکتوبات جلد ۲۔۳۔ مکتوب نمبر ۵۵ میں لکھتے ہیں:

قریب ہے کہ ظاہر بین علماء عیسے علیہ السلام سے ان کے الفاظ کی گہرائی اور باریکی کی وجہ سے انکار کر دیں اور ان کو کتاب وسنت کا مخالف تصور کریں کیونکہ چند کم علم لوگوں نے بعض احادیث کو یاد رکھ رکھا ہے اور احکام شریعت کو انہیں پر منحصر کر لیا ہے اور اس کے متعلق جو کچھ ان کے علم سے باہر ہے اس

سے انکار کرتے رہتے ہیں (ص ۹ کالم ۱ و ۲)

اقول: ناظرین ذرا انصاف کی نظر سے دیکھئے کہ کیا مجدد صاحب کی اس عبارت سے صوفی صاحب کا دعوی ثابت ہوتا ہے۔ صوفی عبدالرحمٰن احمدی صاحب کا دعوی تو یہ ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت کے مشہور سردار امام ومقتدی اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسی مسیح ناصری دیگر گذشتہ انبیاء کی طرح .... اور آنے والا مسیح موعود اس امت میں سے ایک شخص بطور امام پیدا ہوگا (ص ۸) مجدد صاحب کی اس عبارت سے یہ ہر دو امور ثابت نہیں ہوتے۔

اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب مسیح کے نزول من السماء کے قائل ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> حضرت عیسی جو آسمان سے نزول فرمائیں کے حضرت خاتم الرسل کی متابعت کریں گے۔ (اردو ترجمہ مکتوبات، دفتر سوم مکتوب ۱۰۷)

اگر مفصل دیکھنا ہو تو دفتر اول کا مکتوب ۲۰۸ صفحہ ۳۴۶، اور دفتر دوم کا مکتوب ۶۷ ص ۲۲۰ و ۲۲۱ کو غور سے پڑھو

الحمدللہ کہ صوفی صاحب کی تحریروں کا ردّ کر کے ناظرین پر یہ بات ظاہر کی گئی کہ جن آٹھ بزرگان اہل سنت و جماعت کی نسبت صوفی صاحب نے یہ دعوی کیا تھا کہ وہ لوگ حضرت مسیح ناصری کی وفات اور بروزی نزول کے قائل تھے انہیں بزرگوں کی تحریروں سے اس بات کو پایہ ثبوت کو پہنچایا گیا ہے کہ وہ لوگ حضرت عیسی بن مریم کے رفع جسمانی اور نزول من السماء کے قائل تھے۔

اب رہا صوفی صاحب کا صفحہ ۹ کے کالم نمبر۲ میں خاقانی، علمی، حیائی، میبذی کے اقوال کو پیش کرنا سو اس کا جواب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ہر چہار اشخاص مذہب اہل سنۃ و جماعت کے امام اور مقتدی نہیں ہیں۔ صوفی صاحب آپ ذرا اپنے دعوے مندرجہ صفحہ ۸ کالم ۱ و ص ۹ کالم ۳ کو دیکھئے۔ آپ کا دعوی کیا ہے اور پھر آپ صفحہ ۹ کے کالم ۲ میں ایسے چار شخصوں کی تحریریں پیش کررہے ہیں جو اہل سنت کے مشہور ومعروف امام ومقتدا نہیں کہلا سکتے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء ۴۔۵)

مباحثہ مرزائیاں:

موضع میانوالی ضلع سیالکوٹ میں مرزائیوں سے اہل حدیث کا مباحثہ ہوا۔ اہل حدیث کی طرف سے مولوی حبیب اللہ ساکن گرز بردار تحصیل پسرور تھے اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی خدا بخش لوہار ساکن میانوالی۔ جماعت مرزائیہ کو الحمدللہ سخت شکست ہوئی (خریدار نمبر ۱۴۳۵)(اہل حدیث امرتسر ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۴)

مولوی محمد علی لاہوری کا ترجمہ قرآن۔ نمبر ۷

جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

سلسلہ زیب عنوان نمبر ۶ مطبوعہ اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں خاکسار نے مولوی محمد علی صاحب نے جو کچھ اپنے ترجمہ وتفسیر میں متعلق ابتلاء حضرت ایوب لکھا تھا اس کو بیان کر کے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر مولوی محمد علی صاحب ۱۵ دن تک تفسیر بالرائے سے اپنی توبہ کا اعلان شائع فرماویں گے (شملہ میں کسی ناظر اہل حدیث نے مولوی محمد علی سے آپ کے سلسلہ مضامین کا ذکر کیا تو مولوی صاحب نے کہا ماسٹر غلام حیدر صاحب اگر پرائیویٹ طور پر مجھے اطلاع دیتے تو میں غور کرتا۔، اس کا مطلب کیا ہے؟ سب سمجھ سکتے ہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) تو انشاء اللہ خاکسار بذریعہ احادیث صحیحہ اور اقتضاء النص ودلالت النص آئندہ نمبر میں ثابت کر دے گا کہ ابتلاء حضرت ایوب کو جو پیش آیا تھا اس کی نوعیت کیا تھی اور ارکض برجلك کا ترجمہ (اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر تیز چلاؤ) نہیں اور خذ بیدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث (ص:۴۴) کا مفہوم (دنیاوی اسباب کسی قدر لے لو پھر اسی پر قناعت کرو اور باطل کی طرف میلان مت کرو) صحیح نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے رکض کی جو دو مثالیں اپنے نوٹ میں پیش کی ہیں، وہاں ہر دو میں جانور کا لفظ ساتھ شامل ہے۔ اور ایسے موقع پر بلا ریب مفہوم، جانور کو تیز کرے، کے سوا دوسرا نہیں ہوسکتا۔ مگر نص زیر بحث میں نہ فرس ہے نہ دابہ لہٰذا مولوی محمد علی صاحب نے (گھوڑا) اپنی رائے سے اس میں شامل کر کے ثابت کر دیا کہ لغت کی مثال کی بھی وہ بخوبی اصلاح کر سکتے ہیں۔

اسی طرح فاضرب به کا ترجمہ (پھر اسی پر قناعت کرو) اس کی خانہ زاد ایجاد

ہے ضرب کے معنی اگر قناعت کرنے کے عربی محاورہ میں ہو سکتے تو مولویصاحب کو کسی لغت سے اس کی مثال پیش کرنا مناسب تھا۔ مگر اس میں ناکام ہو کر تفسیر بالرائے کا حق ادا کیا.....(فوٹو کاپی مسودے کی چند سطور پڑھی نہیں جاتیں۔ بہاء)۔

مولوی صاحب ... نے فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جن کی تفسیر کا اکثر دفعہ حوالہ پیش کرتے ہیں مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگر کوئی فرشتہ رازی مرحوم کی قبر میں جا کر ان کے کان میں کہہ دے کہ حضرت کچھ خبر ہے کہ مولوی محمد علی لاہوری احمدی جماعت کے امیر نے آپ کی تفسیر کو بھی ردی کر دیا ہے تو وہ یقیناً مسکرا دیں گے۔..

چونکہ خاکسار کو کامل یقین ہے کہ مولوی محمد علی صاحب عمر بھر بھی اپنی تفسیر بالرائے سے رجوع نہیں کریں گے کیونکہ خاکسار کی کھلی چٹھی مندرجہ انگریزی رسالہ مصنفہ خاکسار کو پڑھ کر بھی آپ نے پانچ ماہ میں اب تک رجوع نہیں کیا اور علاوہ ازیں وہ اپنے انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی زمانہ جدید کے افضل مجدد و مہدی نے اس ترجمہ و تفسیر کے متعلق میرے دل میں نہایت عمدہ آگاہی بطور الہام ڈال دی ہے اور اسکے علمی چشمہ سے میں نے بخوبی سیر ہو کر حصہ لیا ہے۔

اس واسطے ان کے رجوع کا زیادہ انتظار فضول جان کر اپنا وعدہ خاکسار پورا کرتا ہے اول خود عبارت النص، دلالت النص، اقتضاء النص، اشارت النص سے بعد ازاں احادیث صحیحہ و دیگر معتبر ذرائع سے وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

حضرت ایوبؑ کو جب ایک خاص ابتلاء سے اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی تو بطور تعریف وقدردانی کے انا وجدناہ صابراً آسمانی یونی ورسٹی سفر کی معمولی یا غیر معمولی تھکان اور پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے اس قسم کا کریڈٹ یا اعلیٰ سرٹیفکیٹ ہرگز نہیں دیا کرتی کیونکہ کی سخت سے سخت تکالیف ایک غیر مومن بھی بخوبی برداشت کرنے کی قابلیت رکھتا ہے جس کی تاریخ اور واقعات میں مشاہدہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر میں بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ایوب کو جب تھکان اور سفر میں پیاس نے بہت لاچار کیا تو آپ نے۔(مسودہ پڑھا نہیں جاتا۔ بہاء)..............

سند عطا فرما کر قیامت تک اپنے قرآن میں نمونہ قائم کر سکتا ہے؟ یہ اعلیٰ سند مولوی

صاحب نے ایسی سہل الحصول کہ بخدا ہم کو لالچ پیدا ہو گیا ہے مگر افسوس کہ سفارش کر کے دلانے والا مسیح موعود اب موجود نہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ جب قادیانی بہشتی مقبرہ میں چندفٹ خالی جگہ بدوں کافی مالی ایثار کے ملنی دشوار ہے تو ایسی اعلیٰ آسمانی سند ایک معمولی سفر کی تکلیف کی برداشت کے عوض نہیں بلکہ عدم برداشت اور واویلا کر کرنے سے کیونکر مل سکتی ہے بالخصوص ایک پیغمبر کو جن کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بموجب حدیث سب خلق سے بڑھ کر مصائب مقدر فرمائے ہیں تاکہ خلقت کے واسطے وہ سبق الاشیاء، اوبجکٹ لیسن کا کام دیں۔ قرآن شریف میں انبیاء کے خاص خاص اخلاق کا جہاں مذکور ہے اس سے مراد ایسے کامل اخلاق کی بلا ریب ہے جس سے بڑھ کر بشر میں ہونا غیر ممکن ہے جب تک کسی نبی کا اخلاق (شکور، حصور، حلیم، اواب، صابر وغیرہ) مختلف مواقع پر بذریعہ متواتر عملی نتائج کے ثابت نہ ہو جائے آسمانی تعلیم گاہ کمالیت کی سند ہرگز عطا نہیں کرتی۔ ہمارے مولوی صاحب نے قرآن فہمی کے اصول سے پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ایوب کو انا وجد ناہ صابراً کی ڈگری اور سند خداتعالیٰ سے سفر کی معمولی تکلیف کے واسطے جس کو وہ پورے طور پر برداشت نہ کر سکے دلوا دیتی ہے ما قدروا اللہ حق قدرہ اور الہام بھی وہ کرا دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوبؑ نہایت موٹی عقل کے پیغمبر تھے بلکہ بدون الہام ربانی کے اسقدر بھی سمجھنا دشوار تھا کہ سفر میں تھکان اور پیاس کے سبب پانی کا چشمہ تو تم کو مل جائے گا مگر اپنی سواری کو ایڑ لگا کر تیز کر لو۔ ایک معمولی ناخواندہ کم عمر انسان بھی اس قدر خدادا د عقل رکھتا ہے کہ ایسی حالت میں اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ آگے کچھ دوری پر پانی مل جائے گا وہ بشرطیکہ سواری پر ہو بلا تحریک و ترغیب اپنی سواری کو ہر ممکن کوشش سے تیز قدم کرلے گا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک پیغمبر کو ارکض برجلك یعنی بموجب ترجمہ مولوی محمد علی صاحب (اپنی سواری کو ایڑ لگا کر تیز کرلو) کے الہام کی کیا ضرورت تھی اور صرف ھذا مغتسل بارد و شراب کا الہام کافی تھا ارکض بر جلك کا الہام ایک تحصیل حاصل ہے جس سے معاذ اللہ خدائے ذوالجلال کے ایک برگزیدہ پیغمبر پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک موٹی عقل کے ایسے انسان تھے جو تکلیف میں پانی کے عنقریب ملنے کی اطلاع پا کر بھی بدون الہام کے اپنی سواری کو تیز کرنے کی اٹکل سے

خالی الذہن تھے۔

ناظرین نے اس خاکسار کے مذکورہ بیان سے ضرور بھانپ لیا ہوگا کہ جس قادیانی علمی چشمہ سے سیرابی کا وافر حصہ لیا گیا ہے وہ چشمہ کیا حقیقت رکھتا ہے جس کا ہمارے مولوی صاحب کو اس قدر ناز اور فخر ہے کہ کل مفسرین کو بیک نوک وکرشمہ مسترد کر دیا ہے کہ وہ سیاق وسباق کو دیکھے بغیر غلط فہمی کر کے ایک دوسرے کی تقلید میں بناوٹی قصے اپنے دل سے گھڑ لیتے ہیں۔

اب حدیث سے ثبوت کی باری ہے دلالت النص والاقتضاء النص سے جو مفہوم پیدا ہوتا تھا، محض اس کو ہی اگر ہمارے مولوی محمد علی صاحب غور اور تدبر سے تقلید مرزا کی زنجیر سے آزاد ہو کر سمجھتے تو حدیث کا اس بارہ میں کوئی مطالبہ نہ کرتے۔ مگر ان کے قلم سے جو نکلنا تھا وہ بموجب والقلم و ما یسطرون رکنا محال تھا۔

خیر خدا ان کا بھلا کرے کہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ خاص یہ خدمت سپرد کر کے اپنی غیبی نصرت فرمائی اور اخبار اہل حدیث امرتسر کے ناظرین کے واسطے ایک غیر معمولی ضیافت طبع پیش کی للہ الحمد مبارکاً طیباً کثیراً

حدیث کی عربی عبارت کا ملاحظہ اگر کسی کو منظور ہو تو کتاب رحمۃ المھداۃ الی من یرید زیادۃ العلم علی احادیث المشکوۃ صفحہ ۲۸۶ مطبوعہ مطبع فاروقیہ دہلی کو دیکھئے۔ اگر کسی کو اردو ترجمہ معہ سلسلہ روایت متعلقہ اس حدیث کے دیکھنا پسند ہو، تو تفسیر مواہب الرحمٰن المشتہر بہ جامع البیان پارہ ۲۳ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کا ملاحظہ کرے۔ خلاصہ حدیث یہ ہے۔ شیخ ابن کثیر نے اس مقام پر لکھا ہے

قال ابن جریر و ابن ابی حاتم جمیعاً حدثنا یونس بن عبد الاعلی اخبرنا ابن وھب واخبرنی نافع بن یزید عن عقیل عن ابن شھاب عن انس بن مالك

کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ایوب اپنی بلاء میں اٹھارہ سال تک مبتلاء رہا اس کو نزدیک اور دور کے قرابتیوں نے چھوڑ دیا سوائے دو مردوں کے جو ایوب کے خاص ترین بھائیوں میں سے تھے۔ یہ ہر دو ایوب کے پاس صبح وشام آیا جایا کرتے تھے ایک دن ان دونوں میں سے ایک نے

دوسرے سے کہا کہ واللہ ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے کہ شاید اہل عالم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا اس کے ساتھی نے کہا تو کس دلیل سے ایسا کہتا ہے۔اس نے جواب دیا اس دلیل سے ایسا کہتا ہوں کہ آج اٹھارہ برس گذرے کہ اللہ تعالی نے ایوب پر رحم نہ فرمایا کہ اس سے یہ بیماری دفع ہو جاتی ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس بیماری میں ایوب کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ اپنی قضائے حاجت کے واسطے جاتے اور جب فارغ ہوتے تو ان کی زوجہ ان کا ہاتھ تھام لیتی یہاں تک کہ اسی سہارے پر اپنی جگہ پہنچ جاتے ۔ پھر ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جب ایوب قضائے حاجت کو گئے اور یہ نیک بخت عورت منتظر تھی مگر کوئی ...نہ آئی اور اللہ تعالی نے ایوب کو وحی فرمائی

ارکض برجلك هذا مغتسل بارد و شراب۔

پھر جب عورت کو انتظار میں بہت دیر لگی تو وہ .. بڑھ کر ادھر اودھر دیکھنے لگی ناگاہ اس کی نگاہ پڑی کہ ایوب ایسے حال میں اس کے سامنے آرہا ہے کہ جو بیماری اسکو تھی وہ بالکل جاتی رہی ہے عورت کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ یہی آدمی ایوب ہے وہ مخاطب ہوکر بولی بھلا تو نے اس پیغمبر کو کہیں دیکھا ہے جو بیماری میں مبتلا تھا ، اور واللہ تندرستی کی حالت میں وہ بالکل تیرے مشابہ تھا۔ اس پرحضرت ایوب نے جواب دیا کہ میں ہی وہ ایوب ہوں ۔

ماخذ اس حدیث کا حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب حلیہ ہے۔

اب ناظرین نے دیکھ لیا ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب نے جو ایک معمولی سفر کی تکلیف کے واسطے حضرت ایوبؑ کو درس گاہ آسمانی سے انا وجدناہ صابراً کی سند دلوائی تھی اور آپ کی طرف پانی ملنے کی توقع سے گھوڑے کو تیز کر لینے کا الہام جو نازل کرادیا تھا ، واقعی وہ مصیبت کس قدر عرصہ آپ پر وارد رہی اور ارکض برجلك سے مراد ایڑی مارنے سے بطور خارق عادت چشمہ کا پھوٹ نکلنا تھا ایسی لاچاری کی حالت میں جب وہ چلنے پھرنے سے عاجز تھے ۱۸ سالہ ابتلاء کے بعد اجابت دعا کا نتیجہ اس سے کم تر کیا ہوتا۔توریت کے سارے بیان سے ہمارا اتفاق نہیں مگر حضرت ایوب کے پہلے اور دوسرے باب میں حضرت کے جسم پر تمام سخت چھالے

پڑنے کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شیطان نے ایوب کو ضرر پہنچانے کے واسطے اللہ سے اجازت لے لی۔ اللہ کو بھی ایوب کا ابتلاء منظور تھا تا کہ وہ قیامت تک صبر کا عملی نمونہ خلق کے واسطے قائم ہوں۔ قرآن کا انی مسّنی الشیطا ن بنصبٍ توریت کے اس بیان پر خود شاہد ہے بہر صورت سخت قسم کی بیماری میں حدیث شریف اور توریت دونوں متفق ہیں اگرچہ تورات والی خاص بیماری کے ہم قائل نہ ہوں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو نہیں بتلایا۔ باقی بیماری کے عرصہ کا اور چشمہ کا حضرت ایوب کے لات مارنے سے پھوٹ نکلنا صرف حدیث سے ثابت ہے جو خاص آیات متعلقہ کی تفسیر ہے۔

باقی جواب خذ بیدك ضغثا کی تشریح آئندہ کسی نمبر میں ہوگی انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۴۰ جلد ۱۹ نمبر ۶۔ ص ۳۔ ۵)

حق کی فتح مرزائیت پر

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

چنیوٹ سے جناب محمد بشیر صاحب لکھتے ہیں:

آہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ مرزا صاحب قادیانی اس دنیا میں تشریف فرما تھے اور طرح طرح کے مزیدار الہام گھڑ گھڑ کر مریدوں کو خوش کیا کرتے تھے، یا آج یہ دن ہیں کہ آپ کے الہام ہر روز نئے نئے واقعات کے ضمن میں آ کر جھوٹے ثابت ہوتے ہیں، تو ان کے مریدین کھسیانے سے ہو کر رہ جاتے ہیں مگر آفرین ہے ان کی ہمت اور استقلال پر کہ اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے: سب مسجدوں پر ہمارا (یعنی مرزائیوں کا) قبضہ ہوگا۔

فرمانے کو تو آپ فرما گئے اور مریدین اپنی خوش اعتقادی سے کچھ وقفہ کے لئے خوش بھی ہو گئے مگر ہمیں اس وقت سخت افسوس ہوا جب ہم نے اپنی آنکھوں سے روشن دن میں مرزا صاحب کا الہام غلط ہوتے دیکھا

قصبہ چنیوٹ میں ایک مسجد، ولی والی ، کے نام سے موسوم ہے اس کا بانی ایک شخص جو کہ اہل سنت و جماعت تھا اس نے کوشش سے چندہ جمع کر کے یہ مسجد بنوائی تھی زمانہ کے رنگ ہیں اس کے فرزندوں میں سے ایک شخص جو کہ بالکل جاہلا ور مخبوط الحواس کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے اور ہر سال ایک نیا مذہب تبدیل کرتا ہے پچھلے دنوں کسی کے جھانسے میں آ کر مرزائی ہو گیا۔ بس مرزائی ہو جانے کے بعد کیا دیر تھی مسجد کو اپنی آبائی جائداد سمجھ کر اسپر قبضہ جمانا شروع کر دیا کبھی کبھی اپنے دو چار مرزائی بھائی بندوں کو لے کر مسجد کی چھت پر جماعت کراتے اور کبھی کبھی جمعہ کو مسجد فارغ پا کر جمعہ کی نماز چپکے چپکے ادا کر لیتے کیونکہ مسجد کے متعلقین جمعہ کی نماز مسجد شاہی میں ادا کرنے کو چلے جاتے۔ آخر کار لوگوں کو معلوم ہوا کہ مرزائی لوگ مسجد پر اپنا قبضہ جمانے کی کوشش میں ہیں اس پر مسجد کے چند نمازیوں نے اس کو کہا کہ وہ اپنے ارادے سے باز آئے مگر وہ کب رکنے والے تھے انہوں نے ایک درخواست چند نمازیوں کے برخلاف ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں دائر کر دی کہ مسجد درحقیقت اس کے باپ کی بنوائی ہوئی ہے اور اس وجہ سے وہ مسجد کا مالک ہے اس کو دوسرے مسلمان نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اس سے فساد کا اندیشہ ہے۔ ان کو روکا جائے۔ اس درخواست پر تحصیل دار صاحب چنیوٹ نے حسب الحکم ڈپٹی کمشنر تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ درخواست خلاف واقعہ گذاری ہے تحصیل دار صاحب نے اپنی رپورٹ کر دی مزید تشفی کے واسطے افسر مال ضلع کو حکم ہوا کہ وہ بھی تحقیقات کریں انہوں نے موقعہ پر تحقیقات کی اور رپورٹ کر دی جس پر ڈپٹی کمشنر نے حکم صادر کیا ہے کہ مرزا لوگ اس مسجد یں جماعت نہ کراویں اور حسب دستور سابق مسجد کا استعمال ہوتا رہے۔

یہ ہے مرزا صاحب کے الہام کی صداقت اور ان کی نبوت کا ثبوت کیا کوئی مرزا صاحب کا سچا معتقد مرزا صاحب کے اس الہام پر پوری روشنی ڈال کر ان کے الہام کو سچا کر سکتا ہے؟ اگر ہے تو میدان میں آئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۵)

مولوی محمد علی لاہوری کا اعلان

(کیا اس کی کچھ حقیقت ہے)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

احمدی امت بحیثیت مرزائی یا احمدی ہونے کے یہ حق رکھتی ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب نے کیا وہ کرے۔ چنانچہ مولوی محمد علی امیر جماعت لاہوری نے مندرجہ ذیل اعلان اخباروں میں شائع کیا ہے۔ ہم اسے نقل کر کے تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں۔ناظرین اعلام مرقوم کو بغور پڑھیں۔مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

ذیل کا اعلان بعد مشورہ احباب ان تمام برادران کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ سب احباب اس پر پورے کاربند ہونے کی کوشش کریں گے اور ایک نیا نمونہ قائم کرنے میں سابق ہونے کا مرتبہ حاصل کرینگے۔

چونکہ مباحثات ومناظرات کا نتیجہ جو اکھاڑے جما کر کئے جاتے ہیں عموماً سوائے اس کچھ نہیں نکلتا کہ فریقین میں رنج وعناد بڑھتا ہے اور یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود نے بھی مناظرات ومباحثات کا سلسلہ بند کر دیا تھا اس لئے ہم بھی نہ صرف دوسرے فریق (قادیانی پارٹی) (قادیانی پارٹی آپ کے اس اعلان پر یقین نہیں رکھتی۔اڈیٹر اہل حدیث) کے ساتھ آئندہ کے لئے اس سلسلہ مباحثات ومناظرات کو بالکل بند کرتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کے نمونہ پر دوسرے مسلمانوں سے بھی جن سے ہمیں بعض مسائل فروعی میں اختلاف ہے اسی سلسلہ کو بند کرتے ہیں۔ ہاں اپنے عقاید وخیالات کی اشاعت وتبلیغ یا باہمی تبادلہ خیالات ضروری ہیں اور ہوتے رہنے چاہییں لیکن اس میں بھی اسی امر کو مدنظر رکھا جائے کہ کسی شخص کے متعلق ذاتی حملوں اور دل آزار کلمات سے قطعی اجتناب کیا جائے خواہ دوسرے کی طرف سے ایسے ذاتی حملے ہوں اور خواہ اس کی طرف سے رنجدہ کلمات بھی سننے پڑیں، محض بدلہ

کے طور پر دل آزار کلمات سے اجتناب کرنا یعنی اگر دوسرا اجتناب کرے تو ہم بھی کریں یہ کوئی بڑا مقام نہیں بلکہ وہ اعلیٰ اخلاق جن پر اسلام ہمیں قائم کرنا چاہتا ہے اس بات کو چاہتے ہیں کہ ہم دوسروں سے رنجدہ باتیں بلکہ گالیاں سن کر بھی اس کا جواب نرمی سے دیں اور

ادفع با لّتی ھی ا حسن فا ذا الّذی بینك و بینه عداوۃ کا نّه ولی حمیم

کے پاک ارشاد کو مدنظر رکھیں، یہی طریق تمام مسلمان کے متعلق آج سے ہمارا خاص طریقہ و دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس راہ پر چلنے کی توفیق دے اور ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کی توفیق دے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اخوت ومحبت باہمی کو بڑھانے کی کوشش کریں اور ان تمام باتوں سے بچیں جو باہم منافرت بڑھانے کا موجب ہو رہی ہیں۔

(محمد علی امیر جماعت احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ اشتہار اگر بطور خود ہوتا تو ہم اس پر اظہار مسرت کرتے مگر اس میں اتباع مرزا کا دعویٰ کیا گیا ہے اس لئے ہمیں خطرہ ہے کہ مرزا صاحب کے اعلان کی طرح اس کا بھی حشر ہوگا یعنی یہ ایک معشوقانہ وعدہ سے زیادہ باوقعت ثابت نہ ہوگا۔ اب یہ دکھانا ہمارا فرض ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے کب اعلان کیا تھا اور اسکا انجام کیا ہوا تھا۔

مرزا صاحب نے رسالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء کے اخیر صفحہ پر یوں لکھا:

ازمعنا ا لا نخا طب العلماء بعد ھذہ التو ضیحا ت و لو سبونا و ھذہ منا خا تمة المخا طبا ت۔ (ہم ارادہ کر چکے ہیں کہ اس کتاب کے بعد علماء کو مخاطب نہ کریں چاہے ہم کو گالیاں دیں۔ یہ کتاب ہمارا آخری خطاب ہے)

اب دیکھنا یہ ہے کہ ۱۸۹۶ء کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا علماء کے ساتھ کیا برتاؤ رہا۔

۱۹۰۰ء میں آپ نے ایک چھوٹا سا رسالہ (ٹریکٹ) معیار الاخیار شائع کیا جس میں علماء کو شرف خطاب بخشتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدے کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر کیا گیا ہے، قادیان سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے، یا آپکو اگر انشراح صدر میسر ہو تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں۔ جس میں مجلس کے سرگروہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو حلم اور برداشت اور تقوی اور خوف باری تعالی میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلّم ہوں۔ پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں۔

بہت خوب! ۱۸۹۸ء کی توبہ ۱۹۰۰ء میں توڑ دی اس کے بعد کیا ہوا؟

براہین احمدیہ جلد پنجم (جس پر تاریخ طبع نہیں مگر زلزلہ عظیمہ ۱۹۰۵ء کا اس میں ذکر ہے اس لئے یقیناً زلزلہ سے بعد چھپی ہے) اس میں بھی علماء اسلام کو نام بنام شرف خطاب بخشا ہے اور خوب زور سے بخشا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کی قریباً آخری کتاب حقیقۃ الوحی ہے جس میں اپنی وحی کی حقیقت لکھتے ہیں یہ کتاب مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی اس میں بھی علماء اسلام (مولانا نذیر حسین، مولانا محمد حسین بٹالوی مولانا عبدالرحمٰن لکھو کے مولوی عبدالحق غزنوی رحمھم اللہ) کا نام بنام کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ۳۵۴ سے۔

ہاں اس کتاب میں علماء اسلام کو بصیغہ خطاب جن شیریں الفاظ میں مخاطب کیا ہے وہ تو ماشاءاللہ مٹھائی کی ڈلی ہیں۔ میرے خیال میں ایسے ہی شیریں الفاظ کے حق میں کسی مظلوم عاشق نے اپنے ظالم معشوق کو کہا ہے

کیسے پیارے ہیں تیرے شیریں ہونٹ
گالیوں سے بھی بے مزا نہ ہوئے

ناظرین! دل لگا کر کان کھول کر ان الفاظ کو سنیں اور مطالعہ کریں۔ مرزا صاحب! ہاں ہاں مسیح موعود! ہاں ہاں امن کا شہزادہ! ہاں ہاں دنیا کا مصلح اعظم! آپ کے صیغہ ہائے خطاب ملاحظہ ہوں:

۲۔ اے نادانو! عقل کے اندھو، اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو، ہزارہا پیش گوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیش گوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم

اس عذر سے خدا تعالی کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے۔ یاد کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دینے والے ہیں۔

۲۔ یہ تو خدا کے نشان ہیں جو میں پیش کرتا ہوں تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کون سی دلیل ہے، بجز اس کے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جن کے مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے، اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں، اور جن کے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں وہ دجال کہاں ہے جس سے تم ڈراتے ہو۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

مثال بتانے کو نمبر اول ہی کافی ہے، مگر ہم نے نمبر ۲ بھی نقل کر دیا کہ ہمارے احمدی دوست اپنی ناواقفی کی وجہ سے صرف نمبر ایک کو دیکھ کر یہ نہ کہدیں کہ اس میں جن لوگوں کو مخاطب کیا ہے وہ علماء اسلام نہیں بلکہ پادری یا آریہ ہیں۔ فقرہ نمبر ۲ ساتھ ملانے سے یہ شبہ نہیں رہتا کیونکہ اس میں ان لوگوں کو خطاب ہے جو قرآن و حدیث کو حجت شرعی مانتے ہیں۔ بہت خوب

ہاں یاد آیا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے اس وعدے کو نہ بھولے تھے بلکہ ہمیشہ یاد رکھتے تھے بلکہ بوقت ضرورت اس سے کام لیا کرتے تھے۔

جنوری ۱۹۰۳ء میں جب میں حسب دعوت مرزا صاحب ان کی پیش گوئیوں کی پڑتال کرنے کے لئے قادیان جا پہنچا۔ اور پہنچ کر ان کو اطلاع دی، تو آپ نے میرے خط کے جواب میں ایک خط لکھا، جو ان کے مریدوں کا وفد بسرکردگی مولوی سرور شاہ میرے پاس لایا۔ اس میں لکھا کہ:

ہم تم سے مباحثہ نہیں کریں گے کیونکہ ہم نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ علماء کے ساتھ مباحثہ نہ کریں گے۔

اسی بہانہ سے مجھے باوجود بلانے کے زیارت سے محروم رکھا۔ کیا سچ ہے:

زاہد نہ تاب داشت جمال پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

اب سوال یہ ہے کہ کیا مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا اعلان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اعلان کے مشابہ ہوگا یا کم وبیش؟ اس کا جواب آئندہ زمانہ

دے گا سردست تو ہم اسی شعر پر کفایت کرتے ہیں

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفاء ہی کرو گے
کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء۔ مطابق ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۰ جلد ۱۹۔ نمبر ۷ ص ۱۔۳)

کھلا سوال بخدمت احسن امروہی اور محمود قادیانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

سنا جاتا ہے کہ آج کل مولوی محمد احسن صاحب امروہی قادیان میں آئے ہوئے ہیں، اسلئے ہم دونوں صاحبوں (محمد احسن اور مرزا محمود احمد) سے حلفیہ سوال کرتے ہیں۔ امید ہے کہ دونوں صاحب ہمارے سوال کا جواب حلفیہ دیں گے۔

مولوی محمد احسن صاحب!

میں امروہہ کے جلسہ میں گیا تھا، تو آپ کو یاد ہو گا کہ آپ سے بھی ملا تھا۔ آپ نے اثنائے گفتگو میں کہا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی کے تین چار الہاموں کا تو میں بھی شروع سے قائل نہیں۔

یہ بھی فرمایا کہ میں نے ان (مرزا غلام احمد) سے بیعت بھی نہیں کی ہوئی۔

یہ آپ کو یاد ہے؟

میاں محمود احمد صاحب!

۱۹۱۷ء میں جب آپ شملہ پر تھے، تو بابو عبدالحق احمدی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ

مولوی محمد احسن ہمیشہ سے لالچی ہیں۔

حضرت (مرزا غلام احمد) کے زمانہ میں بھی لالچی تھے،

اب بھی ان کی یہی حالت ہے۔

لالچ ہی کی وجہ سے وہ لاہوریوں کی طرف ہو گئے۔

کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے ایسا کہا تھا؟

دونوں صاحب مہربانی کر کے حلفیہ جواب دیں۔

سائل: ابوالوفا ثناءاللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۳)

مرزائیوں کی وعدہ خلافیاں

انّ العہد کان مسؤلاً

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کریں گے
کیا وعدہ انہیں کر کے مکرنا نہیں آتا

جناب حکیم محمد ابراہیم ٹھیکیدار بھٹیاں ضلع گورداسپور ڈاکخانہ کاہنوواں سے لکھتے ہیں:

یوں تو یہ خبیث عادت پرانی ہے جس پر قرآن کریم نے پہلے ہی سے روشنی ڈال کر جہان کو بتادیا کہ اس سے بچو۔ اس میں مبتلاء پر افسوس آتا ہے مگر نہ اتنا کہ جو فرقہ اپنے آپ کو اس سے بری بتاتا ہو، اور اپنے اندر حضرات ابا بکر وعمر عثمان علی و دیگر صحابہ جیسے ہونے کا دعوی رکھتا ہو۔ اس فرقہ سے ہماری مراد فرقہ مرزائیہ ہے، جس کی تعریف کے مرزا صاحب قادیانی نے آسمان تک قلابے ملادیئے ہیں۔ واللہ ہم اس فرقہ کی وعدہ خلافیاں دیکھتے ہیں، تو ہماری زبان پر یہ مصرع جاری ہو جاتا۔

و ما مواعیدھا الا الا باطیل

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ضلع گورداسپور میں ایک گاؤں ،بھنی کھاوڑ، ہے۔ اس جگہ کسی مرزائی صاحب نے ایک مبلغ دس روپیہ تنخواہ پر چھوڑ رکھا ہے جس کا نام مولوی عبداللہ ہے۔ اس نے تمام گاؤں کے عقاید کو تذبذب میں ڈال دیا تھا۔ ایک میرا دوست علی محمد نمبردار جو اس گاؤں میں شادی شدہ ہے۔ وہاں کا حال دیکھ کر فوراً میرے پاس آیا اور بندہ کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچا۔ جاتے ہی مجمع کثیر ہو گیا۔ گاؤں والے مولوی عبداللہ صاحب کو بلا لائے۔ سلسلہ گفتگو شروع ہونے سے پہلے مولوی عبد اللہ نے کہا کہ ہم حیات وممات مسیح پر گفتگو کریں گے۔ بندہ نے کہا بہت اچھا، مگر میری

عرض یہ ہے کہ آپ معیار نبوت بیان کریں، تاکہ پبلک کو معلوم ہو جائے کہ معیار صداقت نبوت کیا ہیں؟

مولوی عبداللہ صاحب نے بڑی خوشی خوشی بیان کرنے شروع کئے۔ چنانچہ ان کی بدقسمتی نے پر مارا، زبان سے نکل گیا:

بڑا معیار نبوت کا یہ ہے کہ نبی جھوٹ نہیں بولتا۔

میں نے کہا آپ کو یہ کہاں سے ملا؟

آپ نے یہ آیت پڑھی و ماینطق عن الھوی ان ھو الّا و حی یو حی۔

میں نے کہا یہ خاصہ ہر ایک نبی کا ہے یا بعض کا؟

مولوی عبداللہ احمدی نے کہا ہر ایک کا۔

میں نے کہا الحمد للہ یہ خاصہ مرزا صاحب کو بھی ملا ہوگا۔

کہا: ہاں۔

میں نے کذبات مرزا بیان کرنے شروع کر دیئے۔

مولوی عبداللہ احمدی صاحب کا رنگ زرد ہو گیا اور کہنے لگے کہ آپ نے ہم کو دھوکہ دیا ہے۔

میں نے کہا، یہ دھوکا کیسا ہے؟ آپ مرزا صاحب کو اپنے دعووں میں سچا کر دکھائیں ہم اسی وقت مرزا صاحب کو مامور من اللہ مان لیں گے اور عیسیٰ کو فوت شدہ مان لیں گے۔

آپ اس بات سے جی چرا کر ادھر ادھر کی ہانکنے لگے۔

تب چودھری فضل کریم سکنہ باگڑیاں ضلع ہوشیار پور نے کہا میدان بالکل صاف ہو گیا اگر مرزا صاحب سچے ثابت ہو گئے ہم سب مان لیں گے۔ ٹال مٹول چھوڑ دیجئے۔

اسی اثنا میں ایک مرزائی نام گھسیٹا سکنہ، بھنی کھاوڑ، بول اٹھا کہ مولوی صاحب جواب دیجئے ورنہ میں آج ہی توبہ کرونگا اور چندہ سے بچ جاؤنگا۔

ناچار مولوی عبداللہ احمدی صاحب بولے مجھ کو معافی دی جائے، اور دوسری تاریخ مقرر کی جائے۔

مولوی صاحب کی جان نزاع میں آ گئی۔ ہاں اسی کو غنیمت سمجھا کہ دوسری تاریخ پر شائد کوئی سبب اچھا بن جائے، یا کوئی قادیان سے ہی آ کر جان چھڑا جائے۔ یا یونہی وقت

ٹل کر رہ جائے۔ اب تو کوئی پرسان حال نہیں۔ امید ہے دل میں تو کہتے ہوں گے

تیرے بیمار فرقت کو اجل یسین سناتی ہے
مسیحا لے خبر مرنے کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

خیر اسی وقت مجمع عام میں حاضرین جلسہ کو میں نے مرزا جی کی منکوحہ آسمانی کا کچھ ذکر سنایا۔ پھر مولوی عبداللہ صاحب چونکے کہ اگر مرزا صاحب کو وہ منکوحہ آسمانی نہ ملی، تو کیا ہے حضرت محمد ﷺ نے بھی ایک روز حضرت عائشہ سے فرمایا تھا کہ اے عائشہ آج رات میرے ساتھ اللہ تعالی نے تین عورتوں کا نکاح آسمان پر کر دیا، ایک کا نام مریم ہے اور دو کا نام مجھے نہیں بتایا گیا۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ عورتیں آپ کو نہیں ملیں۔

میں نے کہا لعنت اللہ علی الکاذبین اگر آپ بخاری شریف تو درکنار دیگر کتب صحاح سے بھی بسند صحیح نکال دیں، آپ کے پیر بھائی بلکہ خلیفہ ثانی نے تو آپ کو ۵۰ روپیہ چہرہ شاہی انعام دیا جائے گا اور بغیر ایچ پیچ کے بیعت قبول کر لی جائے گی جاؤ شھداء کم من دون اللہ کو بلا لاؤ۔ میں نے کہا مرزا جی تو اپنے ملہم کے الہام کے مطابق بھی نہیں آئے الہامی الفاظ تو یہ ہیں انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ اس الہام کو مدنظر رکھ کر میں اگر دعوی کروں تو ہو سکتا ہے کیونکہ الہام میں لفظ قریب کا ہے، نہ فی کا۔ لہذا ہم قریب والے ہیں مگر ہم ایسے دعوے کو لینا پسند نہیں کرتے ہاں میں کھلے دل سے کہتا ہوں کہ آپ حدیث محولہ بالا ہرگز ہرگز نہ دکھا سکیں گے میں نے اپنی تقریر کو اس شعر پر ختم کیا جو مولانا ابوالوفا کبھی کبھی پڑھا کرتے ہیں

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

باقی دوسری تاریخ مناظرہ کی جس میں مولوی عبداللہ احمدی نے توبہ سے انکار کر دیا باوجود جھوٹے ہونے کے اس کا دوسرے نمبر میں ذکر کرونگا۔ انشاء اللہ

ہم خلیفہ جی سے سفارش کرتے ہیں کہ مبلغین کو اس حدیث کی تعلیم دیا کریں اور خود بھی اس کو مدنظر رکھا کریں لکل غادر لواء یوم القیامۃ ... او کما قال

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۴-۵)

سیالکوٹ میں مرزائیوں کی خاطر تواضع ۔ نمبر ۲

جناب مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

ناظرین ! اس عنوان میں آپ ۲ دسمبر ۱۹۲۱ء کے پرچہ میں مرزائی مباحثہ کی کیفیت ملاحظہ فرما چکے ہیں اس کے اخیر میں لکھا گیا تھا کہ مسئلہ خلافت پر جو لیکچر ہوا اسکی کاروائی آئندہ بھیجی جائے گی۔

سو معلوم ہو کہ ۳ نومبر کو نماز عشا کے وقت بمقام رام تلائی (ریلوے سٹیشن سیالکوٹ کے سامنے ایک پختہ تالاب ہے جو عموماً خشک پڑا رہتا ہے اس کا نام رام تلائی ہے آج کل شہر سیالکوٹ میں قومی لیکچر گاہ یہی ہے) مجمع کثیر میں حمد و صلوۃ اور دعا کے بعد کہا کہ میرے مضمون کے تین حصے ہیں۔

اول قادیانی لیکچرار چودھری فتح محمد ایم اے کی منصوبہ بندی۔ یعنی اس امر کا بیان کہ حسب اشتہار چودھری صاحب موضوع پر بولتے رہے یا اس سے خارج ہو کر بالکل بے تعلق باتیں بھی ذکر کرتے رہے اس سے مقصود لیکچرار صاحب کی کاروائی اور تجربہ کاری کا اظہار ہے چودھری صاحب کے مضمون کا موضوع تھا: ہندوستان کی مغلوبیت کے اسباب اور ان کا علاج اور حقیقی آزادی کے یقینی وسائل۔

وہ سب لوگ جو قادیانی لیکچر میں موجود تھے جانتے ہیں کہ چودھری صاحب نے ہندوؤں کی مذمت اور ان کی قولی ملکی اور مذہبی تردید کے بعد اپنے بیان کے اخیر حصے میں انگریزوں اور انگریزی سلطنت کی از حد مدح سرائی کی تھی حقیقت شناس تو اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جو کچھ سنا تھا کہ یہ لیکچر خلافت کمیٹی کے برخلاف اثر پیدا کرنے اور ہندو مسلمانوں کے موجودہ تعلقات کو بگاڑنے اور لوگوں کے دلوں میں انگریزوں کی غلامی کا تخم بونے کے لئے کسی پوشیدہ مشورہ سے ہونا قرار پایا ہے سو بالکل درست ہے لیکن میری توجہ اس وقت اس طرف نہیں بلکہ اس طرف ہے کہ اس بیان کو نفس مضمون اور موضوع سے کیا تعلق؟ اور اس چھٹے رکن (خوش آمد) کی یہاں کیا ضرورت؟ بلکہ یہ تو موضوع کے بالکل خلاف ہے کیونکہ ہندوستان کی آزادی کے اسباب بیان کرنے

موضوع میں داخل ہیں اور لیکچرار صاحب نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر بیان بھی کیا ہے کہ خدا تعالی ضعیف و ذلیل قوموں کی آزادی وعروج کے لئے ان میں کامل مصلح بھیجا کرتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کو آزادی کے لئے موسیٰ علیہ السلام اور عرب کے عروج واقبال کے لئے نبی کریم ﷺ کو بھیجا اسی طرح ہندوستان کی آزادی وعروج کے لئے جناب مرزا صاحب (آنجہانی) کو بھیجا۔

ان امور کے بعد سلطنت انگریزی کی برکات اور ترحمات (عام اس سے کہ حقیقی ہوں یا فرضی) کا ذکر درگاہِ غلامی کا سبق ہوگا یا آزادی کا؟ پس چودھری صاحب کا اس چھٹے رکن کا ذکر بالکل بے محل و بے تعلق بے جا اور نادرست ہونے کے علاوہ موضوع کے خلاف بھی ہے۔

باقی رہا مرزا صاحب قادیانی کی پیروی سے ہندوستان آزاد ہو جائے گا یا غلامی کے درجہ اسفل سافلین میں گر جائے گا، سو اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہر امتی پر اپنے نبی و ہادی کا اتباع اور اطاعت واجب ہے اسی طرح مرزائیوں پر بھی مرزا صاحب کو نبی ماننے کی وجہ سے ان کا اتباع و اطاعت لازمی ہے مرزائیوں کے قلب پر ہندوستان کی آزادی کا خیال اور ان کے دماغ میں اس کا تصور بھی ناممکن بلکہ ایک مذہبی گناہ ہوگا کیونکہ مرزا صاحب کی آزادانہ تصنیف (اسے ہم نے آزادانہ تصنیف علاوہ ..... کے اس خیال سے بھی کہا ہے کہ اس میں اسلامی گورنمنٹ سے مطلقاً قطع تعلق ظاہر کیا ہے اور ایک قسم کی آزادی یہ بھی ہے) تحفہ قیصریہ جو کچھ اپنے اندر اثر و جذب رکھتی ہے وہ سراسر غلامی وخوش آمد اور بے ہودہ مدح و لجاجت ہے اور اسسے ہندوستان کی آزادی جس طرح حاصل ہوسکتی ہے وہ محتاج بیان نہیں چنانچہ مرزا صاحب کتاب مذکورہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں:

> سو خدا تعالی نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسی کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکرگذاری کی جائے سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کیں

اسکے بعد اسی صفحہ ۹ پر اپنی جماعت کی عقیدت و وفا کیشی کو ان الفاظ میں

ظاہر کرتے ہیں:

بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوی سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے (حمامۃ البشری میں انگریزوں کو یاجوج ماجوج لکھا ہے تو بقول مرزا، مرزائی امت یاجوج ماجوج کی رعیت ہے اور انہی کے حق میں دعا گو ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

جناب مرزا صاحب آنجہانی نے قیصرہ ہند کی خدمت میں جو کلمات نیاز دعا کے رنگ میں گذارے ہیں وہ آپ کی قلبی کیفیت کا سچا فوٹو ہیں چنانچہ صفحہ ۱۰ پر ملکہ وکٹوریہ کو خطاب کر کے کہتے ہیں:

اے قیصرہ و ملکہ معظّمہ! ہمارے دل تیرے لئے دعا کرتے ہوئے جناب الٰہی میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال و سلامتی کے لئے حضرت احدیت میں سجدہ کرتی ہیں (ایبتغو ن عند ھم العزۃ کو یاد کر کے شرمانا چاہیے۔ یہ سجدہ حضرت احدیت میں نہیں بلکہ جنابہ قیصرہ میں ہے فافہم۔ ابراہیم)...

خاتمہ: مرزا صاحب اس جبین سائی اور جبہ فرسائی کی علت جلی حروف میں بتلاتے ہیں اور اس میں اسلامی حکومتوں پر گورنمنٹ انگلشیہ کی وجہ فضیلت بھی ظاہر کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر یہ واجب ہے مگر مین خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلی مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی (۵۲-۲۶) (اپنے پیشرو شیخ بہاء اللہ اور محمد علی باب ایرانی کو دیکھ چکے تھے۔ اڈیٹر اہل حدیث)

میرا مقصد ان اقتباسات سے صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ٹائپ کا آدمی اسوہ محمدی اور اسوہ موسوی کا نام نہیں لے سکتا ان کی روح خدائے ذوالجلال کی عزت کے سامنے نہیں جھک سکتی۔

حضرات! قادیانی لیکچرار کی مضمون بندی کے ذکر کے بعد میں اپنے مضمون کے دوسرے حصہ پر آتا ہوں جو لیکچر کے امور بیان کردہ کے متعلق ہے اس سے یہ واضح ہوگا کہ قادیانی لیکچرار تاریخ وحدیث کا کتنا واقف اور تفسیر قرآن کا کتنا ماہر ہے۔

صاحبان! آپ کو معلوم ہے کہ لیکچرار صاحب نے ہندوستان کے اسلامی دور کے متعلق ترتیب وار بیان کیا تھا کہ ہندؤوں کے عہد میں کوئی ایسی زبردست سلطنت قائم نہ ہوسکی جو سب لوگوں کو اپنے سایہ میں لے لیتی لیکن اسلامی زمانہ میں ایسی سلطنت قائم ہوگئی۔ اسکے علاوہ اسلامی زمانہ میں زبان اردو ایجاد ہوئی جس سے ہندوستان کی مختلف قومیں ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کرسکتی ہیں۔ اسکے بعد فاضل لیکچرار نے ہندو مسلم اتحاد (کمپرومائز) کا دربار اکبری کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ اکبر کے بعد انحطاط ہوگیا اور اتحاد قومی نہ ہوسکا حالانکہ تاریخ دان اصحاب جانتے ہیں کہ زبان اردو کا رواج شاہجہان بادشاہ کے وقت میں ہوا جو اکبر بادشاہ کا پوتا تھا جب اکبر بادشاہ کے وقت میں ہندو مسلم اتحاد و اختلاط ہوا اور اس کے بعد شاہجہان بادشاہ کے وقت میں زبان اردو کا رواج ہوا اور جب زبان اردو بھی قومی اتحاد کا سبب قوی ہے اور شوکت سلطنت اور وسعت مملکت بھی اکبر بادشاہ کی نسبت شاہجہان کے عہد میں زیادہ ہوگئی اور یہ بھی اتحاد قومی کے لئے ایک زبردست سایہ ہے تو اکبر بادشاہ کے بعد اسباب اتحاد کی کثرت کے باعث وحدت قومی مضبوط ہونی چاہیے یا مضمحل ہونی چاہیے؟ قادیانی لیکچرار کی تاریخ دانی اس سے ظاہر ہے۔

حضرات! فاضل لیکچرار نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ہندؤوں میں ذاتوں کا امتیاز ہے اور مسلمانوں میں نہیں اس لئے ہندؤوں میں وحدت قومی پیدا نہیں ہوسکتی اور مسلمانوں میں ہوگئی۔ ایک مسلمان مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں اور ایک ان میں سے تکلیف میں ہو اور دوسرا اسکی مدد کرسکتا ہو تو ان کا مشرقی ومغربی ہونا ایک دوسرے کے تناصر سے نہیں روک سکتا کیونکہ اسلام میں مشرقی ومغربی کی تفریق نہیں اور اس امر

پر لیکچرار دلیل میں یہ آیت قرآنی بیان کر چکے ہیں لا شرقیۃٍ و لا غربیۃٍ (سورہ نور) ۔ اوراس کو لا شرقیۃً و لا غربیۃً (زبر سے) پڑھا تھا

اول تو اس کی قرأت غلط تھی کیونکہ قرآن میں ہر دو زیریں ہیں ۔ پھر یہ کہ اس سے وہ بات مراد نہیں جس کے لئے قادیانی لیکچرر نے اسے پیش کیا ہے بلکہ یہ تو شجرہ زیتون کی صفت ہے کہ وہ درخت نہ تو باغ کے مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں کہ دھوپ سے اسے نقصان پہنچے۔

یہ ہیں قادیانی لطائف ونکات قرآنیہ جن پر اس گروہ کو ناز ہے۔

حضرات ! آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی لیکچرار نے آزادی امریک کی نسبت بھی کہا تھا کہ وہ صرف اتحاد سے بغیر لڑائی کے آزاد ہوا جو بالکل غلط ہے بلکہ سخت خونریز لڑائیوں کے بعد امریکہ آزاد ہوا ۔ چنانچہ ایڈتھ ٹامسن کی تاریخ انگلستان میں ہے (جلسہ گاہ میں اصل عبارت انگریزی پڑھ کر اس کا ترجمہ حاضرین کو سنایا تھا ۔ ابراہیم):

شاہ جارج سوم کے عہد حکومت میں یہ نزاع پیدا ہوئی حکومت انگلستان کی طرف سے سزا کے سخت طریقے استعمال کئے گئے اور مخالفت کی خلیج چوڑی ہوتی گئی حتی کہ ۱۷۷۵ء میں عملی طور پر لڑائی شروع ہوگئی اور دوسرے سال ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو امریکن باغی بستیوں نے گورنمنٹ برطانیہ سے آزاد ہو کر یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کے نام سے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد مصنف نے انگریزی فوج کی شکست کی وجہ میں لکھا ہے کہ:

انگریزوں کی طرف سے پوری طاقت سے لڑائی نہ کی گئی تو آخر کار ۱۷۷۵ء میں انگریزی جرنیل برگوآئن اور اس کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور فرانس نے امریکہ والوں سے اتحاد کر لیا ۔ (اور انگریز ملک امریکہ کو چھوڑ کر بخیر و عافیت گھر واپس آ ئے)

صاحبان آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی لیکچرار نے اپنی تقریر مناظرہ میں آیت و هوالذی کف ا يد هم عنكم و ايد يكم عنهم سے استدلال کیا تھا کہ فتح مکہ بغیر فوج کشی اور خونریزی کے ہوگئی تھی اسکا جواب کچھ تو میں نے اسی وقت مناظرہ میں دے دیا تھا اور کچھ اب دیتا ہوں

یہ آیت صلح حدیبیہ کے متعلق ہے نہ کہ فتح مکہ کے ۔ سلسلہ تاریخ کے لئے یاد

رکھئے کہ ٦ھ میں آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں چونکہ انبیاء کے خواب حق حق پورے اترتے ہیں اس لئے اسلئے آپ نے سفر عمرہ کی تیاری کا اعلان کر دیا قریباً ۱۴۰۰ اصحاب بھی ساتھ ہوئے جب آپ ﷺ مقام حدیبیہ پر پہنچے جو مکہ شریف سے قریباً ۹ میل کے فاصلہ پر ہے تو کفار مکہ نے مزاحمت کی اور مکہ شریف میں داخل ہونے سے روکا بہت کچھ ہونے ہوانے کے بعد صلح قرار پائی منجملہ شرائط کے یہ امر بھی تھا کہ آنحضرت ﷺ نے عمرہ کئے واپس چلے جائیں اور آئندہ سال عمرہ بجالائیں۔ آپ مدینہ کو واپس پھرے۔ راستے میں سورۃ انا فتحنا لك فتحاً مبیناً (پ ۲٦) اتری جس کی آیتوں میں سے وہ بھی ایک آیت ہے جو لیکچرار صاحب نے پیش کی اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں صلح حدیبیہ کا بغیر جنگ وخونریزی کے ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

بعض لوگوں کو خیال گذرا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں خواب سنایا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا ہے آپ نے سفر بھی کیا کفار سے صلح بھی ہوگئی، وہ کیوں نہ ہوا۔ چنانچہ بعض نے یہ امر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش بھی کر دیا آپ ﷺ نے جو کچھ جواب میں فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے مجھے اس کا وقت نہیں بتایا خواب میں طواف ہوتا دکھایا ہے سو ہوگا اور ہوگا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال ضرور ہوگا

خیر دوسرے سال ۷ ہجری میں حسب قرارداد صلح آنحضرت ﷺ عمرہ بجالانے کے لئے مکہ شریف آئے عمرہ کے سب ارکان بخوبی ادا کئے اور آنحضرت ﷺ کا خواب اور وعدہ الٰہی لتدخلن المسجدالحرام انشاء اللہ آمنین (سورہ فتح) پورا ہوا۔

اس کے بعد فتح مکہ کے لئے ۸ ہجری میں جو سفر آپ نے کیا اس کی تفصیل یوں ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت یہ بھی قرار پایا تھا کہ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ جس جانب کے ساتھ چاہے ہو جائے چنانچہ بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہو گئے اور بنی بکر کفار مکہ کے قصہ طویل ہے مختصر یہ کہ بنی بکر نے بنی خزاعہ کے آدمی مار ڈالے اور صلح کے پابند نہ رہے اس امر کی شکائت مدینہ میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں کی گئی آپ نے دس ہزار فوج کے ساتھ چڑھائی کی اور مکہ معظّمہ کو فتح کر لیا اور خدا کا وعدہ اذا جاء

نصر اللہ و الفتح پورا ہوا۔

اسی فتح مکہ کے متعلق یہ امر بھی ہے کہ صحابہ کرام نے سمجھا کہ اب آنحضرت ﷺ کا وطن مالوف آپ کو واپس مل چکا ہے کفر کا زور ٹوٹ گیا ہے عربستان آنحضرت ﷺ کے اقتدار میں آچکا ہے اب ہم کو آئندہ جنگ کی ضرورت نہیں جس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنی کمریں نہ کھولو گے (خطاب نوعی۔ ابراہیم) حتی کہ تمہاری امت کے آخری لوگ عیسی بن مریم کی معیت میں دجال سے نہ لڑیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۱ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۸۔ص ۳۔۵)

قادیانی واعظ:

مولوی عبد الرحیم صاحب ہمارے گاؤں موضع بھاگووال آئے الحمد للہ مولوی صاحب کے مواعظ حسنہ سے ہماری مسجد میں تگنے نمازی ہو گئے ہیں اللہ تعالی استقامت بخشے

مرزائی فرقہ تو ایسا سویا ہے کہ تاقیامت بیداری کی امید نہیں۔مولوی صاحب نے پہلے بھی مرزائیوں سے بڑی زبردست بحث کی تھی جس میں دو مرزائیوں نے توبہ کی تھی ایک کا نام جمہ اور ایک کا دین محمد ہے جس کے انگوٹھے لگا کر جناب کے پاس بھیج دیئے تھے۔اور اب بھی وعظ میں مرزائیوں کی خوب خبر لیتے ہیں۔

(محمد الدین موضع بھاگووال ضلع گورداسپور) (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۳)

باپ پر پوت گرو پر چیلا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

اس مثل کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بیٹے میں باپ کا جسمانی اثر فی الجملہ ہوتا ہے، تندرست کا تندرستی ، بیمار کا بیماری، اسی طرح گرو یا مرشد کا اثر چیلوں اور مریدوں پر فی الجملہ ضرور ہوتا ہے۔ اسی اصول سے ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی نبی کی امت میں بھی اس کا اثر خوب اچھی طرح ظہور پذیر ہوتا رہتا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی اپنے قصور علم کی وجہ سے کبھی یہ کہہ اٹھتے تھے ،اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں آئی نہ صحیح نہ ضعیف ۔، حالانکہ ہوتی تھی ۔ چنانچہ حمامۃ

البشریٰ اور چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے آسمان پر جانے آنے کا ثبوت کسی ضعیف روایت میں بھی نہیں ملتا حالانکہ امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں یہ حدیث موجود ہے۔

اسی طرح ان کے مریدین بھی اپنے تبحر علمی میں ایک واضح امر کا انکار کر جاتے ہیں۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۳ ستمبر میں بعنوان،

قادیانی امت کی حدیث دانی،

لکھا تھا۔اس کے صفحہ ۳ پر ایک حدیث ابوبکر بن ابی الدنیا محدث کی روایت سے بحوالہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۹ لکھی تھی اس کے جواب میں فاضل اڈیٹر پیغام صلح لاہور نے اپنے مرشد اور ہادی کی طرح لکھ دیا کہ اس نام کا کوئی محدث ہی نہیں (پیغام صلح لاہور ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

یہ سن کر ہمیں حیرت ہوئی کہ حافظ ابن کثیر جیسا محدث ابوبکر جیسے مشہور محدث سے ایک روایت نقل کرتا ہے اور قادیانی پیغمبر کا امتی اردوخوان علامہ اڈیٹر پیغام صلح انکار کرتا ہے اب ہم مانیں تو کس کو؟

اس فیصلے کیلئے ہم نے تذکرۃ الحفاظ میں تلاش کیا تو وہاں فوراً ہم کو مل گیا:

ابن ابی الدنیا المحدث العالم الصدوق ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن ابی الدنیا القرشی الاموی صاحب التصانیف سنۃ ثمان۔ (جلد ۲ ص ۲۴۸)

یعنی ابوبکر بن ابی دنیا سنہ ... میں پیدا ہوئے بہت سی تصانیف کے مصنف ہیں

ناظرین! یہ ہے ان لوگوں کا سرمایہ علم جس پر ان کو اتنا ناز ہے کہ دنیا میں کسی کو اپنا ہمسر نہیں جانتے۔ آہ:

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

یہ تو اس روایت کا بنیادی انکار تھا کہ ابوبکر بن ابی الدنیا کوئی محدث ہوا ہی نہیں، دوسری وجہ اس سے بھی عجیب اور ضحکۃ الصبیان ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ مدرسہ عربی کے نحومیر پڑھنے والے طلبا یہ وجہ سن کر سارا دن ہنستے ہنستے اپنا سبق حرج کر لیں

گے ۔فاضل اڈیٹر پیغام صلح لکھتے ہیں کہ اس روایت میں جو یہ لفظ آیا ہے:

یدخل اهل الجنة الجنة علی طول آدم علی حسن یوسف و علی میلاد عیسی ۔

یہ غلط ہے کیونکہ فعل کے متعلق حرف جارہ مکرر سہ کرر نہیں آیا کرتا (۱۲۔اکتوبر)

خدا جانے فاضل اڈیٹر صاحب کا کیا مطلب ہے بظاہر جو لفظوں سے مفہوم ہوتا ہے وہ تو بالکل غلط ہے۔

اڈیٹر صاحب آپ نے درود تو پڑھا ہوگا سنیئے ، اسی طرح ہے نہ؟ اللهم صل علی محمد و علی آل محمد ۔ اس میں ایک ہی جارہ دو دفعہ آیا ہے یا نہیں؟ لیجئے تین دفعہ بھی سنئے اور اپنے امیر قوم علامہ فہامہ کو بھی سنایئے ۔ ہاں ہاں بلکہ اپنی جماعت کے کل علماء عربی دانوں کو ایک جا جمع کر کے سنایئے اور مرد میدان بن کر ہمارے پیش کردہ حوالہ کا مثل سابق انکار کر دیجئے ۔ سنئے:

و لله العزة و لرسوله و للمومنین ۔

ایک ہی حرف جارہ جتنی دفعہ ایک ہی فعل سے متعلق ہوا ہے۔ ذرا شمار کر کے بتایئے گا۔ پس آسان جواب یہ ہے کہ صاف کہہ دیجئے گا کہ یہ عبارت ہم نے کسی کتاب میں نہیں پڑھی ۔بس یہی ایک جواب کافی ہے۔ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دینا تمہارے سلطان القلم کا حوالہ بھی موجود ہے۔

لیجئے ہم آپ پر احسان کرتے ہیں کہ آپ کو اس دعوی کے اثبات کے لئے نحو کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں پوچھتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آپ علم نحو میں بھی اسی عالم فاضل سے مستفیض ہوں گے جس نے اپنی تجدید کے اثر سے ر أت کا مفعول بہ مرفوع لکھا جس کا شعر ہے:

أ آخیت ذئبا عایثا او ابا الوفا
أ وافیت مُدًا او رأیت امرتسرٗ

ہاں ہاں اسی عرب بلکہ متعرب سے مستفید ہوں گے جس کے نزدیک علم صرف کے صیغے مونث اور مذکر سب ایک ہیں جس کا ایک شعر ہے:

فقلت لك الويلات يا ارض جولرا
لعِنتِ بملعون و انت تدمّر

سبحان اللہ! ارض جو لڑا (گولڑے کی زمین) لعنتِ اور انتَ تینوں مونث مگران کا فعل تدمر مذکر

دہلی کے ایک بامذاق شاعر کا شعر بڑا لطیف تھا:

از چلچل تو پائے من زار شد کچل
من خود نے چلم تو اگر مے چلی تو چل

مگر مجدد صاحب قادیانی کا اعجازی قصیدہ مندرجہ اعجاز احمدی شعر مذکور سے بھی لطیف تر ہے۔

یہ قصہ ہمارے مضمونکی ایک تمہید ہے اس سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ ہم بتا دیں کہ قادیانی امت بہر دوگروہ علم وفضل میں کہاں تک درجہ کمال رکھتی ہے۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ تحقق مسائل میں اس امت کو کیا درجہ نصیب ہے۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمارے مکرم دوست ماسٹر غلام حیدر صاحب پنشنر سرگودھا، قادیانی امت کے انگریزی ترجمہ قرآن کی تنقید کر رہے ہیں چنانچہ ان کی طرف سے ۷ نمبر نکل چکے ہیں ان کے جواب میں اڈیٹر پیغام صلح لاہور ایک جگہ لکھتا ہے:

ماسٹر (غلام حیدر) صاحب نے تو سنی سنائی ہی باتیں یاد کی ہوئی ہیں اگر ماسٹر صاحب اس روایت ہی کو پڑھ لیتے جو کتاب استیعاب سے مدارج النبوۃ میں نقل ہوئی ہے کہ بعد نزول سورہ نساء جس میں آیت ما صلبوہ وارد ہوئی ہے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (جو بدری صحابی تھے) آنحضرت ﷺ کے قاصد ہوکر مقوقس والی سکندریہ کے پاس جو عیسائی تھا نامہ مبارک آنحضرت ﷺ لیکر گئے تو مقوقس نے ان سے یہ اعتراض کیا کہ اگر تمہارا صاحب نبی ہے تو اس نے کیوں خدا سے دعا نہ کی کہ اس کو مکہ سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ اس پر حاطب ؓ نے فرمایا حضرت عیسی بھی تو نبی تھے انہوں نے کیوں نہ دعا کی کہ دار پر نہ کھینچے جاتے، تو یہ کبھی نہ کہتے کہ حضرت علامہ سید نا محمد علی صاحب مسیح کے صلیب پر کھینچے جانے میں نصاری کے مقلد ہیں۔

(پیغام صلح لاہور۔ ۵۔ اکتوبر ۱۹۲۱ء ص ۳)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ کتاب استیعاب سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتہ نے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے کا اعتراف کیا ہے۔

آیئے ہم استیعاب میں اس مضمون کو تلاش کریں مگر پیش کرنے سے پہلے ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر وہ اپنے اندر صداقت پاتے ہیں تو آئیں استیعاب کو بیچ میں رکھ ہمارے ساتھ فیصلہ کریں:

تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

پس سنیئے! الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں یوں مذکور ہے:

قال بعثنی رسول الله ﷺ الی المقوقس ملك الاسكندرية فجئته بكتاب رسول الله ﷺ فانزلنی فی منزلة واقمت عنده ليالی ثم بعث الیّ و قد جمع بطارقه فقال الی اسألك بكلام احب ان تفهمه منی قال قلت هلم قال اخبرنی عن صاحبك اليس هو نبياً قلت بلی هورسول الله قال فما له حيث كان هكذا لم يدع علی قومه حيث اخرجوه من بلدة الی غيرها فقلت له فعيسی ابن مريم اتشهد انه رسول الله فما له اخذه قومه فارادوا صلبه ان لا يكون دعا عليهم بان يهلكهم الله حتی رفعه الله اليه فی سماء الدنيا۔ قال احسنت انت حكيم جاء من عند حكيم (ص ١٣٤)

حاطب نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اسکندریہ کے حاکم مقوقس کے پاس بھیجا میں نے آنحضرت ﷺ کا خط اسکو پہنچایا اس نے مجھے اپنے مکان میں اتارا میں اس کے پاس کئی روز ٹھہرا رہا۔ ایک روز اس نے اپنے مذہبی علماء کو بلا کر مجھے بھی مجلس میں بلایا اور کہا کہ میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تو وہ بات میری اچھی طرح سمجھ لو۔ میں نے کہا فرمایئے، کہا تو مجھے اپنے صاحب کی طرف سے بتا کیا وہ نبی ہے۔ میں نے کہا ہاں وہ رسول اللہ ہیں۔ یہ سن کر مقوقس نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کی قوم نے اسکو اس کے شہر سے نکال دیا تھا تو اس نے ان پر بدعا کیوں نہ کی؟ میں (حاطب) نے کہا حضرت عیسیٰ کی بابت آپ شہادت دیتے

ہوں گے کہ وہ رسول اللہ تھے پھر کیا وجہ ہے کہ جب ان کو ان کی قوم نے پکڑ کر سولی پر چڑھانا چاہا تو انہوں نے ان پر اس مضمون کی بدعا کیوں نہ کی کہ خدا ان کو تباہ کر دیتا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف پہلے آسمان میں اٹھا لیا۔ یہ جواب سن کر مقوقس نے کہا تو نے بہت اچھا جواب دیا تو بڑا حکیم (دانا) ہے اور بڑے دانا کے پاس سے تو آیا ہے۔

یہی روایت خصائص کبری جلد ۲ ص ۱۴ پر بعینھا انہی لفظوں سے موجود ہے۔

احمدی دوستو! کیا ہم امید رکھیں کہ تم لوگ اپنے ہی پیش کردہ حوالہ کو سامنے رکھ کر ہمارے ساتھ فیصلہ کر لو گے؟ واقعات گذشتہ سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ تم لوگ مدینہ کی ایک شریف قوم کی طرح خیر نا و ابن خیرنا کہہ کر فوراً اپنے قول کے برخلاف شر نا و ابن شر نا کہنے لگ جایا کرتے ہو پس اگر تم نے اپنے حوالہ استیعاب کے مطابق حضرت عیسی کی زندگی اور آسمان پر جانے کے مسئلے کا فیصلہ استیعاب سے ہمارے ساتھ نہ کیا تو ہمارا دعوی ثابت ہوگا، اگر کر لیا تو ہمارا غلط۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ئمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ جلد ۱۹ نمبر ۹ ص ۱۔۳)

لاہوری مرزائی اور مرزا صاحب

جناب مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

ہمارا پختہ خیال ہے اور بالکل حق ہے کہ لاہوری جماعت احمدیہ سنت نبویہ سے تو الگ تھی ہی، مرزائی اصول سے بھی بہت پرے ہٹ گئی ہے یہاں تک کہ وہ ان احادیث کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں جن کو جناب مرزا صاحب آنجہانی نے نہایت مزے کی حالت میں خود اپنے مطلب کے لئے پیش کیا ہوتا ہے چنانچہ ان کا رسالہ، اشاعت اسلام، بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۱ء اس وقت میرے سامنے ہے اس کے اخیر میں ایک عنوان ہے: حد درجہ کی لاعلمی ۔۔ اس کے ضمن میں اڈیٹر (خواجہ کمال الدین) صاحب نے بیان کیا کہ ولائتی اخبار السٹریٹڈ کرانیکل میں اسلام کے متعلق کچھ غلط گوئیاں شائع ہوئیں کسی (محمدی) مسلمان نے خدا اس کو جزائے خیر دے، ان غلط بیانیوں کا جواب

لکھا۔ ان میں سے ایک یہ ہے یہ ہے کہ اخبار مذکور کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حضرت مسیح کی نسبت کوئی علم نہیں تھا۔

اسکا جواب محمدی مجیب صاحب نے یہ دیا کہ یہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے آپ (ﷺ)، حضرت مسیح کو خدا کا رسول اور اپنے سے دوسریدرجہ پر مانتے تھے اور مسلمانوں کے عقیدہ کیمطابق حضرت مسیح دوبارہ آئیں گے تو انہیں دفن کرنے کیلئے روضہ مبارک میں جگہ رکھی ہوئی ہے۔

خواجہ کمال الدین اڈیٹر رسالہ اشاعت اسلام کو یہ جواب مرزائیت کیخلاف نظر آیا تو انہوں نے باوجود علم حدیث سے مطلقاً ناواقف ہونے کے محمدی مجیب صاحب کی تغلیط کرتے ہوئے یوں رقم طرازی شروع کر دی:

اس موقع پر ہم مضمون نگار کو دو باتوں سے آگاہ کر دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے یہ کہیں دعویٰ نہیں کیا کہ آپ کا رتبہ حضرت مسیح سے بلند ہے بلکہ اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ اس قسم کی تفریقات سے باز رہیں۔ یہ حضرت نبی کریم ﷺ کے وسعت قلب کی دلیل ہے۔ دوم، نبی کریم کے مقبرہ میں حضرت مسیح کے دفن ہونے کے لئے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی (ص ۶۹۶)

شکر ہے کہ خواجہ صاحب نے سرے سے اس امر ہی سے انکار نہیں کر دیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا پر آئیں گے اور صرف قبر کی جگہ کے انکار پر اکتفا کی لیکن ہم ان کو بتلاتے ہیں کہ محمدی مجیب صاحب کو آگاہ کرتے کرتے خواجہ صاحب خود کتنے بھکے کہ مرزا صاحب کے مایہ ناز و سرمایہ راحت امر کو بھی بھول گئے۔ بغور سنئے:

ا۔ آنحضرت ﷺ نے سید ولد آدم ہونے کا دعویٰ کیا احادیث میں مذکور ہے (مشکوۃ)
اور انبیاء میں تفریق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں جیسا کہ چھٹے پارے کے شروع میں ہے۔ ایک کا دوسرے سے افضل ہونا موجب تفریق نہیں کیونکہ اس میں تو خود قرآن شریف کی نص صریح موجود ہے۔ پارہ ۳ کی پہلی آیت میں اور سورہ بنی اسرائیل کے رکوع نمبر ۱۰ کو دیکھو

خیر اگر اس پر بھی آپ کو قناعت نہ ہو تو یوں سمجھ لیجئے کہ اگر فضیلت انبیاء

کا مسئلہ موجب تفریق ہے تو جناب مرزا صاحب کے اس شعر کے کیا معنی :

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔اس سے بہتر غلام احمد ہے

اوران کے حق میں جو یہ ترانہ نہایت ذوق وشوق سے گایا جاتا ہے اسکا کیا مطلب ہے

سب اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل

یہ مصطفیٰ ہمارا یہ دلربا ہمارا

اب سنا یئے آپ کے خیال میں حضرت مسیح سے برتری کا دعوی ہے اگر آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا اوراس کا نام تفریق ہے اور یہ ممنوع ہے تو مرزا صاحب نے جو حضرت مسیح سے برتری کا ادعا کیا ہے ، اس کے رو سے مرزا صاحب کا کیا حشر؟ افسوس آپ لوگوں کے دلوں سے ایمان تو گیا ہی تھا۔ دماغوں سے عقل بھی جاتی رہی۔ کیا آپ ان باتوں کے ہوتے بھی مرزا کو ہادی ومجدد مانتے رہیں گے۔

۲۔حضرت عیسی کے دفن کی جگہ کے متعلق بھی احادیث میں فیصلہ ہو چکا ہے خود جناب مرزا صاحب منکوحہ آسمانی اور محبوبہ لاثانی محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ کے حاشیہ پر جس حدیث کو پیش کرتے ہیں اسی حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں فیدفن معی فی قبری یعنی حضرت عیسی میرے پہلو میں میرے مقبرے میں دفن کیئے جائیں گے۔

سنا یئے ابھی معلوم ہوا یا نہ کہ آنحضرت ﷺ حضرت عیسی کے مدفن کے متعلق خود فرما رہے ہیں اور مرزا صاحب اس حدیث کو صحیح جان کر محمدی بیگم کے نکاح کے لئے دستاویز بناتے ہیں۔

اب یہ بھی لیجئے کہ داخل حجرہ نبویہ ایک قبر کی جگہ بھی باقی پڑی ہے چنانچہ مشکوۃ میں ابومودود کی روایت سے عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ عیسی بن مریم ، محمد ﷺ کے پاس دفن ہوں گے اس کے بعد ابومودود راوی حدیث جومدینہ طیبہ کا باشندہ ہے کہتا ہے و قد بقی فی البیت موضع قبر ۔یعنی حجرہ نبویہ میں ایک قبر کی جگہ باقی پڑی ہے۔،

یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے خاکسار خود جن ۱۳۳۰ھ میں مشرف زیارت مسجد نبوی ہوا تو داخل حجرہ نبویہ ایک قبر کی جگہ خالی پائی اس امر میں خاکسار کی ایک

مستقل تصنیف الخبر الصحیح موجود ہے جس میں پورا نقشہ بتایا گیا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۳۔۴)

مناظرہ چک لوٹاں ۔ پنجاب

مولوی محمد حسین صاحب طالب علم روپڑ، ضلع انبالہ سے لکھتے ہیں:

۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء کو اہل حدیث اور مرزائیوں کے مابین چک لوٹاں نزد روپڑ میں ایک مناظرہ ہوا۔ اہل حدیث کی طرف سے حافظ عبداللہ روپڑی اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول راجیکی اور منشی قاسم علی تھے تقریباً ۱۲ بجے دن کاروائی شروع ہوئی

مرزائی مناظر مولوی غلام رسول نے مسئلہ حیات وممات اور صداقت مرزا پر تقریر کی۔ اور کہا کہ یہ دو مسئلے بہت ضروری ہیں، اور مرزا صاحب کا سچا یا جھوٹا ہونا اس پر موقوف ہے۔

اس کے جواب میں حافظ عبداللہ روپڑی نے کہا کہ جب ہر دو مسائل حیات وممات عیسی وصداقت مرزا اور دعوی نبوت کا انجام ومآل ایک ہی ہے یعنی مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعوی نبوت میں سچے ہیں یا جھوٹے، تو پھر حیات وممات عیسی کو ضروری مبحث ٹھہرانا کیا معنی رکھتا ہے۔ میرے نزدیک ایک ہی مسئلہ مجوث عنہ یعنی صداقت مرزا اور دعوے نبوت مقرر ہونا چاہیے۔

اس پر مرزائی مناظر نے کہا کہ ہر دو مسائل ہی پر بحث ہونا ضروری ہے، اور یہاں کے لوگ بھی ان ہر دو مسائل کو مبحث قرار دے چکے ہیں۔ دوسرے ممات عیسی سے آسامی بھی خالی ہو جائے گی جس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی مسیح موعود کرنا درست ہوگا۔

اس کے جواب میں حافظ عبداللہ روپڑی نے کہا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ بحث حیات وممات مسیح سے صرف صدق وکذب مرزا صاحب مقصود ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں تو پھر صداقت مرزا کو مبحث بنانے سے کیوں گریز کیا جاتا ہے؟

باقی رہا یہ امر کہ یہاں کے لوگ ان ہر دو مسائل پر بحث ہونا مقرر کر چکے

ہیں، سو اس کا جواب یہ ہے عوام لوگ کیا جانیں کہ بحث میں مقصودی مسئلہ کون سا ہوتا ہے؟ مسئلہ کی تعیین کرنا مناظرین کا کام ہے نہ کہ عوام کا۔

اور یہ کہنا آسامی خالی ہونے سے دعوی مرزا صاحب درست ہوگا، یہ بالکل غلط ہے، اس لئے کہ اگر بفرض محال عیسی فوت بھی ہو گئے ہوں تب بھی مرا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی مسیحیت میں سچے نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا تعالی کو قدرت و طاقت ہے کہ عیسی کو زندہ کر کے پھر قرب قیامت کو دنیا میں بھیج دے۔ اور یہ بات ممکن ہے چنانچہ قرآن شریف میں دو واقعت ایسے ہی ذکر کئے گئے ہیں جن سے اس امکان کی پوری تصدیق ہوسکتی ہے۔ ایک واقعہ عزیز کا ہے دوسرا واقعہ اصحاب کہف کا۔ پہلے کی نسبت فرمایا

فا ما ته الله مأة عام ثم بعثه (اللہ نے مارا اس کو سو برس، پھر زندہ کردیا اسکو)

دوسرے کی نسبت فرمایا

و لبثوا فی کهفهم ثلا ث مأة سنین و ازدادوا تسعاً

(الکهف: ۲۵) (یعنی ٹھہرے وہ اپنے غار میں تین سو سال سے زیادہ)،

پھر ان کو زندہ کیا، یعنی جگا دیا۔ پس یہ غیر وخلاف نہیں، اگر خدا تعالی عیسی فوت شدہ کو بھی قرب قیامت کے بھیج دے۔ لیکن ہمارے اعتقاد میں تو عیسی بنص قرآنی واحادیث صحیحہ زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور دجال کو قتل کریں گے۔

اس کے جواب میں مرزائی مناظر نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ قصہ عزیر میں اما ته الله کے معنی سلا دینا ہے اور موت کے کئی معنی آتے ہیں۔ بلکہ کشفی طور سے اس نے اپنے آپ کو مردہ خیال کیا، اور مار کر زندہ کر دینا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

حتی اذا جاء احد هم الموت قال رب ار جعون (المومنون: ۹۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرکر کوئی زندہ نہیں ہوتا۔ اور مولوی صاحب آسمان کا لفظ بخاری میں دکھا دیں تو سو روپیہ مجھ سے لے لیں۔ اور مسیح اسرائیلی مرگیا ہے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

و الذین یدعون من دون اله لا یخلقون شیئاً و ھم یخلقون
اموات غیر احیاء و ما یشعرو ن ایا ن یبعثو ن۔(النحل:۲۰۔۲۱)

یعنی جولوگ پوجے جاتے ہیں وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں۔

پس عیسیٰ بھی پوجے گئے وہ بھی مردہ ہیں زندہ نہیں۔

اس کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا کہ قرآن شریف موجود ہے۔ اس میں کہیں یہ نہیں کہ عزیز نے کشفی طور پر اپنے آپ کو مردہ خیال کیا، بلکہ آئت مذکورہ میں فعل امات کا فاعل اللہ ہے۔اور موت کے کئی معنی جو بیان کئے ہیں اس کو سلانے کے معنی پر کون سا قرینہ ہے؟ کیونکہ لفظ مشترک کے لئے قرینہ ہونا ضروری ہے۔ بغیر تعین قرینہ آیت میں سلانے کا معنی کرنا بالکل غلط ہے اور یہ کہنا کہ کسی کو مار کر خدا کا زندہ کرنا خلاف قانون قدرت ہے، یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جب قرآن شریف سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات اپنی قدرت کا اظہار کرنے کے لئے اس ہستی میں مردہ، زندہ کر دیئے ،تو پھر اس کو خلاف قانون قدرت کہنا بالکل باطل اور مغالطہ دہی ہے۔ اور مناظر صاحب نے جو آئت پڑھی ہے اس میں عام قانون قدرت کا ذکر ہے اور قصہ عزیر اور اصحاب کہف کا ایک خاص واقعہ ہے جو اس کے خلاف نہیں، کیونکہ عام اور خاص میں کوئی تضاد اور تعارض نہیں۔مرزائی صاحبان قرآنی تعلیم سے محض بے خبر ہیں۔اور یہ کہنا کہ بخاری شریف سے نزول من السماء کا لفظ دکھا دیں تو مجھ سے سو روپیہ لے لیں۔سو روپیہ آپ میدان میں رکھ دیں۔ یہ لفظ بخاری شریف سے میں ثابت کر دیتا ہوں۔

اس کہنے پر مرزائی قاسم علی نے چند نوٹ ایک اپنے ہم خیال کو دیئے۔فوراً حافظ صاحب نے حدیث بیہقی پڑھ کر سنائی جس کے الفاظ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم من السماء و اما مکم ۔اور فرمایا کہ امام بیہقی نے حدیث کو روائت کر کے بخاری شریف کا بھی حوالہ دیا ہے پس امام بیہقی نے ضرور کوئی نسخہ بخاری شریف کا پایا ہے جس میں من السماء کا لفظ موجود ہے گو مطبوعہ بخاری میں یہ لفظ نہیں ہے۔مگر نسخہ ابن عساکر میں یہ روایت موجود ہے۔اس کی مثال میں آپ کو قرآن شریف سے پیش کرتا ہوں۔ سنئے! قرآن کو اللہ عزوجل نے سات قرأت پر

اتارا ہے جیسا کہ کتب احادیث میں موجود ہے اور وہ سات قرأتیں بعض مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں مگر مطبوعہ قرآن میں ایک ہی قرأت موجود ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر قرأتیں قرآن شریف کی نہیں ہیں۔ ایسے ہی مطبوعہ بخاری میں گو یہ لفظ نہیں ہیں مگر نسخہ ابن عساکر میں لفظ من السماء کا موجود ہے۔

بس یہ سنتے ہی مرزائی مناظر اور منشی قاسم علی کے ہوش باختہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے بخاری کے متعلق نہیں کہا تھا، بلکہ قرآن کے متعلق کہا تھا۔

اس پر سامعین نے ان کی تکذیب کی، اور کہا کہ تم نے بخاری ہی کے متعلق ایسا کہا تھا مگر مرزائی صریحاً انکار کر گئے۔

پھر حافظ صاحب نے تقریر شروع کی اور کہا جو آیت مرزائی مناظر نے ممات عیسی پر پیش کی ہے اس میں کسی جگہ عیسی کا ذکر نہیں ہے۔ اور جو نتیجہ نکالا گیا ہے کہ عیسی پوجے گئے اس لئے وہ زندہ نہیں، یہ بالکل غلط ہے کیونکہ فرشتے بھی پوجے گئے ہیں۔ چاہیے کہ ان کو بھی زندہ نہ کہا جائے۔ دوسرے اموات جمع میت کی ہے۔ میت کا اطلاق قرآن شریف میں زندوں پر بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا انك ميت و انهم ميتون۔ اور جس وقت یہ آیت اتری اس وقت آپ ﷺ اور کفار حیات تھے۔ باعتبار آئندہ کے انہیں میت کہا گیا۔ پس لفظ اموات سے زمانہ ماضی میں سب کو مردہ خیال کرنا غلط ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں عیسی کو علیحدہ کہا گیا ہے کما قال اللہ تعالی و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبّه لهم و ان الذين ا ختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم ا لا اتباع الظن و ما قتلو ه يقينا ۔ بل رفعه الله اليه و كا ن الله عز يز ا حكيما(النساء :۱۵۷-۱۵۸) ان آیات میں قطعی فیصلہ کر دیا گیا کہ عیسی نہ قتل ہوئے، نہ سولی دیئے گئے، بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا، اور جو مرزائی بل رفعه الله کا معنی عزت کی موت یا طبعی موت کے کرتے ہیں وہ صریح تحریف قرآنی ہے۔ کیونکہ لغت عرب میں رفع کے معنی طبعی موت یا عزت کی موت کے نہیں ہیں، بلکہ حیات عیسی پر مشکوۃ شریف میں ایک صریح روایت بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسی قرب قیامت کو آئیں گے، اور نکاح کریں گے، اور میرے مقبرے میں دفن ہوں گے، پس مرزا صاحب مسیح موعود کبھی نہیں

ہو سکتے ۔ کیونکہ آپ مطابق اس حدیث کے مدینہ منورہ میں دفن نہ ہوئے بلکہ لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے ۔ آپ کو تمام عمر میں حج اور زیارت مدینہ منورہ نصیب نہ ہوئی۔

دوسرے روز بحث صداقت مرزا پر تھی ۔ لیکن مرزائی مناظر میدان میں نہیں آئے ۔ اس مناظرہ کا بہت اچھا اثر ہوا اور دس بارہ آدمی جو مرزائی ہونے والے تھے بچ گئے ۔ اور ایک مرزائی مسمی خان محمد نے توبہ بھی کی ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۔ جلد ۱۹ نمبر ۹ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۱ء ص ۴ ۔ ۶)

☆☆☆☆☆

و الصلوة و السلام علی خیر خلقه محمد
و علی آله و صحبه اجمعین۔
و الحمد لله رب العالمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین